عالمِ برزخ
کے
عبرت انگیز واقعات
حافظ مومن خان عثمانی
دار الکتاب

عالم برزخ

کے

عبرت انگیز واقعات

مولانا مومن خان عثمانی

دارالکتاب
کتاب مارکیٹ، غزنی اسٹریٹ،
اردو بازار، لاہور۔ 7235094

نام کتاب : عالم برزخ کے عبرت انگیز واقعات

تصنیف : مولانا مومن خان عثمانی

ناشر : دارالکتاب، کتاب مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

طابع : نیر اسد پرنٹرز، لاہور

سن اشاعت : مارچ، 2005

قیمت : 150 روپے

قانونی مشیر ____________ باہتمام

مہر عطاء الرحمٰن، ایڈووکیٹ ہائی کورٹ، لاہور — حافظ محمد ندیم

فون: 0300-4356144, 7241866

فہرست مضامین

.... انتساب

والد مرحوم کے نام جن کی محنتوں اور دعاؤں کی وجہ سے آج بندہ قلم و قرطاس سے تعلق جوڑنے کے قابل ہے۔ جو ساڑھے تین سال کی طویل علالت کے بعد ۲۱ اگست ۲۰۰۱ کو اس دارِ فانی سے کوچ کر کے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ہیں۔

اے شانِ کریمی انہیں مایوس نہ کرنا
ٹھکانہ ان کا فردوس اعلیٰ میں بنا دینا
جنت کا باغ بنا دے ان کی قبر کو یا ربّ
اپنی رحمت کا انہیں مژدہ سنا دینا

حرف آغاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

دنیا کی مختصر سی زندگی کے بعد ہر انسان موت کی گھاٹی کو عبور کرتا ہوا عالم برزخ میں پہنچ جاتا ہے۔ یہ ایسی حقیقت ہے جس میں انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔ ہر انسان روزانہ اپنی آنکھوں کے سامنے جنازوں کو اٹھتا ہوا، قبروں کو بنتا ہوا اور ان میں انسانوں کو دفن ہوتا ہوا دیکھتا ہے۔ جاہل سے جاہل، مغرور سے مغرور، طاقتور سے طاقتور انسان بھی اس حقیقت کو جھٹلا نہیں سکتا۔ انسان کی عبرت کے لئے یہی چیز کافی تھی کہ دنیا کی بے ثباتی اور ناپائیداری انسان کے دل و دماغ میں بیٹھ جاتی اور انسان دنیا پرستی کو چھوڑ کر خدا پرستی کی طرف اپنا رخ موڑ دیتا۔ بقول جوش ملیح آبادی مرحوم ؎

جا کسی تربت پہ نظر ڈال بہ عبرت
کھل جائے گی تجھ پہ تیری دنیا کی حقیقت
عبرت کے لئے ڈھونڈ کسی شاہ کی تربت
اور پوچھ کدھر ہے وہ تیری شان حکومت
کل تجھ میں بھرا تھا جو غرور آج کہاں ہے
اے کاسۂ سر بول تیرا تاج کہاں ہے

مگر دنیا کی ریل پیل سے کھیلنے والوں، تاج و تخت پر دھندنانے والوں، قوت و طاقت کے نشے میں مدہوش ناز و حسن کے نخرے بازوں کو قبر کی اندھیر کوٹھڑی میں دفن کرتا ہوا، مٹی کے ذرات میں تبدیل ہوتا ہوا، خوبصورت اجسام کو ریزہ ریزہ ہو کر خاک میں اڑاتا ہوا، معطر ابدان کو بدبو کا ڈھیر محسوس کرتا ہوا، مال و دولت کے نشئی کو بے بسی کی تصویر بنتا ہوا، ظالم و جابر ڈکٹیٹر و آمر حکمران کو کفن کے کپڑوں میں کستا ہوا، دن رات بولنے والے کو چپ چاپ دیکھتا ہوا، آبادی کو

قبرستان میں تبدیل ہوتا ہوا دیکھ کر بھی جب کوئی انسان سبق حاصل نہیں کرتا۔ حقیقت کی آنکھیں نہیں کھولتا تو پھر اللہ تعالیٰ بعض اوقات قبر کے اندر والے معاملات، قبر کی ہولناکیاں، عالم برزخ کی سختیاں اور وہاں کے انعامات دکھا کر انسان کو جھنجھوڑتا ہے۔ انسان کے دل و دماغ پر پڑے ہوئے مادیت کے پردوں کو سرکاتا ہے، غفلت کی نیند سے انسان کو بیدار کرتا ہے کہ جسے تو مٹی کا تودہ سمجھتا ہے وہ صرف مٹی کا تودہ نہیں بلکہ یہ دو گز زمین یا تو جہنم کا گڑھا ہے یا جنت کا باغ ہے اور اس کا تعلق انسان کے اپنے اختیار کردہ اعمال سے ہے۔ انسان چاہے تو اس مختصر سی جگہ میں اپنے لئے نعمتیں، آسائشیں جمع کر سکتا ہے اور اگر چاہے تو اسی جگہ میں اپنے لئے سانپ بچھو، آگ انگارے اور رسوائی کا سامان بھی مہیا کر سکتا ہے۔ موجودہ دور کی مادہ پرستی نے انسان کو ان چیزوں سے یکسر غافل کر دیا ہے ورنہ ایک دور وہ بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ؐ کے بتائے ہوئے ارشادات پر اتنا پختہ یقین تھا کہ حضرت عثمانؓ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو بہت روتے یہاں تک کہ آنسوؤں سے ان کی داڑھی تر ہو جاتی۔ ان سے پوچھا گیا، یہ کیا بات ہے کہ آپؓ جنت اور دوزخ کو یاد کرتے ہیں تو نہیں روتے اور قبر کی وجہ سے اس قدر روتے ہیں؟ آپؓ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ پس اگر بندہ اس سے نجات پا گیا تو آگے کی منزلیں اس سے زیادہ آسان ہیں اور اگر قبر کی منزل سے بندہ نجات نہ پا سکا تو اس کے بعد کی منزلیں اس سے زیادہ سخت اور کٹھن ہیں۔ نیز رسول اللہ ﷺ یہ بھی فرماتے تھے کہ میں نے کوئی منظر نہیں دیکھا مگر یہ کہ قبر کا منظر اس سے زیادہ خوفناک اور شدید ہے۔

(ترمذی/ ابن ماجہ)

اور ایک آج کا مادہ پرستی کا دور ہے کہ قبر کو میت کے دفنانے کے بعد خوب سجا دیا جاتا ہے، ماربل اور ٹائل لگا کر قبر کو اوپر سے خوب سے خوب تر بنا دیا جاتا ہے، پھول اور ہاروں سے اس کو اور دلکش بنا دیا جاتا ہے مگر پتہ نہیں اس کے اندر کیا ہو رہا ہے؟ میت پر کیا گزر رہی ہے، وہ کن مصائب و پریشانیوں میں مبتلا ہے، وہ کس قدر دکھ درد میں گرفتار ہے، اس پر کیا خوفناک بلائیں

مسلط ہیں۔

علامہ ابن قیم فرماتے ہیں۔ آہ بظاہر قبروں پر مٹی ہے مگر ان کے اندر عذاب و حسرتوں کے انبار ہیں، ان پر مٹی یا منقش پتھروں کی عمارات ہیں لیکن اندر مصائب و آفات ہیں جن میں حسرتیں کھول رہی ہیں جیسے ہانڈیوں میں کھانا کھولتا ہے اور انہیں کھولنا بھی چاہئے۔ انسان کے اور اس کی خواہش و تمناؤں کے درمیان قبروں کے مصائب حائل ہیں۔ اللہ کی قسم! قبر میں ایسی جامع وعظ ہے کہ جس نے کسی اور واعظ کے لئے کوئی بات نہیں چھوڑی۔ قبروں سے آواز آ رہی ہے کہ اے دنیا میں رہنے والو! تم نے ایسا گھر آباد کر رکھا ہے جو بہت جلد تم سے چھن جائے گا اور اس گھر کو اجاڑ رکھا ہے جس میں تم تیزی سے منتقل ہو رہے ہو۔ تم نے ایسے گھر آباد کر رکھے ہیں جن میں دوسرے رہیں گے اور فائدہ اٹھائیں گے اور وہ گھر اجاڑ رکھے ہیں جن میں تمہیں دائمی زندگی گزارنی ہے۔ دنیا دوڑ دھوپ کا عمل فراہم کر کے رکھنے کا اور کھیتی کی پیداوار مہیا کرنے کا گھر ہے۔ اور قبر عبرتوں کا مقام ہے۔ یہ یا تو باغیچۂ جنت ہے یا جہنم کا خطرناک گڑھا ہے۔

(کتاب الروح ۱۴۸)

آج کل تو بعض قبروں پر بڑے بڑے گنبد اور فلک بوس عمارتیں تعمیر کی جاتی ہیں مگر پتہ نہیں صاحب قبر پر کیا گزر رہی ہے۔ درحقیقت قبر کی اصلی حالت کا صاحب قبر کے سوا کسی کو پتہ نہیں چلتا۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ لوگوں کو عبرت دلانے کے لئے حالات قبر کی کوئی جھلک زندہ انسانوں کو دکھا دیتے ہیں تاکہ انہیں اس وحشتناک منزل کی فکر لاحق ہو جائے اور اسے سنوارنے کے لئے انہیں دنیا کے دھندوں سے نکلنے کا موقع میسر ہو۔ اسی ضرورت کو سامنے رکھ کر میں نے حالات برزخ کے واقعات کو جمع کیا ہے۔ اگرچہ ان میں سے بعض واقعات کا تعلق کشف و کرامات اور خوابوں سے ہے۔ حالانکہ کشف و کرامات اور خواب شرعی مسائل کے ثبوت میں حجت نہیں ہوتے مگر ترغیب و ترہیب کے لئے ان میں عبرت کا سامان ضرور ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان واقعات کو راقم الحروف سمیت تمام قارئین کے لئے سامان

عبرت بنا کر گناہوں سے توبہ تائب ہونے کا سبب بنائے۔

قبر پر الحمد پڑھ کر دوست سے میں نے کہا
ہم گریباں چاک ماتم میں تیرے اے یار ہیں
شاد ہے کچھ تو بھی زیر خاک اے نازک بدن
شمع روشن ہے گلوں کے قبر پر انبار ہیں
کیا ہوا مرنے کے بعد اے راہی ملک عدم
لوگ کیسے ہیں وہاں کے اور کیا اطوار ہیں
منزلیں نزدیک ہیں یا دور ہیں کیا حال ہے؟
راہ میں کچھ بستیاں ہیں، شہر یا بازار ہیں
جس محل میں جا کے تو اترا ہے اے رنگین ادا
کس طرح کا قصر ہے کیسے درودیوار ہیں
پھول ہیں کس رنگ کے، پتے ہیں کس انداز کے
مرغ زریں بال ہیں یا عنبریں منقار ہیں
اہل صحبت کون ہیں کیا گفتگو کا طرز ہے
خوش بیاں یا خوش فہم ہیں یا کہ بدگفتار ہیں
بات کرنے کی صدا اصلاً کبھی آتی نہیں
کس طرح کے لوگ ہیں سوتے ہیں یا بیدار ہیں
قبر سے آئی ہے صدا اے دوست بس خاموش رہ
ہم اکیلے ہیں یہاں احباب نہ اغیار ہیں

وہ ہمارا پیکر نازک جو تجھ کو یاد ہو
آج خاک قبر پر اس کے منوں انبار ہیں
اب زیادہ بات کر سکتے نہیں تو گھر کو جا
دل میں آزردہ نہ ہونا کیا کریں لاچار ہیں

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهٗ دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ سِرَّهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ اَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ۔

العبد
ابووقاص محمد مؤمن خان عثمانی
فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
و وفاق المدارس العربیہ پاکستان
مدرس مدرسہ عربیہ مخزن العلوم
مرکزی جامع مسجد فاروق اعظم کھٹائی
تحصیل اوگی ضلع مانسہرہ
۲۷/۱۰/۲۰۰۴ء
۱۲/۹/۱۴۲۵ھ

☆عالم برزخ قرآن کی روشنی میں

الھٰکم التکاثر ☆ حتیٰ زرتم المقابر ☆ کلا سوف تعلمون ☆ ثم کلا سوف تعلمون ☆ (سورہ التکاثر آیت ۱ تا ۴)

''تم لوگوں کو زیادتی کی حرص اور فخر نے غافل کر دیا ہے یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں بہت جلد (قبروں میں جاتے ہی) معلوم ہو جائے گا پھر ہرگز (یہ چیزیں قابل فخر) نہیں تمہیں بہت جلد (قبروں سے نکلتے ہی) معلوم ہو جائے گا۔''

اس آیت کے متعلق حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ ہم عذاب قبر کے بارہ میں شک کیا کرتے تھے، چنانچہ یہ سورۃ نازل ہوئی اور ہمارا شک دور ہو گیا۔ نیز علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ اس پر ایمان لانا واجب اور اس کی تصدیق کرنا ضروری ہے۔

(تفسیر قرطبی ج ۲۰ ص ۱۱۸)

اس سورۃ کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ سے بھی منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ مکرر فرمایا ہے کہ عنقریب تم جان لو گے تو اس سے مراد دو عذاب ہیں۔ اول عذاب قبر اور دوسرا عذاب آخرت۔ (التذکرۃ القرطبی ص ۱۵۲)

ومن اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا ونحشره یوم القیٰمة اعمیٰ (طٰه آیت ۱۲۴)

جو شخص میری نصیحت سے روگردانی کرے گا تو اس کی زندگی تنگ ہوگی اور ہم اس کو قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ضنکاً سے مراد عذاب قبر ہے۔ (تفسیر قرطبی ج ۱۱ ص ۱۲۴)

یثبت اللّٰه الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیٰوة الدنیا وفی

الاٰخرة (سورہ ابراھیم آیت ۲۷)

''اللہ تعالیٰ مومنوں کو صحیح بات کہنے کی توفیق اور اس پر استقلال بخشتا ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔''

حضرت شیبہؒ فرماتے ہیں کہ یہ آیت عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۸۳)

براء بن عازبؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مومن (بندہ) جب اپنی قبر میں بٹھایا جائے پھر وہ شہادت دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ ہیں تو یہ خدا تعالیٰ کے اس فرمان کی تعبیر ہے۔

یثبت اللّٰه الذین امنو۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۸۳)

اس کے علاوہ قرآن پاک میں عذاب قبر کے متعلق آیات یہ ہیں۔ (سورۃ الطور، آیت ۴۵/ ۴۷۔ سورۃ انفال، آیت ۳۲۔ سورۃ المومن آیت ۴۵/ ۴۶)

☆عالم برزخ حدیث کی روشنی میں

اسماء بنت ابوبکرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خطبے کے لئے کھڑے ہوئے تو آپؐ نے قبر کے فتنے کا ذکر کیا جہاں انسان آزمائش میں ڈالا جائے گا۔ جب حضور ﷺ اس کا ذکر کر رہے تھے تو مسلمانوں کی ہچکیاں بندھ گئیں۔

(بخاری ج ۱ ص ۱۳۸، نسائی ص ۲۹۰)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی اس نے عذاب قبر کا ذکر چھیڑ دیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے حضورؐ سے اس کے متعلق دریافت کیا۔ آپؐ نے فرمایا، ہاں عذاب قبر حق ہے۔ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا پھر میں نے کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ آپؐ نے کوئی نماز پڑھی ہو اور

اس میں عذاب قبر سے خدا تعالیٰ کی پناہ نہ چاہی ہو۔

حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے، سورج غروب ہو چکا تھا۔ اس وقت آپ ؐ کو ایک آواز سنائی دی (یہودیوں پر عذاب قبر) پھر آپ ﷺ نے فرمایا، یہودیوں پر ان کی قبروں میں عذاب قبر ہو رہا ہے۔

(بخاری ج ۱ص ۱۸۴)

حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کافر پر اس کی قبر میں ننانوے اژدھے مسلط کئے جاتے ہیں جو قیامت تک اس کو نوچتے اور ڈستے رہیں گے۔ ان میں سے اگر ایک بھی زمین پر پھونک مارے تو زمین پر کوئی سبزہ نہ اگ سکے۔

(ترغیب وترہیب ج ۴ص ۱۹۶)

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شب معراج میں میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے، اپنے منہ اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے جبرائیلؑ سے دریافت کیا کہ یہ لوگ کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھاتے تھے اور لوگوں کی آبرو ریزی کرتے تھے۔

(ابو داؤد ج ۲ص ۳۲۱)

 ☆..........☆

☆ مشرکین کا انجام

عن ابی زید بن ثابت رضی الله عنه بینما النبی ﷺ فی حائط لبنی النجار علی بغلة له ونحن معه اذ حادت به فكادت تلقيه واذا أقبر ستة أو خمسة أو أربعة فقال من يعرف أصحاب هذه الأقبر فقال رجل أنا فقال متى مات هؤلاء قال ماتوا فى الاشراک فقال ان هذه الأمة تبتلى فى قبورها فلو لا أن لا تدافنوا لدعوت الله أن يسمعكم من عذاب القبر الذى أسمع

"روایت ہے زید بن ثابتؓ سے کہ نبی ﷺ بنی النجار کے باغ میں گئے۔ آپؐ خچر پر سوار تھے اور ہم لوگ آپؐ کے ساتھ تھے۔ یکا یک خچر وہاں سے اس طرح گھبرا کر ہٹا کہ آپ گرنے کے قریب ہو گئے۔ وہاں پر پانچ، چھ یا چار قبریں تھیں۔ آپؐ نے پوچھا، کوئی پہچانتا ہے ان قبر والوں کو؟ ایک صحابیؓ نے کہا، میں ان کو جانتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا، کس حالت میں یہ مرے ہیں؟ کہا، شرک کی حالت میں۔ پھر آپؐ نے فرمایا، اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ تم مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ تم کو عذاب قبر سنا دے جیسا کہ میں سنتا ہوں۔" (مسلم ابن ابی شیبہ/شرح الصدور ۹۸)

☆ پیشاب سے صفائی نہ کرنے اور چغل خوری کا انجام

عن ابن عباس رضی الله عنه أن رسول الله ﷺ مر على قبرين فقال انهما ليعذبان وما يعذبان فى كبير أما أحدهما فكان لا يستنزه من البول وأما الآخر فكان يمشى بالنميمة ثم أخذ جريدة رطبة فشقها باثنين

فجعل على كل قبر واحدة فقالوا يا رسول الله لم فعلت هذا قال لعله يخفف عنهما ما لم تيبسا. (بخاری ج۱ ص۱۸۴، شرح الصدور ۶۹)

''روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ گزرے دو قبروں کی طرف اور فرمایا، ان کو عذاب دیا جا رہا ہے اور کسی بڑے امر میں نہیں دیا جا رہا۔ ان میں سے ایک مردہ پیشاب سے صفائی نہ رکھتا تھا اور دوسرا لوگوں کی چغل خوری کرتا تھا۔ پھر آپؐ نے درخت خرما کی ایک شاخ کو پھاڑ کر دونوں کی قبر پر رکھ دیا۔ صحابہؓ نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ نے کس لئے ایسا کیا؟ فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ جب تک تازہ رہے گی اس وقت تک عذاب کی تخفیف رہے گی۔'' یعنی شاخ جب تک تازہ رہے گی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرے گی، اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ عذاب میں تخفیف کرے گا)

☆ان کو قبر دبا رہی ہے

عن يعلى بن مرة رضى الله عنه قال مررت مع النبى ﷺ على مقابر فسمعت ضغطة فى قبر فقلت يا رسول الله سمعت ضغطة فى قبر قال وسمعت يا يعلى قلت نعم قال فانه يعذب فى يسير من الأمر قلت وما هو قال كان يمشى بين الناس بالنميمة وكان لا يتنزه البول ثم ذكر قصة الجريدة.

''یعلی ابن مرہؓ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ ایک قبرستان میں گیا اور قبر کے ضغطہ یعنی تنگ ہو جانے کی آواز سنی۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں نے قبر کی آواز سنی ہے۔ آپؐ نے فرمایا، تم نے سنا۔ میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا، یہ مردہ لوگوں کی چغل خوری کرتا تھا اور پیشاب

سے صفائی نہ کرتا تھا۔ (شرح الصدور ۶۹)

☆ان دو جرموں کی سزا

عن ابن مسعود رضى الله عنه ان النبى ﷺ قال أمر بعبد من عباد الله أن يضرب فى قبره مائة جلدة فلم يزل يسئل الله ويدعوه حتى صارت واحدة فامتلأ قبره عليه نارا فلما ارتفع عنه أفاق فقال علا ما جلدتمونى قالوا انك صليت صلوة بغير طهور ومررت على مظلوم فلم تنصره.

''روایت ہے ابن مسعودؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص متقی پرہیزگار تھا۔ جب اس کا انتقال ہوا اور دفن کر کے سب لوگ روانہ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے عذاب کے فرشتہ کو حکم دیا کہ اس کو درے مارو۔ فرشتہ نے درہ مارنے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا میں اللہ تعالیٰ کا تعبدار اور عبادت گزار بندہ ہوں، پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ حکم ہوا کہ اس کو پچاس درے مارو، پھر دعا کی اور درہ میں کمی ہوئی، یہاں تک کہ حکم ہوا کہ ایک درہ مارو۔ فرشتہ نے ایک درہ مارا کہ اس کی قبر آگ سے بھر گئی اور عذاب قبر میں مبتلا ہوا۔ جب کچھ افاقہ ہوا تو فرشتہ سے پوچھا کہ مجھ کو کس گناہ کے عوض میں درہ مارا گیا؟ فرشتہ نے جواب دیا کہ ایک دن تو نے بغیر وضو کے نماز پڑھی تھی اور تو ایک مظلوم کے پاس سے گزرا، وہ فریاد کرتا تھا تو نے اس کی مدد نہ کی۔ (شرح الصدور ۷۱)

☆آگ کی مقراضوں سے چمڑے کاٹے جا رہے تھے

عن أبى موسى الاشعرى ان رسول الله ﷺ قال رأيت رجالا تقرض جلودهم بمقاريض من نار قلت ما شان هؤلاء قال هؤلاء الذين

یتزینون الی ما لا یحل لهم ورأیت جبا خبیث الریح فیه صیاح قلت ما هذا قال هن نساء یتزین الی ما لا یحل لهن ورأیت قوما اغتسلوا فی ماء الحیات قلت ما هؤلاء قال هم قوم خلطوا عملا صالحا و آخر سیئا.

"روایت ہے ابوموسیٰ اشعریؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں نے خواب میں چند مردوں کو دیکھا کہ ملائکہ ان کے گوشت کو آگ کی قینچی سے کاٹتے ہیں۔ میں نے پوچھا، یہ کون لوگ ہیں؟ کہا، یہ وہ لوگ ہیں جو اچھے اچھے کپڑے پہن کر ناجائز کام میں جاتے تھے اور میں نے دیکھا ایک کنواں سخت بدبودار نہایت گندگی والا ہے اس میں سے شور و فریاد کی آواز آتی ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ کہا، یہ وہ عورتیں ہیں کہ اچھے اچھے کپڑے پہنتی تھیں ناجائز کام کے واسطے اور میں نے دیکھا کچھ لوگوں کو (کہ آدھا بدن ان کا خوبصورت ہے اور آدھا بدن انتہا درجہ کا بدصورت) ان لوگوں نے آب حیات میں غسل کیا (تمام بدن ان کا خوبصورت ہو گیا اور بدصورتی جاتی رہی) میں نے پوچھا، یہ کون لوگ ہیں؟ کہا، یہ وہ لوگ ہیں کہ دنیا میں اچھے کام کرتے تھے اور کچھ برے کام بھی (اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو بخش دیا)"

(درمنثور ۳/۴۷۲، شرح الصدور ۲۷)

☆ حضورؐ کے مشاہداتِ عذاب

روایت ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہ:

نبی ﷺ نے ایک دن نماز فجر سے فارغ ہو کر فرمایا۔ رات میں نے خواب دیکھا کہ دو فرشتے میرے پاس آئے اور میرے دونوں بازو پکڑ کر آسمانی دنیا پر لے گئے۔ یہاں ایک فرشتہ کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں ایک بھاری پتھر ہے اور ایک آدمی کے سر پر وہ

پتھر مارتا ہے، ایسی سخت مار کہ اس کا دماغ اور دونوں طرف کا کلہ دور جا کر گرتا ہے۔ جب فرشتہ پتھر اٹھانے جاتا ہے تب تک اس کا دماغ اور دونوں طرف کا کلہ درست ہو جاتا ہے اور پھر پتھر مارتا ہے۔ میں نے اپنے ساتھ والے فرشتوں سے پوچھا، یہ کیسا آدمی ہے؟ اس نے کہا آگے چلئے۔ میں آگے بڑھا، ایک فرشتہ کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں لوہے کی سیخ ہے جس کا سر ٹیڑھا بنا ہے، ایک آدمی اس کے سامنے ہے۔ اس کے منہ میں داہنی طرف سے سیخ ڈال کر کان تک پھاڑتا ہے، پھر بائیں طرف جاتا ہے اور سیخ منہ میں ڈال کر کان تک پھاڑتا ہے۔ اتنے عرصہ میں داہنا منہ درست ہو جاتا ہے۔ میں نے فرشتوں سے پوچھا، یہ کیسا آدمی ہے؟ کہا آگے چلئے۔ میں آگے بڑھا، ایک نہر خون کی دیکھی، وہ ایسے جوش و خروش سے جاری ہے جیسے دیگ چولہے پر جوش مارتی ہے۔ اس نہر میں آدمیوں کی ایک جماعت ہے جو ننگے بدن ہیں اور نہر کے کنارے فرشتے ہیں، ان کے ہاتھ میں پتھر ہے۔ جب وہ جماعت تیرتی ہوئی کنارے پر آتی ہے، فرشتے پتھر مارتے ہیں، وہ پتھر ان کے منہ میں گھس جاتا ہے، پتھر کے صدمہ سے لوگ نہر میں نیچے اور بہت دور جا رہتے ہیں۔ میں نے پوچھا، کہ کیسے لوگ ہیں؟ کہا آگے چلئے۔

میں آگے بڑھا، ایک مکان دیکھا جس کے نیچے کا حصہ کشادہ اور اوپر کا حصہ تنگ ہے مثل تنور کے اور آگ سے بھرا ہوا ہے۔ اس میں ایک جماعت آدمیوں کی ہے، ننگی اور بے ستر ہے اور شور و فریاد کرتی ہے، ان سے سخت بدبو آتی ہے۔ میں نے پوچھا، یہ کیسے لوگ ہیں، کہا آگے چلئے۔ میں آگے بڑھا، ایک سیاہ ٹیلہ دیکھا، اس پر ایسے آدمی ہیں جن کے نیچے سے آگ بھڑکتی ہے اور ان کے منہ اور ناک اور کان اور آنکھ سے آگ کا شعلہ نکلتا ہے۔ میں نے پوچھا، یہ کیسے لوگ ہیں؟ کہا آگے چلئے۔ میں آگے بڑھا، دیکھا کہ یہاں آگ دور تک جلتی ہے، اس پر ایک خوفناک فرشتہ مقرر ہے، کوئی شعلہ اڑ کر باہر جاتا ہے وہ فوراً جمع کرتا

ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا آگے چلئے۔

میں آگے بڑھا، ایک باغ نہایت سبز دیکھا، طرح طرح کے پھول کھلے ہیں، اس میں نہایت خوبصورت ایک بوڑھے آدمی بیٹھے ہیں، ایسا خوبصورت کوئی نہیں ہو سکتا۔ ان کے آس پاس بہت سے لڑکے ہیں۔ اس باغ میں ایک درخت ہے اس کے پتے بڑے بڑے ہاتھی کے کان کے مثل ہیں۔ میں اوپر گیا جہاں تک اللہ نے چاہا وہاں میں نے مکانات دیکھے، اچھے اچھے عمدہ خوبصورت جو موتی اور زبرجد سبز اور سرخ یاقوت کے بنے تھے۔ پوچھا یہ کیسے مکانات ہیں؟ کہا آگے چلئے۔ جب آگے بڑھا تو ایک نہر ملی، اس پر دو پل سونے اور چاندی کے تھے اور دونوں کناروں پر اچھے اچھے محل تھے، ان سے اچھا کوئی محل نہیں ہو سکتا۔ موتی اور زبرجد سبز اور یاقوت سرخ کے بنے تھے، کنارے پر پیالے اور لوٹے رکھے تھے۔ میں نے پوچھا، یہ کیا ہے؟ کہا اس میں جا کر دیکھئے۔ میں اس کے کنارہ پر گیا اور ایک پیالہ نہر سے پانی نکالا اور پیا، شہد سے زیادہ میٹھا اور دودھ سے زیادہ سفید تھا اور مکھن سے زیادہ ملائم اور پاکیزہ تھا۔ (اب میں نے فرشتوں سے کہا، آج کے جو عجائبات ہم نے دیکھے ہیں، ان کو بیان کرو)

☆ بے وقت نماز پڑھنے والوں کا انجام

انہوں نے کہا، جن کے سر کچلے جاتے تھے اور دماغ کے کلے دور جا کر گرتے تھے، یہ وہ لوگ ہیں جو عشاء کی نماز نہ پڑھتے تھے اور باقی نمازوں کو بے وقت پڑھتے تھے، یہ عذاب ان پر قیامت تک کرتے رہیں گے۔

☆ چغل خوری، غیبت، جھوٹ اور فساد پھیلانے والوں کا انجام

اور جس کا منہ سیخ سے پھاڑتے تھے، یہ وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں کے درمیان

چغل خوری کرتے تھے اور جھوٹ اور غیبت سے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالتے اور فساد کرتے تھے، یہ عذاب ان کو قیامت تک کرتے رہیں گے۔

☆ سود خور کا انجام

اور جو خون کی نہر میں غوطہ لگاتے تھے اور ان کے منہ میں پتھر بھرتے تھے، یہ وہ لوگ ہیں جو سود کھاتے تھے، یہ عذاب ان کو قیامت تک کرتے رہیں گے۔

☆ زناکار کا انجام

اور جو مرد عورتیں ننگے آگ کے تنور میں تھے، یہ وہ لوگ ہیں جو زنا کرتے تھے، یہ عذاب ان کو قیامت تک کرتے رہیں گے۔

☆ لواطت کرنے والوں کا انجام

اور جو سیاہ ٹیلہ پر ہیں اور ان کے منہ اور ناک اور کان اور آنکھ سے آگ کا شعلہ نکلتا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو عمل قوم لوط کا کرتے تھے، فاعل اور مفعول دونوں، یہ عذاب ان کو قیامت تک کرتے رہیں گے اور جو آگ دور تک جلتی ہے، وہ جہنم ہے۔

☆ جنت کے عجائبات

اور جو باغ سرسبز ہے، وہ جنت عدن ہے اور بوڑھے آدمی حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور جو لڑکے ان کے گرد ہیں، وہ مسلمانوں کے بچے ہیں جو بچپن میں مر گئے تھے اور وہ درخت سدرۃ المنتہیٰ ہے اور نہر کے کنارے جو محل ہیں، وہ انبیاءؑ، اور صدیقین اور صلحاء، اور صالحین کے محل ہیں اور وہ نہر حوضِ کوثر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عنایت کی ہے اور وہ محل آپ کا ہے اور آپ ﷺ کے اہل بیت کا۔ (ابن عساکر ۶ ☆ ۱۸، درمنثور ۶/ ۲۹، شرح الصدور ۲۰۷)

☆ فائدہ

علماء نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ عذاب قبر حق ہے، ہر شخص کو اپنے عمل کے موافق عذاب قبر کا مزہ چکھنا ہے۔ اس واسطے کہ انبیاء کا خواب بھی وحی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور حق ہے اور آپ ؐ نے فرمایا ہے کہ یہ عذاب قیامت تک ان پر کیا جائے گا۔

☆ ایسی خطرناک سزائیں

روایت ہے کہ ابوامامہؓ سے کہ:

متوجہ ہوئے ایک دن رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کی طرف بعد نماز صبح کے اور فرمایا۔ میں نے خواب دیکھا ہے، یہ حق اور سچا ہے، اس کو سمجھو اور یاد کرو۔ ایک شخص میرے پاس آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر لے چلا۔ راستہ میں ایک بہت اونچا ایک پہاڑ ملا، مجھ سے کہا، اس پر چڑھئے۔ میں نے کہا، میں چڑھ نہیں سکتا۔ کہا میں آپ کے واسطے پہاڑ کو نرم کر دیتا ہوں، پھر جب نرم کر دیا تو میں نہایت آسانی سے اس کے اوپر چڑھ گیا۔

☆ وعدہ خلافی کا انجام

میں نے دیکھا کہ یہاں مرد اور عورتیں ہیں جن کے منہ دونوں طرف سے کان تک پھاڑے گئے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ کہا، یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے تھے اور کرتے نہیں تھے یعنی وعدہ کر کے پورا نہیں کرتے تھے۔

☆ لوگوں کے گھروں میں جھانکنے والوں کا انجام

ہم لوگ آگے چلے، دیکھا کہ یہاں مرد اور عورتیں ہیں، ان کی آنکھ اور کان میں سیسہ پگھلا کر ڈالتے ہیں۔ میں نے کہا، یہ کون لوگ ہیں؟ کہا، یہ وہ لوگ ہیں جو سوراخ سے لوگوں کے گھروں میں جھانکتے تھے اور جو بات سننے کی نہ تھی اس کو کان لگا کر سنتے تھے۔

☆ بچوں کو اپنا دودھ نہ پلانے والی عورتوں کا انجام

ہم لوگ آگے چلے تو دیکھا کہ عورتوں کو پیر باندھ کر اوندھے منہ لٹکاتے ہیں اور ان کے سینہ میں اژدہے کاٹتے ہیں۔ میں نے پوچھا، یہ کون لوگ ہیں؟ کہا، یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنے بچوں کو بھوکا رکھتی تھیں اور دودھ نہیں پلاتی تھیں۔

☆ وقت سے پہلے روزہ افطار کرنے والوں کا انجام

ہم لوگ آگے چلے، دیکھا کہ مردوں اور عورتوں کے پاؤں باندھ کر اوندھے منہ لٹکائے ہیں، یہ لوگ کالا کیچڑ اور گندا پانی چاٹتے ہیں۔ میں نے پوچھا، یہ کون لوگ ہیں؟ کہا، یہ وہ لوگ ہیں کہ روزے رکھتے اور وقت سے پہلے افطار کرتے تھے۔

☆ زنا کرنے والوں کا انجام

ہم لوگ آگے چلے، ایک جماعت مردوں اور عورتوں کی دیکھی جو نہایت بدصورت اور بدشکل تھی، ان کا لباس بہت بدتر تھا، ان سے ایسی بو آتی تھی جیسے بخار کے بعد پسینہ کی بدبو ہوتی ہے۔ میں نے پوچھا، یہ کون ہیں؟ کہا، یہ زانی مرد اور زانی عورتیں ہیں۔

☆ کافروں کا انجام

ہم لوگ آگے چلے، کچھ مردوں کو دیکھا کہ ان کے بدن اور کل اعضاء پھولے ہوئے ہیں اور بہت گندی بدبو ہے، میں نے پوچھا، یہ کون لوگ ہیں؟ کہا، یہ کافروں کی لاشیں ہیں۔

☆ مسلمانوں کا اچھا انجام

ہم لوگ آگے چلے، کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے پڑے ہیں۔ میں

نے پوچھا، یہ کون لوگ ہیں؟ کہا، یہ مسلمانوں کی لاشیں ہیں۔ ہم آگے چلے گئے، دیکھا کہ دو نہریں جاری ہیں، اس میں لڑکے لڑکیاں کھیلتے ہیں۔ میں نے پوچھا، یہ کون لوگ ہیں؟ کہا، یہ مسلمانوں کی اولادیں ہیں۔

☆صدیقین، شہداء اور صالحین کا اچھا انجام

ہم نے آگے کچھ لوگوں کو دیکھا، ان کے چہرے روشن چمکتے اور صاف ستھرے کپڑے پہنے اور خوشبو سے معطر تھے۔ میں نے پوچھا، یہ کون لوگ ہیں؟ کہا، یہ لوگ صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں۔ (فتح الباری ۳/۴۴۱، شرح الصدور ۴۷)

☆شبِ معراج کے مشاہدات

عن علیؓ قال دخلت علی النبی ﷺ انا و فاطمة ووجدناه یبکی بکاءً شدید افقلت فداک ابی امی یا رسول اللہؐ ما الذی ابکاک قال یا علی لیلة اسری بی الی السماء رائیت نساء امتی یعذبن بانواع العذاب فبکیت لما رائیت من شدة عذابهن ورائیت امرة معلقة بشعرها یغلی دما غها ورائیت امرة معلقة بلسانها والحمیم یصیب فی حلقها ورائیت امراۃ قد شدت رجلاها الی ثدییها ویداها الی نا صیتها ورائیت امراۃ معلقة بثدییها ورائیت امراۃ راسها راس خنزیر وبدنها بدن حمارٌ علیها الف الف لون من العذاب ورائیت امراۃ علی صورة الکلب والنار تدخل من فیها وتخرج من دبرها والملکة یضربون راسها بمقامع من نار فقامت فاطمةؓ وقالت حسبی وقرة عینی ما کان اعمال هؤلاء حتی وضع علیهن العذاب فقال رسولؐ اللہ ﷺ یا بنیة اما المعلقة بشعرها فانها لا تغطی شعرها من

الرجال واما التی کانت معلقة بلسانها فانها کانت توذی زوجها واما المعلقة بثدییها فانها کانت تفسد فراش زوجها واما لتی تشد رجلاها الی ثدییها ویداها الی نا صیتها وقد سلط علیها الحیات والعقارب فانها کانت لا تنظف بدنها من الجنابة والحیض وتستهزئ بالصلوٰة واما التی راسها راس خنزیر وبدنها بدن حمار فانها کانت نمامة کذابة واما التی علی صورة الکلب والنار تدخل من فیها وتخرج من دبرها فانها کانت منانة حسادة۔ (کتاب الکبائر للذهبی)

"حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں اور فاطمہؓ آنحضرت ﷺ کے گھر تشریف لے گئے جب ہم حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آنحضرت ﷺ رو رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، آپؐ کو کس چیز نے رلایا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، میں نے شب معراج کی رات اپنی امت کی عورتوں کو جہنم کے اندر مختلف قسم کے عذابوں میں گرفتار دیکھا۔ اس عذاب کی شدت اور ہولناکی کے تصور سے مجھے رونا آیا۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا جو بالوں سے لٹکی ہوئی تھی اور اس کا دماغ ہنڈیا کی طرح پک رہا تھا اور ایک عورت کو دیکھا کہ وہ زبان کے بل لٹکی ہوئی تھی۔ ایک اور عورت کو اس طرح دیکھا کہ اس کے پاؤں سینے سے بندھے ہوئے تھے اور ہاتھ پیشانی سے بندھے ہوئے تھے۔ ایک اور عورت کو دیکھا کہ وہ چھاتیوں کے بل لٹکی ہوئی تھی۔ ایک اور عورت کو اس حالت میں دیکھا کہ اس کا چہرہ خنزیر کی طرح تھا اور باقی جسم گدھے کی طرح تھا اور مختلف قسم کے عذابوں میں مبتلا تھی۔ ایک اور عورت کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ کتے کی شکل میں ہے اور اس کے منہ کے راستے سے جہنم کی آگ داخل ہو رہی ہے اور پاخانہ

کے راستے سے آگ نکل رہی ہے اور عذاب دینے والے فرشتے جہنم کے گُرز سے اس کو مار رہے ہیں۔

حضرت فاطمہؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا، میری آنکھوں کی ٹھنڈک! میرے ابا جان! ان پر یہ عذاب کون سے اعمال کی وجہ سے ہو رہا تھا؟ آنحضرت ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا۔

☆ بے پردگی کا انجام

جس عورت کو میں نے سر کے بالوں کے ذریعہ جہنم میں لٹکا ہوا دیکھا وہ عورت نامحرم مردوں سے اپنے سر کے بال نہیں چھپاتی تھی۔

☆ زبان درازی کا انجام

اور جو عورت زبان کے بل جہنم میں لٹکی ہوئی تھی، وہ زبان درازی کر کے اپنے شوہر کو تکلیف پہنچایا کرتی تھی۔

☆ ناجائز تعلقات کا انجام

اور جو عورت چھاتیوں کے بل لٹکی ہوئی تھی، وہ شادی شدہ ہونے کے باوجود دوسرے مردوں سے ناجائز تعلقات رکھتی تھی۔

☆ صفائی نہ کرنے اور نماز کے ساتھ استہزاء کرنے کا انجام

اور جس عورت کے دونوں پاؤں سینے سے بندھے ہوئے تھے اور دونوں ہاتھ پیشانی سے بندھے ہوئے تھے اور سانپ بچھو اس پر مسلط تھے، وہ دنیا میں جنابت اور حیض سے پاک صاف رہنے کا اہتمام نہیں کرتی تھی اور نماز کے ساتھ استہزاء کا معاملہ کرتی تھی۔

☆ جھوٹ بولنے اور چغل خوری کا انجام

اور جس کا سر خنزیر کی طرح اور باقی جسم گدھے کی طرح تھا، وہ جھوٹ بولنے والی اور چغل خوری کرنے والی تھی۔

☆ حسد کرنے اور احسان جتلانے کا انجام

اور جو عورت کتے کی شکل میں تھی اور اس کے منہ سے آگ داخل ہو رہی تھی اور پاخانے کے راستے سے باہر نکل رہی تھی اور فرشتے جہنم کے گرز سے اس کی پٹائی کر رہے تھے، وہ حسد کرنے والی اور احسان جتلانے والی تھی۔

☆......☆ ☆......☆

☆ابو جہل ملعون کا انجام

عبداللہ بن عمرؓ بیان فرماتے ہیں کہ:

میں ایک دفعہ مقام بدر سے گزر رہا تھا، اچانک ایک آدمی گڑھے سے نمودار ہوا، اس کی گردن میں زنجیر تھی۔ اس نے مجھے پکارا، اے عبداللہ! مجھے پانی پلادے۔ پتہ نہیں کہ اس نے مجھے پہچان کر میرا نام لیا یا مجھے عبداللہ کہہ کر پکارنے کی وجہ یہ تھی کہ عرب کے لوگ ہر اجنبی شخص کو اسی طرح پکارا کرتے تھے۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک دوسرا آدمی بھی اسی گڑھے سے نکلا، اس کے ہاتھ میں ایک کوڑا تھا، اس دوسرے شخص نے مجھے پکار کر کہا، اے عبداللہ! اس کو پانی نہ پلانا کیونکہ یہ کافر ہے۔ اس کے بعد اس دوسرے آدمی نے اپنے کوڑے سے پہلے شخص کو مارنا شروع کیا، یہاں تک کہ مارتے مارتے اس کو گڑھے میں واپس لوٹا دیا۔ یہ واقعہ دیکھ کر میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، واقعہ کی تفصیل بتائی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، کیا تو نے ایسا دیکھا ہے؟ میں عرض کیا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا، جو شخص گڑھے سے پہلے نمودار ہوا تھا وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ابو جہل تھا، اسی طرح اس کو قیامت تک عذاب ہوتا رہے گا۔

(المعجم الاوسط للطبرانی ۶/۳۳، مجمع الزوائد ۳/۶۰، موت کا جھٹکا ۲۰۶)

☆پیشاب میں بے احتیاطی اور پیاسے کو پانی نہ دینے والے کا انجام

عبداللہ بن عمرؓ اپنا ایک دوسرا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:

میں ایک سفر میں جا رہا تھا کہ دورِ جاہلیت کی قبروں میں سے ایک قبر پر گزر ہوا۔ اچانک ایک قبر میں سے ایک آدمی نکلا، وہ آگ کے شعلوں میں گھرا ہوا تھا اور اس کی گردن میں آگ کی ایک زنجیر تھی۔ میرے پاس پانی کا ایک مشکیزہ تھا۔ اس نے مجھے دیکھ کر کہا، اے عبداللہ! ذرا مجھے پانی پلادے۔ اتنے میں ایک شخص اسی قبر میں سے نکل کر کہنے لگا۔ اے عبداللہ! اس کو ہرگز پانی نہ پلانا، یہ کافر ہے۔ پھر اس نے زنجیر پکڑ کر اس کو قبر میں لوٹا دیا۔

عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں، راستے میں یہ واقعہ دیکھ کر میں آگے بڑھا اور رات کے وقت ایک بڑھیا کے مکان میں ٹھہر گیا، اس کے مکان کے سامنے کچھ دوری پر ایک قبر تھی۔ میں نے رات کو اس قبر سے ایک آواز سنی، آواز سے یہ الفاظ ظاہر ہو رہے تھے۔

بول وما بول شن و ما شن.

''پیشاب کون سا پیشاب...... مشک اور کون سی مشک۔''

آواز سن کر میں نے بڑھیا سے پوچھا، یہ کس کی قبر ہے اور کیسی آواز ہے؟ اس نے جواب دیا، اس قبر کا مردہ میرا خاوند ہے، جب پیشاب کرتا تھا تو احتیاط نہیں کرتا تھا۔ میں بار بار سمجھاتی رہی کہ تم جانوروں سے بھی بدتر ہو کہ اونٹ جب پیشاب کرتا ہے تو ٹانگیں پھیلا دیتا ہے تاکہ پیشاب سے بچے اور تو ذرا بھی احتیاط نہیں کرتا اور اب اس کا یہ انجام ہے کہ جب سے مرا ہے برابر بول وما بول چلایا کرتا ہے یعنی پیشاب اور کون سا پیشاب، وہی جس سے احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے عذاب اٹھا رہا ہوں۔

ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس بڑھیا سے پوچھا کہ شنٌ وَ مَا شنٌ کیوں پکار رہا ہے؟ اس پر بڑھیا نے جواب دیا کہ ایک دن ایک پیاسا شخص اس کے پاس آیا اور اس نے پانی مانگا، اس نے ایک خالی مشک کی طرف اشارہ کر کے کہا، اس میں پانی بھرا ہوا ہے، لے لو۔ پیاسے نے مشک کو دیکھا تو اس میں ایک قطرہ بھی نہ تھا، پیاس کی شدت سے وہ گر کر مر گیا۔ جب سے میرے خاوند کا انتقال ہوا شن و ماشن پکارا کرتا ہے یعنی ہائے وہ مشک جو میرے عذاب کا سبب بنی۔

عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ جب میں اس سفر سے لوٹا اور اس سرگزشت کی تفصیل

آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کی، آپؐ نے اسی وقت نصیحت فرمائی کہ کوئی شخص اکیلا سفر نہ کرے۔ (من عاش بعد الموت لابن ابی الدنیا، موت کا جھٹکا ۲۰۷، شرح الصدور ۲۰۷)

☆عذاب قبر کا ایک اور واقعہ

ہشام بن عروہ اپنے باپ عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سوار مکہ اور مدینہ کے درمیان جا رہا تھا، اچانک ایک قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے اس نے دیکھا کہ ایک آدمی قبر سے باہر نکلا، وہ آگ میں جل بھن رہا تھا اور لوہے کی زنجیر میں جکڑا ہوا تھا۔ اس نے کہا، اے شخص مجھ پر ذرا پانی چھڑک دے۔ اتنے میں ایک دوسرا شخص اسی قبر سے نکل آیا اور اس نے چیخ کر کہا، اے اللہ کے بندے! اس پر پانی نہ چھڑکنا، یہ واقعہ دیکھ کر سوار بے ہوش ہو گیا۔ جب صبح ہوئی تو اس کے تمام بال سفید ہو چکے تھے۔ جب اس واقعہ کی خبر امیر المومنین حضرت عثمانؓ کو دی گئی تو آپؓ نے فرمایا کہ لوگ تنہا سفر نہ کریں۔

(کتاب القبور، لابن ابی الدنیا، موت کا جھٹکا ۲۰۸، شرح الصدور ۲۰۷)

☆مردے کو کالا سانپ لپٹا ہوا تھا

عبداللہ بن ہشام کا بیان ہے کہ:

میں ایک مردہ کو غسل دینے گیا، جب میں نے غسل دینے کے لئے اس کے منہ سے کپڑا سرکایا تو دیکھا کہ اس کی گردن میں کالا سانپ لپٹا ہوا ہے۔ میں نے سانپ سے کہا تو بھی مامور ہے اور ہمارا یہ طریقہ ہے کہ اپنے مردوں کو غسل دیں، اگر تیری اجازت ہو تو کسی کونے میں چلا جا تاکہ ہم غسل دیں، پھر تو اپنی جگہ آ جانا۔ چنانچہ وہ سانپ گردن سے علیحدہ ہو کر گھر کے ایک کونے میں چلا گیا، جب غسل ہو چکا تو پھر آ کر گردن میں لپٹ گیا، یہ مردہ ایک بے دین زندیق تھا۔ (موت کا جھٹکا ۲۰۹)

☆لوٹ کے مال سے حج کے لئے جانے والے شخص کا واقعہ

صدقہ بن خالد دمشق کے بعض مشائخ سے روایت کرتے ہیں کہ:

ہم حج کے لئے گئے، ہمارا ایک ساتھی راستے میں انتقال کر گیا، ہم نے وہاں آبادی میں سے ایک کدال عاریتاً لے کر اس کی قبر کھودی اور اس مردہ کو اس میں دفن کر دیا۔ دفن کرنے کے بعد یاد آیا کہ کدال قبر میں ہی بھول گئے۔ ہم نے قبر کو پھر کھودا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس مردہ کی گردن اور دونوں ہاتھوں کو اس کدال میں باندھ دیا گیا ہے۔ ہم نے یہ وحشت ناک منظر دیکھ کر قبر کو مٹی سے بند کر دیا اور کدال نہ نکال سکے، کدال کے مالک کو اس کی قیمت دے کر راضی کیا۔ جب ہم سفر سے لوٹ کر آئے تو اس مردہ کی بیوی سے اس کا حال پوچھا۔ اس نے بتایا کہ میرا خاوند ایک شخص کے ہمراہ جا رہا تھا، اس شخص کے پاس مال تھا، میرے خاوند نے اس کو قتل کر کے اس کا سارا مال لوٹ لیا تھا اور اسی مال سے حج کے لئے جا رہا تھا۔ (لالکائی، موت کا جھٹکا ۲۱۰، شرح الصدور ۵۷)

☆مسلم بن عقبہ مُرّی کا انجام

مدینہ منورہ میں مسلم بن عقبہ مری یزید کی بیعت کی طرف دعوت دینے کے لئے آیا اور لوگوں سے کہا کہ تمام لوگ صحیح اور غلط، ہر حکم میں یزید کے غلام ہیں۔ اس کی اس بات کو سن کر ایک قریشی لونڈی کے بیٹے نے کہا کہ یزید کی نہیں بلکہ اطاعت تو اللہ تعالیٰ کی ہوگی، مسلم بن عقبہ نے اسے قتل کروا دیا۔ اس شہید کی ماں نے قسم کھائی کہ مسلم بن عقبہ پر اگر قدرت حاصل ہو گئی خواہ اس کی زندگی میں یا موت کے بعد، بہر حال میں اس کو آگ میں جلاؤں گی۔ مسلم جب مدینہ سے باہر نکلا تو شدید بیمار ہو گیا، یہاں تک کہ راستے میں مر گیا اور دفن کر دیا گیا۔ مسلم کے مرنے کی خبر جب اس شہید کی ماں کو پہنچی تو کئی آدمیوں کے ہمراہ قبر کے

پاس حمٔی اور مسلم کی قبر کھودی گئی تا کہ وہ عورت اپنی قسم پوری کرنے کے لئے لاش قبر سے نکال کر جلائے۔ قبر کھود کر لوگوں نے دیکھا تو یہ وحشت ناک منظر نظر آیا کہ ایک بڑا سانپ اس ظالم کی گردن میں لپٹا ہوا تھا اور اس کی ناک کی نوک کو کاٹ رہا تھا، یہ منظر دیکھ کر لوگ وہاں سے چلے گئے۔ (ابن عساکر، موت کا جھٹکا ۲۱۰، شرح الصدور ۷۶)

☆ حضرت علی المرتضیٰؓ کے قاتل ابن ملجم کا انجام

عصمت عبادانی سے روایت ہے کہ:

میں ایک جنگل میں گشت کر رہا تھا، وہاں ایک عبادت خانے میں ایک راہب سے ملاقات ہوگئی۔ ملاقات کے دوران میں نے اس سے درخواست کی کہ آپ نے اس جنگل میں عجیب عجیب مشاہدات کئے ہوں گے، سب سے زیادہ عجیب واقعہ بیان کیجئے۔ چنانچہ راہب نے بیان کرنا شروع کیا کہ میں ایک دن بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک سفید پرندہ شتر مرغ کی شکل کا اس پتھر پر گرا اور پھر اس نے اپنے منہ سے ایک سر اگل دیا، اس کے بعد پاؤں، پنڈلی وغیرہ اگلتا رہا، جب وہ اعضاء کو اگلتا تو ہر عضو دوسرے عضو کے ساتھ فوراً جڑ جاتا تھا، یہاں تک کہ تمام اعضاء جب پورے ہو گئے تو پورا ایک آدمی بن گیا، اس آدمی نے جب اٹھنے کا ارادہ کیا تو اس پرندے نے ایک چونچ ماری اور اعضاء کو ٹکڑے کر کے نگلنے لگا۔ اس منظر کو میں کئی دن برابر دیکھتا رہا، مجھے سخت حیرت ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی قدرت وعظمت کا کامل یقین ہو گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ اس زندگی کے بعد بھی ایک دوسری زندگی ہے۔ میں نے اس پرندے کو خطاب کر کے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیا اور التجا کی کہ تو ذرا اس شخص کو مہلت دے تاکہ میں اس سے حقیقت حال دریافت کروں۔

اس پرندے نے عربی میں مجھے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ ہی سب کا مالک ہے اور

اسی کو بقا ہے، وہ ہر چیز کو فنا کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ میں پرندے کی شکل میں اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہوں، مجھے اللہ تعالیٰ نے اس کے جسم پر مقرر کیا ہے کیونکہ اس شخص نے جرم کیا ہے۔ پھر میں نے اس شخص کو مخاطب کر کے پوچھا کہ اے بدقسمت شخص تو کون ہے؟ تیرے ساتھ یہ برتاؤ کیوں ہو رہا ہے؟

اس نے جواب دیا کہ میں حضرت علیؓ کا قاتل ابن ملجم ہوں، حضرت علیؓ کو قتل کرنے کے بعد جب میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش ہوا تو مجھے ایک کتاب دی گئی جس میں پیدائش سے لے کر حضرت علیؓ کو قتل کرنے تک کے تمام اعمال درج تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو میرے اوپر مقرر کر دیا ہے، یہ قیامت تک مجھے یہی عذاب دیتا رہے گا جو تم نے دیکھ لیا ہے، اس کے بعد وہ شخص خاموش ہو گیا۔ اس پرندے نے ایک چونچ ماری جس سے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، پھر پرندہ ان اعضاء کو یکے بعد دیگر نگل گیا اور وہاں سے ایسا رخصت ہوا کہ نظر نہ آیا۔ (ابن عساکر، تاریخ ابن نجار، موت کا جھٹکا ۲۱۱، شرح الصدور ۷۶)

☆ بے وضو نماز پڑھنے اور لوگوں کی خفیہ باتیں سن کر پھیلانے والی عورت کا انجام

عمرو بن دینار کا بیان ہے کہ:

مدینہ میں رہنے والے ایک شخص کی بہن کا انتقال ہوا تو اس کی تجہیز و تکفین کر کے قبر میں دفن کر دی گئی۔ اس کی تدفین کے بعد بھائی جب گھر آیا تو اس کو یاد آ گیا کہ ایک تھیلی قبر ہی میں بھول آیا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے ایک دوست کو ساتھ لیا اور بہن کی قبر پر جا کر قبر کھودی اور اپنی تھیلی لے لی۔ پھر اس نے اپنے دوست سے کہا کہ تم ذرا ایک کنارے ہو جاؤ، میں دیکھوں کہ میری بہن کس حالت میں ہے! دوست الگ ہو گیا اور اس نے لحد پر

سے اینٹ کھول کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہے کہ قبر شعلے مار رہی ہے۔ اس نے فوراً اینٹ اپنی جگہ پر رکھ کر قبر کو بند کر دیا اور گھر آکر اپنی ماں سے اس کا حال پوچھا؟ ماں نے کہا وہ نماز دیر کر کے پڑھا کرتی تھی اور میرا خیال ہے کہ وہ بے وضو بھی نماز پڑھتی تھی اور پڑوسی جب سو جاتے تو ان کے دروازوں پر جا کر کان لگاتی اور ان کی باتیں سن کر ادھر ادھر پھیلاتی تھی۔

(ابن ابی الدنیا، کتاب الروح ۱۳۹، شرح الصدور ۷۸)

☆ غسل جنابت نہ کرنے والے شخص کا انجام

حضرت ابان بن عبد اللہ بجلیؒ کا بیان ہے کہ:

ہمارا ایک پڑوسی وفات پا گیا، ہم نے اس کی تجہیز و تکفین کے لئے جب قبر کھودی تو اس میں سے بلی کے مشابہ ایک جانور نمودار ہوا۔ اس کو قبر سے بھگانے کی بہت کوشش کی گئی لیکن وہ نہ بھاگا، گورکن نے کدال اس کی پیشانی پر ماری مگر پھر بھی وہ نہ بھاگا۔ مجبور ہو کر دوسری قبر کھودی گئی، اس قبر میں بھی اسی طرح جانور نکل آیا اور کسی ترکیب سے بھی وہ جانور وہاں سے نہ ہٹا۔ ہم مجبور ہو کر تیسری قبر کھودنے لگے، جب تیسری قبر کی لحد تیار ہوئی تو اچانک وہ جانور اس سے بھی نکل پڑا اور کسی صورت نہ بھاگا، ہم لوگ مجبور ہو گئے اور اسی میں دفن کر دیا۔ دفن کے بعد ہم نے اس کی ہڈیوں کی آواز سنی۔ یہ ایسا عجیب واقعہ تھا کہ پہلے کبھی پیش نہ آیا تھا۔ ہم نے اس مردہ کی بیوی سے واقعہ بیان کر کے دریافت کیا کہ تیرا خاوند کیا عمل کرتا تھا؟ تو اس نے بتایا کہ وہ غسل جنابت نہیں کرتا تھا۔

(ابن رجب حنبلی، موت کا جھٹکا ۲۱۶، شرح الصدور ۷۸)

☆ لواطت کرنے والے کا انجام

عمرو بن اسلم دمشقی ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:

مقام ثغر میں ایک شخص کی موت واقع ہوگئی اور اس کو دفن کر دیا گیا۔ تیسرے دن اتفاق سے اس کو کھودا گیا تو قبر کی اینٹیں سب اپنی جگہ پر تھیں، اس کی لحد میں جھانک کر دیکھا تو وہاں کچھ بھی نہ تھا یعنی مردہ غائب تھا۔ حضرت وکیع بن جراح سے اس واقعہ کا ذکر کر کے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک حدیث سنی ہے کہ قوم لوط کا عمل کرنے والا شخص جب مر جاتا ہے تو اس کو اس کی قبر سے اٹھا لیا جاتا ہے اور وہ قوم لوط کے ساتھ رہتا ہے اور جب قیامت ہوگی تو وہ انہی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

(تاریخ ابن عساکر، موت کا جھٹکا ۲۱۶)

☆ ماں کے ساتھ بے ادبی سے پیش آنے والے کا عبرت ناک انجام

ابن خوشب اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:

میں ایک بار ایک قبیلہ پر گزرا، وہاں ایک قبرستان تھا۔ میں نے دیکھا کہ عصر کے بعد ایک قبر شق ہوگئی اور اس سے ایک آدمی نکلا، اس کا سر گدھے کا تھا مگر جسم آدمی کا تھا، وہ نکل کر تین بار گدھے کی طرح چیخا، پھر قبر میں چلا گیا اور قبر بند ہوگئی۔ میں نے قبیلہ والوں سے اس قبر والے کا حال پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ وہ شرابی تھا، جب اس کی ماں نصیحت کرتی تو وہ کہتا خواہ مخواہ گدھے کی طرح چیختی ہے۔ چنانچہ وہ عصر کے بعد مر گیا اور روزانہ عصر کے بعد اس کی قبر شق ہوتی ہے اور وہ تین بار چیختا ہے۔ (ترغیب بحوالہ موت کا جھٹکا ۲۱۷)

☆ عمر بن عبد العزیزؒ کا چشم دید واقعہ

عمر بن عبد العزیزؒ فرماتے ہیں کہ:

ولید بن عبدالملک کو قبر میں اتارنے والوں میں، میں بھی تھا۔ میں نے دیکھا کہ ان کے گھٹنے گردن سے لگ گئے تھے۔ ان کا بیٹا بولا، ربّ کعبہ کی قسم میرے والد اچھی حالت میں ہیں۔ میں نے کہا، ربّ کعبہ کی قسم تمہارے والد کی دنیا ہی میں اچھی حالت گزر گئی۔ پھر عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس واقعہ سے عبرت حاصل کی۔ جب عمر بن عبدالعزیزؒ نے یزید کو عراق کا حاکم بنایا تو یہ نصیحت کی کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا، میں نے جب ولید کو قبر میں رکھا تو میں نے انہیں کفن میں پاؤں ہلاتے دیکھا تھا۔ (کتاب الروح ۱۳۲)

☆ایک بچی کا واقعہ

بعض سلف فرماتے ہیں کہ:

میری بچی فوت ہوگئی، میں نے اسے قبر میں اتارا، پھر میں لحد کی اینٹ ٹھیک کرنے لگا تو اسے قبلہ سے پھرا ہوا پایا، اس سے مجھے سخت صدمہ ہوا۔ ایک دن میں نے خواب میں اسے دیکھا، وہ کہہ رہی تھی کہ ابا جان آپ نے مجھے قبلہ سے پھرا ہوا دیکھ کر بہت صدمہ کیا، عموماً میرے آس پاس والے قبلہ سے پھرے ہوئے ہیں۔

(کتاب الروح ۱۳۲)

مطلب یہ ہے کہ جو لوگ گناہ کی حالت میں یا سنت کی مخالفت کرتے ہوئے مر جائیں، ان کے ساتھ قبر میں یہی معاملہ ہوتا ہے۔ ہر شخص اپنا محاسبہ کرلے کہ وہ کس حالت پر ہے۔ داڑھی منڈوانا، غیر مسلموں جیسا لباس پہننا، شکل وصورت، بال، چال ڈھال ان چیزوں کو تو آج کل گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا۔

☆بغیر وصیت کے مرنے والی عورت کی سزا

بصرہ کے ایک گورکن کا بیان ہے کہ:

میں نے ایک دن ایک قبر کھودی اور اس کے قریب ہی سو گیا۔ خواب میں میرے پاس دو عورتیں آئیں، ان میں سے ایک کہنے لگی۔ اے اللہ کے بندے! خدارا اس عورت کو ہم سے ہٹالے اور ہمارے پڑوس میں دفن نہ کر۔ گھبرا کر میری آنکھ کھل گئی، اتنے میں اسی قبر کے پاس ایک عورت کا جنازہ لایا گیا، میں نے اسے اس قبر میں دفن نہ ہونے دیا اور دوسری قبر بتادی۔ رات ہوئی تو پھر وہی دو عورتیں خواب میں دکھائی دیں، ان میں ایک بولی اللہ تعالیٰ تمہارا بھلا کرے، تم نے ہمیں ایک طویل شر سے بچالیا۔ میں نے کہا، تمہاری طرح یہ عورت بات کیوں نہیں کرتی؟ اس نے کہا، یہ عورت وصیت کے بغیر فوت ہوگئی تھی، ایسوں پر واجب ہے کہ قیامت تک بات نہ کریں۔ (کتاب الروح ۱۳۳)

☆گردن میں آگ کا طوق تھا

محمد بن یونس فریابی کا بیان ہے کہ:

ابوسنان بڑا نیک آدمی تھا۔ اس نے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ:

ایک شخص کے بھائی کا انتقال ہوگیا، میں جب اس کی تعزیت کے لئے گیا تو اس کو بہت رنجیدہ پایا۔ اپنے غم کی وجہ اس نے یہ بتائی کہ جب میرے بھائی کو دفن کردیا گیا تو میں نے قبر سے ایک آواز سنی کہ ایسا نہ کر۔ چنانچہ میں نے مٹی برابر کردی لیکن پھر آواز آئی کہ آہ میرا بھائی۔ میں نے پھر کھودنا شروع کیا مگر پھر دوسری آواز نے مجھے منع کردیا اور میں نے مٹی برابر کردی۔ اس طرح بار بار ہوتا رہا، جب میں اٹھ کر واپس ہونے لگا تو قبر سے بڑی رقت انگیز آواز آئی کہ آہ میرا بھائی۔ میں یہ سن کر پھر قبر پہ گیا اور قسم کھائی کہ اب ضرور قبر کھود کر بھائی کو دیکھوں گا۔ کھود کر دیکھا تو اس کی گردن میں آگ کا طوق پڑا ہوا تھا، میں نے طوق کو کاٹنا چاہا تو میری انگلیاں جاتی رہیں۔ ابوسنان کا بیان ہے کہ اس نے ہمیں اپنا ہاتھ دکھایا،

اس کی چار انگلیاں غائب تھیں۔ (عیون الحکایات بحوالہ موت کا جھٹکا ۲۲۶)

☆فحش گوئی کی سزا

آنحضرت ﷺ جنت البقیع پر گزرے۔ آپؐ نے ایک قبر کو دیکھ کر فرمایا، لبیک میں حاضر ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھ سے شفاعت کا وعدہ کیا ہے۔ پھر آپ سجدہ میں گر پڑے اور روئے۔ اس کے بعد جب آپؐ نے سر اٹھایا تو آپؐ کے چہرے پر خوشی کے آثار تھے۔ کسی شخص نے آپؐ سے اس کی وجہ پوچھی تو آپؐ نے فرمایا، اس قبر میں مردے کو عذاب دیا جا رہا تھا، جب اس نے مجھے دیکھا تو پکار کر کہنے لگا۔ اے امت کے شفیع! میں نے جواب میں کہا، لبیک یعنی میں حاضر ہوں۔ پھر اس نے کہا، میرے اوپر آگ ہی آگ ہے، آپؐ میری سفارش فرمائیں۔ میں نے اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے سفارش کی اور وہ قبول ہوئی، اس پر مجھے خوشی ہوئی جو تم دیکھ رہے ہو۔ پوچھا گیا، قبر کا مردہ کیوں عذاب میں مبتلا تھا؟ آپؐ نے فرمایا، اس کی زبان فحش گو تھی، یعنی وہ بدزبانی کی وجہ سے عذاب میں مبتلا تھا۔

(موت کا جھٹکا ۲۳۰)

شعبی نے ایک آدمی کا واقعہ بیان کیا ہے۔ اس نے رحمت عالم ﷺ سے کہا کہ میں مقامِ بدر سے گزر رہا تھا، میں نے دیکھا کہ ایک شخص زمین سے نکلتا ہے اور ایک شخص اسے ہتھوڑے سے مارتا ہے، پٹتے پٹتے وہ زمین میں غائب ہو جاتا ہے، پھر نکلتا ہے پھر غائب ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، یہ ابوجہل ہے، اس پر قیامت تک یہ عذاب مسلط رہے گا۔ (کتاب الروح ۱۲۸)

☆گدھے کی آواز

ابوقزاعہ کہتے ہیں:

ہم بعض چشموں سے جو ہمارے بصرہ کے راستے میں پڑتے تھے، گزرے تو گدھے کی سی آواز سنی۔ ہم نے لوگوں سے پوچھا، یہ گدھے کی آواز کہاں سے آ رہی ہے؟ اور کس کی ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ایک شخص ہمارے قریب رہا کرتا تھا، جب اس کی ماں اس سے بات کرتی تو وہ اسے کہہ دیا کرتا تھا کیوں گدھے کی طرح چیختی ہے۔ اس کے مرنے کے بعد اس کی قبر سے روزانہ گدھے کی سی آواز آتی ہے۔

(کتاب الروح ۱۲۹، من عاش بعد الموت ابن ابی الدنیا مترجم ۴۵)

☆ماں کی نافرمانی کا انجام

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ:

میں کسی ضرورت سے کہیں جا رہا تھا، اچانک راستے میں ایک گدھا دیکھا جو زمین سے اپنی گردن نکال کر میرے سامنے ڈھینچوں ڈھینچوں کی آواز نکال کر دوبارہ زمین کے اندر چلا گیا۔ میں اپنے ضروری کام کی جگہ پہنچا تو انہوں نے کہا، کیا ہوا آپ کے چہرے کا رنگ کیوں بدلا ہوا ہے؟ میں نے ان کو راستے کا واقعہ بتایا تو انہوں نے کہا، کیا آپ کو اس کا واقعہ معلوم ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا، دراصل یہ اس محلے کا لڑکا تھا، اس کی ماں یہاں سے قریب ہی ایک خیمہ میں رہتی ہے۔ زندگی میں جب اس کی ماں اس کو کسی بات کی فرمائش کرتی تو وہ اس کو گالی دیتا اور کہتا تم سوائے گدھی کے کچھ نہیں ہو، یہ کہہ کر اس (ماں) کے منہ پر جا کر تین مرتبہ رینکتا اور پھر زوردار قہقہہ لگاتا۔ مرنے کے بعد جب سے ہم نے اس کو دفنایا، روزانہ اس (دفن) کے وقت اپنا سر باہر نکال کر اپنے خیمے کی جانب رخ کر کے تین مرتبہ اس طرح رینکتا ہے، اس کے بعد قبر میں چلا جاتا ہے۔

(من عاش بعد الموت ابن ابی الدنیا مترجم ۴۵)

☆ آنحضرتؐ نے مجھے چھری دے کر فرمایا اسے ذبح کرو

بعض سلف کا بیان ہے کہ:

میرا ایک پڑوسی تھا، وہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ ایک دن اس نے بہت گالیاں دیں، میری اور اس کی ہاتھا پائی بھی ہو گئی، آخر میں گھر سے رنج و غم میں ڈوبا ہوا گھر پہنچا، میں نے رنج کے مارے کھانا بھی نہ کھایا اور سو گیا۔ رات کو خواب میں رحمت عالم ﷺ کو دیکھا، میں نے آپؐ سے شکایت کی کہ فلاں فلاں آپؐ کے صحابہؓ کو گالیاں دیتا ہے۔ پوچھا کس کو؟ میں نے کہا، حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کو۔ آپؐ نے مجھے چھری دی کہ اس سے اس کو ذبح کرو، میں نے چھری لے کر اسے لٹا دیا اور خواب ہی میں ذبح کر دیا، میرا ہاتھ خون سے بھر گیا، میں نے چھری زمین پر ڈالی اور زمین سے پونچھنے لگا تو آنکھ کھل گئی۔ سنا تو اس کے گھر سے رونے کی آواز آ رہی تھی۔ میں نے پوچھا، یہ چیخ و پکار کیوں ہے؟ لوگوں نے کہا، فلاں شخص اچانک مر گیا، صبح کو آ کر میں نے اس کو دیکھا تو ذبح کی جگہ نشان موجود تھا۔ (کتاب البنان، کتاب الروح ۲۹۰)

☆ حضرت علیؓ کا ایک شخص کو طمانچہ مارنا

ایک قریشی شیخ کا بیان ہے کہ:

میں نے شام میں ایک شخص کو دیکھا جس کا آدھا چہرہ سیاہ تھا اور وہ اسے چھپائے رکھتا تھا۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ مجھ سے اس کے بارے میں جو بھی پوچھے گا، ضرور بتاؤں گا۔ میں حضرت علیؓ کو بہت برا کہتا تھا، ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھ سے کسی نے آ کر کہا، تو ہی مجھے برا کہتا رہتا ہے، پھر اس نے میرے منہ پر طمانچہ مارا۔ صبح کو جب میں اٹھا تو جہاں طمانچہ لگا تھا وہ جگہ سیاہ

پڑ گئی تھی۔ (کتاب المنامات، کتاب الروح ۲۹۱)

☆ صحابہ کرامؓ کو برا کہنے کی سزا

محقق طوسی کا نام ہر عالم جانتا ہے۔ یہ شخص بڑا محقق، منطقی، فلسفی تھا لیکن خبیث مشکل ہونے کے ساتھ ساتھ غالی قسم کا رافضی تھا۔ اس نے ایک علمی کتاب التجرید لکھی ہے۔ تجرید کے آخر میں اس نے صحابہ کرامؓ کے خلاف انتہائی غلیظ زبان استعمال کی ہے جب اس کی موت کا وقت قریب آ گیا تو اس کے منہ سے انسانی غلاظت بہنے لگی۔ اس کی عیادت کے لئے لوگ آتے جاتے رہتے تھے۔ ایک خوش عقیدہ عالم بھی عیادت کے لئے حاضر ہوا تھا۔ محقق طوسی نے منہ کی غلاظت کے بارے میں پوچھا، ایں چیست؟ یعنی یہ منہ سے جو گندگی نکل رہی ہے یہ کیا چیز ہے؟ خوش عقیدہ عالم نے جواب دیا۔ ایں آں ریداست کہ در آخر تجرید در حق صحابہ کرامؓ خوردہ۔

"یہ وہ گندگی ہے جو تو نے اپنی کتاب تجرید کے آخر میں صحابہ کرامؓ کے متعلق کھایا تھا وہی نکل رہی ہے۔" (اختلاف امت اور صراط مستقیم)

☆ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کے دشمن کی سزا

علامہ تلمسانیؒ نے اپنی کتاب مصباح الظلام میں سند کے ساتھ یہ واقعہ لکھا ہے کہ:

ایک جماعت مکہ مکرمہ کو حج کرنے کے لئے روانہ ہو گئی۔ ان میں ایک آدمی تھا جو نفل نمازیں بہت پڑھتا تھا۔ وہ راستے میں مر گیا، اس کے دفن کے لئے ساتھیوں کے پاس کوئی کدال وغیرہ نہ تھی تاکہ قبر کھودی جائے۔ انہوں نے آس پاس جنگل گھومنا شروع کر دیا۔ اچانک ایک بڑھیا کے پاس اس کی جھونپڑی میں یہ لوگ پہنچ گئے۔ وہاں دیکھا کہ جھونپڑی میں لوہے کی ایک کدال پڑی ہوئی ہے۔ انہوں نے اس سے طلب کی تو بڑھیا نے

کہا کہ تم سب قسم کھا کر عہد کر لو کہ اس کو واپس لاؤ گے۔ سب نے واپس کرنے کی قسمیں کھائیں اور کدال لے کر چلے گئے۔ قبر تیار کی، مردے کو دفن کر دیا مگر غلطی سے کدال قبر کے اندر چھوڑ آئے۔ یاد آنے پر پھر واپس گئے اور قبر کو کھودا۔ وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ وہ کدال اس مردہ کی گردن میں طوق بنی ہوئی ہے اور اس کے ہاتھ بھی اس میں بند ھے ہوئے ہیں۔ سب لوگ حیران رہ گئے اور گھبرا کر قبر کو دوبارہ بند کر کے واپس بڑھیا کے پاس چلے آئے اور پورا واقعہ بڑھیا کے پاس بیان کر دیا۔

بڑھیا نے لاالہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھا اور کہا کہ یہ کدال گھر میں میرے پاس تھی۔ مجھے خواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اس کدال کو محفوظ رکھو، یہ ایک ایسے شخص کی قبر میں طوق بنے گی جو ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کو گالیاں دیتا رہتا ہے۔

(سعادۃ الدارین للنبھانی ص ۱۵۲)

☆ انہوں نے بس یہی ٹکڑا صدقہ کیا تھا

صفیہ بن شیبہ کا بیان ہے کہ:

میں عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ تھی۔ اتنے میں آپؓ کے پاس ایک عورت آئی، اس کے ہاتھ پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ اس عورت نے کہا، میں آپؓ کے پاس اپنے ہاتھ کی وجہ سے حاضر ہوئی ہوں۔ میرے والد ہاتھ کے فراخ (سخی) تھے۔ ایک دن میں نے خواب میں حوض دیکھے جن پر لوگ جمع تھے اور ان کے ہاتھوں میں گلاس تھے۔ جو ان کے پاس آتا، اسی کو پانی پلا دیتے ہیں۔ میں نے والد کو بھی دیکھا، پوچھا امی جان کہاں ہے؟ فرمایا دیکھو وہ ہے۔ میں نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ پر کپڑے کا ایک ٹکڑا ہے۔ فرمایا، انہوں نے بس یہی ٹکڑا صدقہ میں دیا تھا۔ اتنے میں لوگوں نے ایک گائے ذبح کی اور اس کی چربی پگھلا کر ان

پر ملنے لگے اور وہ چیخ رہی تھی ہائے پیاس ہائے پیاس۔ میں نے گلاس بھر کر ان کو پانی پلا دیا، اوپر سے آواز آئی، یہ پانی کس نے پلایا؟ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ خشک کر دے، آخر میرا ہاتھ خشک ہو گیا جو آپ کے سامنے ہے۔ (کتاب الروح ۲۹۱)

☆ مجھے تمہارا بتایا ہوا کلمہ یاد آ گیا

قاضی نورالدین کا بیان ہے کہ:

میری خالہ بڑی نیک اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ میں مرض الموت میں ان کے پاس گیا، وہ مجھ سے پوچھنے لگی کہ جب روح حق تعالیٰ کے سامنے جاتی ہے اور اس کے سامنے کھڑی ہوتی ہے تو کس طرح سلام کرتی ہے؟ یہ سوال بڑا اہم تھا، میں نے غور کر کے جواب دیا۔

اللھم انت السلام الخ۔

بے چاری فوت ہو گئی۔ ایک دن میں نے انہیں خواب میں دیکھا۔ فرما رہی ہیں، اللہ تعالیٰ تمہیں اچھا صلہ دے، پہلے تو مجھ پر رعب چھا گیا اور خبر نہیں رہی کہ کیا کہوں، پھر مجھے تمہارا بتایا ہوا کلمہ یاد آ گیا اور میں نے وہی کہہ دیا۔ (کتاب الروح ۲۹۱)

☆ آل فرعون کی سزا

امام اوزاعیؒ سے ایک شخص نے کہا۔

اے ابوعمر! ہم یہ منظر دیکھتے ہیں کہ سیاہ پرندے جوق در جوق دریا سے نکلتے ہیں، وہ اتنی تعداد میں ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی ان کو شمار نہیں کر سکتا۔ جب شام کا وقت ہوتا ہے تو اسی طرح جوق در جوق سفید پرندے واپس آتے ہیں۔ امام اوزاعیؒ نے یہ سن کر دریافت کیا، کیا واقعی تم نے یہ منظر دیکھا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ اس پر امام اوزاعیؒ نے

فرمایا، یہ وہ پرندے ہیں جن کے پوٹوں میں آل فرعون ہے۔ یہ صبح و شام آگ پر پیش کئے جاتے ہیں۔ یہ پرندے اپنے گھونسلوں کی طرف لوٹتے ہیں تو ان کے پر جل کر سیاہ ہو جاتے ہیں اور پھر ان پر نئے سفید پر اگنے لگتے ہیں۔ جب یہ سفید ہو جاتے ہیں تو پھر آگ پر پیش ہونے کی وجہ سے سیاہ ہو جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہتا ہے۔ جب قیامت ہو گی تو اللہ تعالیٰ آل فرعون کو سخت عذاب میں داخل کرے گا۔ (موت کا جھٹکا ۱۹۲)

☆ چغلی وصول کرنے والے کی سزا

حضرت عبداللہ محمد بن وزیر حرانیؒ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:

میں ایک دن عصر کے بعد اپنے گھر سے اطراف باغ کی طرف نکلا، چلتے پھرتے سورج غروب ہونے سے پہلے میں ایک قبرستان پر پہنچا۔ میں نے اچانک ایک قبر کو دیکھا کہ انگارے کی طرح دہک رہی تھی اور شیشہ گر کی بھٹی کی طرح سرخ تھی اور اس قبر کا مردہ اس کے درمیان میں پڑا ہوا تھا۔ میں حیرانی کے عالم میں اپنی آنکھوں کو ملنے لگا اور سوچنے لگا کہ میں خواب میں ہوں یا بیداری میں یہ منظر دیکھ رہا ہوں۔ لیکن جب میں نے ادھر ادھر نظر کر کے شہر کی فصیل کو دیکھا تو میں نے کہا واللہ میں جاگ رہا ہوں اور بیداری میں یہ منظر دیکھ رہا ہوں۔ میں نے وہ عبرتناک منظر دیکھا تھا کہ ہوش و حواس گم تھے، میں اپنے گھر مدہوشی کے عالم میں پہنچا۔ گھر والے میرے سامنے کھانا لائے لیکن میں نہ کھا سکا اور بے تابی کی حالت میں شہر کی طرف جا کر لوگوں سے اس قبر والے کا حال پوچھا۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ ایک نکاس یعنی چغلی وصول کرنے والا شخص تھا اور آج ہی اس کا انتقال ہوا ہے اور آج ہی دفن کیا گیا ہے۔ (موت کا جھٹکا ۱۹۸/کتاب الروح ۱۲۸)

☆ مردہ کی ہڈیاں میخوں میں جکڑی ہوئی تھیں

حضرت محمد بن سنان سلامیؒ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اور بزرگ آدمی تھے، وہ فرماتے ہیں کہ:

ایک شخص نے لوہاروں کے بازار میں آ کر چھوٹی چھوٹی میخیں فروخت کیں، اس میخوں کی خصوصیت یہ تھی کہ ہر میخ کے دو سر تھے۔ جس لوہار نے ان میخوں کو خریدا تھا، اس نے ان کو تپانا چاہا مگر کسی صورت میں وہ میخیں نرم نہ ہو سکیں اور ان کو ٹھوکنا، پیٹنا سب بیکار ثابت ہوا۔ لوہار جب عاجز آ گیا تو اس نے فروخت کرنے والے شخص کو تلاش کیا، بہت تلاش کے بعد جب اس سے ملاقات ہوئی تو لوہار نے اس سے دریافت کیا کہ یہ میخیں تیرے پاس کہاں سے آئیں۔ اس نے کہا مجھے مل گئیں۔ لوہار کے اصرار پر بتایا کہ میں نے ایک کھلی قبر دیکھی، اس میں مردہ کی ہڈیاں ان میخوں میں جکڑی ہوئی تھیں۔ میں نے بڑی تدبیر کی کہ ان میخوں کو ہڈیاں توڑے بغیر نکال لوں مگر نہ نکال سکا، مجبوراً میں نے ایک پتھر سے ہڈیوں کو توڑا اور یہ میخیں نکال لیں۔ راوی کا بیان ہے کہ ان میخوں کو میں نے بچشم خود دیکھا ہے۔ (موت کا جھٹکا ۱۹۸، شرح الصدور ۸ ۷)

☆ عذاب قبر جانور سنتے ہیں

ابو محمد عبدالحق فرماتے ہیں کہ:

ابوالحکم بن مرجان نے ایک واقعہ بیان کیا کہ اشبیلیہ میں ایک میت کو دفن کر کے لوگ تھوڑی دیر تک ایک گوشہ میں بیٹھ گئے۔ انہوں نے ایک جانور کو دیکھا کہ وہ چرتے چرتے رک گیا اور پھر دوڑ کر اس قبر کی طرف آیا، اپنا کان قبر پر رکھا اور پھر بھاگتا ہوا چلا گیا۔ پھر دوبارہ، سہ بارہ اسی طرح سنتا اور بھاگتا رہا۔ ابوالحکم فرماتے ہیں کہ اس وقت آنحضرت

کی حدیث میں سنے یاد کی کہ عذاب قبر کو بہائم سنتے ہیں۔ (تذکرہ للقرطبی، موت کا جھٹکا ۲۰۳)

☆ اس قبر کا مردہ عذاب میں مبتلا ہے

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ:

آنحضرت ﷺ حضرت ابوطلحہؓ کے ایک باغ میں تشریف لے گئے اور حضرت بلالؓ آپؐ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ آپ ایک قبر سے گزرے تو بلالؓ کو خطاب فرمایا اے بلال! کیا تم وہ چیز سنتے ہو جو میں سن رہا ہوں؟ اس قبر کا مردہ عذاب میں مبتلا ہے۔ جب اس قبر کے بارے میں تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ ایک یہودی کی قبر ہے۔

(امام احمد، موت کا جھٹکا ۲۰۸)

☆ حضرت حسینؓ کے قاتل عبیداللہ بن زیاد کا انجام

یزید بن زیاد اور عمارہ بن عمیر کی روایت ہے کہ:

حضرت امام حسینؓ کے قاتلوں کا سردار عبیداللہ بن زیاد جب مقتول ہوا تو اس کا اور اس کے ساتھیوں کے سر ایک میدان میں رکھے گئے۔ اچانک ایک بڑا سانپ نمودار ہوا، تمام لوگ اس کے خوف سے ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔ وہ سانپ تمام سروں میں گھستا اور پھر باہر نکلتا رہا، یہاں تک کہ ابن زیاد کے دونوں نتھنوں میں داخل ہو کر پھر اس کے منہ سے نکلا، پھر منہ کی طرف سے داخل ہو کر نتھنوں سے نکلا، کئی بار اس طرح کر کے وہ چلا گیا۔ پھر لوٹ کر آیا اور دوسرے سروں کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا اور پھر غائب ہو گیا۔ کچھ معلوم نہیں ہوا کہ کہاں سے آیا تھا اور کہاں غائب ہو گیا۔ (ابن عساکر/ترمذی، موت کا جھٹکا ۲۱۰)

☆ تکبر سے چلنے والے کی سزا

مرثد بن خوشب کہتے ہیں کہ:

میں یوسف بن عمر کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور ان کے پاس ہی ایک شخص بیٹھا ہوا تھا جس کا چہرہ ایک طرف سے لوہے کی تختی کی طرح تھا۔ یوسف نے اس شخص سے کہا کہ تو اپنی سرگزشت بیان کرتا کہ مرثد کو بھی اس کا علم ہو جائے۔ چنانچہ وہ بیان کرنے لگا کہ میں نے ایک مردہ کے لئے رات کے وقت قبر کھودی۔ جب اس کو دفن کر دیا گیا اور قبر برابر کر دی گئی تو میں نے دیکھا کہ اونٹ کے برابر دو سفید پرندے آئے، ایک اس کے سرہانے اور ایک اس کے پاؤں کی طرف اترا، پھر انہوں نے قبر کھودی اور ایک پرندہ اندر اتر گیا۔ میں قبر کے قریب ہی تھا، میں نے سنا کہ قبر میں وہ پرندہ اس سے پوچھنے لگا کیا تو وہی شخص نہیں جو دو پیلے کپڑوں میں فخر و تکبر کے ساتھ اپنے سسرال جایا کرتا تھا؟ مردے نے جواب دیا، میں تو اس سے کمزور ہوں۔ پھر اس پرندے نے ایک ضرب لگائی جس سے قبر تھل پھل ہو گئی اور قبر سے پانی اور تیل بہہ نکلا، پھر وہ مردہ اور قبر اپنی اصلی حالت پر لوٹ گئے۔ پھر حسب سابق سوال و جواب کے بعد اس نے ضرب لگائی اور قبر سے پانی اور تیل ابل پڑا، اس طرح تین مرتبہ ہوا۔ پھر اس پرندے نے میری طرف توجہ کر کے کہا، تو یہاں کیوں بیٹھا ہے؟ یہ کہتے ہی اس نے میرے رخسار پر ایسی ضرب لگائی کہ میں رات بھر وہیں بے ہوش پڑا رہا۔ صبح کے وقت میرا چہرہ ایسا ہو گیا جیسا تم دیکھ رہے ہو۔ (ابن ابی الدنیا، کتاب الروح ۱۲۹)

☆ قبر پر پاخانہ کرنے والے کی سزا

حضرت اعمشؒ کا بیان ہے کہ:

ایک شخص نے حضرت حسن بن علیؓ کی قبر پر پاخانہ کر دیا تھا، اس کا انجام یہ ہوا کہ وہ شخص پاگل ہو کر اس طرح بھونکنے لگا جس طرح کتا بھونکتا ہے۔ پھر جب وہ مر گیا تو روزانہ اس کی قبر سے اس طرح چیخنے چلانے کی آواز آتی تھی جیسے کتے کی آواز ہوتی ہے۔

(ابن عساکر)

☆ کاروبار میں دھوکہ کرنے والے کی سزا

عبدالحمید بن محمود مغربی کا بیان ہے کہ:

میں حضرت عبداللہ بن عباس کی خدمت میں حاضر تھا، اس دوران کچھ لوگ آئے اور اپنا واقعہ بیان کیا کہ ہم لوگ حج کے لئے چلے گئے تھے۔ ہم مقام ذوالصفاح تک پہنچے تھے کہ ہمارے ایک ساتھی کا انتقال ہوگیا۔ ہم نے اس کی تجہیز وتکفین کر کے قبر کھودوئی شروع کی۔ قبر کھودی گئی تو اچانک قبر میں ایک کالا سانپ نظر آیا جو اتنا بڑا تھا کہ اس سے پوری لحد بھر گئی، ہم نے اس قبر کو چھوڑ کر دوسری قبر کھودی، وہاں بھی یہی منظر دیکھنے میں آیا کہ لحد کے تیار ہونے پر ایک کالے سانپ نے قبضہ جمالیا، ہم نے اس کی قبر کو چھوڑ دیا اور اب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ وہ سانپ اس مردے کا عمل ہے جو وہ کیا کرتا تھا۔ خدا کی قسم اگر تم تمام روئے زمین کو کھود ڈالو گے تو ہر جگہ اس کو پاؤ گے، اس لئے کسی ایک قبر میں اس کو دفن کردو۔ چنانچہ ہم نے اس کو ایک قبر میں دفن کردیا۔ سفر سے واپسی پر اس کی بیوی سے اس کے عمل کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ وہ غلہ تجارت کیا کرتا تھا، ہر روز مال تجارت سے اپنے گھر کے خرچ کے لئے جتنا غلہ نکالتا تھا، اتنا ہی گھاس پھونس اور تنکے اس غلے میں ملا کر فروخت کیا کرتا تھا، یہی عمل عذاب قبر کا سبب ہوا۔ (ابن ابی الدنیا، بیہقی، موت کا جھٹکا ۲۱۸، کتاب الروح ۱۳۲)

☆ صحابہ کرامؓ کو برا کہنے والے کا انجام

ابواسحاق کا بیان ہے کہ:

ایک مردہ کو غسل دینے کے لئے مجھے بلایا گیا، جب میں نے نہلانے کے لئے اس کے منہ سے کپڑا ہٹایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سانپ اس کی گردن سے لپٹا ہوا ہے۔

حاضرین نے بتایا کہ مردہ صحابہ کرامؓ کو برا کہا کرتا تھا۔

(ابن ابی الدنیا، موت کا جھٹکا ۲۱۸، کتاب الروح ۱۳۳)

☆ خیانت کرنے والے کی سزا

حضرت ابورافعؓ فرماتے ہیں کہ:

آنحضرت ﷺ کے ہمراہ بقیع کے قبرستان پر گزر ہوا۔ آپؐ نے ایک جگہ پہنچ کر اف اف فرمایا یعنی افسوس افسوس ہے۔ میں نے خیال کیا کہ آپؐ نے یہ لفظ میرے لئے فرمائے ہیں۔ چنانچہ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسولؐ! میں نے کون سی ناشائستہ بات کی جس پر آپؐ نے افسوس کا اظہار فرمایا اور اف اف کہا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا، اے ابورافع یہ لفظ میں نے تمہاری طرف اشارہ کر کے نہیں کہا بلکہ اس قبر والے کے بارے میں کہا ہے۔ یہ مردہ زکوۃ وصدقات وصول کرنے کے لئے مقرر کیا گیا تھا، اس نے وصول کر کے بیت المال میں پورا مال جمع نہیں کیا تھا بلکہ ایک ذرہ کی خیانت کر کے اپنے پاس رکھ لی تھی۔ اب اس ذرہ کی پاداش میں آگ کی ذرہ اس کو پہنائی گئی ہے۔ (مسند احمد، نسائی)

☆ ناحق فیصلہ کرنے والے کا انجام

ابواسحٰق ابراہیم بن عبداللہ ثعلبی بیان کرتے ہیں کہ:

ہمارے ہاں ایک اندھا کفن چور تھا، وہ بھیک مانگتا تھا اور بھیک مانگتے ہوئے کہا کرتا تھا کہ کوئی شخص مجھے دے تاکہ میں اسے انوکھی خبر سناؤں اور کوئی شخص مجھے زیادہ دے تاکہ میں انوکھی چیز دکھاؤں۔ ایک دن وہ بھیک مانگتا ہوا آیا، لوگوں نے اس کو دیا۔ میں بھی وہاں موجود تھا، بھیک پا کر اس نے انوکھی چیز دکھانے کے لئے اپنی آنکھوں سے کپڑا ہٹایا، میں نے دیکھا کہ اس کی دونوں آنکھیں غائب تھیں اور آنکھوں کے حلقہ کا سوراخ آگے سے

پیچھے تک آر ہا تھا۔ دونوں سوراخ ایسے تھے جیسے دو نلکیاں لگی ہوئی ہوں اور سامنے سے اس کی گدی کے پیچھے کی چیزیں صاف نظر آرہی تھیں۔ پھر اس نے کہا کہ اب میں تمہیں انوکھی خبر سناتا ہوں۔

میں اپنے شہر کا کفن چور تھا اور میری کفن چوری اتنی مشہور ہو گئی کہ لوگ مجھ سے ڈرنے لگے، میں کسی سے نہیں ڈرتا تھا۔ میرے شہر کا قاضی بیمار ہو گیا اور اس کو بیماری سے بچنے کی کوئی امید نہ رہی تو اس نے مجھے بلایا اور کہا کہ میں اپنی قبر کی بے عزتی ایک سو اشرفیوں کے بدلہ میں تجھ سے خریدتا ہوں۔ یہ سو اشرفیاں لے لے اور میری قبر سے کفن نہ چرانا۔ میں نے اشرفیاں لے لیں اور چلا آیا۔ قاضی اس بیماری سے اچھا ہو گیا اور موت سے بچ گیا، پھر وہ قاضی کچھ عرصہ کے بعد بیمار ہو کر مر گیا، لوگوں نے اس کو دفن کر دیا۔ میں نے سوچا کہ اس نے سو اشرفیاں جو دی تھیں وہ پہلی بیماری کی تھیں، اب دوسری بیماری میں مرا ہے۔ اس لئے میں نے اس کی قبر کھودی تا کہ اس کا کفن چرا لوں۔ قبر کھودنے میں، میں نے عذاب کی آہٹ محسوس کی، قاضی قبر میں پریشان تھا، اس کے بال بکھرے ہوئے تھے اور آنکھیں سرخ تھیں۔ میں یہ منظر دیکھ ہی رہا تھا کہ میرے دونوں گھٹنوں میں دھکا لگا اور پھر میری دونوں آنکھوں میں دو انگلیوں کی ایسی شدید ضربیں لگیں کہ آنکھیں آر پار ہو گئیں جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ جب میری آنکھوں پر ضرب لگی اس وقت ایک آواز آئی، کوئی کہنے والا مجھ سے کہہ رہا تھا، اے اللہ کے دشمن کیا تو اللہ تعالیٰ کے اسرار کا سراغ لگانا چاہتا ہے۔

(معجم دمیاطی بحوالہ موت کا جھٹکا ۲۲۰)

☆ سنت کے مقابلہ میں بدعت پر عمل کرنے والوں کا انجام

ابو اسحٰق فزاری کا بیان ہے کہ:

میرے پاس ایک آدمی آ کر کہنے لگا کہ میں قبروں کو اکھیڑا کرتا تھا اور کچھ مردوں

کے منہ قبلہ کی مخالف سمت میں نظر آتے تھے۔ ابو اسحٰق کہتے ہیں، امام اوزاعی سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ مردے اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جو غیر سنت پر ہے۔

(ابن ابی الدنیا، کتاب الروح ۱۳۰، موت کا جھٹکا ۲۲۶)

☆ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی وصیت

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے مسلمہ بن عبدالملک سے پوچھا کہ:

تمہارے والد کو کس نے دفن کیا تھا؟ اس نے کہا، میرے فلاں مولی نے۔ انہوں نے پوچھا، ولید کو کس نے دفن کیا تھا؟ اس نے کہا، میرے فلاں مولی نے۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا، مجھے کہا گیا ہے کہ جب تمہارے باپ اور ولید کو دفن کیا گیا اور ان کے کفن کی گرہ کھولی گئی تو ان کے منہ پیچھے کی طرف پھرے ہوئے تھے۔ مسلمہ میرے مرنے کے بعد دیکھنا، کہیں ان کی طرح میرا منہ تو نہیں پھرا اس سے مجھے عافیت دی گئی۔ مسلمہ کہتے ہیں کہ قبر میں رکھ کر میں نے عمر بن عبدالعزیزؒ کا منہ دیکھا تو حسب سابق اپنی جگہ پر تھا۔

(کتاب الروح ۱۳۲)

☆ جھوٹی قسم کی سزا

ہارون الرشید، یحییٰ بن عبداللہ اور عبداللہ بن مصعب ایک مجلس میں تھے۔ یحییٰ نے ہارون الرشید سے کہا کہ عبداللہ بن مصعب کا ایک قصیدہ ہے اور پھر اس نے قصیدہ سنا دیا۔ قصیدہ سن کر ہارون کا چہرہ صدمہ سے متغیر ہو گیا۔ یہ دیکھ کر عبداللہ نے فوراً قسم کھائی کہ یہ شعر میرے نہیں ہیں۔ یحییٰ نے قسم کھا کر کہا، امیر المومنین یہ شعر اسی کے ہیں، اگر یہ انکار کرتا ہے تو میں اس سے ایسی قسم لوں گا جو اس کو جھوٹی کھائے گا، وہ فوراً عذاب میں پکڑا جائے گا۔

ہارون نے اجازت دے دی اور یحییٰ نے ایک بڑی بھاری قسم لی مگر عبداللہ نے

قسم سے انکار کیا۔ ہارون نے خفا ہو کر فضل بن ربیع سے کہا کہ اگر عبداللہ سچا ہے تو قسم کیوں نہیں کھاتا؟ ہارون نے اپنی چادر کی طرف اشارہ کر کے کہا، اگر اس کے بارہ میں کوئی قسم لے تو میں ضرور قسم کھا کر کہوں گا کہ یہ میری چادر ہے۔ فضل نے عبداللہ کو لات مار کر کہا، قسم کھا، چنانچہ اس نے قسم کھالی۔ یحییٰ نے اس کے شانے پر ہاتھ مار کر کہا، اے عبداللہ! اب تو ہلاک ہو کر رہے گا کیونکہ تو نے جھوٹی قسم کھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ ابھی عبداللہ مجلس سے اٹھا بھی نہ تھا کہ اس کو جذام ہو گیا اور بدن کے ٹکڑے گل گل کر گرنے لگے، تیسرے دن اس کا انتقال ہو گیا۔ فضل بن ربیع بھی اس کے جنازہ میں شریک تھا۔ جب عبداللہ کو قبر میں رکھ کر اینٹیں رکھی گئیں تو قبر دھنس گئی اور لاش اتنی نیچے چلی گئی کہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گئی، پھر اچانک سخت غبار کی آندھی چلی۔ فضل نے شور مچایا کہ مٹی لا، مٹی لا مگر جس قدر مٹی ڈالتے اندر گم ہو جاتی، پھر کانٹوں کے گٹھر لائے گئے، وہ بھی اندر غائب ہو گئے۔ فضل کے حکم سے اس کی قبر پر لکڑی کی چھت بنادی گئی اور قبر کی گہرائی بھرنے سے تمام لوگ عاجز آ گئے۔

(زواجر، موت کا جھٹکا ۲۲۳)

☆ سود لینے کی سزا

ابن حجر مکی فرماتے ہیں کہ:

میں ابھی کم عمر تھا، اس وقت اپنے والد مرحوم کی قبر کی خبر گیری اور دعاء و قرأت کے لئے جایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ رمضان کے آخری عشرہ میں نماز فجر کے بعد قبرستان گیا، میں قبر پر بیٹھ کر پڑھ رہا تھا، وہاں میرے سوا کوئی دوسرا نہ تھا، اچانک میں نے آہ آہ کی ایک سخت آواز سنی کہ میرا دل دہل گیا۔ میں نے اندازہ لگایا تو معلوم ہوا کہ آواز ایک قبر سے آ رہی تھی، قبر چونہ گچ پختہ بنی ہوئی تھی۔ میں نے اس قبر پر جا کر کان لگایا تو قبر کا مردہ ایسی آہ بھر رہا تھا کہ سننے والے کا دل دہل جائے۔ جب سورج نکلنے کا وقت ہوا تو اس کی آہ کم ہو گئی۔ اس دوران ایک آدمی وہاں سے گزر رہا تھا، میں نے اس سے پوچھا یہ کس کی قبر ہے؟ اس نے بتایا، یہ ایسے شخص کی قبر ہے جس کو میں دیکھتا تھا کہ بڑا نمازی، عبادت گزار تھا اور نہایت خاموش رہا کرتا تھا۔

ابن حجر کہتے ہیں کہ مجھے سخت پریشانی ہوئی کہ اتنا اچھا آدمی تھا اور پھر بھی قبر میں آہ بھرتا تھا، اس کی وجہ کیا ہو سکتی ہے۔ میں نے بہت تحقیق کی تو پتہ چلا کہ عابد تو تھا مگر سود کھاتا تھا۔ شیطان نے اس کو دھوکہ دیا کہ اگر تو سود لے گا تو تیرا سرمایہ بڑھے گا۔ چنانچہ وہ عابد چونکہ تاجر بھی تھا اس لئے سود لینا شروع کر دیا اور مر کر عذاب میں مبتلا ہوا۔

(زواجر، موت کا جھٹکا ۲۲۴)

☆ سارے جسم میں لوہے کی میخیں لگی ہوئی تھیں

عبدالمومن بن عبداللہ عیسیٰ ضبی فرماتے ہیں کہ:

ایک کفن چور تھا، مدت تک اس نے کفن چوری کی لیکن توفیق الٰہی سے پھر اس نے توبہ کر لی۔ توبہ کے بعد اس سے دریافت کیا گیا کہ قبروں میں سب سے زیادہ عجیب منظر تو نے کیا دیکھا؟ اس نے کہا کہ میں نے جب ایک قبر اکھیڑی تو دیکھا اس میں مردہ تھا، اس کے سارے جسم میں لوہے کی میخیں ٹھونکی ہوئی تھیں اور ایک بڑی میخ اس کے سر میں اور دوسری اس کے پاؤں میں تھی۔

(ابن ابی الدنیا، موت کا جھٹکا ۲۲۷)

☆ قبر کی آواز سننے سے بیمار ہو گیا

عبداللہ بن محمد مدنی فرماتے ہیں کہ:

میرا ایک ساتھی ایک دن اپنی زمین دیکھنے گھر سے نکلا، زمین کچھ دوری پر تھی۔

جب وہ ایک قبرستان کے قریب پہنچا تو مغرب کا وقت ہو چکا تھا، اس نے وہیں کنارے پر نماز پڑھی پھر تھوڑی دیر وہاں بیٹھا رہا، اچانک قبرستان کے ایک کنارے سے کچھ آواز سنی۔ جہاں سے آواز آتی تھی، وہاں گیا تو سنا کہ قبر کے اندر سے آواز آ رہی ہے ہائے میں تو نماز پڑھتا تھا، میں تو روزہ رکھتا تھا۔ یہ سنتے ہی میرے ساتھی کے رونگٹے کھڑے ہو گئے، اس نے اپنے ایک دوسرے ساتھی کو بلایا، اس نے بھی قبر سے یہ آواز سنی، پھر وہ اپنی زمین دیکھنے کے لئے آگے بڑھ گیا۔ پھر دوسرے دن بھی میرا ساتھی اپنی زمین دیکھنے کی غرض سے گیا تو رات میں مغرب کی نماز وہیں پڑھی جہاں کل پڑھی تھی، دوسرے دن بھی اسی طرح کی آواز قبر سے آئی، اس نے سنی اور اس واقعہ کا اتنا گہرا اثر ہو گیا کہ گھر آ کر شدید بخار چڑھا اور دو ماہ تک بیمار پڑا رہا۔ (عیون الحکایات، موت کا جھٹکا ۲۲۸)

☆ پانچ قبروں کا عبرتناک انجام

ایک نوجوان نہایت غمگین عبدالملک کے پاس آیا، عبدالملک نے اس کے رنج و غم کی وجہ پوچھی تو غمزدہ نے کہا کہ میں اپنے گناہوں کی وجہ سے غمگین ہوں۔ عبدالملک نے کہا تیرا گناہ عرش سے تو بڑا نہیں ہے، اس نے کہا اس سے بھی بڑا ہے۔ عبدالملک نے کہا تیرا گناہ بڑا ہے یا اللہ تعالیٰ کی رحمت۔ اس پر اس نوجوان نے خاموشی اختیار کی۔ پھر عبدالملک نے پوچھا تیرا گناہ کون سا ہے؟ اس نے بتایا کہ:

میں کفن چور تھا، پانچ قبروں کے مردوں نے مجھے توبہ پر آمادہ کیا۔ ان قبروں کے حالات یہ ہیں کہ جب میں نے ایک قبر کو کھودا تو اس کے مردہ کو دیکھا کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف سے پھیر دیا گیا تھا اور اس کو دوسرا عذاب بھی دیا جا رہا تھا، میں ڈر کر وہاں سے لوٹا۔ ہاتف غیبی نے آواز دی کہ تو اس مردے سے کیوں نہیں پوچھتا کہ وہ عذاب میں کس وجہ سے

گرفتار ہے؟ میں نے جواب دیا کہ یہ بات میں نہیں پوچھ سکتا۔ چنانچہ اس ہاتف نے بتایا کہ یہ شخص نماز کو حقیر سمجھتا تھا، اس لئے اس کو عذاب ہو رہا ہے۔

میں نے دوسری قبر کھودی تو دیکھا کہ اس قبر کا مردہ بالکل سور (خنزیر) ہو گیا تھا اور طوق اور بیڑیوں سے جکڑا ہوا تھا، میں یہ دیکھ کر ڈر سے لوٹنے لگا۔ ہاتف غیبی نے پکار کر مجھ سے کہا کہ تو اس مردہ سے عذاب کا سبب کیوں نہیں پوچھتا؟ میں نے کہا، یہ سوال میری قدرت سے باہر ہے۔ ہاتف نے کہا، یہ شراب پیتا تھا، اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیز کو اس نے حرام نہیں کیا۔

میں نے تیسری قبر کھودی تو دیکھا کہ اس کا مردہ آگ کی میخوں سے بندھا ہوا تھا اور اس کی زبان گدی کی طرف نکلی ہوئی تھی، میں ڈر کر واپس ہونے لگا۔ ہاتف غیبی نے آواز دی کہ میت سے اس کی وجہ کیوں نہیں پوچھتا؟ میں نے کہا، مجھ میں سوال کی طاقت نہیں۔ اس نے کہا، یہ لوگوں کا مال دبانے کی کوشش کرتا تھا۔

میں نے چوتھی قبر کھودی، دیکھا کہ مردہ آگ میں جل رہا اور فرشتے اس کو مار رہے تھے اور وہ چیخ رہا تھا، میں ڈر کر واپس ہونے لگا۔ ہاتف غیبی نے آواز دے کر کہا، تو مردہ سے اس عذاب کی وجہ کیوں نہیں پوچھتا؟ میں نے کہا، مجھ میں سوال کی طاقت نہیں۔ ہاتف غیبی نے کہا، یہ جھوٹا شخص تھا اور جھوٹی قسمیں کھایا کرتا تھا۔

میں نے پانچویں قبر کھودی تو دیکھا کہ فرشتے اس مردے کو آگ کے ستون سے مار رہے ہیں اور مردہ خوب چلا رہا ہے، میں ڈر کر واپس ہونے لگا تو ہاتف نے پکار کر کہا تو اس سے عذاب کا سبب کیوں نہیں پوچھتا؟ میں نے کہا، میرے اندر اتنی طاقت نہیں۔ پھر ہاتف نے کہا، یہ ایک کھلاڑی تھا، شطرنج وغیرہ کھیلتا تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ قبر کا عذاب دل، آنکھ، زبان، پیٹ، شرمگاہ، ہاتھ پاؤں اور سارے بدن کے گناہوں کے سبب ہوتا ہے اور اعضا سے جو نیک کام ہوتے ہیں ان پر اجر ملتا ہے۔ (موت کا جھٹکا ۲۳۱)

☆ گورکن پاگل ہو گیا

ابو اسحٰق یحییٰ بن حسین کا بیان ہے کہ مجھے ایک معتبر جماعت نے بتایا کہ:

صنعاء میں ایک گورکن نے قبر کھودی۔ مردہ دفن کرنے کے بعد گورکن کو اپنی کوئی بھولی ہوئی چیز یاد آئی اور اس نے جا کر دوبارہ قبر کھودی تو اس نے عجیب نقشہ دیکھا کہ مردہ پر ایک بڑا سا سانپ تھا، اتنا بڑا کہ اس نے مردے کو گھیر رکھا تھا۔ گورکن ڈر گیا اور اس پر غشی طاری ہو گئی۔ اس کے بعد اس کی عقل جاتی رہی، پاگل ہونے کے بعد اس نے گورکنی چھوڑ دی۔

(الزواجر، موت کا جھٹکا ۲۳۱)

☆ کھوپڑی کو زمین نے باہر پھینک دیا

ابو اسحٰق یحییٰ بن حسین فرماتے ہیں کہ:

مجھے ایک معتبر جماعت نے خبر دی کہ سید ہادی بن حسن ہجری اتفاق سے کہیں جا رہے تھے، راستہ میں ایک کھوپڑی دیکھی اور اس میں لگام بھی تھی۔ سید ہادی نے اس کھوپڑی کو اٹھا کر زمین کے نیچے دفن کر دیا، مگر فوراً زمین نے اپنے اندر سے اس کھوپڑی کو باہر پھینک دیا۔ سید ہادی کو بڑی حیرانی ہوئی، وہ برابر فکر میں رہے، اچانک ایک آواز آئی اور سید ہادی بہت دیر تک بے ہوش پڑے رہے۔ (الزواجر، موت کا جھٹکا ۲۳۲)

☆ مردہ کی عجیب حالت بنی

رمضان ۶۳۲ھ میں بنو منبہ اور بنو معین دو قبیلوں کے درمیان لڑائی ہوئی۔ قبیلہ بنو

معین کے ایک شخص مسعود بن علی کو تیر لگا، اس کو زخمی حالت میں لے جا رہے تھے کہ راستہ میں مر گیا، پھر اس کو گھر لے جا کر چھوٹی چارپائی پر رکھ دیا، اقربا تعزیت کے لئے جمع ہونے اور اژدحام کی وجہ سے چھتوں پر چڑھ گئے۔ مردہ کے پاس اس کا بھائی آ گیا، اچانک مردہ کے بھائی نے شور مچایا اور لوگوں سے کہا جلدی آؤ، اس کا حال دیکھو۔ سب لوگ دوڑ کر آ گئے، دیکھا کہ مردہ کی لمبائی اور چوڑائی اس چارپائی سے بھی بڑھ گئی، پیٹ پھول کر مٹکا بن گیا، ہاتھ پاؤں ستونوں کی طرح اور انگلیاں موٹی کلائی کی طرح ہو گئیں۔ سر پتھر کی طرح، کان گدھے کی طرح بڑے اور منہ سیاہ ہو گیا۔ لوگوں کو یہ منظر دیکھ کر حیرت ہوئی، سب لوگ حیرانگی میں اس پر غور کر رہے تھے کہ اچانک مردے نے چیخ ماری اور پھر بدن پر آبلے نکل آئے، میت کے بوجھ کی وجہ سے چارپائی ٹوٹ گئی۔ صبح کے وقت ایک بڑا گڑھا کھود کر سات آدمی مردہ کو اٹھانے کے لئے آ گئے مگر اٹھا نہ سکے، پھر گھر کے در و دیوار کو توڑ کر اس کو بھی لکڑیوں اور بلیوں کے سہارے لڑھکایا، جس طرح کسی بڑے پتھر کو لڑھکاتے ہیں، اس طرح لڑھکاتے ہوئے اس کو قبر میں لے جا کر دفن کر دیا۔

یہ واقعہ محمد بن سلیمان مفتی نے قاضی عبداللہ بن زید سے بیان کیا، محمد بن سلیمان نے اس واقعہ کا خود مشاہدہ کیا تھا۔ (زواجر، موت کا جھٹکا ۲۳۲)

☆ ہاتھوں میں میخیں لگی ہوئی تھیں

ابن فارس کتبی نے لکھا ہے کہ:

۵۹۰ھ میں بغداد کے ایک مقام تل احمر کے پاس ایک مردہ بوسیدہ حالت میں پایا گیا، صرف ہڈیوں کا پنجرہ تھا اور اس کی کیفیت یہ تھی کہ اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں میں لوہے کے پتھر تھے، اس میں دو میخیں ٹھونکی ہوئی تھیں، ایک ناف کے پاس اور

ایک پیشانی میں۔ بڑی خوفناک حالت میں وہ مردہ پڑا تھا۔ پانی کے بہاؤ نے تل اس
زمین کو کھول دیا تھا اور وہ مردہ باہر آ گیا تھا، جس سے سب کو عبرت ہوئی۔

(تاریخ ابن فارس، موت کا جھٹکا ۲۲۷)

☆ جوان اپنے ہاتھوں کو کاٹ رہا تھا

ابوحریش اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ:

جب خلیفہ ابوجعفر منصور نے کوفہ کی خندق کھودی تو وہاں جتنے مردے دفن تھے ان
کے وارثوں نے اپنے مردوں کو وہاں سے منتقل کر دیا، اس دوران ایک جوان کی لاش ملی
اپنے ہاتھوں کو خود کاٹ رہا تھا۔ (ابن ابی الدنیا)

مطلب یہ ہے کہ اس جوان نے اپنے دونوں ہاتھ کاٹ کر خودکشی کی تھی جیسا کہ حدیث
شریف میں ہے کہ جس طریقہ سے خودکشی ہوگی اسی طریقہ سے ہمیشہ عمل کرتا رہے گا۔

☆ مرد عورت کے ساتھ دھنس گیا

۶۹۷ھ کے اندر جو حوادث رونما ہو چکے ہیں، اس ضمن میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ
ساحلی علاقہ کے ایک شخص کی عورت کا انتقال ہو گیا۔ جب اس کو دفن کر کے واپس
گھر لوٹا تو اسے یاد آیا کہ قبر میں ایک رومال بھول گیا جس میں کچھ روپے بھی تھے۔ چنانچہ
اس نے اپنے علاقے کے فقیہ کو ساتھ لیا اور جا کر قبر کھودنے لگا۔ فقیہ قبر کے ایک کنارے
بیٹھا ہوا تھا۔ قبر کو کھود کر دیکھا کہ مردہ عورت بیٹھی ہوئی تھی، اس کے بالوں سے مشکیں بندھی
ہوئی تھیں اور پاؤں بھی جکڑے ہوئے تھے۔ اس آدمی نے کھولنے کی بڑی کوشش کی مگر
مشکیں نہ کھل سکیں، جب کھولنے سے عاجز آ گیا تو زور لگا کر توڑنا چاہا مگر اسی وقت وہ مرد
اس عورت کے ساتھ اس طرح دھنسا دیا گیا کہ اس کا کوئی پتہ نہ چل سکا۔ فقیہ جو قبر کے

کنارے بیٹھے ہوئے تھے، چوبیس گھنٹے بے ہوش رہے پھر جب ہوش میں آئے تو انہوں
نے سلطان وقت کو اس کی خبر دی۔ سلطان نے مشہور عالم ابن دقیق العید سے اس کا تذکرہ
کیا تو انہوں نے عذاب قبر کی حقیقت بیان کی جس سے ہر ایک کو عبرت حاصل ہوئی۔

(تاریخ مقریزی، موت کا جھٹکا ۲۲۷)

☆ مہمانوں کا حق نہ ادا کرنے کی سزا

حویرث بن رباب فرماتے ہیں کہ:

ایک دفعہ میں "اثایہ" نامی مقام میں تھا، اچانک ایک آدمی قبر سے نکلا، اس کے
چہرے اور سر پر آگ بھڑک رہی تھی، اس کے گلے میں لوہے کا ایک طوق تھا۔ مجھے دیکھ کر
اس نے کہا، اپنے لوٹے سے تھوڑا سا پانی پلا دو۔ اتنے میں ایک اور شخص اس کے پیچھے قبر
سے نکلتا ہوا آیا، اس نے مجھے خطاب کر کے کہا کہ اس کافر کو پانی مت پلاؤ، اس کافر کو پانی
مت پلاؤ۔ یہ کہہ کر تیزی سے پہلے والے شخص کو آ کر پکڑ لیا، اس کے طوق کے کنارے کو کھینچا
تو وہ اوندھا منہ گر گیا، وہ اس کو گھسیٹ کر قبر کے اندر لے گیا۔

حویرث بیان کرتے ہیں کہ یہ سب دیکھ کر میرے حواس قابو میں نہیں رہے، میں
نے جلدی سے اپنی سواری کی اونٹنی کو ایڑ لگائی، وہ مسلسل مجھے لے کر بھاگتی رہی، یہاں تک
کہ ایک جگہ ہرنی کی چھوڑی ہوئی ہڈی میں پھنس گئی اور زمین پر بیٹھ گئی۔ میں نیچے اترا،
مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی، اس کے بعد دوبارہ سوار ہوا، پوری رات اونٹنی مجھے لے کر
دوڑتی رہی۔ صبح کے وقت مدینہ منورہ پہنچا تو سیدھا حضرت عمر بن الخطابؓ کے پاس گیا اور
یہ واقعہ سنایا۔ آپؓ نے فرمایا، اے حویرث! تم پر دروغ بیانی کا کوئی شبہ نہیں ہے، تم نے
ایک دل سوز واقعہ سنایا ہے۔ یہ کہہ کر حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو بھیجا تا کہ وہ صفراء نامی

پودے کے قریب رہنے والے کچھ معمر لوگوں کو بلائے۔ وہ لوگ آئے تو حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا کہ اس (حویرث) نے مجھے ایک واقعہ سنایا، مجھے اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے (کہ یہ جھوٹ بولے گا) یہ کہہ کر انہوں نے میری جانب اشارہ کر کے فرمایا کہ حویرث! ان کو ذرا واقعہ سنا دو۔ میں نے واقعہ از اول تا آخر سنایا تو ان لوگوں نے کہا، اے امیر المومنین! ہم اس شخص کو جانتے ہیں، یہ قبیلہ بنی غفار کا آدمی تھا، زمانہ جاہلیت میں اس کا انتقال ہوا تھا۔

یہ سن کر حضرت عمرؓ کا چہرہ کھل اٹھا۔ آپؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی کہ یہ (عذاب میں مبتلا شخص) کوئی مسلمان نہیں تھا، زمانہ جاہلیت کا آدمی تھا۔ حضرت عمرؓ نے ان سے اس شخص کے (اوصاف) کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ دورِ جاہلیت کا آدمی تھا، کسی مہمان کو کبھی کچھ کھلانا گوارا نہیں کرتا تھا۔ (ابن ابی الدنیا، موت کا جھٹکا ۲۰۸، شرح الصدور ۷۰)

☆ سبِ شیخین رضی اللہ عنہم کی وجہ سے کلمہ نہ پڑھ سکا

حضرت عبد الملک بن عمیرؒ فرماتے ہیں کہ:

کوفہ میں ایک شخص میتوں کے لئے کفن کے کپڑے دیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ ایک شخص کا انتقال ہو گیا، اطلاع پا کر یہ شخص اس میت کے پاس پہنچا، اس کو کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا تھا۔ اچانک اس نے سانس لیا اور اپنے چہرے سے کپڑے کو ہٹا کر کہنے لگا، ان لوگوں نے مجھے دھوکہ دیا ہے، مجھے ہلاک کیا ہے، یہ جہنم ہے۔ ہائے! مجھے ہلاک کر دیا ہے، میرے لئے جہنم ہے۔ ہم نے کہا کہ کہو لا الٰہ الا اللہ۔ اس نے کہا، میں نہیں کہہ سکتا۔ کسی نے پوچھا کیوں نہیں کہہ سکتے؟ اس نے کہا، ابوبکرؓ و عمرؓ کو میں جو گالی دیا کرتا تھا، اسی وجہ سے۔

(من عاش بعد الموت مترجم ۳۷)

☆ فرشتے لعنت برساتے ہیں

حضرت خلف بن حوشبؒ فرماتے ہیں کہ:

مدائن میں ایک شخص کا انتقال ہوا، لوگوں نے اس کو کپڑے سے ڈھانپ دیا اور بعض تو وہاں سے چلے گئے اور بعض لوگ وہاں بیٹھے رہے۔ اچانک اس (میت) نے کپڑا ہٹایا یا پھر کپڑا ہٹانے کے لئے اشارہ کیا تو کسی نے کپڑا ہٹا دیا تو اس نے کہا کہ اس مسجد (مدائن کی مسجد) میں کچھ لوگ خضاب سے رنگین داڑھی لئے بیٹھے ہیں، یہ ابوبکرؓ و عمرؓ کو لعن طعن کرتے ہیں اور ان سے بیزاری ظاہر کرتے ہیں۔ اب جو لوگ میری روح قبض کرنے آئے ہیں، یہ ان (شاتمین صحابہؓ) پر لعن طعن کر رہے ہیں اور ان (شاتمین) سے بیزاری ظاہر کر رہے ہیں۔

ہم نے کہا، اے فلاں! کیا تم نے بھی ان (شاتمین) کا ساتھ دیا ہے کیا؟

اس نے کہا، استغفر اللہ استغفر اللہ۔ یہ کہہ کر بالکل ساکت ہو گیا۔

(من عاش بعد الموت مترجم ۳۸)

☆ مجھے جہنم میں لے جایا جا چکا ہے

ابو صہیب بشیرؒ فرماتے ہیں کہ:

میں ایک صاحبِ ثروت تاجر تھا اور میری بود و باش مدائن کسریٰ میں تھی اور یہ طاعون ابن ہبیرہ کے زمانے کی بات ہے۔ ایک دن اشرف نام کے میرے ایک مزدور نے آ کر بتایا کہ فلاں جگہ مدائن کے ایک گھر میں ایک شخص کا انتقال ہو گیا ہے، پہنانے کے لئے کوئی کفن کے کپڑے اس کے لئے نہیں مل رہے ہیں۔ میں اپنی سواری پر بیٹھ کر اس گھر میں پہنچا تو مجھے ایک میت کے پاس لے جایا گیا، جس کے پیٹ کے اوپر اینٹ رکھی ہوئی تھی۔

اس کے اردگرد اس کے کچھ رشتہ دار بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے مجھے اس (میت) کی عبادت اور دوسرے فضائل ومناقب سنائے۔ میں نے فوراً ایک شخص کو کفن خرید کر لانے کے لئے اور ایک دوسرے شخص کو گورکن کو بلا کر لانے کے لئے بھیجا۔ ادھر ہم نے کچھ اینٹیں جمع کرکے چولہے کا انتظام کرلیا اور غسل دینے کے لئے پانی گرم کرنے لگے۔ اسی اثناء میں وہ (میت) اچھلی جس سے اس کے پیٹ کے اوپر سے اینٹ گرگئی اور وہ یوں آواز دینے لگی، ہائے ہلاکت، ہائے بربادی۔ یہ دیکھ کر بعض لوگ تو بھاگ گئے لیکن میں اور کچھ حاضرین بیٹھے رہے۔ میں نے اس کے قریب جاکر اس کا بازو پکڑا اور اس کو ہلاتے ہوئے کہا کہ کیا ہوا؟ تو نے کیا دیکھا؟ تیرا کیا حال ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں کوفہ کے کچھ بڈھوں کے ساتھ رہا تو انہوں نے مجھے اپنے مذہب میں داخل کرلیا اور وہ ہے ابوبکرؓ و عمرؓ پر سب وشتم اور ان سے بیزاری کا مذہب (یعنی شیعہ مذہب)۔

میں نے کہا، اب اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے، دوبارہ ایسا نہ کر۔

اس نے کہا کہ اب تو طلب ومغفرت میرے لئے کوئی سود مند نہیں رہی کیونکہ مجھے اپنے ٹھکانہ جہنم میں لے جایا جا چکا ہے اور مجھے میرا ٹھکانہ دکھا دیا گیا ہے۔ اس کے بعد مجھے کہا گیا ہے کہ تو عنقریب اپنے احباب کے پاس لوٹ کر جائے گا تو اپنے ٹھکانہ کے متعلق وضاحت سے بتادینا، اس کے بعد واپس آجانا۔

ابوخصیبؒ فرماتے ہیں کہ اس نے یہ کلام پہلے مکمل کیا یا پہلے وہ دوبارہ مرا، اس کے بعد کلام پورا ہوا مجھے نہیں معلوم۔ (یعنی پھر فوراً ہی مرگیا)

یہ دیکھ کر میں نے کہا کہ میں اس کو کفناؤں گا، نہ غسل دوں گا اور نہ اس کی نماز جنازہ پڑھوں گا، یہ کہہ کر میں واپس آگیا۔ بعد میں سنا کہ اس کے ساتھیوں نے آخر اس کو غسل دیا، کفن پہنایا اور اس کا جنازہ بھی پڑھا اور میرے علاوہ جن لوگوں نے اس (میت)

کا کلام سنا تھا اور میری طرح اس کے کفن دفن میں شرکت سے انکار کیا تھا، ان سے لوگوں نے کہا کہ تم کو کون سی بات ایسی بری لگی، وہ تو شیطان کا ایک چونکا تھا جو اس کی زبان سے بول رہا تھا۔

(ابوخصیبؒ سے روایت کرنے والے) حضرت خلف بن تمیم فرماتے ہیں کہ میں نے ابوخصیبؒ سے پوچھا کہ کیا یہ واقعہ آپؒ نے بچشم خود دیکھا ہے؟ تو انہوں نے کہا، بے شک یہ سارا واقعہ میری آنکھوں نے دیکھا اور میرے کانوں نے سنا۔ خلفؒ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے ابوخصیبؒ کے بارے میں لوگوں سے پوچھا (کہ یہ کیسے آدمی ہیں؟) تو لوگوں نے ان کے اچھے ہونے کی گواہی دی۔

خلف بن تمیمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوریؒ کو دیکھا ہے کہ وہ اس شیخ (ابوخصیبؒ) سے یہ واقعہ پوچھ رہے تھے۔ (من عاش بعد الموت مترجم ۳۹/۴۲)

☆ انسانیت کے قاتل اول قابیل کا برزخی حال

حضرت عبداللہ یمانیؒ فرماتے ہیں کہ:

میں نے اپنی قوم کے کچھ لوگوں کے ساتھ سمندر کا سفر کیا۔ اچانک چند دنوں تک (گھنے بادل کی وجہ سے) مسلسل سمندر میں تاریکی چھائی رہی۔ ہم ایک بستی کے قریب تھے، تاریکی چھٹتے ہی میں پینے کے پانی کی تلاش میں نکلا، دیکھا کہ بستی کے سارے دروازے بند ہیں اور ہوا ان دروازوں سے ٹکرا رہی ہے، میں نے زور سے آواز دی مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ اچانک دیکھا کہ دو گھڑ سوار آرہے ہیں، ہر ایک نشست پر ایک ایک روئیں دار سفید کپڑا تھا۔ انہوں نے مجھ سے حاجت پوچھی، میں نے سمندر کا واقعہ سنا کر کہا کہ اب میں پانی کی تلاش میں آیا ہوں۔ انہوں نے کہا، اے عبداللہ! اس راستے چلو، اس کے آخری سرے پر

تمہیں ایک حوض ملے گا، اس سے پانی لے کر آ جاؤ لیکن وہاں کوئی چیز دیکھ کر گھبرانا نہیں۔ میں نے کہا کہ ہوا کو روکنے والے یہ بند دروازے کیا ہیں؟ انہوں نے کہا، یہ مردوں کی روحوں کے مکانات ہیں۔

میں ان کی ہدایت کے مطابق اس راستے پر چلا تو آخری سرے پر ایک حوض مل گیا، دیکھا کہ اس کے اوپر ایک شخص الٹا لٹکا ہوا ہے، اس کا سر پانی کے قریب ہے، وہ اپنے ہاتھوں سے پانی لینا چاہتا ہے لیکن اس کے ہاتھ پانی تک نہیں پہنچتے۔ اس نے مجھے دیکھ کر آواز دی کہ اے عبداللہ (اللہ کا بندہ) مجھے ذرا پانی پلا دو۔ میں نے حوض میں پیالہ ڈبویا تا کہ اس کو پانی دوں لیکن میرے ہاتھ کو کسی انجانی قوت نے روک لیا تو اس نے کہا، اپنا عمامہ تر کر کے میری طرف پھینک دو۔ میں نے عمامہ تر کیا تا کہ اس کی طرف پھینکوں تو دوبارہ میرے ہاتھ کو کسی نادیدہ قوت نے روک لیا۔ میں نے کہا اے بندۂ خدا تو نے دیکھ لیا، میں نے کتنی کوشش کی۔ پیالہ بھرا تا کہ تجھے پانی پلا دوں مگر ہاتھ کو کسی نے روک لیا، عمامہ تر کیا تا کہ تیری طرف پھینکوں مگر کسی نادیدہ قوت نے میرے ہاتھ کو روک لیا، اب تو بتا کہ تو ہے کون؟

اس نے کہا، میں آدمؑ کا بیٹا ہوں اور دنیا میں سب سے پہلی خونریزی میرے ہاتھوں ہوئی تھی (یعنی قابیل)۔ (من عاش بعد الموت، لابن ابی الدنیا مترجم ۹۷، موت کا جھٹکا ۲۰۹)

☆ مقروض کی برزخی حالت

حضرت شیبان بن حسنؒ فرماتے ہیں کہ:

میرے والد (حسنؒ) اور عبدالواحد بن زید، یہ دونوں جہاد کے لئے نکلے تو دشمن کے ایک وسیع اور عمیق کنوئیں پر اچانک جا کر انہوں نے قبضہ کر لیا (مگر دشمن کا کنوئیں کے اندر چھپے رہنا چونکہ بعید نہیں تھا اس لئے) انہوں نے ایک بڑی دیگ کو رسی سے باندھ کر

کنوئیں کے اندر ڈالا، جب رسی سے بندھی ہوئی دیگ کنوئیں کے اندر پہنچ گئی تو سب نے مل کر اس رسی کو مضبوطی سے پکڑا اور ایک مجاہد کو یہ ہدایت دے کر رسی پکڑا دی کہ وہ کنوئیں میں اتریں اور دیگ میں بیٹھ کر کنوئیں کا معائنہ کر کے آئیں۔ وہ مجاہد کنوئیں کے اندر اترنے لگے تو اچانک ایک گلوگرفتہ آواز کنوئیں کے اندر سے سنی، وہ گھبرا کر اوپر کی طرف واپس آ گئے اور آ کر کنوئیں کے دہانے پر کھڑے مجاہد سے پوچھا کہ کیا ایک عجیب گلوگرفتہ آواز تمہیں سنائی دی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ اچھا ایسا کرو کہ تم اوپر رہو، میں کنوئیں میں اترتا ہوں۔ یہ کہہ کر مجاہد کنوئیں میں اترے تو اسی طرح ایک گلوگرفتہ آواز سنی، پھر اس کے قریب کسی انسان کی آواز بھی سنائی دی۔ اچانک دیکھا کہ ایک شخص کچھ تختوں پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے نیچے پانی ہے۔ مجاہد نے اس سے پوچھا کہ کیا تم کوئی جن ہو یا انسان ہو؟ اس نے کہا انسان ہوں۔ مجاہد نے کہا، تو یہاں کیسے؟ اس نے کہا، میں انطاکیہ کا رہنے والا ہوں، میرا انتقال ہوا تو میرے رب نے مجھے کچھ قرضے کی وجہ سے یہاں بند کر دیا، میرے بال بچے انطاکیہ میں ہیں، وہ مجھے یاد نہیں کرتے اور نہ ہی میرے قرضے ادا کرتے ہیں۔

یہ مجاہد فوراً کنوئیں سے باہر نکل آئے اور مجاہد ساتھیوں سے کہا، ایک جہاد کے بعد اب دوسرا جہاد کرنا ہے، جو چاہیں گھر واپس چلے جائیں۔ یہ کہہ کر وہ کچھ مجاہدین کو ساتھ لے کر کرایہ کی سواریوں میں انطاکیہ پہنچے، وہاں جا کر اس شخص کے بارے میں اور اس کی اولاد کے بارے میں پتہ کیا تو اتفاقاً جس سے اس شخص کا پتہ معلوم کرنا چاہا، وہی لوگ اس شخص کی اولاد تھے۔ انہوں نے کہا، بالکل درست ہے، وہ ہمارے ہی والد ہیں، ہم نے اپنی ایک زمین فروخت کی ہے، آپ ہمارے ساتھ چلیں ہم اپنے والد کے قرضے ادا کر دیتے ہیں۔

یہ مجاہد فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہم انطاکیہ سے دوبارہ اس کنوئیں کی طرف لوٹے، ہم پورے یقین پر تھے کہ وہ شخص اب بھی وہیں ہوگا لیکن جب ہم وہاں پہنچے تو نہ کوئی

کنواں تھا، نہ اس کا کوئی نام ونشان۔

شام ہوگئی تو ہم نے رات وہیں بسر کی تو خواب میں دیکھا کہ وہ شخص ہمیں کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو بہترین جزاء عطا فرمائے، جیسے ہی میرے قرضے ادا کر دیئے گئے، میرے اللہ نے فوراً مجھے اس کنوئیں سے جنت میں منتقل کر دیا۔

(موت کا جھٹکا ۳۰۷، من عاش بعد الموت مترجم ۶۸)

☆موسیٰؑ کے ساتھ کوہِ طور پر جانے والے معاندین کا مرنے کے بعد کلام کرنا

عمر بن سلیم مزنیؒ فرماتے ہیں کہ:

میں نے حضرت محمد بن کعب القرظیؒ کو فرماتے سنا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا جو ارشاد ہے کہ:

واختار موسیٰ قومہ سبعین رجلاً۔

''اور موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم کے ستر آدمیوں کو (اپنے ساتھ کوہِ طور جانے کے لئے) چن لیا۔''

دراصل ہوا یہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے ستر نیک صالح لوگوں کو چنا اور ان کو لے کر کوہِ طور کی طرف چلے۔ انہوں نے کہا، آپؑ ہمیں کہاں لے جا رہے ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، میں تمہیں اپنے ربّ کے پاس لے جا رہا ہوں کیونکہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ مجھ پر توراۃ نازل فرمائیں گے۔

انہوں نے کہا، ہم تو اس (ربّ) پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک اس کو دیکھ نہ لیں گے۔

تو آسمانی بجلی نے آ کر ان کو ہلاک کر دیا اور وہ دیکھتے رہ گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے درمیان کھڑے رہے اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ:

رب لو شئت اھلکتھم من قبل وایای اتھلکنا بما فعل السفھاء منا.

''اے میرے پروردگار! اگر آپ چاہتے اس سے پہلے ان کو ہلاک کر سکتے تھے اور مجھے بھی۔ کیا آپ ہمارے نادانوں نے جو (برا) کیا ہے اس کی وجہ سے ہمیں ہلاک کر دیں گے۔''

میں بنی اسرائیل کے پاس واپس جا کر کیا جواب دوں گا؟ میرے ساتھ آنے والوں میں سے کوئی بھی نہیں بچا (جو بنی اسرائیل کے سامنے اس واقعہ کے بارے میں میری تصدیق کرے)۔

اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی:

ثم بعثنا کم من بعد موتکم لعلکم تشکرون.

''پھر ہم نے تم کو دوبارہ زندہ کیا تمہارے مرجانے کے بعد تا کہ تم شکرگزار بن جاؤ۔''

تو ان مردوں نے جواب دیا۔

ھدنا الیک.

''ہم نے آپ کی طرف رجوع کیا۔''

یہیں سے یہود ''یہود'' کے نام سے مشہور ہوئے۔

(من عاش بعد الموت مترجم ۷۰)

☆صحابہؓ کو برا کہنے کی سزا

محقق طوسی کا نام ہر عالم جانتا ہے۔ یہ شخص بڑا محقق، منطقی، فلسفی تھا لیکن غضب مشکل

☆فرعون کی خادمہ کا ایمان افروز واقعہ

رسول اللہ ﷺ جب معراج پر تشریف لے گئے تو براق زمین و آسمان کے درمیان چلتا تھا، جہاں تک نظر جاتی تھی اس کا ایک قدم ہوتا تھا، خوشبو آنے لگی۔ آپؐ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ جنت کی خوشبو ہے؟ جبرائیلؑ نے جواب دیا، یہاں سے جنت بہت دور ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ فرعون کی ایک ملازمہ تھی جو اس کی بیٹی کو کنگھی کیا کرتی تھی۔ ایک دن وہ کنگھی کررہی تھی کہ کنگھی اس کے ہاتھ سے گر گئی تو اس کے منہ سے کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ نکل گیا۔ جب اللہ والے کی زبان سے بات نکلتی ہے تو پھر وہ چھپتی نہیں ہے بلکہ پہلے سے زیادہ نکلتی ہے۔ فرعون کی بیٹی نے کہا، میرے باپ کے سوا تیرا اور کوئی خدا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میرا خدا اور تیرے باپ کا خدا، بلکہ تمام آسمان وزمین کا ایک ہی خدا ہے۔ اس نے فرعون کو خبر دی۔ فرعون نے اس کو طلب کر کے ماجرا دریافت کیا۔ ماشطہ نے کہا، ہاں ایسا ہی ہے۔ میں اس خدا کو مانتی ہوں جس نے مجھے پیدا کیا۔ اس پر فرعون نے اس کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے۔ اس کی دو بیٹیاں تھیں، ایک شیر خوار دوسری تین چار سال کی۔ فرعون نے بیٹیوں کو ذبح کرنے کی دھمکی دی، ماں برابر ڈٹی رہی۔ اس پر فرعون نے بڑی بچی کو ذبح کرڈالا اور چھوٹی بچی کو ماں کے سینے پر رکھ دیا۔ ماں گھبرائی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے شیر خوار بچی کو زبان دی کہ میری ماں جنت میں میرا اور آپ کا انتظار کررہی ہے۔ ظالم نے ماں اور بچی کو ذبح کردیا۔ آج یہ اس کی قبر سے خوشبو آرہی ہے جو ساتویں آسمان تک پہنچتی ہے۔ (نزہۃ المجالس وخیر الافادات بحوالہ قرآن کے عبرت انگیز واقعات ۳۳۲)

☆قرآن کا نور

امام ابوجعفر جو آٹھویں امام القراءۃ ہیں۔ جب آپؒ کو غسل دیا گیا تو لوگوں نے

آپؒ کے سینہ اور دل کے درمیان میں قرآن پاک کے ورق کے مانند ایک سفید حلقہ اور گول دائرہ دودھ کی طرح دیکھا۔ اس سے حاضرین نے بلاشک جان لیا کہ یہ قرآن پاک کا نور ہے۔ سلیمان بن ابی سلیمان عمری کہتے ہیں کہ میں نے وفات کے بعد ابوجعفرؒ کو خواب میں دیکھا تو فرمایا کہ مجھے حق تعالیٰ نے شہیدوں میں سے بنا دیا۔

(طبقات القراء بحوالہ قرآن کے عبرت انگیز واقعات ۳۳۳)

☆امام نافعؒ کا واقعہ

اسحاق مسیبی امام نافعؒ سے نقل کرتے ہیں کہ جب آپؒ کو غسل دیا گیا تو لوگوں نے آپؒ کے سینہ اور دل کے درمیان قرآن مجید کے ورق کے مانند ایک چیز دیکھی۔ اس سے حاضرین نے بلاشک جان لیا کہ یہ قرآن کا نور ہے۔ (قرآن کے عبرت انگیز واقعات ۳۳۴)

☆اللہ تعالیٰ نے مجھے شہیدوں میں بنایا

سلیمان ابن سلیمان عمریؒ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں ابوجعفرؒ کو کعبہ کے اوپر دیکھا۔ میں نے کہا اے ابوجعفرؒ! انہوں نے جواب دیا اور کہا، میرے بھائیوں اور شاگردوں کو سلام کہنا اور یہ خبر دینا کہ حق تعالیٰ نے مجھے ان شہیدوں میں سے بنایا ہے جو زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔ نیز ابوحازمؒ اعرج کو سلام کے بعد کہنا کہ تمہیں ابوجعفرؒ کہتے ہیں کہ اے سمجھ دار، دانا، ہوش مندی اور ہوشیاری کو لازم پکڑو۔ تعلیم وتعلم اور ذکر وشغل کی مجلس اور جماعت کو بڑھاؤ کیونکہ حق تعالیٰ اور اس کے فرشتے آغاز شب میں تمہاری مجلس کو پورے ذوق وشوق سے دیکھتے ہیں۔

(قرآن کے عبرت انگیز واقعات ۳۳۴)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

☆عذابِ قبر کی حقیقت

چند سال قبل ایک جماعت کے ساتھ جانا ہوا، مانسہرہ سے آگے ایک چھو
قصبے میں پہنچے، مسجد میں سامان رکھا اور تعلیم شروع کی۔ مسجد سے باہر ادھر ادھر کاف
فارغ بیٹھے تھے۔ ہم لوگ ان کے پاس گئے اور مسجد میں آنے کی دعوت دی تاکہ وہ تعلیم
شریک ہوسکیں۔ کچھ لوگ ہمارے ساتھ مسجد آنے پر تیار ہوگئے۔ ایک صاحب نے
ظہر کی نماز کے وقت آؤں گا اور نماز کے بعد عذابِ قبر کا ایک واقعہ آپ لوگوں کو سناؤں گا۔

چنانچہ ظہر کی نماز کے بعد یہ صاحب ہمارے پاس بیٹھ گئے، اپنا تعارف کر
وہ ریٹائرڈ فوجی جوان ہے۔ ۱۹۶۵ء کی پاک و ہند جنگ میں ایک قبرستان میں اسلحہ کا
عارضی ذخیرہ بنایا گیا تھا اور کچھ نوجوانوں کے ساتھ اس کی بھی وہاں پہرے پر ڈیوٹی
دن کا وقت تھا اور کوئی خاص کام نہیں تھا چنانچہ اس نے قبرستان میں گھومنا شروع کر دیا۔ ایک
پرانی قبر کے پاس سے گزر ہوا تو یوں محسوس ہوا جیسے قبر کے اندر سے ہڈیاں ٹوٹنے کی آ
رہی ہو۔ اس فوجی جوان نے بتایا کہ میں نے بندوق کے بٹ کے ساتھ قبر کی اینٹیں ہٹا
تاکہ دیکھوں کہ یہ آواز کیسی ہے۔ جیسے جیسے میں مٹی ہٹاتا گیا، آواز اور تیز ہوتی گئی اور
دلچسپی اور خوف بھی بڑھتا گیا۔

دن کا وقت تھا، روشنی خوب پھیلی ہوئی تھی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ قبر کے اندر
ہڈیوں کا ڈھانچہ پڑا ہوا ہے اور اس پر چوہے کی شکل کا ایک جانور بیٹھا ہوا ہے۔ جب
منہ اس ڈھانچے پر مارتا ہے تو سارا ڈھانچہ اکڑ جاتا ہے اور ہڈیوں کے ٹوٹنے اور چٹخنے کی
آتی ہے۔ میرے سامنے تین مرتبہ اس جانور نے اپنا منہ ہڈی پر مارا۔ مجھے بہت ترس آ
یہ جانور اس مردے کو تکلیف پہنچا رہا ہے، چنانچہ رائفل سے جب میں نے اس کو

مارنے کا ارادہ کیا تو وہ مٹی میں چھپ گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ جانور قبر سے نکل کر میری طرف لپکا۔ میرے اوپر کچھ ایسی دہشت سوار ہوئی کہ میں اسے مارنا بھول کر بھاگ کھڑا ہوا۔ کافی دور جانے کے بعد میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ جانور میرے پیچھے تیزی سے بھاگا آرہا تھا۔ قریب ہی پانی کا ایک جوہڑ تھا، اس جانور سے بچنے کے لئے میں اس جوہڑ میں داخل ہوگیا۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا کہ وہ جانور جوہڑ کے کنارے پر آ کر رک گیا اور قدرے توقف کے بعد اس نے اپنا منہ پانی میں ڈال دیا، یکایک پانی کھولنے لگا۔ میں بھاگ کر جوہڑ سے نکلا، میری ٹانگیں جل رہی تھیں، جلد سرخ ہو چکی تھی اور آبلے پڑ چکے تھے، درد کی شدت سے میرا چلنا محال تھا۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو آواز دی چنانچہ مجھے ایبٹ آباد کے ہسپتال میں داخل کر دیا گیا۔ میری ٹانگوں کا گوشت گلنا شروع ہوگیا اور ہر وقت بدبودار پیپ اور خون رستا رہتا تھا۔ کسی علاج سے افاقہ نہ ہوا تو مجھے علاج کے لئے امریکہ بھجوایا گیا مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ اس وقت دونوں ٹانگوں کی صرف ہڈیاں بچ گئی ہیں، گوشت آہستہ آہستہ گل کر علیحدہ ہوتا جارہا ہے اور ہر وقت مردے کی سی بدبو آتی رہتی ہے۔ پھر اس نے ہمیں اپنی دونوں ٹانگیں دکھائیں جن پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ (موت اور عذابِ قبر کے مناظر و واقعات ۱۳/۱۴)

☆قبر کی آگ

یہ ۱۹۵۳ء کا واقعہ ہے، میں ایم بی بی ایس کے دوسرے سال میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ ہمیں تشریح البدن (اناٹومی) کا مضمون پڑھنے کے لئے انسانی ہڈیوں کی ضرورت پڑتی تھی، کالج ابھی نیا نیا بنا تھا اور انسانی ہڈیوں کا ذخیرہ بہت محدود تھا۔ چنانچہ میرے دوستوں نے نشتر میڈیکل کالج کے ساتھ والے قبرستان، جو ان دنوں قلعہ والا قبرستان کہلاتا تھا، کی

طرف رجوع کیا۔ قبرستان کے مجاور سے جا کر بات کی، کچھ پس وپیش کے بعد وہ بائیس روپے میں پورا انسانی ڈھانچہ فراہم کرنے پر رضامند ہو گیا۔ لڑکے رات کو ایک بوری اور بائیس روپے مجاور کو دے آتے اور اگلے روز ان کو پورا انسانی ڈھانچہ مل جاتا۔ مجاور کا یہ کاروبار چلتا رہا۔

کچھ عرصے کے بعد مجھے انسانی کھوپڑی کی ضرورت پیش آئی، میں قبرستان گیا اور مجاور سے ملا، وہ اس وقت مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ میرے اصرار کے باوجود اس نے انسانی ہڈی فراہم کرنے سے انکار کر دیا۔ جب میں نے اصرار کے ساتھ وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ چند دن قبل جب اس نے ایک قبر کھولی تو قبر میں سے آگ کا ایک شعلہ نکلا جس نے اس کا پیچھا کیا۔ مجاور نے مزید بتایا کہ وہ پوری تیزی سے جان بچانے کے لئے بھاگا مگر آگ نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا۔ جب وہ بھاگتے بھاگتے مسجد میں داخل ہو گیا تو وہ آگ واپس چلی گئی۔ اس نے بتایا کہ اب اس نے پکی توبہ کر لی ہے کہ کبھی قبروں کی توہین نہیں کرے گا۔

(موت اور عذاب قبر کے مناظر و واقعات ۱۵)

☆ قبر کھودنے والے مزدوروں کا وحشت ناک واقعہ

کافی عرصہ پہلے جب میں نشتر ہسپتال میں میڈیکل وارڈ کا رجسٹرار تھا تو میرے وارڈ میں دو مزدور بے ہوشی کی حالت میں داخل ہوئے۔ ہوش میں آنے کے بعد وحشت زدہ ہو کر پھر چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ علاج کے بعد جب ان کی حالت کچھ سنبھلی تو انہوں نے بتایا کہ ملتان کے ایک مشہور و معروف آدمی کی قبر کو اس لئے کھودا جا رہا تھا کہ ان کی نعش کو خاص جگہ پر منتقل کیا جائے۔ جب قبر کھولی گئی تو مردہ کی شکل کو دیکھ کر وہ اتنے خوفزدہ ہوئے کہ بیہوشی طاری ہو گئی۔ اس مردہ کے لواحقین نے جب مردہ کی یہ حالت دیکھی تو جلدی سے قبر کو

بند کروا دیا۔ اس واقعہ کا تذکرہ وقت کے اخبارات میں بھی چھپا تھا۔ (ایضاً ۱۶)

☆ تین کے علاوہ تمام قبریں آگ سے بھری پڑی ہیں

احمد پور شرقیہ میں ایک نیک خاتون دینی مدرسہ کی مہتمم تھیں، اس کو ایک لاعلاج مرض لاحق ہو گیا۔ میرے پاس بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال میں داخل ہوئی اور وہیں وفات پائی۔ ان کے علاج پر اٹھنے والے اخراجات کراچی سے ایک حاجی صاحب (جو ہمارے ایک پروفیسر صاحب کے سسر ہیں) بھیجا کرتے تھے۔ جب یہ نیک خاتون فوت ہو گئی تو حاجی صاحب کو کراچی میں اطلاع دی گئی۔ وہ تشریف لائے اور سیدھے اس بی بی کی قبر پر گئے، واپس آ کر سب سے پہلے مجھے یہ خوشخبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ نے بی بی پر قبر میں اپنی خاص رحمتیں نازل فرمائیں ہیں۔

اگلے روز حاجی صاحب پھر قبرستان تشریف لے گئے، جب واپس لوٹے تو بے حد غمگین تھے، آتے ہی رونا شروع کر دیا، کھانا پینا بند کر دیا مگر نماز کی پابندی جاری رہی، ہر وقت استغفار میں مشغول رہتے۔ تین دن کھانا پینا بند کرنے کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئے تو ڈاکٹر صاحب جو ان کے داماد تھے، مجھے لے گئے۔ میں جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ حاجی صاحب سجدہ میں پڑے ہوئے آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ سے استغفار اور آہ وزاری کر رہے ہیں، آواز میں اتنا درد اور سوز تھا کہ پاس بیٹھنے والے پر گریہ طاری ہو جاتا تھا۔ میں نے انہیں اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی۔ میرے بار بار کے اصرار پر انہوں نے بتایا کہ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے ان کو کشف قبور کا وظیفہ بتایا تھا، وہ انہوں نے پہلے روز اس بی بی کی قبر پر کیا تو نہایت اچھی خبر ملی، دوسرے روز ساتھ والی قبروں پر وہی وظیفہ پڑھا تو دیکھا کہ سب قبریں آگ سے بھری ہوئی ہیں اور مردے آگ میں تڑپ رہے ہیں، کسی قبر میں آگ کم

ہے کسی میں زیادہ۔ حتیٰ کہ پورے قبرستان میں صرف تین قبریں اس آگ سے محفوظ تھیں۔

حاجی صاحب نے فرمایا کہ یہ منظر دیکھ کر روؤں نہ تو اور کیا کروں۔ اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے تخفیف عذاب کی دعا مانگ رہا ہوں، ایسا دردناک عذاب ہے کہ اگر آپ دیکھ لیں تو ذہنی توازن کھو بیٹھیں یا دہشت سے مرجائیں۔ پھر حاجی صاحب نے حضور ﷺ کا ارشاد گرامی سنایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ عذاب قبر اس قدر دردناک ہے کہ اگر انسان اس کو دیکھ یا آواز سن لیں تو پاگل ہو کر جنگلوں میں بھاگ جائیں اور اپنے مردے دفن کرنا بند کر دیں۔

میں نے حاجی صاحب سے پوچھا کہ قبریں آگ سے کیوں بھری ہوتی ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ ایک تو نماز چھوڑنے کی وجہ سے، دوسرے استنجا سے بے توجہی کرنے کی وجہ سے۔ اس دردناک نظارہ کی وجہ سے حاجی صاحب اکثر رویا کرتے تھے اور اسی حال میں ان کا انتقال ہو گیا۔ (موت اور عذاب قبر کے مناظر و واقعات ۱۸)

☆ اعمال سانپ کی صورت میں

سرگودھا شہر کا واقعہ ہے:

ایک محلے میں جماعت ٹھہری ہوئی تھی، جماعت کے کچھ ساتھی محلے میں گشت کے لئے نکلے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک مکان سے بہت سارے مرد اور عورتیں خوفزدہ ہو کر جلدی سے نکل رہے ہیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہاں ایک آدمی فوت ہو گیا تھا اور اس کے تمام رشتہ دار اکھٹے تھے، ابھی مردے کو نہلانے کی تیاری ہو رہی تھی ایک بہت بڑا سانپ کہیں سے آیا اور اس نے میت کو اپنی لپیٹ میں لے لیا جس کی وجہ سے میت کے رشتہ دار گھر سے بھاگ گئے، جماعت کے ساتھی مکان کے اندر گئے تو واقعی ایسا ہی پایا۔

جماعت والوں نے میت کے لواحقین کو بتایا کہ یہ سانپ نہیں بلکہ اعمال کا وبال ہے، اس سے چھٹکارا کرنے کی ایک ہی صورت ہے کہ خوب گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی جائے اور میت کے لئے استغفار کیا جائے۔ میت کے رشتہ دار اتنے خوفزدہ تھے کہ انہوں نے قریب جانے سے انکار کر دیا۔ جماعت والوں نے دعا، استغفار اور ذکر اذکار کا اہتمام کیا، کچھ دیر بعد وہ سانپ غائب ہو گیا، چنانچہ میت کو نہلایا اور کفن پہنایا گیا۔ جب میت کو دفن کرنے کے لئے قبر کے پاس جا کر رکھا تو دیکھا کہ ایک بڑا سانپ قبر میں بھی موجود ہے جو کہ قبر کھودتے وقت وہاں نہیں تھا۔ بڑی مشکل سے میت کو قبر میں اتارا گیا، جونہی میت کو قبر کے حوالے کیا، سانپ پھر میت کے گرد لپٹ گیا، چنانچہ وہ لوگ جلدی سے قبر کو بند کر کے واپس آگئے۔ (ایضاً ۲۱)

☆ قبر میں بچھو

دس سال پہلے کا ذکر ہے:

میں قائداعظم میڈیکل کالج میں بطور پرنسپل کام کر رہا تھا۔ قریب کی ایک بستی سے ایک ڈسپنسر اپنے ایک قریبی عزیز کے مرض کے بارے میں مشورہ کرنے کے لئے آیا کرتا تھا۔ ایک دن اس نے بتایا کہ اس کی بستی میں ایک حجام فوت ہو گیا، جب اس پر نزع کی کیفیت طاری ہوئی تو لوگوں نے اس کو ہلایا اور کہا کہ کلمہ پڑھ (حالانکہ یہ طریقہ غلط تھا) اس نے کلمہ نہ پڑھا، لوگوں نے پھر اسے ہلایا اور کلمہ پڑھنے کو کہا۔ موت کی سختی کی وجہ سے اس نے کلمہ کو گالی دی، تھوڑی دیر بعد اس کا انتقال ہو گیا۔ جب دفن کرنے لگے تو دیکھا کہ قبر بچھوؤں سے بھری ہوئی ہے، لوگوں نے قبر کو بند کر دیا۔ دوسری جگہ قبر کھودی گئی، جب میت کو قبر میں اتارنے لگے تو دیکھا کہ وہ قبر بھی بچھوؤں سے بھری ہوئی ہے، چنانچہ اسی حالت میں

مردے کو قبر میں رکھ کر قبر کو بند کر دیا گیا۔

علماء کرام سے سنا ہے کہ نزع کے عالم میں مرنے والے کو کلمہ پڑھنے کے لئے نہیں کہنا چاہئے بلکہ اس کے قریب مناسب آواز میں کلمہ کا ورد کرنا چاہئے۔ (ایضاً۱۹)

☆ زنا کاری کی سزا

یہ واقعہ ڈاکٹر صاحب کے ساتھ پیش آیا جسے ان کی زبانی نقل کیا جارہا ہے:

۱۹۶۱ء میں ایک وارڈ میں بطور رجسٹرار کام کر رہا تھا۔ ایک رات عجیب خواب دیکھا جس کی وجہ سے چھ ماہ تک بیمار رہا۔ خواب میں مجھے ایک قبر کے اندر لے جایا گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مردہ تڑپ رہا ہے، یوں معلوم ہوتا ہے کہ سخت اذیت میں ہے، اس کا منہ کھلا ہوا تھا مگر اس سے آواز نہیں نکلتی تھی۔ بازو اور ٹانگیں شدید درد کی وجہ سے حرکت میں تھے، کافی دیر تک یہی حالت رہی پھر کچھ سکون ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد میں نے دیکھا کہ ایک تیسرا شخص ایک چمکدار چابک جیسی چیز اس میت کی پیشاب کی نالی میں داخل کر رہا ہے جس کی اذیت سے وہ مردہ پھر ویسے ہی تڑپنے لگتا ہے۔

مردہ کی تکلیف دیکھ کر مجھ سے نہ رہا گیا، میں نے اس شخص سے پوچھا کہ اس میت کو یہ عذاب کیوں دیا جارہا ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ مردہ دنیا کی زندگی میں زنا کار تھا اور جب سے مرا ہے، اسے یہی عذاب دیا جارہا ہے۔ میں کافی دیر تک یہ معاملہ دیکھتا رہا، مجھے مردے کی حالت پر بہت رحم آیا۔ ابھی میں یہ سزا دیکھ ہی رہا تھا کہ کسی نے پکڑ کر مجھے زمین پر لٹا دیا اور ویسی ہی چمک دار چابک نما چیز کسی نے میری پیشاب کی نالی میں داخل کر دی۔ مجھے اس شدت کی تکلیف ہوئی کہ میں ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگا۔ آج بھی جب مجھے یاد آتا ہے تو میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، بہرحال کافی دیر تک میں تڑپتا رہا، جب

ہوش آیا تو اپنے بستر کو گیلا پایا اور تکلیف کی شدت ابھی تک محسوس ہو رہی تھی۔ میں سمجھا کہ میرا پیشاب نکل گیا ہے لیکن دیکھا کہ تکیہ تک پانی میں بھیگا ہوا ہے۔ اس کے بعد جب میں نے پیشاب کیا تو وہ خون کی طرح سرخ تھا اور یہ خون والا پیشاب چھ ماہ تک جاری رہا اور اس دوران میں بہت کمزور ہو گیا۔ ہر قسم کے لیبارٹری ٹیسٹ، گردے، مثانے کے ایکسرے وغیرہ کروائے، بہت سے ڈاکٹر صاحبان سے مشورہ کیا اور علاج کروایا لیکن نہ تو اس بیماری کی وجہ معلوم ہو سکی اور نہ ہی افاقہ ہوا۔ اس دوران میں نے ملازمت سے لمبی چھٹی لے لی۔ آخر کار دعا اور توبہ واستغفار کی طرف متوجہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس معصیت سے نجات دی۔

(موت اور عذاب قبر کے عبرتناک مناظر و واقعات ۲۰،۱۹)

☆ عذابِ قبر کی وجہ سے مردے کی چیخ و پکار

چند سال قبل ایک جماعت کے ساتھ ایبٹ آباد جانا ہوا، شہر کے قریب ایک بستی کی مسجد میں قیام کیا، مسجد کے ساتھ ہی قبرستان تھا۔ پروگرام کے مطابق ہم لوگوں نے گشت کر کے مقامی لوگوں کو مسجد میں اکٹھا کیا اور قبر و حشر کی بات شروع کی۔ بات سنتے ہی مقامی لوگوں نے بلند آواز میں رونا شروع کر دیا، ہم لوگ پریشان ہو گئے کہ اتنا اثر تو آج تک کسی نے بھی نہیں لیا اور نہ ہی کسی کے اوپر ہوا ہے۔ ہمارے استفسار پر ایک مقامی ساتھی نے بتایا کہ اصل میں اس بستی والے عذاب قبر کا نمونہ دیکھ چکے ہیں۔ پھر اس نے ایک قبر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ یہ ایک عورت کی قبر ہے جس کو مرے ہوئے قریباً ساٹھ سال ہو چکے ہیں۔ ایک روز صبح کی نماز کے بعد قبرستان سے چیخنے چلانے کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں۔ تلاش اور جستجو کے بعد معلوم ہوا کہ یہ آوازیں اسی قبر کے اندر سے آرہی ہیں۔ قبر بہت پرانی اور پختہ تھی، جوں جوں دن چڑھتا گیا آوازیں بلند ہوتی گئیں۔ بستی والوں پر

عجیب سی دہشت طاری ہوگئی، عورتوں اور بچوں نے رونا شروع کردیا۔ چنانچہ ایک عالم دین کو بلایا گیا تو انہوں نے بتایا کہ قبر کے اندر عورت کو عذاب ہو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کا نمونہ آپ سب بستی والوں کو آخرت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے دکھایا ہے کہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مان کر چلو گے تو اس بڑے حادثے سے بچ جاؤ گے۔ چنانچہ سب لوگوں نے ذکر اذکار، استغفار، درود شریف اور قرآن مجید پڑھ کر مرحومہ کی روح کو ایصال ثواب پہنچایا اور عصر کی نماز کے وقت وہ خوف ناک چیخ وپکار بند ہوگئی۔

ہم لوگ جب بھی قبر اور آخرت کی بات کرتے تو بستی والوں پر گریہ طاری ہو جاتا۔ (موت اور عذاب قبر کے عبرتناک مناظر وواقعات ۲۰/۲۱)

☆ میت کے منہ پر سانپ ڈس رہا تھا

جب منگلا ڈیم پاکستان میں تعمیر ہو رہا تھا اور بند باندھا جا رہا تھا اور مٹی ادھر سے ادھر کی جا رہی تھی تو اس کام کے دوران بلڈوزر نے ایک قبر کو کھول دیا، اس قبر میں ایک مردہ لیٹا ہوا تھا اور اس کے منہ کے اوپر ایک سانپ بیٹھا ہوا وقفہ وقفہ سے ڈس رہا تھا۔

یہ نظارہ وہاں کے تمام لوگوں نے دیکھا چنانچہ کچھ اللہ والوں نے ذکر اذکار شروع کر دیا اور اس مردے کے تخفیف عذاب کے لئے درود شریف اور قرآن شریف پڑھنا شروع کردیا، کچھ دیر کے بعد یہ سانپ کہیں غائب ہوگیا۔

یہ واقعہ وہاں کے ایک انجینئر نے بتایا جو ان دنوں بند کے بنانے پر مامور تھا۔

(سنت نبویؐ اور جدید سائنس ۳۱۰)

☆ قبر کا عذاب، مردہ دفناتے ہی قبر کانپ اٹھی

کھیالی شاہ پور (گوجرانوالہ) کے قبرستان میں گزشتہ روز دفن کی جانے والی

خاتون کی قبر میں لرزش اور دھمک نے علاقہ میں خوف وہراس پھیلا دیا، لوگ اسے قیامت کی نشانی قرار دیتے رہے۔

تفصیلات کے مطابق کھیالی کی خاتون کو جب سپرد خاک کیا گیا تو وہاں موجود لوگوں نے محسوس کیا کہ مرحومہ کی قبر لرز رہی ہے اور اس صورت حال میں مرحومہ کے ورثاء نے جماعت اسلامی کے مولانا حافظ حبیب اللہ غازی سے رابطہ کیا جنہوں نے کہا کہ قبر کشائی کر کے میت کسی دوسری جگہ دفن کردی جائے۔ لوگوں نے ان کی موجودگی میں قبر کھولنا شروع کی، جونہی پہلے تختے کو ہٹایا جانے لگا تو قبر کے اندر سے عجیب وغریب قسم کی تیز بو سے اس شخص کو قے کے دورے پڑنے شروع ہو گئے جس پر لوگوں نے تلاوت شروع کر دی، مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی اور قبر کو بند کر دیا۔ (سنت نبویؐ اور جدید سائنس ۳۲۸)

☆ قبر تنگ ہوگئی

پچھلے دنوں ایوب میڈیکل کالج کے ایک پروفیسر صاحب نے بتایا کہ ان کے ایک جاننے والے فوت ہو گئے، متوفی کی تدفین کے وقت وہ خود موجود تھے۔ جب قبر تیار ہو گئی اور میت کو اندر رکھنے کے لئے جوتے اتارنے لگے تو زمین کا سوراخ بہت تنگ ہو گیا اور مردہ کو اندر لے جانا ناممکن ہو گیا۔ تمام لوگوں نے قبر والوں کو سنانا شروع کر دیا کہ قبر تنگ بنا دی ہے، چنانچہ دوبارہ کھلی بنائی گئی اور مردے کو جب اندر داخل کرنے لگے تو قبر تنگ ہونی شروع ہوگئی چنانچہ رشتہ داروں نے جلدی سے اندر دھکیل دیا کیونکہ دن کا وقت تھا، اندر ایک بڑا سانپ نظر آ رہا تھا، اس منظر نے سب کو پریشان کر دیا۔ (سنت نبویؐ اور جدید سائنس ۳۲۸)

☆ دفن کے بعد قبر کا گرم ہو جانا

میرے ایک دوست ڈاکٹر، ایک جاننے والے ساتھی کی تدفین میں شریک تھے۔

میت کے منہ پر بیٹھا ڈس رہا تھا۔ یہ ماجرہ دیکھ کر اس سے برداشت نہ ہوا، ایک لمبی لکڑی لے کر سانپ کو بھگانے کی کوشش کی۔ سانپ وہاں سے غائب ہو گیا اور ایک دوسرے سوراخ سے نکل کر اس کی طرف لپکا۔ یہ اپنی جان بچانے کے لئے بھاگا اور ایک پانی کے جوہڑ میں چلا گیا۔ سانپ بھی پانی میں داخل ہو گیا، تھوڑی دیر میں اس نے اپنی ٹانگ میں درد محسوس کیا۔ جب پانی سے باہر نکلا تو ایک ٹانگ کا رنگ بدل چکا تھا جو کہ کئی دنوں کے بعد کٹوانی پڑی کیونکہ وہ مردہ ہو چکی تھی۔ (سنت نبوی اور جدید سائنس ۳۱۷)

☆ قبر سے آگ کے شعلے بھڑک اٹھے

ہنجروالی کے علاقہ کے قبرستان کی ایک قبر سے مبینہ طور پر آگ کے شعلے بھڑک اٹھے۔ یہاں کے لوگوں کے مطابق یہ پراسرار آگ کے شعلے اس وقت بند ہو گئے جب لوگوں نے قبر کے پاس بیٹھ کر کلام پاک کی آیات پڑھنا شروع کیں۔ انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ قبر کس کی ہے۔

یہاں کے مکینوں کے مطابق علی الصبح چھ بجے کے قریب گاؤں کے دو افراد قبرستان کے قریب سے گزرے اور انہوں نے آگ کے شعلے قبر سے نکلتے دیکھے، انہوں نے اس کی اطلاع گاؤں والوں کو دی اور پھر یہاں لوگوں کا ہجوم ہو گیا۔ بعض لوگوں کے مطابق انہوں نے اپنی آنکھوں سے شعلے بلند ہوتے دیکھے اور گاؤں والے وہاں کلام پاک پڑھتے اور دعاء کرتے رہے، جس کے بعد آگ بند ہو گئی۔ اس قبر کے پاس ایک بڑا سوراخ تھا جسے بعد ازاں بند کر کے اس پر اینٹ رکھ دی گئی۔ لوگوں کے مطابق آگ کے شعلے اس شگاف سے نکلے۔ (سنت نبوی اور جدید سائنس ۳۱۸)

☆ بوڑھی عورت کی قبر میں دو گز لمبا اژدھا نعش سے چمٹا

ہوا پایا گیا

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ شیخوپورہ کی ہدایت پر گاؤں ہر چند کے قبرستان میں ایک اسی سالہ عورت کی نعش کا پوسٹ مارٹم کرنے کے لئے اس کی قبر کھدوائی گئی تو علاقہ بھر کے لوگوں کو یہ دیکھ کر حیرانی ہوئی کہ ایک دو گز لمبا اژدھا متوفیہ کی نعش کے ساتھ چمٹا ہوا تھا، جسے بڑی مشکل کے ساتھ قبر سے نکال کر مارا گیا۔

بتایا گیا ہے کہ یہ متوفیہ تقریباً ساڑھے تین ماہ قبل فوت ہوئی تھی، اس کے بیٹے نے جو فوج کا ملازم رہ چکا ہے، ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو درخواست دی کہ اس کی عدم موجودگی میں میری ماں کو میری بیوی نے زہر دے کر ہلاک کر دیا ہے اور میرے آنے سے پہلے اس کی نعش کو طبعی موت قرار دے کر گاؤں کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا ہے۔

(سنت نبوی اور جدید سائنس ۳۱۸)

☆ مزار کی تعمیر شروع ہوئی تو قبر کی دیوار گر گئی

گاؤں فتح گڑھ میں مسجد کے ساتھ ملحقہ ایک ولی اللہ کے مزار کی تعمیر نو کے دوران اچانک قبر کی شمالی جانب کی دیوار کی اینٹیں ٹوٹ گئیں اور قبر میں دفن اللہ تعالیٰ کے نیک بندے کی نعش اپنی اصلی حالت میں نظر آئی۔ یہ نعش لکڑی کے ایک صندوق میں بند کر کے دفن کی گئی تھی لیکن لکڑی کا صندوق تو دیمک کھا گئی۔ یہ قبر جامع مسجد پیر عبداللہ شاہ کے خطیب کی ہے جس کو ستاون سال قبل دفن کیا گیا تھا۔ (ایضاً)

☆ قبر سے شعلے، روشنی آسمان تک پھیل گئی

مردان کے نواحی علاقے قلاش کے قبرستان کی قبر سے آگ کے زبردست شعلے

نکلے جن کی روشنی آسمان تک دیکھی جا سکتی تھی، شعلوں کی حدت قبرستان کے تمام ایریا میں پھیل گئی۔

تفصیلات کے مطابق قلاش کی ایک نامعلوم قبر سے آگ کے زبردست شعلے بلند ہوئے جو ایک گھنٹے تک جاری رہے۔ شعلے قبر کے ساتھ ایک بڑے سوراخ سے نکل رہے تھے۔ آبادی کے لوگوں نے جب قبر سے شعلوں کو بلند ہوتے دیکھا تو قرآن مجید کی تلاوت اور دعائیں پڑھنی شروع کر دیں جس سے آگ ہلکی پڑ گئی۔ جب لوگ قریب پہنچے تو دیکھا کہ قبر سے آگ نکل رہی ہے، قبر کے سوراخ پر اینٹ رکھ دی گئی اور اس پر مٹی ڈال دی گئی۔

(سنت نبویؐ اور جدید سائنس ۳۱۸)

☆ مردے کی قبر میں چیخ و پکار

انہی شاہ صاحب نے بتایا کہ:

کوئٹہ کے قریب ایک جگہ پر نوجوان مر گیا، اس کو دفن کر دیا گیا۔ کئی دن بعد جب اس کا بھائی اس کی قبر پر گیا تو اندر سے مر گیا، مر گیا، بچاؤ بچاؤ کی آوازیں سنی۔ واپس آ کر والد سے کہا کہ بھائی تو زندہ ہے۔ جب کئی دن تک یہ آوازیں سنیں تو رات کے وقت ساتھیوں کو لے کر قبر کو کھولا۔ قبر بہت گرم تھی اور اس کا بھائی بیٹھا ہوا بچاؤ بچاؤ، مر گیا مر گیا پکار رہا تھا۔ اپنے بھائی کا بازو پکڑنے کی کوشش کی تو ہاتھ جل گیا اور وحشت کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے۔ صبح کے وقت لوگ ان کو اٹھا کر ہسپتال لے گئے اور قبر کو بند کر دیا گیا۔

(سنت نبویؐ اور جدید سائنس ۳۲۵)

☆ ایک میت جسے زمین نے پناہ دینے سے انکار کر دیا

پیرودھائی راولپنڈی کے قدیم قبرستان میں رونما ہونے والے ایک ناقابل یقین

واقعہ نے ایک میت کی تدفین کے لئے آنے والے سینکڑوں افراد پر رقت طاری کر دی، بلکہ ان کے ذہنوں پر یہ واقعہ انمٹ نقوش چھوڑ گیا۔

تفصیلات کے مطابق قریبی آبادی میں ایک شخص مر گیا، مرحوم کو دفن کرنے کے لئے اہل محلہ اور عزیز و اقارب قبرستان لے گئے۔ میت کو قبرستان لانے سے پہلے قبر کھودی گئی، جونہی میت کو تدفین کے لئے قبر میں اتارا گیا، سب کے دیکھتے ہی دیکھتے چند سیکنڈ میں لحد کی درمیان والی زمین یوں آپس میں مل گئی جیسے اس کو کھودا بھی نہ گیا ہو۔ یہ دیکھتے ہی تمام لوگوں پر سکتہ طاری ہو گیا۔ وہاں موجود عالم دین نے دوسری قبر کھودنے کا حکم دیا، پھر ویسے ہی ہوا، جونہی میت کو قبر میں اتارا گیا تو لحد والی جگہ دیکھتے دیکھتے آپس میں مل گئی۔ تمام لوگوں نے استغفار کا ورد شروع کر دیا۔

بعد ازاں عالم دین کی ہدایت پر دوبارہ لحد کھودنے کی کوشش کی گئی مگر وہاں موجود حاضرین نے ایسا عبرتناک منظر دیکھا جس کی مثال نہیں ملتی۔ کھودنے والی جگہ سے سانپ، بچھو اور دوسرے کیڑے مکوڑے یوں نکلنے لگے جیسے چشمے سے پانی ابلتا ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ سانپ اور بچھوؤں نے کسی کو کچھ نہیں کہا اور وہاں جمع ہو گئے۔ میت کو جب نیچے اتارا گیا تو ایک سانپ کمر کے نیچے سے کندھوں کے اوپر سے، دوسرا سانپ پاؤں کے نیچے سے ہوتا ہوا آیا اور پھر ایک واقعہ ایسا ہوا کہ دل لرز کر رہ گئے۔ دونوں سانپوں نے دیکھتے ہی دیکھتے میت کو یوں دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا جیسے آری کسی چیز کو چیرتی ہے۔

(سنت نبویؐ اور جدید سائنس ۳۲۰)

☆ کشمیر کا واقعہ

میرے امیر جماعت جو آزاد کشمیر کے تھے بتایا کہ:

ان کے علاقے میں ایک آدمی کا اکلوتا بیٹا جس سے وہ بہت پیار کرتا تھا، بدقسمتی سے وہ بیٹا بیمار ہو کر مر گیا تو اس کے باپ کو بہت صدمہ ہوا اور اعلان کیا کہ وہ بیٹے سے جدا نہیں ہو سکتا، اس کو اپنے ساتھ رکھے گا اور دفن نہیں کرے گا۔ چنانچہ لاش جب تین دن گھر میں رکھی تو اس میں بدبو پھیل گئی، محلے والے سب اکٹھے ہو گئے تو باپ کی منت سماجت کی کہ بیٹے کو زمین کے حوالے کر دو۔ بڑی مشکل سے باپ راضی ہوا مگر شرط یہ لگائی کہ قبر ڈبل بنائی جائے اور وہ بچے کے ساتھ قبر میں رہے گا۔ سارا دن محلہ دار پریشان رہے، آخر قبر ڈبل بنائی گئی، جب قبر مکمل ہو گئی تو باپ اندر جا کر پہلے لیٹ گیا اور لڑکے کی لاش کو ساتھ سلا دیا اور قبر کو بند کرنے کو کہا۔ لوگوں نے قبر کو اینٹوں سے بند کرنا شروع کر دیا، اینٹوں سے بند کر کے لوگ کچھ دیر انتظار کرنے کے لئے دور بیٹھ گئے تو بچے کا باپ اینٹوں کو ہٹا کر خوفزدہ ہو کر باہر نکل آیا اور لوگوں کو بتایا۔ جب قبر بند ہو گئی تھی تو دو فرشتے آ گئے، انہوں نے بچے کے پاؤں کو حرکت دی۔ میت اٹھ بیٹھی مگر ان کی ہیبت ناک صورت دیکھ کر باپ نے اپنی جان بچائی اور اپنے پیارے اکلوتے لڑکے کو چھوڑ کر بھاگ آیا۔ (سنت نبویؐ اور جدید سائنس ۳۱۶)

☆ ترکی کے گورنر کا واقعہ

ہمارے مولانا صاحب ترکی گئے ہوئے تھے، وہاں کا گورنر مر گیا، اس کی قبر جب تیار ہو گئی تو اس میں بہت بڑا سانپ آ گیا۔ اس کی دوسری جگہ قبر بنائی گئی مگر اس کا بھی وہی حال ہوا۔ اس طرح ۲۹ دفعہ یہ قبر بنائی گئی مگر ہر قبر میں یہی چیز دیکھنے میں آئی۔ کسی اللہ والے کے پاس یہ مسئلہ پیش کیا گیا تو اس نے فرمایا کہ یہ تو برزخ کا سانپ ہے، ساری زمین کھود ڈالو یہ نہیں جا سکتا۔ چنانچہ اسی حالت میں گورنر کو دفن کر دیا گیا۔

(سنت نبویؐ اور جدید سائنس ۳۱۶)

☆ زمیندار کا واقعہ

تلمبہ کا ایک زمیندار مر گیا، اس کی قبر کو جب کھودنے لگے تو مٹی میں کیڑے، بچھو، چھوٹے سانپ بکثرت پائے گئے۔ قبر کھودنے والے بہت پریشان تھے، سانپ، بچھوؤں اور کیڑوں نے قبر کھودنے والوں کو کچھ بھی تکلیف نہ دی۔ یہ نظارہ بہت ہی عبرتناک تھا اور اس مٹی میں متوفی کو دفن کرنا پڑا۔ یہ واقعہ بھی مولانا صاحب نے بتایا۔

(سنت نبویؐ اور جدید سائنس ۳۱۶)

☆ زکوٰۃ نہ دینے پر عذابِ قبر

بھائی مسعود صاحب نے بتایا کہ:

ان کے علاقہ میں ایک امیر گھرانہ کی عورت تھی اور اس کو زیورات پہننے کا بہت شوق تھا۔ کانوں میں، گردن، ہاتھ پاؤں میں ہر وقت سونے کے زیورات رہتے تھے اور وہ ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتی تھی، کئی دفعہ لوگوں نے ان سے تاکید کی مگر اس بی بی نے انکار کر دیا۔ جب اس کے مرنے کا وقت آیا تو لوگوں نے دیکھا کہ زیورات اس کے جسم کا حصہ بنتے جا رہے ہیں۔ مرنے کے بعد رشتہ داروں نے زیورات اتارنے چاہے تو ناممکن پایا کیونکہ زیورات کافی تھے اور ان کو کاٹنے سے جسم کٹتا تھا۔

ایک عالم دین کو بلا کر یہ حالت دکھائی گئی تو اس نے بتایا کہ یہ آپ علیحدہ نہیں کر سکتے، بی بی کو زیورات کے ساتھ دفن کرنا ہو گا، چنانچہ مجبوراً ایسے ہی کیا گیا۔ بی بی کا لڑکا روزانہ اپنی ماں کی قبر پر جا کر کچھ ایصال ثواب کے لئے پڑھ آتا تھا۔ ایک دن اس نے اندر سے چیخنے کی آواز سنی اور آواز بھی اس کی ماں کی تھی۔ اس نے سمجھ لیا کہ اس کی ماں تکلیف میں ہے، قبر کو کھولا تو ہیبت ناک منظر دیکھا۔ یہ دیکھا کہ زیورات سرخ رنگ کے تھے اور آگ

کی طرح اس کی ماں کو عذاب پہنچا رہے تھے۔ قبر کو بند کر کے روتا رہا اور اپنی ماں کے لئے استغفار کیا۔ (سنت نبویؐ اور جدید سائنس ۳۲۲)

☆ قبر میں گدھا

سمندری سے دو کلومیٹر کے فاصلے پر نواحی گاؤں کے پرانے قبرستان سے گزرتے ہوئے دیہاتیوں نے ایک گدھے کی آواز سنی لیکن گدھا نہ دیکھ کر پریشان ہو گئے۔ ان میں سے ایک دیہاتی نے دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے دیکھا کہ ایک پرانی قبر کے ایک طرف تقریباً ایک فٹ چوڑا سوراخ ہے، اس میں سے آواز آتی ہے، اس نے وہاں دیکھا تو گدھے نے اپنا منہ باہر نکالا اور دوبارہ اندر چلا گیا۔ دیہاتی نے جا کر گاؤں میں شور مچا دیا، لوگوں نے بات کا یقین نہ کیا لیکن جب اس نے پورے وثوق سے اہل دیہات کو اس واقعہ سے آگاہ کیا تو امام مسجد سمیت بہت سے لوگ اکٹھے ہو کر قبرستان میں چلے گئے اور ایک طرف کھڑے ہو گئے تو قبر میں سے گدھے نے سر باہر نکالا اور اندر چلا گیا۔ تمام لوگ استغفار پڑھتے ہوئے گاؤں کو واپس آ گئے، قبر میں بارے میں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ کسی مرد کی ہے یا عورت کی، تاہم قبر کی تختی پر بسم اللہ کے سوا ہر تحریر صاف ہو چکی تھی۔

(سنت نبویؐ اور جدید سائنس ۳۲۶)

☆ حافظ، قبر اور روپے

حضورِ اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ کوئی شخص جو سونے کا مالک ہو یا چاندی کا اس کا حق ادا نہ کرے یعنی زکوٰۃ نہ دے تو اس سونے یا چاندی کے پترے بنائے جائیں گے اور ان کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا۔ گویا کہ وہ خود آگ کے پترے ہیں، پھر ان سے اس شخص کا پہلو اور پیشانی، کمر داغ دی جائے گی۔

بالکل اسی طرح کا واقعہ بیان کیا ہے، اس واقعہ کے لکھنے والے کا احتیاطاً نام نہیں لکھ رہا۔ واقعہ بیان کرنے والا پچھلے سال اپنی بڑی خالہ کے گاؤں شاہ پور گیا، خالہ کے گھر کے پاس ایک موچی کی دکان تھی، یہ موچی بڑا ہنس مکھ انسان تھا، بازار آتے جاتے اس سے دوستی ہو گئی اور اس کے پاس بیٹھنا شروع کر دیا۔ دو چار دن بیٹھنے سے محسوس کیا کہ موچی ہر بیس پچیس منٹ بعد اپنے دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی پاس رکھے ہوئے کونڈے کے پانی میں ڈبوتا ہے۔ پہلے تو میں سمجھا کہ یہ چمڑا نرم کرنے کے لئے کر رہا ہے مگر جب غور سے دیکھا تو اکثر اوقات چمڑے کے بغیر ہی انگلی کو ڈبو رہا تھا اور ایک عجیب چیز یہ میں نے نوٹ کی کہ جب انگلی پانی میں جاتی تو شوں کی آواز پیدا ہوتی جیسے کسی نے کوئی گرم لوہے کی چیز کو پانی میں ڈبوتا ہو۔ میں نے کئی بار اس موچی سے اس کے بارے میں پوچھا مگر وہ ٹال دیتا تھا۔

آخر میں نے بہت اصرار کیا تو اس نے بتایا کہ اس موچی کے محلے میں ایک نابینا حافظ رہتا تھا اور وہ حافظ صاحب اس موچی کے پاس پیسے بطور امانت رکھ جاتا تھا۔ کئی دن گزر گئے حافظ صاحب نہ آئے، پتہ کرنے پر معلوم ہوا کہ حافظ صاحب بیمار تھے، ان کی حالت کمزور تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ وہ چند دنوں کے مہمان ہیں۔ میں نے حافظ صاحب سے پیسوں کے بارے میں پوچھا جو تقریباً پانچ ہزار روپے تھے۔ حافظ صاحب نے کہا کہ اپنے پاس رکھو، اگر میں مر گیا تو میری قبر میں میرے سرہانے رکھ دینا۔ حافظ صاحب دوسرے دن چل بسے، میں ان کے کفن دفن میں شریک رہا اور دفن کے وقت وہ پیسے ایک تھیلی میں ڈال کر میت کے سرہانے رکھ کر گھر چلا آیا۔ رات کے وقت میرے ذہن میں قبر میں رکھے ہوئے پانچ ہزار روپوں کا بار بار خیال آتا رہا، میں نے سوچا قبر میں اتنی بڑی رقم رکھنے کا کیا مقصد؟ اس کو تو دیمک کھا جائے گی۔ پھر خیال آیا کہ حافظ کی وصیت تو پوری کر دی، اب رقم نکال لی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ میں نے ٹارچ اور کدال لی اور آدھی رات کے قریب

قبرستان چل دیا۔

ہر طرف ہو کا عالم تھا، قبر کو کھود کر جب ٹارچ سے میت پر روشنی ڈالی تو عجیب منظر دیکھا۔ روپے کی تھیلی جو میں بند کر کے حافظ کے سرہانے رکھ آیا تھا اپنی جگہ خالی پڑی ہوئی تھی اور روپے سب کے سب حافظ کے جسم پر ایک خاص ترتیب سے بکھرے پڑے تھے جس سے حافظ کا مردہ جسم چھپ گیا تھا۔ میں نے قبر بند کر کے واپس آنے کی ٹھانی مگر یک دم دل میں خیال آیا کہ ایک نوٹ تو لے لوں۔ ڈرتے ڈرتے اپنے دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے ایک نوٹ پرے ہٹانے کی کوشش کی تو ایک شدید قسم کی جلن اور چبھن پیدا ہوئی جیسے زہریلے بچھو نے ڈنگ مارا ہو۔ شدت تکلیف سے میں نے جلدی سے ہاتھ پیچھے ہٹالیا اور قبر کو بند کر کے گھر کا راستہ لیا۔ گھر آ کر میں سخت بیمار رہا، جب ٹھیک ہوا تو انگلی کے درد، چبھن اور جلن میں کوئی افاقہ نہ ہوا، علاج پر بہت پیسے خرچ کئے۔ البتہ دیکھا کہ انگلی کو پانی میں ڈبونے سے کچھ دیر تک درد، جلن اور چبھن میں کمی آجاتی ہے۔ اس لئے یہ عمل میں دن رات کرتا رہتا ہوں۔ جب میں نے موچی کی انگلی کو چھوا تو وہ واقعی آگ کی طرح تھی اور چھونے سے میرے ہاتھ میں کافی دیر تک جلن ہوتی رہی۔ اس عجیب داستان نے میرے اوپر بہت اثر کیا۔ (سنت نبویؐ اور جدید سائنس ۳۲۹/۳۳۰)

☆ حیدرآباد سندھ کا واقعہ

کافی مدت گزری، حیدرآباد سندھ کی ایک مسجد میں مسافر رات گزارنے کے لئے ٹھہرا، امام مسجد کو مسافر نے اپنی نقدی دی اور کہا کہ صبح اٹھ کر میں واپس لے لوں گا۔ رات کو امام مسجد کی نیت خراب ہوگئی اور اس نے مسافر کو مار ڈالا تاکہ نقدی پر قبضہ کر سکے۔ فجر کی نماز میں نمازیوں کو بتایا کہ ایک مسافر آیا تھا اور مر گیا۔ چنانچہ مردہ کو نہلانے کے لئے جب اٹھاتو

نعش زمین سے نہ اٹھتی تھی، جب امام مسجد نے ہاتھ لگایا تو نعش آسانی سے اٹھ گئی۔ نہلا کر کفن دے دیا گیا، جب چارپائی پر ڈال کر اٹھانے لگے تو چارپائی اٹھانا مشکل ہوگیا، جب امام مسجد نے چارپائی کو ہاتھ لگایا تو آسانی سے نعش کو اٹھالیا گیا۔ لوگوں میں مشہور ہوگیا کہ امام صاحب کی یہ کرامت ہے۔ جب مردہ کو قبر میں اٹھا کر لے جانے لگے تو پھر مشکل پیش آئی مگر امام صاحب نے ہاتھ لگایا تو بہت ہی آسانی سے اٹھالیا۔ چنانچہ یہ فیصلہ ہوا کہ امام صاحب قبر میں اتر کر نعش کو لے کر اندر رکھ دیں۔ جب امام صاحب قبر میں اترے تو امام صاحب کو قبر نے پکڑ لیا اور اس کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ اس نے چلانا شروع کر دیا اور آہستہ آہستہ زمین میں دفن ہوتا گیا اور مسافر کو مارنے کا سارا ماجرہ بیان کرتا رہا، معافیاں مانگتا رہا مگر زمین نے اس کو نہ چھوڑا اور وہ وہیں دفن ہوگیا۔

(سنت نبویؐ اور جدید سائنس ۳۳۱، بحوالہ قبر کی زندگی)

☆ فوجی کی ٹانگ گھٹنے تک جلی ہوئی تھی

جناب محمد حسن ایم۔ اے لکھتے ہیں:

آج سے تقریباً تین سال قبل کا واقعہ ہے ایک فوجی جوان لاہور سے چوبرجی کے پاس بس کے انتظار میں کھڑا تھا، ان دنوں رائے ونڈ کا تبلیغی اجتماع ہو رہا تھا، تبلیغ والوں کی بسیں گزر رہی تھیں۔ فوجی ہاتھ دیتا رہا، کوئی بس رک نہیں رہی تھی، ایک بس والے نے بس روک کر فوجی کو بٹھالیا۔ راستہ میں کسی نے اسے تبلیغی اجتماع میں شرکت کی دعوت دی، فوجی جوان نے خرابی صحت کا عذر پیش کیا۔ دعوت دینے والے نے کہا، آپ کی صحت بظاہر قابل رشک ہے، آپ اجتماع میں شرکت نہ کریں لیکن جھوٹ نہ بولیں۔ اس پر فوجی جوان نے اپنی پتلون کا پائنچہ اونچا کر کے اپنی ٹانگ دکھائی تو معلوم ہوا کہ ٹخنے سے گھٹنے تک ٹانگ جلی

ہوئی ہے، جیسے جلی ہوئی ہو۔ بس میں سوار سب لوگ متوجہ ہو گئے اور فوجی جوان سے حقیقت حال دریافت کی۔

اس نے بتایا کہ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران اس کی نائٹ ڈیوٹی چونڈہ کے قبرستان کے پاس تھی، سنگین لگی ہوئی رائفل اور بیٹری میرے پاس تھی۔ ایک قبر سے چیخوں کی آواز مجھے سنائی دی۔ تجسس حال کے لئے میں نے سنگین سے قبر میں سوراخ کیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ مردہ کی کھوپڑی پر ایک بڑا سا بچھو ڈنگ مار رہا ہے جس سے ہڈیوں کا ڈھانچہ اچھلتا ہے اور چیخوں کی آوازیں آتی ہیں۔ میں نے سنگین سے بچھو کو کھوپڑی سے علیحدہ کیا تو بچھو قبر سے باہر نکل آیا اور میرا تعاقب کرنے لگا۔ میں گاؤں کی طرف بھاگا، گاؤں سے باہر پانی سے بھرا ہوا چھپڑ (جوہڑ) تھا، میں اس میں داخل ہو گیا، دوسری طرف میری ٹانگ ابھی چھپڑ میں تھی کہ بچھو بھی چھپڑ میں پہنچ گیا۔ بچھو نے پانی میں ڈنگ مارا تو پانی ابلنے لگا اور میری جو ٹانگ پانی میں تھی وہ گل سڑ گئی۔ حکومت پاکستان کی طرف سے اس کا بہت علاج کیا گیا مگر آرام نہ ہوا۔ پھر بغرض علاج مجھے امریکہ بھیجا گیا مگر شفا نہیں ہوئی۔ عام لوگ جو بس میں سوار تھے، عذاب الٰہی کا یہ نمونہ دیکھ کر سکتے میں آ گئے۔

(فریدیہ میگزین ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۲ء بحوالہ ناقابل یقین سچے واقعات ۲۷۶)

☆عذابِ قبر کا عبرت انگیز واقعہ

حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیبؒ نے فرمایا کہ میرے ایک ملنے والے تھے، مولوی مصطفیٰ صاحب انہوں نے یہ عجیب واقعہ بیان کیا کہ:

دلی میں جمنا میں سیلاب آیا جس سے قریب کے قبرستان کی کچھ قبریں اکھڑ گئیں۔ قبر کھلی تو کچھ لوگوں نے دیکھا کہ مردہ پڑا ہوا ہے اور اس کی پیشانی پر ایک چھوٹا سا

کیڑا ہے، وہ جب ڈنگ مارتا ہے تو پوری لاش لرز جاتی ہے، تھرتھرا جاتی ہے اور اس کا رنگ بدل جاتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ لاش اپنی اصلی کیفیت پر آ جاتی ہے تو وہ پھر ڈنگ مارتا ہے، لاش کی پھر وہی کیفیت ہو جاتی ہے، سب دیکھ رہے ہیں اور حیران ہیں۔ ایک دھوبی تھا، جمنا کے گھاٹ پر آیا تھا اس سے دیکھا نہیں گیا، اس نے ایک کنکر اس کو مارا تو وہ کیڑا اچھلا اور اس دھوبی کی پیشانی پر آ کر ڈنگ مارا اور پھر وہیں جا کر بیٹھ گیا تو وہ دھوبی چلانے لگا اور تڑپنے لگا۔ اس سے کسی نے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ تو اس نے کہا سنو! مجھے ایسی تکلیف ہے کہ مجھے نہ صرف ایک بچھو اور ایک سانپ نے کاٹا ہے اور نہ صرف آگ کا کوئی شعلہ میرے بدن پر رکھ دیا گیا بلکہ مجھے ایسی تکلیف ہے کہ میرے بدن کے ایک ایک عضو میں بلکہ ایک ایک رونگٹے اور بال میں گویا ہزاروں لاکھوں بچھو اور آگ کی چنگاریاں بھر دی گئی ہوں، ایسی کیفیت ہے۔

چنانچہ وہ تین دن تک یونہی تڑپتا رہا پھر انتقال کر گیا تو مولوی مصطفیٰ صاحب فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ یہ اس دنیا کا کیڑا نہیں ہے بلکہ برزخ کے عذاب کی شکل ہے۔ میں نے سوچا کہ اس کے لئے دوسرا علاج ہے۔ قریب جا کر ہمت کر کے بیٹھا اور کچھ سورتیں ”یٰسین شریف اور قل ھو اللہ احد“ پڑھنا شروع کیں۔ جب میں نے قرآن کریم کی تلاوت شروع کی تو وہ کیڑا چھوٹا ہونا شروع ہوا اور ہوتے ہوتے ذرا سا ہو کر ختم ہو گیا۔ جب وہ ختم ہو گیا تو ہم لوگ بہت خوش ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو عذاب سے نجات دی، اس کا کفن برابر کر کے قبر بند کر دی گئی۔

اب اس سے گناہوں کی سزا کا اندازہ لگائیے، معلوم نہیں اس سے کون سا جرم ہوا ہوگا، خدا تعالیٰ کے غضب کی کون سی شکل اس میں ہو، کچھ نہیں کہہ سکتے۔

(خطبات حکیم الاسلام)

☆ قبر کی آگ سے ہاتھ جل گیا

آج سے پچاس ساٹھ سال پہلے یوپی کے ایک مشہور شہر میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا، شہر کے ایک حصے میں وہاں کا وسیع اور قدیم قبرستان تھا۔ اتفاق سے ایک شخص کا انتقال ہوا، اس کے جنازے کو لے کر لوگ قبرستان پہنچے۔ جب قبر تیار ہوگئی اور میت کو اس میں اتار کر تختے لگائے جانے لگے تو جو لوگ قبر میں ساتھ اترے تھے ان میں سے ایک صاحب کے، جو سرہانے کی طرف تھے، کچھ ضروری کاغذات جیب سے نکل کر قبر میں گر گئے۔ ان کو پتہ بھی چل گیا مگر خیال کیا کہ جب تختے لگا کر نکلنے لگیں گے تو یہ چیز اٹھالیں گے مگر خدا تعالیٰ کا کرنا یہ ہوا کہ وہ نکلتے وقت یہ چیز اٹھانا بھول گئے لیکن جوں ہی مٹی دینے کا وقت آیا تو انہیں فوراً یاد آ گیا اور شور مچایا کہ ٹھہریئے ٹھہریئے، میرے کچھ نہایت اہم کاغذات قبر میں رہ گئے ہیں، انہیں اٹھانے کا موقعہ دیجئے۔

مجمع میں کچھ لوگوں نے اختلاف بھی کیا کہ اب تختے لگ جانے کے بعد قبر کھولنا مناسب نہیں ہے مگر ان کا اصرار بڑھتا ہی رہا اور بتایا کہ اگر یہ کاغذات نہیں ملیں گے مجھے شدید مالی نقصان پہنچ جائے گا۔ غرض اسی افراتفری میں مٹی ڈالنے کا کام ملتوی ہو گیا۔ سب کی رائے ہوئی کہ مفتی شہر سے مشورہ کیا جائے چنانچہ صاحب معاملہ اور دوسرے لوگ فوراً مفتی شہر کے پاس پہنچے اور سارا واقعہ بیان کیا۔ مفتی صاحب کی رائے ہوئی کہ جن صاحب کا سامان قبر میں رہ گیا ہے وہی خود صرف اسی جگہ کا تختہ ہٹا کر اپنا سامان اٹھالیں جہاں ان کے خیال میں وہ سامان گرا ہے۔

یہ لوگ فوراً قبرستان واپس آئے جہاں لوگ ان کا انتظار کر رہے تھے اور مفتی صاحب کی رائے سے سب کو مطلع کیا۔

بالآخر سب لوگوں نے صاحب معاملہ کو اجازت دے دی کہ آپ کو جس جگہ اپنا سامان گرنا یاد ہو صرف اسی جگہ سے تختہ ہٹا کر اٹھا لیجئے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ وہ سرہانے گرا تھا۔ چنانچہ انہوں نے سرہانے سے ایک تختہ ہٹا کر جیسے ہی اپنا ہاتھ قبر میں ڈالا، فوراً چیختے ہوئے ہاتھ باہر نکال لیا اور یہ کہہ کر تڑپنے لگے کہ ہاتھ جل گیا، آگ لگ گئی، ہاتھ جل گیا، آگ لگ گئی۔

لوگ حیران تھے کہ یہ کیا ہوگیا، جیسے تیسے مٹی ڈال کر قبر تو بند کر دی گئی اور لوگوں نے ان کے ہاتھ کو اچھی طرح دیکھنا شروع کر دیا۔ بظاہر وہ ہاتھ بالکل صحیح وسلامت تھا اور کسی طرح کے جلنے کی کوئی علامت نہ تھی۔ لوگوں نے ان کو سمجھایا بھی کہ بھائی تمہارا ہاتھ تو بالکل ٹھیک ہے، پھر تم کیوں اتنا تڑپ رہے ہو لیکن ان کی چیخ وکراہ کے سامنے کسی کی کوئی بات نہ چل سکی۔ اسی عالم میں چارپائی پر ڈال کر لوگ ان کے گھر لائے اور یہاں بھی بے قراری اور تڑپ کا وہی حال تھا۔

لوگوں کی رائے ہوئی کہ کسی اچھے ڈاکٹر کو دکھایا جائے۔ اتفاق سے اس زمانے میں شہر کے سول سرجن مسلمان تھے، لوگ ان کے پاس گئے۔ انہوں نے جدید آلات کی مدد سے سارے ہاتھ کا معائنہ کیا مگر ان کو جلنے یا آگ لگنے کی کوئی علامت نہیں مل سکی۔ ساری کھال بالکل ٹھیک تھی، رگوں میں خون کی آمد و رفت حسب دستور تھی، ہڈی اور گوشت وغیرہ سب اپنے حال پر باقی تھے مگر وہ یہی کہے جا رہے تھے کہ ہاتھ جل گیا اور آگ لگ گئی۔

ان کی تڑپ اور بے چینی کسی سے دیکھی نہیں جا رہی تھی، ایک چیخ وکراہ تھی جو سارے گرد و پیش کو دہلائے ہوئے تھی۔ سول سرجن اور ان کے ڈاکٹروں کی پوری جماعت حیران اور سارے عزیز و اقارب ششدر کہ یہ کیا معاملہ ہے؟

اسی طرح تین دن اور تین رات تڑپنے کے بعد وہ بھی اپنے مالک سے جا ملے۔

(دارالسلام مالیر کوٹلہ مئی ۹۳/ بحوالہ نا قابل یقین سچے واقعات ۳۸۱)

☆ مخیر سیٹھ کی لاش اور اجنبی کا واویلا

یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں بمبئی میں تھا، وہاں ایک سیٹھ ایسا بھی تھا جو اس وسیع و عریض شہر کے تقریباً بھی حلقوں میں خاصا معروف تھا۔ اس کے کاروباری سلسلے بہت پھیلے ہوئے تھے اور دولت کا بھی کوئی اندازہ نہ تھا۔ قسمت کا کچھ ایسا چکر تھا کہ جس کام میں ہاتھ ڈالتا، منافع بخش ہی ہوتا۔ وہ بظاہر مخیر بھی بہت تھا۔ یتیموں، بیواؤں کی بہت مدد کرتا اور اکثر کو ماہوار وظائف بھی دیتا۔

علاوہ ازیں حکومت کے بعد خیراتی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا۔ کرنا خدا کہ ایک دن یہ سیٹھ فوت ہو گیا، لوگوں کو بہت رنج ہوا اور جب جنازہ اٹھا تو ایک مخلوق ہمراہ تھی۔ میں بھی اس ہجوم میں شامل تھا اور سوچ رہا تھا کہ سیٹھ کتنا خوش نصیب ہے کہ اس کے جنازے میں اتنے زیادہ لوگ شامل ہیں۔ ایک وہ ہیں کہ مرتے ہیں تو ان کا جنازہ اٹھانے والا کوئی نہیں ہوتا۔

میں انہی سوچوں میں خدا جانے کب تک غلطاں رہتا اگر ایک حسین و جمیل شخص جو گیروے رنگ کا لباس زیب تن کئے تھا، اچانک ہی کہیں سے نمودار ہو کر جنازے میں شریک نہ ہو جاتا۔ اس اجنبی شخص کا قد سب سے نکلتا ہوا تھا اور اس کی شخصیت کی رعنائی ایسی نہ تھی کہ کسی کی بھی آنکھوں میں چھپے بغیر رہتی اور یوں اگر وہ خاموشی کے ساتھ بھی جنازے کی مشایعت کرتا تو ہجوم کی توجہ کا مرکز بنے بغیر نہ رہتا۔ مگر اس نے جنازے میں شمولیت کے ساتھ ہی اپنی آہ و بکا سے آسمان سر پر اٹھا لیا اور سبھی کی نظریں دفعتہ اس کی طرف اٹھ گئیں، وہ اس سے بے نیاز بے تحاشا روئے چلا جا رہا تھا۔ لوگ حیران تھے کہ یہ شخص کون ہو سکتا ہے؟

اس جم غفیر میں کوئی فرد بھی اسے نہ جانتا تھا تاہم اس کے غم و اندوہ سے، اس کے گریہ و بکا سے ہم یہ اندازہ لگا رہے تھے کہ یقیناً یہ کوئی سیٹھ کا قریبی رشتہ دار ہے جو کہیں دور پار سے آیا ہے اور اگر رشتے دار نہیں تو پھر سیٹھ کا اس سے سلوک یقیناً انتہائی فیاضانہ رہا ہو گا۔

غرض یہ کہ جنازے میں شامل ہر شخص اپنے طور پر اس کے غیر معمولی غم و اندوہ کی توجیہ گھڑ کر مطمئن ہو گیا۔ وہ حسین و جمیل شخص اس انداز سے آہ و بکا کئے چلا جا رہا تھا کہ دیکھنے والے اور سننے والوں کے کلیجے شق ہو رہے تھے اور آنکھیں تر۔ جنازہ جب قبرستان پہنچا تو اس نے تدفین میں بھی انتہائی دلسوزی، مستعدی اور گریہ و زاری سے حصہ لیا۔ تدفین سے جب فراغت پائی جا چکی تو اس اجنبی نے اچانک شور مچانا شروع کر دیا کہ سیٹھ کو سپرد خاک کرتے وقت میری دس ہزار کی ہنڈی قبر ہی میں رہ گئی ہے، اسے نکالا جائے۔

اس زمانے میں دس ہزار کی رقم دس لاکھ سے کم نہ تھی مگر پھر بھی لوگ متذبذب تھے کہ ہنڈی نکالنے کے لئے قبر کھولی جائے یا نہ کھولی جائے کیونکہ بہت ممکن تھا کہ ہنڈی کہیں اور گری ہو اور اسے اب پتہ چلا ہو۔ چنانچہ جب لوگوں نے اس سے اس خدشے اور امکان کا اظہار کیا تو اس نے با اصرار کہا کہ مجھے پورا یقین ہے کہ ہنڈی قبر ہی میں گری ہے کیونکہ جنازہ پڑھتے وقت وہ میری جیب میں تھی۔ ویسے بھی قبر ابھی ابھی تو بنی ہے اسے دوبارہ کھولنے میں حرج ہی کیا ہے، کوئی معمولی رقم کا معاملہ تو ہے نہیں کہ اس کے لئے تگ و دو ہی نہ کی جائے۔ اس کی اس بات پر کچھ اور لوگ بھی اس کے ہمنوا بن گئے اور پھر قبول کر ہنڈی نکالنے کا فیصلہ ہو گیا۔

قبر کھولی جانے لگی، میں قبر کے بالکل کنارے پر کھڑا تھا اور بہت انہماک سے یہ پوری کاروائی دیکھ رہا تھا اور اس کام میں تھوڑا بہت ہاتھ بھی بٹا رہا تھا۔ ابھی آدھی سے بھی تھوڑی ہی قبر کھولی جا سکی ہو گی کہ اچانک ایک بہت بڑا شعلہ لپکا جس پر قبر کھولنے والے

چیختے مارتے ہوئے پیچھے کو دوڑے اور کچھ دور جا کر بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ بعض افراد نے جی کڑا کر کے قبر کے اندر جھانکا لیکن وہ بھی چیخیں مارتے ہوئے الٹے پاؤں واپس بھاگے اور ان میں بھی کچھ حواس کھو بیٹھے۔ کیسے بتاؤں قبر کے اندر کا منظر کیا تھا؟ آج بھی مدتیں گزر جانے کے بعد اس منظر کا تصور کرتا ہوں تو روح فنا ہو جاتی ہے، سکون غارت ہونے لگتا ہے۔

جس وقت قبر کھولنے والے چیخ مار کر پیچھے کو دوڑے، میں اس وقت قریب ہی کھڑا تھا اور چونکہ خاصا نڈر واقع ہوا تھا اس لئے حیرت و تجسس کے ملے جلے جذبات کے ساتھ میں نے قبر کے اندر جھانکا۔ اف وہ منظر، وہ روح فرسا منظر اللہ تعالیٰ کسی دشمن کو بھی نہ دکھائے۔ وہی سیٹھ جس کی موت پر میں ابھی رشک کر رہا تھا اور جسے قبر میں ہم نے ابھی ابھی قبلہ رخ لٹایا تھا، اب اس کا حال یہ تھا کہ اس کے اوپر کا دھڑ اوپر کو اٹھا ہوا تھا اور ایک خوفناک اژدھا اس کی ٹانگوں پر بیٹھا اس کی زبان کو جو پہلے ہی باہر نکلی ہوئی تھی، منہ سے پکڑے مزید باہر کی طرف کھینچ رہا تھا اور ایسا کرتے ہوئے کبھی کبھی پھنکارتا تو اس کے منہ سے شعلے سے نکلتے جن کی زد میں آنے سے سیٹھ کا منہ کالا دھواں ہو رہا تھا۔

ہائے وہی منہ، وہی چہرہ جس پر کبھی سرخی و صباحت کے ڈیرے رہتے تھے، آج وہ اتنا ڈراؤنا اور بھیانک تھا کہ دیکھنے کی تاب نہ تھی اور پھر اسی پر بس نہیں، قبر میں نجانے کہاں سے تھوڑی تھوڑی دیر بعد ایک شعلہ سا لپکتا اور سیٹھ کے تمام وجود کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا۔ سوچتا ہوں کہ جب یہ منظر دیکھنے والوں کے حواس گم ہو رہے تھے تو جس پر یہ سب کچھ بیت رہی تھی اس کا حال کیا ہوگا؟

میں جو اپنے آپ کو خاصے مضبوط دل اور اعصاب کا مالک سمجھتا ہوں وہ منظر بمشکل ہی ایک نظر دیکھ سکا اور پھر مارے خوف اور گھبراہٹ کے پیچھے ہٹ آیا مگر کچھ اس عالم

میں کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہ تھا اور دل تھا کہ دھونکنی کی طرح سینے کے اندر چل رہا تھا۔ قبرستان میں موجود دیگر افراد کی حالت بھی مجھ سے کچھ مختلف نہ تھی بلکہ اور زیادہ بدتر تھی۔ سب پر ایک عجیب ناقابل بیان سراسیمگی طاری تھی اور کسی کی بھی سمجھ میں نہ آ سکا تھا کہ اب کیا کیا جائے۔ کیا قبر کو یونہی کھلا چھوڑ کر گھر کی راہ لی جائے یا جیسے بھی ہو اسے بند کیا جائے۔ چند جی دار جوانوں نے جی کڑا کر کے اور وہ بھی اس وقت جب لپکنا بند ہو گیا تھا، قبر پر جلدی سے کچھ تختے رکھ کر مٹی ڈال دی مگر سب ایک دوسرے کی طرف پھٹی پھٹی آنکھوں سے یوں دیکھ رہے تھے جیسے پوچھ رہے ہوں کہ سیٹھ کے ساتھ قبر میں جو بیت رہی ہے وہ اس کے کن گناہوں کی سزا ہو سکتی ہے؟

میرا اپنا یہ حال ہوا کہ کئی دن تک بول سکا، نہ سو سکا، نہ کچھ کھا پی سکا۔ ایک بزرگ نے پانی دم کر کے پینے کو دیا تو کہیں ہوش ٹھکانے آئے۔ میرے علاوہ اس شخص کا یہی حال ہوا جس نے عذاب قبر کا یہ خوفناک منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ بہت دیر بعد ان لوگوں کی حالت نارمل ہوئی مگر اس عبرتناک واقعے کا انتہائی حیرت انگیز پہلو ابھی میں نے بتایا ہی نہیں اور وہ یہ قبر کھلنے کے فوراً بعد وہ انتہائی حسین و جمیل اجنبی کہ جس کی ہنڈی گم ہونے کی دہائی دینے پر قبر کھولی گئی تھی، کہیں نظر نہ آیا، قبر بند کئے جانے کے بعد قبرستان میں بھی اسے ہر طرف ڈھونڈا گیا مگر وہ وہاں ہوتا تو ملتا۔ جس طرح وہ جنازے میں شرکت کے لئے اچانک کہیں سے نمودار ہوا تھا، ویسے ہی اچانک گم ہو گیا مگر ہمارے ذہنوں میں بے شمار سوالات کو جنم دے گیا۔ وہ کون تھا؟ کہاں سے آیا تھا؟ کیا وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے فرستادہ کوئی فرشتہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو خواب غفلت سے جھنجھوڑنے اور عذاب آخرت پر ان کا یقین پختہ کرنے کے لئے اس طریقے سے بھیجا تھا اور اس نے ہنڈی کے گم ہونے کا صرف بہانہ کیا تھا تاکہ اس طرح قبر کھلوا کر اندر کا منظر ان آنکھوں کو بھی دکھا سکے جن پر

غفلت و مدہوشی کے دبیز پردے پڑے ہوئے ہیں۔ حقیقت کیا تھی، یہ خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ میں تو آج تک اس بات پر حیران ہوں اور میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ شخص کون ہو سکتا ہے۔ ہاں جی، خدا کی باتیں خدا ہی جانے۔ (ناقابل یقین سچے واقعات ۲۸۱/۲۸۵)

☆ مالِ حرام سے عذابِ قبر تک

علامہ کمال الدین الدمیریؒ حیاۃ الحیوان میں ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں کہ:

چند مختلف گاؤں کے آدمی سفرِ حج کے لئے نکلے، حج سے فارغ ہو کر جب یہ لوگ واپس ہوئے تو مکہ مکرمہ سے تھوڑی دور گئے تھے کہ ایک ساتھی کا انتقال ہو گیا۔ ساتھیوں نے قبر وغیرہ تیار کی، جب نمازِ جنازہ ادا کر کے ان کو دفن کرنے کے خیال سے قبر کے پاس لے گئے تو قبر میں ایک سانپ کو غضب ناک پھنکار مارتا ہوا پایا تو اس قبر میں ان کو دفن نہیں کیا بلکہ آگے چل کر دوسری قبر دو فرلانگ کے فاصلے پر تیار کی اور ساتھی کو اٹھا کر اس قبر کے پاس لائے تو اس میں بھی سانپ موجود تھا۔ ان لوگوں نے سمجھا کہ شاید یہ سانپوں کی زمین ہے اس لئے دفن کرنے کا مشورہ و فتویٰ حاصل کرنے کے لئے مکہ مکرمہ پہنچے اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے فتویٰ دریافت کیا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے جواب دیا۔

لو حصوتم له الارض کلها وجدتم کذالک۔

یعنی اس مردہ کو اللہ تعالیٰ عذابِ قبر میں مبتلا کرنا چاہتا ہے، اس لئے اگر تم پوری روئے زمین کو کھود ڈالو تو اس عذابِ قبر کو ہر جگہ پاؤ گے، تم لوگ جاؤ اسی طرح دفن کرو۔ فتویٰ پانے کے بعد ان لوگوں نے اپنے ساتھی کو سانپ کی موجودگی میں اوپر سے ڈال دیا تو ان لوگوں نے یہ عبرتناک منظر دیکھا کہ سانپ نے سب سے پہلے حملہ اس کی زبان پر کیا اور اس کی زبان کو کاٹنے لگا، ان لوگوں نے جلدی سے قبر کا منہ بند کر دیا۔ جب سب لوگ اپنے گھر

پہنچے اور دو تین حاجی صاحبان متوفی حاجی صاحب کے گاؤں گئے اور ان کی عورت سے پوچھا کہ تمہارے میاں کیسے تھے؟ ان کے کیا اعمال تھے؟ عورت نے کہا کہ میرے میاں نمازی تھے، روزہ دار تھے اور زکوٰۃ دینے کے پابند تھے۔ حج کے لئے تو تمہارے ساتھ گئے تھے، ان کا سب کام اچھا تھا۔ حاجی صاحبان نے قبر کے عذاب اور سانپ کا واقعہ سنایا کہ اس نے زبان پر پہلا حملہ کیا، آخر وہ کیا کرتے تھے؟ تو عورت نے بیان کیا کہ میرے میاں کی ایک بات یاد آتی ہے وہ یہ کہ جب وہ مہاجن سے سو بورہ گیہوں کا بھاؤ طے کر کے آتے تو سو بورہ گیہوں میں سے دو بورہ گیہوں اپنے لئے رکھ لیتے اور اس کی جگہ دس بورے جو خرید کر دس بورہ گیہوں میں ملا کر مہاجن کو دے آتے۔

چونکہ یہ ایک طرح کا اکل حرام تھا، فروخت شدہ گیہوں کا نہ دینا اور اس کی جگہ جو دینا اور دس بورہ گیہوں سے خود فائدہ اٹھانا، حرام تھا اس لئے اکل حرام پر سزا ہوئی۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ عذابِ قبر کا مشاہدہ کبھی کبھی دنیا میں ہی کرا دیا جاتا ہے تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں۔ (حیوۃ الحیوان)

☆ ایک کفن چور کی انگلی جل گئی

ایک واقعہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اپنے رسالہ "حقوق العباد" میں لکھا ہے کہ:

ایک میاں جی بچوں کو پڑھایا کرتے تھے اور مارنے کے عادی تھے اور ادھر ادھر گاؤں میں چندہ وصول کرنے بھی جایا کرتے تھے۔ نقد وغیرہ کو وہ مٹی کے ایک لوٹے میں رکھ کر زمین میں دفن کر دیا کرتے تھے۔ ایک دن کسی شریر طالب علم نے کسی حجرہ کے میاں صاحب کو روپے لوٹے میں رکھ کر زمین میں دفن کرتے دیکھ لیا۔ جب میاں صاحب

حسب دستور کسی دیہات میں چلے گئے تو لڑکوں نے کسی طرح بازار سے کنجی لاکر کمرہ کھول دیا اور لوٹے کو زمین سے نکال کر اس کا روپیہ حاصل کر لیا اور برتن پھر وہیں دفن کر دیا، روپے سے گوشت، گھی، مصالحہ، شکر وغیرہ بازار سے لاکر خوب عمدہ قسم کا قورمہ، پلاؤ اور وغیرہ پکایا۔

اتفاقاً میاں صاحب آگئے، لڑکوں نے آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور کھانے میں شریک کر لیا۔ کھانا نہایت عمدہ دیکھ کر میاں صاحب نے پوچھا کہ آج تم لوگوں کے یہاں کوئی مہمان آئے ہیں جس کے لئے تم لوگوں نے بے شمار پیسے صرف کر کے طرح طرح کا کھانا بنایا ہے۔ وہ تمام لڑکوں نے ہنستے ہوئے کہہ دیا، حضور یہ سب کچھ آپ ہی کی جوتیوں کا صدقہ ہے۔ میاں صاحب کچھ نہ سمجھ سکے پھر بے اختیار بولے، آخر کس کے گھر سے یہ خاص مہمان آئے ہیں؟ جس کے لئے تم لوگوں نے بے شمار پیسہ صرف کر کے طرح طرح کا کھانا بنایا ہے۔ پھر کچھ لڑکوں نے ہنستے ہوئے یہ کہہ دیا کہ حضور کچھ نہیں، کوئی بات نہیں، یہ سب آپ کے جوتوں کا صدقہ ہے۔ میاں جی کو ان کے ہنسنے سے یہ خیال گزرا کہ ان ظالموں کے ہاتھ کہیں میرا پیسہ نہ لگ گیا ہو۔ یہ سوچ کر جلدی سے کھا پی کر اپنی کوٹھری پر پہنچے، گڑھا کھود کر برتن نکالا تو اس میں ایک روپیہ بھی نہ تھا۔

میاں جی اس منظر کی تاب نہ لا سکے، دفعۃً دل کو دھکا لگا اور حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے میاں جی فی الفور مر گئے۔ قصبہ تھانہ میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ لڑکوں نے میاں جی کا پیسہ اڑا لیا اور میاں جی اس صدمہ کی تاب نہ لاکر گزر گئے تو کچھ لوگ تھانہ بھون کے مفتی مولانا سعید الحق صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسئلہ دریافت کیا۔ مفتی صاحب نے کہا کہ روپے بہت منحوس ہیں، جس سے ایک انسان کی جان چلی گئی، اس لئے طالب علموں کو چاہئے کہ ان کی رقم واپس کر دیں اور میاں صاحب کو جب قبر میں دفن کریں تو

ان کے روپے کو بھی ان کے سینے پر چن دیں، لوگوں نے ایسا ہی کیا۔

جب کفن چوروں کو اس کی اطلاع ہوئی کہ میاں جی کی قبر میں ان کے سینے پر کافی روپیہ چن دیا گیا تو رات میں کفن چوروں کا ایک گروہ آیا، قبر کی مٹی ہٹا کر دو ایک تختوں کو الگ کیا تو سینے پر رکھا ہوا روپیہ نظر آیا۔ اصل میں وہ سارے روپے انگارے بن چکے تھے اور مردہ کو عذاب دینے کے لئے تپائے گئے تھے، جیسا کہ ارشاد ہے:

یوم یحمی علیہا فی نار جہنم فتکوی بہا جباہہم و جنوبہم وظہورہم۔

کفن چوروں کے ایک سرغنہ نے دہکتے ہوئے روپے کو لینے کے لئے دو انگلیاں بڑھائیں۔ جب انگلیاں روپے کے قریب پہنچ گئیں تو وہ آگ میں جل اٹھیں۔ کفن چور چلانے لگا ارے میں جل گیا، جل گیا اور شدت عذاب سے بلبلاتا ہوا بھاگا، سارے کفن چور بھی بھاگے۔

مولانا نے لکھا ہے کہ تھانہ بھون میں اس کفن چور کا واقعہ مشہور ہے کہ اپنی جلی ہوئی انگلی کو ایک بڑے پیالے میں ڈبوتا، تھوڑی ہی دیر میں وہ پانی گرم ہو جاتا تو دوسرے ٹھنڈے پیالے میں فوراً اپنی انگلی ڈبوتا مگر اس گرم پیالہ سے نکال کر دوسرے پیالہ میں جب ڈالنے لگتا تو شور مچانے لگتا ارے میں مر گیا، مر گیا۔ یہ سوزش تھی اس آگ کی جس کے عذاب میں وہ میاں جی مبتلا تھے اور جس کی ذرا سی حرارت سے وہ کفن چور پوری زندگی چلاتا رہا اور شور مچاتا ہوا مر گیا۔ اس واقعہ سے بھی عذاب قبر کا بخوبی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ (ناقابل یقین سچے واقعات ۱۴۰)

☆ ☆ ......☆...... ☆ ☆

☆ فیشن پرستی کا انجام

مفتی عبدالرؤف سکھروی فرماتے ہیں کہ:

یہ واقعہ گلگت میں پیش آیا تھا کہ ایک شخص قبرستان کے پاس سے گزر رہا تھا، اس نے ایک قبر سے یہ آواز سنی کہ مجھے نکالو، مجھے نکالو، میں زندہ ہوں۔ جب ایک دو مرتبہ اس نے یہ آواز سنی تو اس نے سمجھا کہ یہ میرا وہم ہے اور خیال ہے، کوئی آواز نہیں آ رہی۔ لیکن جب مسلسل اس نے یہ آواز سنی تو اس کو یقین ہونے لگا چنانچہ قریب ہی ایک بستی تھی، وہ شخص اس بستی میں گیا اور لوگوں کو اس آواز کے بارے میں بتا کر کہا کہ تم بھی چلو اور اس آواز کو سنو۔ چنانچہ کچھ لوگ اس آدمی کے ساتھ آئے اور انہوں نے بھی یہ آواز سنی اور سب نے یقین کر لیا کہ واقعی یہ آواز قبر سے آ رہی ہے۔ اب یقین ہونے کے بعد ان لوگوں کو مسئلہ پوچھنے کی فکر ہوئی کہ پہلے علماء کرام سے یہ مسئلہ پوچھ لیا جائے کہ قبر کو کھولنا جائز بھی ہے یا نہیں؟ چنانچہ وہ لوگ محلے کے امام مسجد صاحب کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ اس طرح قبر میں سے آواز آ رہی ہے اور میت یہ کہہ رہی ہے کہ مجھے قبر سے نکالو میں زندہ ہوں۔ امام صاحب نے فرمایا کہ اگر تمہیں اس کے زندہ ہونے کا یقین ہو گیا ہے تو قبر کھول لو اور اس کو باہر نکال لو۔

چنانچہ یہ لوگ ہمت کر کے قبرستان گئے اور جا کر قبر کھولی۔ اب جوں ہی تختہ ہٹایا تو دیکھا کہ اندر ایک عورت ننگی بیٹھی ہوئی ہے اور اس کا کفن گل چکا ہے اور وہ عورت کہہ رہی ہے کہ جلدی کرو میرے گھر سے میرے کپڑے لاؤ۔ چنانچہ یہ لوگ فوراً دوڑ کر اس کے کپڑے اور چادر وغیرہ لے کر آئے اور لا کر قبر کے اندر پھینک دیئے۔ اس عورت نے ان کپڑوں کو پہنا، چادر اپنے اوپر ڈالی اور پھر تیزی سے بجلی کی طرح اپنی قبر سے نکلی اور دوڑتی

ہوئی اپنے گھر کی طرف بھاگی اور گھر جا کر ایک کمرے میں چھپ کر اندر سے کنڈی لگا لی۔

اب جو لوگ قبرستان آئے تھے وہ بھی اس کے گھر پہنچے اور ان کو وہاں جا کر معلوم ہوا کہ اس نے کمرے کے اندر کنڈی لگا لی ہے۔ ان لوگوں نے دستک دی کہ کنڈی کھولو۔ اندر سے عورت نے جواب دیا کہ میں کنڈی تو کھول دوں گی لیکن کمرے کے اندر وہی شخص داخل ہو جس کے اندر مجھے دیکھنے کی طاقت ہو، اس لئے کہ اس وقت میری حالت ایسی ہے کہ ہر آدمی مجھے دیکھ کر برداشت نہیں کر سکے گا۔ لہٰذا کوئی دل گردے والا شخص اندر آئے اور آ کر میری حالت دیکھے۔ اب سب لوگ اندر جانے سے ڈر رہے تھے مگر دو چار آدمی جو مضبوط دل والے تھے، انہوں نے کہا کہ تم کنڈی تو کھولو، ہم اندر آئیں گے۔ چنانچہ اس نے کنڈی کھول دی اور یہ لوگ اندر چلے گئے۔

اندر وہ عورت اپنے آپ کو چادر میں چھپائے بیٹھی تھی۔ جب یہ لوگ اندر پہنچے تو اس عورت نے سب سے پہلے اپنا سر کھولا تو ان لوگوں نے دیکھا کہ اس عورت کے سر پر ایک بھی بال نہیں، وہ بالکل خالی کھوپڑی ہے، نہ اس پر بال نہ اس پر کھال صرف خالی ہڈی ہے۔ ان لوگوں نے پوچھا کہ تیرے بال کہاں گئے؟ اس عورت نے جواب دیا کہ جب میں زندہ تھی تو ننگے سر گھر سے باہر نکلا کرتی تھی، پھر مرنے کے بعد جب میں قبر میں لائی گئی تو فرشتوں نے میرا ایک ایک بال نوچا اور کھینچا، اس کھینچنے کے نتیجے میں بالوں کے ساتھ کھال بھی نکل گئی۔ اس وجہ سے اب میرے سر پر نہ بال ہیں اور نہ کھال ہے۔ اب ذرا فلمی، ٹی وی اداکارہ، گلوکارہ، فنکارہ جو ننگے سر پوری دنیا کے سامنے آ جاتی ہیں اور ان کے علاوہ وہ عام خواتین بھی جو گھروں، گلی کوچوں، بازاروں، پارکوں، فائیو سٹار ہوٹلوں، سالگرہ اور شادی بیاہ کے فنکشن کی رنگین محفلوں میں ننگے سر گھومتی پھرتی ہیں، وہ اپنا انجام سوچتے ہوئے اس واقعہ سے عبرت حاصل کریں اور آئندہ کے لئے ننگے سر رہنے سے توبہ کریں کیونکہ

— جہاں سے تجھ کو جانا، ایک دن
منہ خدا کو ہے دکھانا، ایک دن

اس کے بعد اس عورت نے اپنا منہ کھولا، جب لوگوں نے اس کا منہ دیکھا تو ہونٹ کٹ ہو چکا تھا کہ سوائے دانتوں کے کچھ نظر نہ آیا۔ اوپر کا ہونٹ موجود تھا نہ نیچے کا موجود تھا بلکہ بتیس بتیس دانت سامنے جڑے ہوئے نظر آرہے تھے۔ ذرا سوچئے کہ اگر انسان کے صرف دانت ہی دانت نظر آئیں تو دیکھ کر کتنا ڈر لگتا ہے۔ اب ان لوگوں نے عورت سے پوچھا کہ تیرے ہونٹ کہاں گئے؟ اس عورت نے جواب دیا کہ میں نے ہونٹوں کو رنگین کرنے کے لئے سرخی یعنی لپ اسٹک لگا کر غیر محرم مردوں کے سامنے کرتی تھی، اس کی سزا میں میرے ہونٹ کاٹ لئے گئے، اس واسطے اب میرے چہرے پر ہونٹ نہیں ہیں۔ اب ذرا وہ خواتین غور کریں کہ جو سرخی لگا کر ٹی وی پر خبریں یا خبروں کا خلاصہ یا پروگراموں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے یا گلوکاری، ڈنکاری اور اداکاری کرتے ہوئے پوری دنیا کے سامنے جلوہ افروز ہوتی ہیں اور وہ خواتین بھی اپنا انجام سوچیں کہ جو سرخی لگا کر گلی کوچوں، شادی بیاہ کی رنگین محفلوں، مینا بازاروں، پارکوں، سیرگاہوں، فائیو اسٹار ہوٹلوں اور شاپنگ کرتے ہوئے بازاروں میں گھومتی پھرتی ہیں۔

اس کے بعد اس عورت نے اپنا ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں کھولیں۔ لوگوں نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں میں ایک بھی ناخن نہیں تھا، تمام انگلیوں کے ناخن غائب تھے۔ اس عورت سے پوچھا کہ تیری انگلیوں کے ناخن کہاں گئے؟ اس عورت نے جواب دیا کہ ناخن پالش لگانے کی وجہ سے میرا ایک ایک ناخن کھینچ لیا گیا۔ چونکہ میں سارے کام کر کے گھر سے باہر نکلا کرتی تھی اور غیر مردوں کو دکھاتی پھرتی تھی، ان کو چھپاتی نہیں تھی، اس لئے جیسے ہی مرنے کے بعد قبر میں پہنچی تو میرے ساتھ یہ معاملہ کیا گیا

اور مجھے یہ سزا ملی کہ میرے سر کے بال بھی نوچ اور کھینچ لئے گئے اور میرے ہونٹ بھی کاٹ لئے گئے اور میرے ناخن بھی کھینچ لئے گئے، اتنی باتیں کرنے کے بعد وہ بے ہوش ہو گئی اور مردہ بے جان ہو گئی، جیسے لاش ہوتی ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس کو دوبارہ قبرستان میں پہنچا دیا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کو یہ عبرت دکھانا مقصود تھی کہ دیکھو اس عورت کا کیا انجام ہوا اور اس کو کتنا ہولناک عذاب دیا گیا تا کہ دنیا کے لوگ عبرت پکڑیں۔ [illegible]

☆ بے نمازی اور فیشن پرستی پر عذاب

مجھ سے میرے ایک دوست نے یہ عجیب، حیرتناک و عبرتناک واقعہ سنایا کہ:

کویت و عراق کی جنگ سے پہلے میں کویت میں مقیم تھا، وہاں میں مردوں کی تجہیز و تکفین اور دفن وغیرہ کے امور سے وابستہ تھا اور لوگوں میں اسی حیثیت سے معروف تھا۔ جنگ کے دوران مصر آ گیا۔ اسی دوران مجھ سے ایک دن ایک خاندان کے لوگوں نے رابطہ قائم کیا اور خاندان کی ایک عورت کی تکفین کے سلسلہ میں بات کی۔ چنانچہ میں قبرستان گیا اور مردوں کے غسل دینے کی جگہ جا کر بیٹھ گیا، انتظار میں تھا کہ جنازہ تیار ہو کر نکلے کہ اتنے میں، میں نے چار باپردہ عورتوں کو غسل دینے کی جگہ سے تیزی سے نکلتے دیکھا، ان پر گھبراہٹ طاری تھی مگر میں نے ان سے کچھ پوچھا نہیں کہ ہو گی کوئی وجہ۔ تھوڑے وقفہ کے بعد وہ عورت نکلی جو مردہ عورتوں کو غسل دیتی تھی، اس نے مجھ سے میت کو غسل دینے میں مدد طلب کی۔ میں نے اس سے کہا کہ کسی مرد کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی عورت کو غسل دے۔ اس نے مجھ سے کہا کہ میت کا جسم بہت وزنی ہے جو عام طور پر نہیں ہوتا، میرا جواب سن کر پھر وہ اندر چلی گئی۔ کسی طرح غسل دیا اور کفن پہنایا، پھر ہم جنازہ اٹھانے کے لئے اندر گئے، ہم گیارہ آدمی تھے، جنازہ اتنا وزنی تھا کہ ہم سب نے مل کر جنازہ اٹھایا۔ جب ہم قبرستان

پہنچے تو جیسا کہ مصر میں رواج ہے کہ ان کی قبریں کمروں کی طرح ہوتی ہیں، وہ بلندی سے سیڑھی کے ذریعے کمرے میں اترتے ہیں، جہاں مردوں کو بغیر مٹی ڈالے رکھتے ہیں۔

جب ہم نے لاش کو اپنے کندھوں سے اتارا تو لاش کمرے کے اندر پھیلنے اور کرنے لگی۔ اس منظر کو دیکھ کر ہم سب گھبرا گئے اور وہ ہمارے قابو سے باہر ہوگئی۔ اتنے میں ہم نے اس کی ہڈیوں کی چرچراہٹ سنی جیسے ہڈیاں ٹوٹ رہی ہوں۔ ہم نے دیکھا کہ کفن کا کچھ حصہ ہٹ گیا ہے، میں تیزی سے لاش کی طرف بڑھا اور اس کو ڈھک دیا، پھر بڑی مشکل سے اس کو قبلہ رخ کر دیا۔ دوبارہ کفن چہرے کی طرف سے کھل گیا، اس وقت میں نے عجیب منظر دیکھا۔ ہم نے دیکھا کہ آنکھیں جیسے باہر کی طرف نکل رہی ہوں اور چہرا کالا ہو چکا تھا۔ ہم منظر کی ہولناکی سے ڈر گئے اور تیزی سے باہر آگئے اور کمرہ کا دروازہ بند کر دیا۔ جب میں اپنی قیام گاہ پر پہنچا تو مجھ سے مرنے والی عورت کی اولاد میں سے ایک لڑکی ملی اور اس نے مجھ کو قسم دے کر پوچھا کہ اس کی والدہ کے ساتھ قبر میں داخل کرنے کے دوران میں کیا پیش آیا؟ میں نے جواب نہ دینے کی بہت کوشش کی لیکن وہ اس بات پر مصر رہی کہ میں اس کو میت کی حالت سے باخبر کر دوں، حتیٰ کہ میں نے اسے سب کچھ بتا دیا۔

اس وقت اس نے مجھ سے کہا کہ اے شیخ! جس وقت آپ نے ہم کو غسل کی جگہ سے تیزی سے نکلتے ہوئے دیکھا تھا اس کا سبب یہ تھا کہ ہم نے اپنی والدہ کے چہرے کو کالا ہوتے دیکھا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری والدہ نے کبھی نماز نہیں پڑھی اور ان کی موت اس حال میں ہوئی کہ وہ بہت فیشن ایبل رہتی تھیں، شرم و حیا نام کی کوئی چیز ان میں تھی ہی نہیں۔ (ناقابل یقین سچے واقعات ۱۴۸)

☆ پچاس ساٹھ سانپ

۱۹۸۶ء کے اخبار جنگ میں کسی دکھیاری ماں نے یہ بیان دیا تھا کہ:

میری سب سے بڑی لڑکی کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے۔ اسے دفن کرنے کے لئے جب قبر کھودی گئی تو دیکھتے ہی دیکھتے اس پر پچاس ساٹھ سانپ جمع ہو گئے۔ دوسری قبر کھدوائی گئی اس میں بھی وہی سانپ آ کر کنڈلی مار کر ایک دوسرے پر بیٹھ گئے۔ پھر تیسری قبر تیار کی اس میں ان دونوں قبروں سے زیادہ سانپ تھے۔ سب لوگوں پر دہشت سوار تھی، وقت بھی کافی گزر چکا تھا۔ ناچار ہو کر باہم مشورہ کر کے میری پیاری بیٹی سانپوں بھری قبر میں دفن کر کے لوگ دور ہی سے مٹی پھینک کر چلے آئے۔ میری مرحومہ بیٹی کے ابا جان کی قبرستان سے گھر آنے کے بعد حالت بہت خراب ہوگئی اور وہ خوف کے مارے بار بار اپنی گردن جھٹکتے تھے۔

دکھیاری ماں کا مزید بیان ہے کہ میری بیٹی یوں تو نماز روزہ کی پابند تھی مگر وہ فیشن کیا کرتی تھی۔ میں اسے پیار و محبت سے سمجھانے کی کوشش کرتی تھی مگر وہ اپنی آخرت کی بھلائی کی باتوں پر کان دھرنے کی بجائے الٹا مجھ پر بگڑ جاتی اور مجھے ذلیل کر دیتی تھی۔ افسوس! میری کوئی بات میری نادان ماڈرن بیٹی کی سمجھ میں نہ آتی۔

(ناقابل یقین سچے واقعات ۱۴۸)

☆ بے پردگی کا انجام

غالباً شعبان المعظم ۱۴۱۴ھ کا آخری جمعہ تھا۔ رات کو کورنگی (کراچی) میں ایک نوجوان سے (راقم الحروف) کی ملاقات ہوئی، اس پر خوف طاری تھا۔ اس نے حلفیہ بیان دیا کہ

میرے ایک عزیز کی جوان بیٹی اچانک فوت ہوگئی۔ جب ہم تدفین سے فارغ ہو کر پلٹے تو مرحومہ کے والد کو یاد آیا کہ اس کا ایک ہینڈ بیگ جس میں اہم کاغذات تھے، وہ غلطی سے میت کے ساتھ قبر ہی میں دفن ہو گیا ہے۔ چنانچہ بامر مجبوری ہم نے جا کر دوبارہ قبر کھودنی شروع کی۔ جوں ہی ہم نے قبر سے سل ہٹائی، خوف کے مارے ہماری چیخیں نکل گئیں کیونکہ

جس جوان لڑکی کو ابھی ابھی ہم نے ستھرے کفن میں لپیٹ کر سلایا تھا، وہ کفن پھاڑ کر اٹھ بیٹھی تھی اور وہ اپنی ماں کی طرف چل پڑی۔ تو اس کے سر کے بالوں سے اس کی ٹانگیں بندھی ہوئی تھیں اور دونوں پیچھے بچھو۔ نامعلوم خوفناک جانور اس سے چمٹے ہوئے تھے۔ یہ دہشت ناک منظر دیکھ کر خوف سے لوگ۔۔۔ کی گھگی بند ہو گئی اور ہینڈ بیگ نکالے بغیر جوں توں مٹی پھینک کر بر بھاگ کھڑے ہوئے۔ گھر آ کر میں نے عزیزوں سے اس لڑکی کا جرم دریافت کیا تو بتایا گیا کہ اس میں کوئی ایسا ایسا معیوب سمجھا جانے والا جرم تو نہیں تھا البتہ یہ بھی عام لڑکیوں کی طرح فیشن ایبل تھی اور بے پردہ میں رہتی تھی۔ ابھی انتقال سے چند روز پہلے رشتے داروں میں شادی تھی تو اس نے فیشن کے بال کٹوا کر، بن سنور کر عام عورتوں کی طرح بے پردہ شادی کی تقریب میں شرکت کی تھی۔

(ناقابل یقین سچے واقعات ۱۴۸)

☆عبرت ناک واقعہ

احمد آباد کے محلہ جمال پورہ کے متمول مسلمان گھرانہ میں عجیب واقعہ سے احمد آباد لرز گیا۔ اس کے بال پر دو کالے ناگ، چہرہ پر چھپکلی، ناخنوں پر بچھو بیٹھے ہوئے تھے۔

احمد آباد جیسے صنعتی شہر میں جسے "ہندوستان کا مانچسٹر" بھی کہا جاتا ہے، جہاں پر مسلم ہنرمند کاریگروں کی بہت بڑی آبادی ہے۔ جہاں تاریخ نے کئی انمٹ اور ناقابل فراموش نقوش چھوڑے ہیں۔ اسی احمد آباد شہر کے محلہ جمال پورہ کے ایک مسلم خاندان میں ایک عجیب وغریب اور عبرت ناک واقعہ رونما ہوا۔

بتایا جاتا ہے کہ مسلم خاندان کی ایک کنواری، غیر شادی شدہ نوجوان لڑکی جس کے فیشن کا بڑا چرچا تھا۔ مالدار گھرانے کی یہ لڑکی صبح اٹھ کر بناؤ سنگھار کرتی، نت نئی تراش، وضع، فیشن اور ڈیزائن کے لباس زیب تن کرتی تھی۔ ایک روز اچانک مختصر سی علالت کے بعد چل بسی اور شہر کے قبرستان میں اسے دفن کر دیا۔ مبینہ طور پر اس کے بعد ایک حیرت انگیز

بات ہوئی۔ اس کی ماں کو مسلسل تین رات تک یہ آواز سنائی دیتی رہی اور خواب میں لگاتار تین رات سے اپنی جوان لڑکی کی لاش دکھائی دیتی رہی جو کہہ رہی تھی۔ "امی مجھے قبر سے نکالو میں زندہ ہوں۔"

اس کی ماں کا بیان ہے کہ میں اس واقعہ سے گھبراہٹ محسوس کر رہی تھی مجھے خوف اور اضمحلال لاحق ہو گیا تھا۔ ممتا کے آنسوؤں نے لڑکی کے باپ اور بھائی اور محلہ داروں کو آگاہ کیا اور چوتھے روز دو پولیس والوں کی موجودگی میں قبر کھودی گئی۔ لڑکی زندہ تھی لیکن اس عبرتناک حالت میں کہ اس کے بال پر دو کالے ناگ، چہرہ پر چھپکلی اور ناخنوں پر جہاں جہاں لالی لگائی تھی، وہاں بچھو چپکے ہوئے تھے۔ قبر کے بعد تمام موذی جانور متوفیہ کی لاش سے ہٹ گئے۔ پولیس بے ہوش لڑکی کو قبر سے نکال کر واڈی لال چیریٹی ٹیبل ہسپتال احمد آباد کے C وارڈ میں لے گئی جہاں اس کا علاج ہو رہا ہے۔ لڑکی کا ہوش غائب ہو گیا ہے۔ ہوش میں آنے کے بعد کہا جاتا ہے کہ اس نے بتایا کہ میں صرف پندرہ دن کے لئے دوبارہ آئی ہوں، تم لوگ نماز پڑھو، روزہ رکھو۔ لوگوں کو صرف اتنا سنائی دیا اور اتنا ہی سمجھ میں آیا، اس سے زیادہ کچھ بھی سنائی نہیں دیا۔

بتایا جاتا ہے کہ تقریباً ۱۳ دنوں سے اس عجیب وغریب دوبارہ زندہ ہونے والی فیشن کی دلدادہ لڑکی جو سہانیلر کی نامی کنیز فاطمہ نے اپنی آنکھوں سے جا کر ہسپتال دیکھا ہے۔ لوگوں میں چرچا ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک تنبیہ ہے کہ غفلت اور اغیار کی نقالی سے بچ کر سادہ اور مذہب کے اصول کے مطابق لوگ چلیں۔ خاص طور پر عورتوں کو اس مسئلہ میں عبرت حاصل ہو۔

(ناقابل یقین سچے واقعات ۱۴۹)

☆ .... ☆

☆ مرزا قادیانی کا انجام

مرزا قادیانی کو خوفناک ہیضہ ہوا، منہ اور مقعد دونوں راستوں سے غلاظت
لگی، اتنی ہمت بھی نہ تھی کہ رفع حاجت کے لئے لیٹرین تک جاسکے اس لئے چارپائی
پاس ہی غلاظت کے ڈھیر لگ گئے۔ مسلسل پاخانوں اور الٹیوں نے اس قدر نچوڑ کر رکھ
کہ اپنی ہی غلاظت پر منہ کے بل گرا اور زندگی کی بازی ہار گیا۔ کائنات میں شاید ہی کسی
ایسی ہولناک اور عبرت ناک موت آئی ہو۔ تدفین تک منہ سے غلاظت بہتی رہی جسے بار
کوشش کے باوجود بند نہ کیا جاسکا۔ جس تابوت میں مرزے کا جنازہ لاہور سے قادیان
گیا، اس تابوت اور تابوت میں پڑے بھوسے (توڑی) کو حکومت نے آگ لگوا کر خاکستر
کرادیا تا کہ اس تابوت سے علاقہ میں کوئی بیماری نہ پھیل جائے۔ (مرگ مرزائیت ۷۲)

☆ مرزا قادیانی خنزیر کی شکل میں

حضرت مولانا لال حسین اختر استاذی مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ خواب
میں، میں نے دیکھا کہ ایک رسی ہے جس کا ایک سرا میرے ہاتھ میں ہے اور دوسرا
قادیانی کے ہاتھ میں ہے، وہ مجھے اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ
آئے اور انہوں نے کوئی چیز مار کر درمیان سے رسی کاٹ ڈالی۔ یک دم دھڑام ہوا، میں
گھبرایا تو بزرگ نے کہا کہ وہ دیکھو مرزا قادیانی جہنم میں جل رہا ہے۔ میں نے دیکھا
آگ کے الاؤ میں مرزا قادیانی جل رہا تھا اور اس کی شکل خنزیر کی سی تھی۔

دوسری دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ جہنم میں مرزا قادیانی خنزیر کی شکل میں
رسیوں سے جکڑا ہوا ہے۔ میں ڈر گیا۔ غیب سے آواز آئی کہ یہ شخص مرزا قادیانی اور اس کے
ماننے والے سب اسی طرح جلیں گے، تم بچ جاؤ۔ چنانچہ یکم جنوری ۱۹۳۲ء کو مرزائیت سے

تائب ہو کر اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔ (مرگ مرزائیت ۷۶)

☆ مرزا قادیانی باؤلے کتے کی شکل میں

حضرت میاں شیر محمد شرق پوریؒ نے ایک دفعہ مراقبہ کیا اور مرزا قادیانی کو قبر میں
باؤلے کتے کی شکل میں دیکھا کہ اس کے منہ سے جھاگ نکل رہی ہے اور وہ انتہائی خوفناک
آوازیں نکال رہا ہے۔ بڑی پھرتی سے گھوم گھوم کر منہ سے دم پکڑنے کی کوشش کر رہا ہے۔
غصہ میں آ کر کبھی اپنی ٹانگوں کو کاٹتا ہے اور کبھی سر زمین پر پٹختا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس لعین کے
عذاب میں مزید اضافہ فرمائے۔ آمین۔ (مرگ مرزائیت ۷۶)

☆ قبر پھٹ گئی

ڈیرہ غازی خان کے قصبہ الہ آباد میں ایک منہ پھٹ اور انتہائی بدزبان قادیانی
رہتا تھا۔ اس شاطر کو جہاں موقع ملتا وہ قادیانیت کی تبلیغ کرتا اور ختم نبوت کے بارے
میں بک بک کرتا۔ آخر ایک دن وہ اسی طرح بک بک کرتے مر گیا۔ قادیانیوں نے اسے
مسلمانوں کے مقامی قبرستان میں دفن کرنے کا خفیہ پروگرام بنایا لیکن کسی ذریعہ سے یہ خبر
مسلمانوں تک پہنچ گئی اور مسلمانوں نے اپنے قبرستان میں اس ملعون کی تدفین نہ ہونے کا
بندوبست کر لیا اور علاقہ کی پولیس کو بھی اطلاع کر دی۔ قادیانی خوفزدہ ہو گئے اور انہوں نے
مجبوراً اس کو اس کی اپنی زمین میں دفن کر دیا۔ تدفین کے بعد قبر میں زبردست آگ لگ گئی
اور یہ کیفیت تین دن تک مقامی لوگ دیکھتے رہے۔ آخر قبر پھٹ گئی اور وہاں ایک بہت بڑا
گڑھا بن گیا، لوگ دور دور سے اس عبرت گاہ کو دیکھنے آتے۔ قادیانیوں نے اپنی بے عزتی
ہوتے دیکھ کر پتھروں سے اس گڑھے کو بھروا دیا اور اس کے اوپر قبر کا پختہ چبوترہ قائم کر دیا
لیکن بدبختوں نے اس ہولناک واقعہ سے کوئی عبرت حاصل نہ کی۔

دیکھو گے برا حال محمدؐ کے عدو کا
منہ پر ہی گرا جس نے چاند پہ تھوکا

(مرگ مرزائیت ۵۷)

☆ایک خنزیر زنجیر میں بندھا ہوا ہے

جرمنی میں پاکستان سے گئی ہوئی ایک تبلیغی جماعت اپنے تبلیغی گشت میں مصروف تھی، شام ہونے کو تھی۔ جماعت نے مغرب کی نماز راستے میں آنے والی ایک مسجد میں پڑھی اور رات وہیں بسر کرنے کا ارادہ کیا۔ عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد مسجد کے امام سے جماعت کی گفتگو ہوئی اور امام مسجد سے وقت کا مطالبہ کیا۔ امام مسجد نے جماعت کے ساتھ تین دن چلنے کا وعدہ کیا۔ صبح ہوئی تو پتہ چلا کہ مذکورہ مسجد تو قادیانی عبادت گاہ ہے اور امام مسجد اس علاقے کی قادیانی جماعت کا سربراہ ہے۔ جب امام مسجد کو اس بات کا پتہ چلا تو اس نے جماعت کے امیر سے کہا کہ اگرچہ میں قادیانی ہوں لیکن میں دین کی باتیں سیکھنے کے لئے آپ کے ساتھ چلوں گا۔ چنانچہ وہ جماعت کے ساتھ تین دن کے لئے اسی وقت روانہ ہو گیا۔ اسے گھر سے نکلے یہ پہلی رات تھی کہ اسے خواب آیا۔ خواب میں اس نے دیکھا کہ سرکار دو عالم ﷺ تشریف فرما ہیں اور ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور کچھ فاصلے پر ایک خنزیر زنجیر سے بندھا ہوا ہے۔ حضور ﷺ اس قادیانی سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں۔

''تم اس خنزیر کے پاس جاتے ہو، ہمارے پاس کیوں نہیں آتے؟''

خواب نے اسے ہلا کر رکھ دیا لیکن اس نے کسی سے ذکر نہ کیا۔ اگلی رات سویا تو پھر یہی خواب دیکھا لیکن اس نے خواب کے بارے میں کسی سے کوئی بات نہ کی۔ تیسری

رات اس نے پھر خواب دیکھا کہ حضور ﷺ اسے غصہ و ناراضگی سے کہہ رہے ہیں۔

''تم خنزیر کے پاس تو جاتے ہو لیکن ہمارے پاس کیوں نہیں آتے؟''

رات بھر وہ چین سے سو نہ سکا۔ صبح ہوئی تو وہ سر جھکائے جماعت کے امیر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ماتھے پر ندامت کا پسینہ تھا اور آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی۔ وہ امیر صاحب سے کہنے لگا۔

۔ امیر صاحب! مجھے کلمہ پڑھائیے اور مسلمان کیجئے۔

امیر صاحب خوشی سے اچھل پڑے اور اس سے پوچھا کہ اسے اس بات کی توفیق کیسے ہوئی؟ جواباً اس نے اپنا خواب سنایا۔ سب پر کیف و مستی کی کیفیت طاری ہو گئی اور مبارک مبارک کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ وہ نو مسلم ہاتھ باندھ کے جماعت کے امیر سے درخواست کرنے لگا کہ میں اپنے گھر میں آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں۔ امیر صاحب نے ساتھیوں سے مشورہ کے بعد اس کی دلجوئی کے لئے دعوت قبول کر لی۔ جب جماعت اس کے گھر پہنچی تو انہیں سخت حیرانی ہوئی کہ اس کا بہت بڑا ڈرائنگ روم قادیانیوں سے بھرا ہوا تھا۔ نو مسلم جماعت کے امیر سے کہنے لگا۔

میں نے اپنا مبارک خواب ان سب کو سنایا تھا اور اب یہ سب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونا چاہتے ہیں۔

تبلیغی جماعت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہی تھی اور ہر سابق قادیانی بھی اسلام قبول کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا تھا۔ (مرگ مرزائیت ۵۸)

☆مردے کا منہ قبلہ سے پھر گیا

آدھی کوٹ ضلع خوشاب کے نزدیک امام الدین نامی ایک قادیانی رہتا تھا۔ جب

کا مطالبہ تسلیم کرنا ہی پڑا۔ چوہڑوں کے ذریعے مردود کی قبر کشائی کی گئی، جونہی قبر کھلی …
کے طوفان اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس شدت کی بو کہ لوگوں کے سر چکرا گئے اور آنکھوں …
پانی نکل گیا۔ لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی، غلیظ اور کتا بچھا لاشہ باہر نکلا تو مارے خوف …
چوہڑے بھی کانپ گئے۔

لاش قادیانیوں کے حوالے کر دی گئی جنہوں نے چوہڑوں کے ذریعے ہی …
اپنے گھر کے صحن میں دفن کر دیا لیکن چند دنوں میں گھر میں ایسا تعفن پھیلا کہ گھر میں …
مشکل ہو گیا۔ آخر قادیانیوں نے تنگ آ کر اسے وہاں سے اکھیڑ کر اپنے کھیتوں میں …
دیا۔ چشم دید گواہ کہتے ہیں کہ جب دوسری مرتبہ قادیانی کی لاش کو نکالا گیا تو اس کی بدبو …
میل دور تک گئی اور لوگ کئی دن تک اس بدبو کو محسوس کرتے رہے۔ اس عبرتناک واقعہ …
کر کئی قادیانی مسلمان ہو گئے، جن میں سے کچھ مردے کے خاندان میں سے بھی تھے۔

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی
ہو دیکھنا تو دیدۂ دل وا کرے کوئی

(مرگ مرزائیت ۶۲)

☆ سر ظفر اللہ کا ہولناک انجام

فتنہ قادیانیت کا پوپ سر ظفر اللہ بستر مرگ پر بے ہوش پڑا ہے۔ کبھی کبھی معمولی …
آنکھیں کھول کر اپنے اردگرد کھڑے لوگوں کو ہلکی سی نظر دیکھ لیتا ہے، کھانے پینے سے …
ہے۔ غذائی ضروریات پوری کرنے کے لئے گلوکوز کی بوتلیں چڑھا رکھی ہیں لیکن گلوکوز …
پیلے رنگ کا محلول بن کر منہ کے راستے سے باہر نکل جاتا ہے اور اس پیلے رنگ کے محلول …
پاخانے جیسی بدبو اٹھ رہی ہے۔ ڈاکٹر ٹشو پیپر سے بار بار اس کی غلاظت صاف کرتے …

یعنی غلاظت رکنے کا نام نہیں لیتی۔ سر ظفر اللہ بستر پر پیشاب کر رہا ہے، کمرے میں اس
شدت کی بدبو ہے کہ ٹھہرنا مشکل ہے۔ بدبو اور دیگر حفاظتی تدابیر کو مدنظر رکھتے ہوئے قادیانی
ڈاکٹروں نے اپنے منہ پر ماسک چڑھا رکھے ہیں۔ عام ملاقات پر سخت پابندی ہے کیونکہ سر
ظفر اللہ کا یہ ہولناک انجام دیکھ کر کوئی بھی قادیانی، قادیانیت سے تائب ہو سکتا ہے۔ اسی
حالت میں ظفر اللہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاتا ہے لیکن مرنے کے بعد بھی اس کے منہ سے
غلاظت جاری رہتی ہے جس سے بچنے کے لئے قادیانی ڈاکٹر اس کا منہ کھول کر گلے میں
روئی کا گولہ ٹھونس دیتے ہیں لیکن خدائی عذاب اس گولے سے کہاں رکتا ہے۔

(مرگ مرزائیت ۶۴)

☆ روشنی مل گئی

سرحد کے نامور عالم دین دارالعلوم پشاور صدر کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد
حسن جان فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ تبلیغی جماعت کا ایک وفد غلطی سے قادیانیوں کے مرکز اڈے میں چلا
گیا۔ قادیانیوں نے جب تبلیغی جماعت کو دیکھا تو انہیں وہاں سے نکال دیا، جس پر جماعت
کے امیر نے قادیانیوں سے کہا کہ ہم آپ کو بالکل دعوت نہیں دیتے مگر آپ لوگ ہمیں یہاں
صرف تین دن قیام کرنے کی اجازت دے دیں۔ ہم اپنی نمازیں پڑھیں گے اور تمہارے
کام میں مخل نہ ہوں گے جس پر قادیانیوں نے اجازت دے دی۔ جب تین دن ہو گئے
تو جماعت کے امیر نے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑانا شروع کیا کہ اے اللہ! ہم سے وہ کون
سا گناہ ہو گیا کہ ہمیں یہاں بیٹھے تین دن ہو چکے ہیں، ایک آدمی بھی ہمارے ساتھ تبلیغ میں
جانے کے لئے تیار نہ ہوا۔ ابھی وہ مصروف دعا تھے کہ ایک شخص آیا جو قادیانی جماعت کا امیر

تھا۔ اس نے جب امیر صاحب کو روتے دیکھا تو پوچھا کہ آپ رو کیوں رہے ہیں؟ جناب امیر صاحب نے فرمایا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس کے سچے دین کی تبلیغ کے لئے تین دن سے یہاں قیام پذیر ہیں لیکن کوئی ایک شخص بھی ہمارے ساتھ جانے کے لئے تیار نہ ہوا۔ جس پر اس قادیانی نے کہا کہ یہ تو معمولی بات ہے۔ میں تین دن کے لئے آپ کے ساتھ جاتا ہوں لیکن میری ایک شرط ہے کہ آپ مجھے کسی قسم کی دعوت نہ دیں گے۔

چنانچہ معاہدہ ہوگیا اور وہ قادیانی ان کے ساتھ روانہ ہوگیا۔ تیسری رات اس نے خواب دیکھا۔ جب صبح ہوئی تو اس قادیانی نے جماعت کے امیر صاحب سے کہا کہ آپ مجھے کلمہ پڑھائیں اور مسلمان بنائیں۔ جس پر امیر جماعت نے کہا کہ ہم معاہدے کے پابند ہیں، آپ کو کلمہ پڑھنے پر مجبور نہیں کر سکتے مگر آپ یہ بتائیں کہ یہ تبدیلی کیوں آئی؟ اس نے کہا کہ میں نے خواب میں سرکار دوعالم ﷺ کو دیکھا۔ آپؐ نے ایک کتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ تم میرے عاشقوں کے ساتھ پھرتے ہو اور اس کتے کو بھی مانتے ہو، وہ کتا مرزا قادیانی تھا۔ جس پر امیر جماعت نے اسے کلمہ پڑھایا اور سینے سے لگایا۔ جب اس شخص نے واپس اپنے گاؤں جا کر یہ واقعہ کہا اور قادیانیوں کو سنایا تو وہ بھی مسلمان ہوگئے۔

یہ واقعہ مولانا حسن جان نے حضرت مولانا قاری محمد طیب سے سنا۔

(مرگ مرزائیت ۶۴)

☆ قبر میں زلزلہ

بھارت کے صوبہ بہار کے حکیم محمد حسین نے خواب دیکھا کہ مرزا قادیانی کی قبر میں تدفین ہوگئی ہے، لوگ مٹی ڈال کر گھروں کو چل رہے ہیں۔ قبر میں سخت اندھیرا اور خوف ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے سوال وجواب کے لئے آپہنچے ہیں۔ مرزا قادیانی سخت گھبرایا ہوا

ہے اور تھر تھر کانپ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس سے سوال کر رہے ہیں اور جواب میں وہ اول فول بک رہا ہے۔ قبر میں قریب ہی شیطان کھڑا ہے۔ وہ مرزا قادیانی کو کہہ رہا ہے کہ اے مرزا قادیانی! تو میرا بہترین ساتھی تھا، تو نے میرے مشن کے لئے بہت کام کیا، شب و روز محنت کر کے لوگوں کو گمراہ کیا۔ مجھے تیری موت کا بہت دکھ ہوا لیکن آج اس مشکل میں، میں تیرے کسی کام نہیں آسکتا، یہ عذاب تو اب تجھے سہنا ہی پڑے گا۔ یہ کہا اور شیطان غائب ہوگیا اور اس کے ساتھ ہی مرزا قادیانی سخت ترین عذاب میں مبتلا ہوگیا اور اس کی چیخوں سے قبر میں ایک زلزلہ بپا ہوگیا۔

آتش فشاں ہے زمین ایسی جگہوں سے کہ جہاں
لقمہ خاک ہوئے زہر اگلنے والے

(مرگ مرزائیت ۶۵)

☆ مرزے کی قبر

جناب سراج الدین صاحب کہتے ہیں کہ میں مرزائی تھا۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ میں قادیاں میں مرزا قادیانی کی قبر پر کھڑا ہوں۔ اچانک مجھے اس کی قبر پر ایک تختی نظر آئی جس پر لکھا تھا فی نار جہنم خالدین ابداً۔ بس یہ تحریر پڑھ کر کانپ اٹھا۔ اس کے ساتھ ہی مرزا کی قبر پر چغد اور گدھ کی شکل میں جانور نظر آئے۔ میں بیدار ہوا اور سجدہ میں گر گیا کہ قدرت حق نے میری دستگیری فرمائی اور مسلمان ہوگیا۔ (مرگ مرزائیت ۶۷)

☆ قبر سانپوں سے بھر گئی

محمد رمضان صاحب گجرات کے رہنے والے ہیں اور آج کل سیالکوٹ میں قیام پذیر ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ سیالکوٹ میں ایک بڑا گستاخ قادیانی رہتا تھا، قدرت نے دولت

بھی خوب دے رکھی تھی جس نے اسے انتہائی متکبر بنا رکھا تھا۔ میں اکثر قبروں کی کھدائی کا کام کرتا تھا۔ ایک دن کچھ قادیانی میرے پاس آئے اور مجھے قبر کھودنے کو کہا اور بتایا کہ فلاں قادیانی مر گیا ہے۔ میں نے اس قادیانی کی قبر کھودی لیکن جب اس گستاخ رسولؐ کو دفنانے لگے تو مجھ سمیت جنازے میں شامل تمام مرزائیوں نے یہ منظر دیکھا کہ اس کی قبر آہستہ آہستہ سانپوں سے بھرنے لگی اور تھوڑی دیر میں سانپ ہی سانپ ہو گئے۔ قادیانیوں نے مجھے دوسری جگہ قبر کھودنے کے لئے کہا۔ میں نے جب دوسری جگہ قبر کھودی تو قبر سے ڈراؤنی آوازیں آنے لگیں اور آگ کی چنگاریاں نکلنے لگیں۔ سب لوگ ڈر کر پیچھے ہٹ گئے، آخر اس مردود کو اسی قبر میں دفن کر دیا گیا۔

قادیانیوں کی زندگانی بھی ہے کتنی خراب
دنیا میں پھٹکار آخرت میں عذاب

(مرگ مرزائیت ۶۹)

☆ قادیانی کی قبر پر آگ کے گولے

روڈہ ضلع خوشاب میں ایک انتہائی گستاخ قادیانی حاجی ولد موندا رہتا تھا۔ وہ انتہائی فحش گالیاں بکتا، گلی کوچوں میں اسلام اور مسلمانوں کا مذاق اڑاتا۔ اس کی ناپاک زندگی کی صبحیں اور شامیں اسی غلاظت سے اٹی پڑی تھیں۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب قادیانیوں کو ابھی آئینی طور پر کافر قرار نہیں دیا گیا اور قادیانی حج پر جا سکتے تھے۔ یہ رذیل بھی مسلمانوں کے ساتھ مکہ مکرمہ چلا گیا، وہ وہاں بھی اسلام اور مسلمانوں کا تمسخر اڑاتا، جگہ جگہ یہ کھسیانی ہنسی ہنستا، قہقہے لگاتا اور بکواس کرتا کہ میں تو یہاں صرف سیر کرنے آیا ہوں کیونکہ اب حج تو صرف ربوہ میں ہوتا ہے۔

یہ گستاخ رسولؐ جب مرا تو اسے قادیانیوں کے الگ قبرستان میں دفن کیا گیا۔ سورج غروب ہونے کے بعد جلد ہی رات کا اندھیرا پہلے کی نسبت قدرے گہرا ہونا شروع ہو گیا۔ رات کو ارد گرد کی آبادیوں نے یہ خوفناک منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا اور وہ چشم دید گواہ آج بھی اس واقعہ کے شاہد ہیں کہ آگ کا ایک بہت بڑا سرخ گولہ تیزی سے اس کی قبر کے اوپر آ کر گرا اور غائب ہو گیا۔ پھر پے در پے گولے برسنے لگے اور رات گئے تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ اپنی آنکھوں سے اس قادیانی مردود کی قبر پر آگ برستے دیکھ کر بھی قادیانیوں کو کوئی عبرت نہ ہوئی، شاید ان کے دلوں پر تالے پڑے ہیں۔

(مرگ مرزائیت ۶۹)

☆☆ ...... ☆☆ ...... ☆☆

☆ میت کنکھجوروں کے محاصرے میں

ایک تبلیغی دوست نے ہندوستان کا ایک قصہ سنایا کہ:

ایک علاقے میں ہماری جماعت گئی اور وہاں ہم ایک مسجد میں ٹھہرے ہوئے تھے اور اپنا کام کر رہے تھے کہ یکا یک محلے کے کچھ لوگ ہمارے پاس آئے اور آ کر کہا کہ ذرا ہمارے گھر چلئے، ہم لوگ بہت پریشان ہیں، ہمارے گھر میں ایک میت ہوگئی ہے اور میت کے ساتھ عجیب معاملہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ ہم سب لوگ اس کے ساتھ چلے گئے، جب ان کے گھر پہنچے تو ہم نے اپنی آنکھوں سے یہ دیکھا کہ ایک عورت کی لاش کمرے میں رکھی ہے اور بہت بڑے بڑے کنکھجورے اس لاش کے چاروں طرف سر سے لے کر پاؤں تک دائیں بائیں منہ کھولے کھڑے ہیں اور وہ اتنی خوفناک شکل کے تھے کہ ان کو دیکھ کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔ قریب جانے کی کسی کو بھی ہمت نہ ہوئی اور سارے گھر والے خوف کے مارے دوسرے کمرے میں جمع تھے، دہشت کی وجہ سے کوئی شخص اس کمرے میں نہیں جا رہا تھا۔ گھر والوں نے ہم سے کہا کہ آپ نیک لوگ ہیں، ہم آپ کو اس لئے بلا کر لائے ہیں کہ ہمارا تو خوف سے برا حال ہو رہا ہے، آخر اس میت کو بھی اس کی جگہ پر پہنچانا ہے، کیسے اس کو غسل دیں؟ کس طرح اس کو یہاں سے اٹھائیں؟ یہ کنکھجورے چاروں طرف سے اس کو گھیرے ہوئے ہیں، ہمارا تو قریب جاتے ہوئے پتہ پانی ہو رہا ہے۔ آپ حضرات کچھ پڑھ کر ایصال ثواب کریں اور دعا کریں تا کہ کم از کم اتنا موقع مل جائے کہ ہم اس کو اس کی قبر میں اتار دیں اور اس فرض سے سبکدوش ہو جائیں۔

یہ کہتے ہیں کہ ہمیں بھی خوف محسوس ہوا لیکن ہم دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ یہ اس کے کسی گناہ کا عذاب ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ہماری عبرت کے لئے ظاہر کیا ہے۔ چنانچہ ہم

سب ایک کونے میں بیٹھ کر اس کے لئے استغفار کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگے کہ یا اللہ مہربانی فرما اور اتنی دیر کے لئے اس عذاب کو اس مردے سے ہٹا دیجئے کہ ہم اس کو غسل اور کفن دے کر اس کو اس کی قبر تک پہنچا سکیں اور یہ فریضہ ادا کر سکیں۔ اس کے بعد کافی دیر تک ہم پڑھتے رہے، استغفار کرتے رہے، روتے رہے اور آنسو بہاتے رہے۔ کافی دیر کے بعد ہم نے دیکھا کہ وہ سب کنکھجورے اچانک میت کا محاصرہ چھوڑ کر ایک کونے میں جمع ہو گئے۔ بس ہم نے کہا کہ اب اللہ تعالیٰ کی رحمت آگئی ہے، اس نے اپنا فضل فرمایا، اب تم لوگ اس کو غسل اور کفن دے دو۔ چنانچہ غسل اور کفن کے بعد اس کی نماز جنازہ ہوئی اور اسے قبرستان لے گئے اور جا کر اس کو قبر میں اتار دیا۔ جس وقت قبر میں اتارا تو دیکھا کہ وہ سب کنکھجورے ایک کونے میں جمع ہیں، وجہ عذاب ٹی وی کا دیکھنا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔ (ٹی اور عذاب قبر۲۲/۲۳)

☆ اذان کی بے حرمتی کا وبال

اس کو دفنانے کے بعد دوبارہ اس کے گھر یہ پوچھنے کے لئے گئے کہ آخر اس کا ایسا کون سا برا عمل تھا جس کی وجہ سے اس کو یہ عبرت ناک عذاب ہوا اور خدا جانے اب اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ اس کی ماں نے بتایا کہ وہ نیک صالح تو نہیں تھی، بے نماز تھی لیکن ایک بات جو مجھے یاد ہے، شاید اس کی وجہ سے اس پر عذاب ہوا ہو۔ وہ یہ کہ وہ ٹی وی دیکھنے کی بڑی شوقین تھی۔ ایک دن وہ ٹی وی دیکھ رہی تھی، ٹی وی پر گانا آ رہا تھا اور وہ گانا اس لڑکی کو بہت پسند تھا، اسی دوران اذان شروع ہوگئی۔ میں نے اس سے کہا کہ بیٹی! اذان ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کا نام بلند ہو رہا ہے، اس گانے کی آواز بند کر دو اور ٹی وی بند کر دو۔ اس نے کہا: اماں! اذان تو روزانہ ہوتی رہتی ہے لیکن یہ پروگرام اور یہ گانا پھر کہاں آئے گا۔ ہم نے

نے کہا بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرتے ہی فوراً یہ عذاب جو شروع ہوا ہے، یہ اسی گناہ کا وبال اور عذاب ہے۔ اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی اذان کے مقابلے میں گانے کو ترجیح دی جس کی وجہ سے یہ عذاب نازل ہوا۔ استغفر اللہ۔ (ٹی وی اور عذاب قبر ۲۳)

☆ٹی وی لانے پر عذاب قبر

سعودی عرب میں دو دوست رہتے تھے، ایک ریاض میں، ایک جدہ میں۔ دونوں نیک صالح آدمی تھے، دونوں کے درمیان آپس میں گہری دوستی اور محبت تھی۔ ریاض والے دوست نے اپنے بچوں کے بے حد اصرار پر ان کو ٹی وی خرید کر لا دیا۔ اب گھر والے ٹی وی دیکھنے لگے، کچھ دنوں کے بعد اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے انتقال کے بعد جدہ والے دوست نے خواب میں ریاض والے دوست کی زیارت کی تو دیکھا کہ وہ تکلیف میں ہے۔ اس نے پوچھا کہ بھائی تمہارا کیا حال ہے؟ اس دوست نے جواب دیا کہ کیا بتاؤں، جب سے میرا انتقال ہوا ہے، اپنے گھر والوں کو ٹی وی لا کر دینے کی وجہ سے اس وقت سے عذاب میں مبتلا ہوں۔ اب وہ تو ٹی وی دیکھ کر مزے اڑا رہے ہیں اور میں عذاب کے اندر مبتلا ہوں اور میں ہی جانتا ہوں کہ میرا وقت کس طرح مصیبت کے ساتھ گزر رہا ہے۔ میں بہت سخت تکلیف میں ہوں، تم میرے گھر جا کر ان کو سمجھاؤ کہ کسی طرح گھر سے ٹی وی نکال دیں تاکہ میرا عذاب دور ہو جائے۔ اس دوست نے کہا کہ اچھا میں تمہارے گھر جا کر ان کو سمجھاؤں گا۔

جب صبح ہوئی تو اس کو رات والا خواب یاد نہیں رہا اور سارا دن اپنے کام کاج میں مشغول رہا۔ جب رات کو سویا تو خواب میں پھر ریاض والے دوست کی زیارت ہوئی۔ اس نے شکایت کی کہ میں نے تم سے کہا تھا کہ میرے گھر جلدی جاؤ، میں بہت تکلیف میں

ہوں، تم ابھی تک میرے گھر نہیں گئے۔ اس دوست نے پھر وعدہ کر لیا کہ میں کل صبح ضرور جاؤں گا۔ یہ جدہ والے دوست کہتے ہیں کہ دوسرے دن میرا ریاض جانے کا پختہ ارادہ تھا لیکن پھر کوئی ایسا کام پیش آ گیا جس کی وجہ سے میں ریاض نہ جا سکا۔ جب رات کو سویا تو خواب میں پھر اس دوست کی زیارت ہوئی۔ پھر اس نے شکایت کی کہ تم مجھ سے کہتے ہو کہ میں جاؤں گا لیکن تم جاتے نہیں ہو اور میں یہاں سخت تکلیف اور عذاب میں ہوں۔ اس دوست نے وعدہ کر لیا کہ کل صبح ضرور ہی جاؤں گا۔

چنانچہ جدہ والا دوست صبح ہوتے ہی جہاز کے ذریعہ ریاض اپنے دوست کے گھر پر گیا اور سب گھر والوں کو جمع کیا اور پھر ان کو اپنا خواب بتایا کہ تمہارے والد صاحب اس طرح سخت عذاب میں مبتلا ہیں اور انہوں نے عذاب کی وجہ یہ بتائی کہ چونکہ میں نے ٹی وی لا کر دیا ہے اس لئے مرنے کے بعد سے عذاب ہو رہا ہے، میرے گھر والے تو عیش کر رہے ہیں اور میں عذاب میں مبتلا ہوں۔ جب انہوں نے اپنے باپ کے عذاب میں مبتلا ہونے کے بارے میں سنا تو وہ لوگ زارو قطار رونے لگے کہ ہائے ہماری وجہ سے ہمارے والد صاحب کو عذاب ہو رہا ہے۔ اس کے بعد بڑا بیٹا اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نے ٹی وی کو اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا جس سے ٹی وی کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے، وہ ٹکڑے اٹھا کر اس نے کوڑے کے ڈبے میں ڈال دیئے اور اس نے کہا کہ آج کے بعد ہمارے گھر میں یہ لعنت نہیں ہو گی جس کی وجہ سے ہمارے باپ کو عذاب ہوتا ہو۔

جدہ والے دوست کہتے ہیں کہ میں بہت خوش ہوا کہ اولاد ماشاء اللہ سعادت مند ہے، انہوں نے بہت جلد اپنے باپ کی تکلیف کا خیال کیا اور اپنا بھی خیال کیا۔ اپنے باپ کو بھی قبر کے عذاب سے بچا لیا اور اپنے آپ کو بھی جہنم کے عذاب سے بچا لیا۔ پھر میں واپس جدہ اپنے گھر آ گیا۔

رات کو سویا تو پھر خواب میں ریاض والے دوست کی زیارت ہوئی۔ اب وہ دیکھا تو ماشاء اللہ مسکرا رہا ہے اور ہشاش بشاش ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کہو کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ بھائی اللہ تعالیٰ تم کو جزائے خیر دے، جس طرح تم نے میری مصیبت دور کی ہے، اللہ تعالیٰ تمہاری مصیبتیں دور کرے۔ جس وقت میرے بڑے بیٹے نے ٹی وی کو زمین پر پٹخا تھا اس وقت سے میرا عذاب بھی ختم ہو گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس عذاب سے نجات عطا فرما دی ہے۔

(ٹی وی اور عذاب قبر ۱۹ تا ۲۱/ ٹی وی کی تباہ کاریاں ۶، بحوالہ تعمیر حیات لکھنو بھارت)

☆ ٹی وی کے ساتھ دفن ہونے کا عبرتناک واقعہ

جب سے ٹی وی دیکھنے کا رواج بڑھا ہے۔ ٹی وی دیکھنے والوں کے مرنے کے بعد قبر میں عذاب ہونے کے بڑے ہی عبرت ناک واقعات بھی سامنے آرہے ہیں، جس سے ہمیں فوراً سبق لینا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ واقعات اسی لئے دکھاتا ہے تاکہ ہم لوگ عبرت حاصل کریں۔

چنانچہ اسی رسالے ''ٹی وی کی تباہ کاریاں'' میں ایک عورت کا بڑا عبرت ناک واقعہ لکھا ہے کہ رمضان شریف کے مہینے میں افطار کے وقت گھر میں ایک ماں اور بیٹی تھی۔ ماں نے بیٹی سے کہا کہ آج گھر میں مہمان آنے والے ہیں، افطاری تیار کرنی ہے اس لئے تو بھی میرے ساتھ مدد کرو اور کام میں لگو، افطاری تیار کراو۔ بیٹی نے صاف جواب دیا کہ اماں اس وقت ٹی وی پر ایک خاص پروگرام آرہا ہے، میں اس کو دیکھنا چاہتی ہوں، اس سے فارغ ہو کر کچھ کروں گی۔ چونکہ وقت کم تھا اس لئے ماں نے کہا کہ تم اس کو چھوڑو، پہلے کام کراو مگر بیٹی نے ماں کی بات سنی ان سنی کر دی اور پھر اس خیال سے اوپر کی منزل میں ٹی وی

لے کر چلی گئی کہ اگر میں یہاں نیچے بیٹھی رہی تو ماں بار بار مجھے منع کرے گی اور کام کے لئے بلوائے گی۔ چنانچہ اوپر کمرے میں اندر جا کر اندر سے کنڈی لگائی اور پروگرام دیکھنے میں مشغول ہو گئی۔ نیچے ماں بے چاری آواز دیتی رہ گئی لیکن اس نے کچھ پرواہ نہ کی، پھر ماں نے افطاری کے لئے جو تیاری ہو سکی اس نے کر لی۔ اتنے میں مہمان بھی آگئے اور سب لوگ افطاری کے لئے بیٹھ گئے، ماں نے پھر لڑکی کو آواز دی تاکہ وہ بھی آکر روزہ افطار کر لے لیکن بیٹی نے کوئی جواب نہیں دیا تو ماں کو تشویش ہوئی۔ چنانچہ وہ اوپر گئی اور دروازے پر جا کر دستک دی اور اس کو آواز بھی دی لیکن اندر سے کوئی جواب نہ آیا، اب تو ماں اور گھبرا گئی کہ اندر سے جواب کیوں نہیں آرہا ہے۔

چنانچہ ماں نے اس کے بھائیوں اور اس کے باپ کو اوپر بلایا، انہوں نے آواز اور دستک دی مگر جب اندر سے کوئی جواب نہ آیا تو بالآخر دروازہ توڑا گیا۔ جب دروازہ توڑ کر اندر گئے تو دیکھا کہ ٹی وی کے سامنے مری ہوئی اوندھی منہ زمین پر پڑی ہے اور انتقال ہو چکا ہے۔ اب سب گھر والے پریشان ہو گئے۔ اس کے بعد جب اس کی لاش کو اٹھانے کی کوشش کی تو اس کی لاش نہ اٹھی اور ایسا محسوس ہونے لگا کہ وہ کئی ٹن وزنی ہو گئی ہے۔ اب سب لوگ پریشان کہ اس کی لاش کیوں نہیں اٹھ رہی۔ اسی پریشانی کے عالم میں ایک صاحب نے جو ٹی وی کو اٹھایا تو اس کی لاش بھی اٹھ گئی اور ہلکی ہو گئی۔ اب صورت حال یہ ہو گئی کہ اگر ٹی وی اٹھائیں تو اس کی لاش ہلکی ہو جائے اور اگر ٹی وی رکھ دیں تو اس کی لاش بھاری ہو جائے۔ اسی طرح ٹی وی اٹھا کر اس کی لاش نیچے لائے اور اس کو غسل دیا، کفن دیا۔ جب اس کا جنازہ اٹھانے لگے تو پھر اس کی چارپائی ایسی ہو گئی جیسے کسی نے اس کے اوپر پہاڑ رکھ دیا ہو لیکن جب ٹی وی کو اٹھایا تو آسانی سے مسہری بھی اٹھ گئی، تمام اہل خانہ شرمندگی اور مصیبت میں پڑ گئے، بالآخر جب ٹی وی جنازہ کے آگے آگے چلا تب اس کا جنازہ گھر سے

نکلا۔ اب اسی حالت میں ٹی وی کے ساتھ اس پر نماز جنازہ پڑھی گئی اور قبرستان لے جانے لگے، آگے ٹی وی پیچھے جنازہ چلا۔ پھر قبرستان میں لے جانے کے بعد جب میت کو قبر میں اتارا اور قبر میں بند کر کے اور اس کو ٹھیک کر کے جب لوگ واپس جانے لگے تو لوگوں نے کہا اب ٹی وی واپس لے چلو لیکن جب ٹی وی اٹھا کر لے جانے لگے تو اس لڑکی کی لاش قبر سے باہر آ گئی، کتنی عبرت کی بات ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار.

''اے عقل مند و عبرت حاصل کرو۔''

لوگوں نے جلدی سے ٹی وی کو وہیں رکھا اور دوبارہ اس کی لاش کو قبر کے اندر کر کے قبر بند کر دی اور دوبارہ ٹی وی اٹھا کر چلے تو دوبارہ اس لڑکی کی لاش قبر سے باہر آ گئی۔ اب لوگوں نے کہا کہ یہ تو ٹی وی کے ساتھ ہی دفن ہو گی، اس کے علاوہ اور کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ آخر کار اس کی لاش تیسری بار قبر میں رکھی اور ٹی وی بھی اس کے سرہانے رکھ دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی دفن کرنا پڑا۔

العیاذ باللہ! اب آپ سوچئے کہ اس لڑکی کا کیا حشر ہوا ہوگا اور کیا انجام ہوا ہو گا؟ ہماری عبرت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں دکھا دیا، اب بھی اگر ہم عبرت نہ پکڑیں تو ہماری ہی نالائقی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو اتمام حجت ہے۔

(ٹی وی اور عذاب قبر ۱۹ تا ۲۱/ ٹی وی کی تباہ کاریاں ۶، بحوالہ تعمیر حیات لکھنو بھارت)

☆ ٹی وی کی خاطر قرآن پاک کے بے حرمتی کرنے والی لڑکی کا عبرت ناک واقعہ

سابقہ واقعے ہی کی طرح کا ایک سنسنی خیز واقعہ اور سنئے اور پڑھئے۔ ایک گھر میں

ٹی وی پر سب گھر والے فلم دیکھ رہے تھے۔ ایک لڑکی قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھی، چھوٹی بہن نے آ کر کہا کہ باجی یہ اچھی فلم آ رہی ہے تم بھی آ ؤ نا۔ چنانچہ باجی فلم کی خاطر قرآن پاک کو چھوڑتے ہوئے قرآن کریم میں نشانی لگا کر اٹھی اور فلم دیکھنے لگی۔ جب فلم ختم ہو گئی تو وہ پھر اسی حالت میں بغیر وضو کئے تلاوت کے لئے آئی تو دیکھا کہ چھ انچ لمبی زرد رنگ کی خونخوار چھپکلی کہیں سے آ کر بالکل قرآن پاک کے قریب بیٹھی ہے اور خونخوار نظروں سے اس لڑکی کو دیکھنے لگی اور پھر اس نے یکا یک چھلانگ لگائی اور اس لڑکی کے ماتھے پر چپک گئی۔ مارے دہشت کے لڑکی چیخ مار کر گر گئی۔ چیخ سن کر گھر کے تمام افراد گھبرا کر اس کی طرف دوڑے اور جلدی سے کسی لکڑی کے ذریعے سے اس چھپکلی کو ہٹانے کی کوشش کرنے لگے کہ اتنے میں دوسری چھپکلی آ گئی، پھر تو دیکھتے ہی دیکھتے آناً فاناً چاروں طرف سے بہت ساری چھپکلیاں نکلیں اور سب کی سب لڑکی سے جا چمٹیں۔ لڑکی خوف سے چلاتی رہی، گھر کے تمام افراد حیران و پریشان کھڑے دیکھ رہے تھے کہ اس لڑکی نے چلا چلا کر سب کی آنکھوں کے سامنے تڑپتے ہوئے جان دے دی۔

پورے گھر میں کہرام مچ گیا۔ خونخوار چھپکلیاں بری طرح لڑکی کے جسم پر چپکی ہوئی تھیں، غسل اور کفن دینے کا مسئلہ بھی بڑا دشوار ہو گیا۔ آخر کار ایک بزرگ کو بلایا، انہوں نے دیکھ کر کہا، اس کو یہ سزا قرآن پاک کی بے حرمتی کرنے کی وجہ سے ملی ہے کہ اس ظالم نے ٹی وی اور فلم کی خاطر قرآن پاک کو ٹھکرا کر، چھوڑ کر ٹی وی اور فلم دیکھنے کو ترجیح دی تھی۔

بزرگوں نے مشورہ دیا کہ اس کی لاش کے قریب ٹی وی رکھ دو کیونکہ ٹی وی سے ہر ایک چیز پناہ مانگتی ہے اور یقیناً ٹی وی کو دیکھ کر یہ چھپکلیاں بھی بھاگ جائیں گی۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، جونہی ٹی وی رکھا گیا، دیکھتے دیکھتے ہی چھپکلیاں غائب ہو گئیں۔ سبحان اللہ! اے اللہ! تیری پناہ کہ چھپکلیاں بھی اس ٹی وی کی لعنت سے بھاگتی ہیں۔ آج ایک انسان ہے

جو اس قدر بے حس ہو چکا ہے کہ یہ ٹی وی سے نہیں بھاگتا۔ غسل اور کفن کے بعد چھپکلیاں پھر آکر اس ٹی وی دیکھنے والی سے چپک گئیں۔ اسی بزرگ کے مشورے سے پھر ٹی وی کو میت کے پاس رکھا گیا تو چھپکلیاں پھر بھاگ گئیں، اسی طرح جنازے کے ساتھ ساتھ ٹی وی کو بھی قبرستان لے گئے۔

جب لڑکی کو قبر میں اتار چکے تو پھر چھپکلیاں آکر اس کے جسم سے چپک گئیں۔ اس بزرگ کے مشورے سے ٹی وی کو بھی اس لڑکی کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ جب لوگ فاتحہ پڑھ کر واپس لوٹنے لگے، ابھی چند ہی قدم چلے تھے کہ ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ بے اختیار لوگوں نے جو پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک دل دلا دینے والا منظر تھا۔ آہ قبر پھٹ چکی تھی اور اس لڑکی کی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے قبر سے اچھل کر فضا میں بلند ہوتے ہوئے باہر آ گرے تھے۔ تمام لوگ خوف اور ڈر کے مارے بھاگ گئے، ہائے لوگو!

(ناقابل یقین سچے واقعات ۱۲۹)

☆ قبر ٹیڑھی ہوگئی

۲۷ جمادی الاول ۱۴۲۱ھ کو ایک پولیس آفیسر کا جنازہ قبرستان میں لایا گیا۔ جب اسے قبر میں اتارا جانے لگا تو اس کی قبر یکا یک ٹیڑھی ہوگئی۔ پہلے پہل تو لوگوں نے اسے گورکن کا قصور قرار دیا اس لئے دوسری جگہ قبر کھودی گئی۔ جب جنازہ کو دوسری قبر میں اتارنے لگے تو قبر ایک بار پھر ٹیڑھی ہوگئی۔ اب لوگوں میں خوف و ہراس پھیلنے لگا، تیسری بار بھی ایسا ہی ہوا، قبر حیرت انگیز حد تک اس قدر ٹیڑھی ہو جاتی کہ تدفین ممکن نہ رہتی، بالآخر شرکائے جنازہ نے مل جل کر میت کے لئے دعائے مغفرت کی اور پانچویں قبر میں ہر حال میں تدفین کا فیصلہ کیا گیا۔ چنانچہ اس بار قبر ٹیڑھی ہونے کے باوجود زبردستی پھنسا کر میت کو

اتار دیا گیا۔ اس کے بعد لوگوں نے اس کے رشتہ داروں سے اس کے متعلق پوچھ گچھ کی تو معلوم ہوا کہ یہ آفیسر رشوت لیتا تھا جس کا اس کو مرتے وقت انجام ملا اور اب آگے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس نے اس افسر کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہوگا؟

(ناقابل یقین سچے واقعات ۱۳۲)

☆ مردہ تین بار اٹھ کر بیٹھ گیا

اسی طرح کا ایک اور واقعہ جو حیدر آباد "ٹنڈو آدم" کے ایک کپڑے کے تاجر کے ساتھ ہوا، اس سے عبرت حاصل ہوتی ہے۔

اخباری اطلاع کے مطابق قبرستان میں ایک جنازہ لایا گیا۔ امام صاحب نے جوں ہی نماز جنازہ کی نیت باندھی، مردہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی، امام صاحب نے بھی نیت توڑ دی اور کچھ لوگوں کی مدد سے اس کو پھر لٹا دیا۔ تین مرتبہ مردہ اٹھ کر بیٹھا۔ امام صاحب نے مرحوم کے رشتہ داروں سے پوچھا کہ کیا مرنے والا سود خور تھا۔ انہوں نے اثبات (یعنی ہاں) میں جواب دیا۔ اس پر امام صاحب نے نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا۔ لوگوں نے جب لاش قبر میں رکھی تو قبر زمین کے اندر دھنس گئی۔ اس پر لوگوں نے لاش کو مٹی وغیرہ سے دبا کر بغیر فاتحہ ہی گھر کی راہ لی۔ (ناقابل سچے واقعات ۱۳۳)

☆ رشوت خور کا انجام

وہ پانچوں وقت پابندی سے نماز پڑھتے تھے، مالدار ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے سخی دل بھی تھے۔ دل کھول کر غریبوں اور بیواؤں کی امداد کیا کرتے، کئی یتیم بچیوں کی شادیاں بھی کرا دیں، حج بھی کیا ہوا تھا، ۱۹۷۳ء کی صبح ان کا انتقال ہوگیا۔ بے حد ملنسار اور باخلاق تھے۔ اہل محلہ ان سے بہت متاثر تھے لہٰذا سوگواروں کا تانتا بندھ گیا۔ ان کے

جنازے میں لوگوں کا کافی اژدحام تھا۔ سب لوگ قبرستان آئے، قبر کھود کر تیار کر لی گئی۔ جونہی میت قبر میں اتارنے کے لئے لائے کہ غضب ہو گیا۔ یکا یک قبر خود بخود بند ہو گئی، سارے لوگ حیران رہ گئے۔ دوبارہ زمین کھودی گئی، جب میت اتارنے لگے تو پھر قبر خود بخود بند ہو گئی، سارے لوگ پریشان تھے۔ ایک آدھ بار مزید ایسا ہی ہوا، آخر کار چوتھی بار تدفین میں کامیاب ہو ہی گئے۔ فاتحہ پڑھ کر سب لوٹے اور ابھی چند ہی قدم چلے تھے کہ ایسا محسوس ہوا جیسے زمین زور زور سے ہل رہی ہے۔ لوگوں نے بے ساختہ پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک ہوش اڑا دینے والا منظر تھا۔ آہ! قبر میں دراڑیں پڑ چکی تھیں، اس میں سے آگ کے شعلے اور دھواں اٹھ رہا تھا اور قبر کے اندر سے چیخ و پکار کی آواز بالکل صاف سنائی دے رہی تھی۔ یہ لرزہ خیز منظر دیکھ کر سب کے اوسان خطا ہو گئے اور سب لوگ جس طرح بن پڑا بھاگ کھڑے ہوئے۔ سب لوگ بے حد پریشان تھے کہ بظاہر نیک، تخی اور با اخلاق انسان کی آخر ایسی کون سی خطا تھی جس کے سبب یہ اس قدر ہولناک عذاب قبر میں مبتلا ہو گیا؟ تحقیق کرنے کے بعد اس کے حالات کچھ یوں سامنے آئے۔

مرحوم بچپن ہی سے بہت ذہین تھا لہٰذا ماں باپ نے اعلیٰ تعلیم دلوائی، جب خوب پڑھ لکھ لیا تو کسی طرح سفارش اور رشوت کے زور پر ایک سرکاری محکمہ میں ملازمت اختیار کر لی۔ رشوت کی لت پڑ گئی، رشوت کی دولت سے پلاٹ بھی خریدا اور خاصا بینک بیلنس بھی بنایا، اسی سے حج بھی ادا کیا اور ساری سخاوت بھی اسی مال حرام سے کیا کرتا تھا۔

(ناقابل یقین واقعات ۱۳۲)

☆ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو برا کہنا

ابوبکر صیرفیؒ کہتے ہیں کہ:

ایک شخص حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو برا کہا کرتا تھا اور جہم بن صفوان جیسے بدبختی کی راہ پر چلتا تھا۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو ایک آدمی نے اس بدگو کو خواب میں دیکھا کہ وہ ننگا ہے، اس کے سر اور شرمگاہ پر ایک چھوٹا سا سیاہ چیتھڑا ہے۔ اس سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ اس نے کہا اس نے مجھ کو بکر، قیس اور عون بن اعسر جیسے نصرانیوں کے ساتھ کر دیا۔

(ابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۳۲۲)

☆ گستاخ صحابہؓ کا انجام

ایک اور شخص کا بیان ہے کہ:

میرا ایک پڑوسی حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو برا کہا کرتا تھا۔ جب اس کی وفات ہو گئی تو میں نے اس کو خواب میں دیکھا وہ کانا نظر آ رہا ہے۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی، اس نے بتایا میں نے رسول اللہ ﷺ کے اصحابؓ کی شان میں گستاخی کی، اس کی پاداش میں میرے اندر یہ نقص پیدا کر دیا گیا۔ یہ کہہ کر اس نے اپنا ہاتھ اس آنکھ پر رکھ دیا جو کہ غائب تھی۔

(ابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۳۲۲)

☆ بہت سے مردے غم والم میں بے چین ہیں

حضرت ثابت بنانیؒ فرماتے ہیں کہ:

میں ایک قبرستان میں گیا، میرے دل میں کچھ خیالات آئے۔ اچانک ایک ہاتف نے آواز دے کر کہا۔ اے ثابت! اگر چہ تو ان قبروں کے مردوں کو پر سکون دیکھتا ہے لیکن قبروں کے بہت سے مردے غم والم میں بے چین ہیں۔ ثابتؒ کہتے ہیں کہ میں نے ادھر ادھر دیکھا لیکن کوئی شخص نظر نہ آیا، یہ آواز قبروں ہی سے آئی تھی۔

(ابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۲۷۳، شرح الصدور ۹۵)

☆عذابِ برزخ کا اثر

ایک صاحب کشف بزرگ ایک بستی میں پہنچے۔ لوگوں نے بیان کیا کہ یہاں ایک صراحی ایسی ہے جس میں کسی موسم میں کسی وقت پانی ٹھنڈا نہیں ہوتا، گرم ہی رہتا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا بات ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ صراحی آج رات میرے پاس چھوڑ دو۔ لوگ صبح کو آئے تو صراحی ان کے حوالے کردی اور فرمایا کہ اب دیکھو اس کا پانی ٹھنڈا ہے یا نہیں۔ دیکھا گیا تو پانی ٹھنڈا تھا۔ لوگوں نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ یہ صراحی ایک مردہ کی مٹی سے بنی ہوئی تھی اور اس مردہ کو برزخ میں عذاب ہو رہا تھا۔ اس عذاب کا اثر اس صراحی کی مٹی میں تھا، جب مجھے منکشف ہوا تو میں نے اس مردہ کے لئے دعائے مغفرت کی۔ حق تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی اور وہ عذاب کا اثر جاتا رہا۔

(حضرت تھانوی کے پسندیدہ واقعات ۲۱۷)

☆امام حسنؓ کے گستاخ کی قبر سے کتے کی آواز آتی تھی

حضرت اعمش سے روایت ہے کہ:

ایک شخص نے حضرت سیدنا امام حسنؓ بن سیدنا علی المرتضیٰؓ کی قبر انور پر پاخانہ کر دیا تھا وہ پاگل ہوگیا اور ہر وقت وہ کتوں کی طرح بھونکتا رہتا تھا، پھر وہ لعنتی مرگیا تو اس کی قبر سے بھی کتے کے بھونکنے کی آواز آتی رہتی تھی۔ (ابن عساکر، شرح الصدور ۷۵)

☆قبر سے غمگین آواز

حضرت شعبیؒ سے روایت ہے کہ:

حضرت صفوان بن امیہؓ ایک قبرستان میں بیٹھے ہوئے تھے، ایک جنازہ آیا،

انہوں نے سنا قبر سے ایک غمگین شخص کی آواز آرہی تھی جو یہ کہہ رہا تھا:

انعم الله بالظعنية عينا۔ وبمسراک يا امين الينا
جزعاً ما جزعت من ظلمة القبر۔ وان امسک التراب امينا

"یعنی امینہ اللہ تیری وجہ سے میری آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرمائے اے امینہ ہمارے پاس آ تو قبر کے اندھیرے سے نہ گھبرا اگرچہ تجھ کو مٹی ہی کیوں نہ لگ جائے۔"

جب لوگوں کو کہا گیا تو وہ بہت روئے اور اتنا روئے کہ ان کی داڑھیاں تر ہوگئیں پھر انہوں نے پوچھا کہ یہ امینہ کون ہے تو پتہ چلا کہ امینہ وہی عورت ہے جس کا جنازہ آرہا ہے۔ حضرت صفوان کہتے ہیں کہ میں سمجھتا تھا کہ مردہ نہیں بولتا مگر یہ آواز کہاں سے آئی۔

(ابن ابی الدنیا/ ابن عساکر، شرح الصدور ۹۵)

☆قبر سے عیش و عشرت کرنے والوں کو خطاب

سعید بن ہاشم سلمی سے روایت ہے کہ:

ایک دفعہ ایک قبیلہ کے ایک شخص نے اپنے بیٹے کی شادی پر گانے باجے اور لہو و لعب کی محفل کا بھی اہتمام کیا۔ ان لوگوں کے گھر قبرستان کے قریب تھے، جب یہ لہو ولعب میں مشغول تھے تو انہوں نے ایک آہستہ سی آواز سنی:

يا اهل لذة لهو لا تدوم لهم
ان المنايا تبيد اللهو واللعبا
كم من رأيناه مسرورا بلذته
امسى فريدا امن الاهلين مغتربا

اے گانے بجانے والو! لہو ولعب کی لذتوں میں مشغول ہونے والو، موت

عیش وعشرت کو ختم کر دیتی ہے اور بہت سے ایسے لوگ جو اس عیش وعشرت کی لذتوں میں مشغول تھے وہ اپنے اہل وعیال سے جدا ہو گئے۔

راوی کا بیان ہے واللہ چند دنوں بعد وہ دولہا فوت ہو گیا۔

(ابن ابی الدنیا، شرح الصدور ۹۵)

☆ دنیا سے محبت اور بدکاروں کی فرمانبرداری کا عذاب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک بستی سے گزرے جس میں سب لوگوں کو مردہ پایا اور وہ گلیوں میں مونہوں کے بل گرے پڑے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے بہت متعجب ہوئے اور فرمایا اے حواریو! یہ سب لوگ (اللہ کے) عذاب اور غضب کی بھینٹ چڑھ گئے ہیں اگر یہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی میں مرتے تو ایک دوسرے کو دفن کرتے۔ انہوں نے عرض کیا اے روح اللہ! ہم چاہتے ہیں کہ ان کے قضیہ اور قصہ کو معلوم کریں۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس کے متعلق دعا فرمائی تو ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ جب رات کا وقت ہو تو ان کو بلانا، یہ تمہیں جواب دیں گے۔

جب رات آئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک بلند جگہ پر چڑھ گئے اور پکارا۔ اے بستی والو! تو ان میں سے ایک شخص نے ان کو جواب دیا، لبیک یا روح اللہ۔ فرمایا تمہارا کیا قضیہ ہے؟ تمہارا کیا واقعہ ہے؟ عرض کیا اے روح اللہ! رات کو ہم عافیت سے سوئے تھے لیکن صبح کو ہلاکت میں جا گرے۔ فرمایا ایسا کیوں ہوا؟ عرض کیا، ہماری دنیا سے محبت کی وجہ سے، بدکاروں کی فرمانبرداری کی وجہ سے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا دنیا سے تمہاری محبت کیسی تھی؟ کہا جس طرح سے بچے کو ماں سے ہوتی ہے، جب وہ سامنے آئی ہم خوش ہوئے، جب چلی گئی ہم غمگین ہوئے اور رونے لگے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، اے فلانے تیرے ساتھیوں کو کیا ہوا، وہ کیوں نہیں جواب دیتے؟ کہا ان کو طاقتور

سخت فرشتوں کے ہاتھوں دوزخ کی لگام پڑی ہوئی ہے۔ فرمایا، پھر تو نے مجھے کیسے جواب دیا تو بھی تو ان میں سے ہے؟ کہا ہوں تو میں ان میں لیکن ان میں سے نہیں ہوں، جب ان پر عذاب آیا تو ان کے ساتھ مجھ پر بھی آ پڑا، میں اس وقت دوزخ کے کنارے پر لٹکایا گیا ہوں، مجھے پتہ نہیں مجھے اس سے نجات ملے گی یا اس میں جھونک دیا جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ فرمائے۔ (حلیہ ابو نعیم ۴/۶۱، بحر الدموع، آنسوؤں کا سمندر ۶۳)

☆ قبر میں غیبت اور چغلی زیادہ سخت ہے

حضرت فقیہ ابوالحسن علی بن فرحون قرطبی اپنی مشہور کتاب ''الزاہر'' میں فرماتے ہیں:

میرے ایک چچا تھے جو سن ۵۵۵ھ میں فاس شہر میں فوت ہوئے، میں نے ان کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھا کہ وہ میرے گھر میں آئے ہیں، میں ان کے لئے اٹھا اور دروازہ کے پاس ملاقات کی اور سلام کیا۔ وہ اندر آئے تو میں بھی ان کے پیچھے پیچھے اندر آ گیا، جب وہ گھر کے وسط میں پہنچے تو دیوار کی ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور میں ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ میں نے ان کو کمزور اور اڑے ہوئے رنگ میں دیکھا تو ان سے کہا اے چچا جان! آپ کو اپنے پروردگار سے کیا ملا؟

فرمایا، مہربان سے کیا ملا کرتا ہے؟ اے بیٹے ہر شے سے چشم پوشی فرمائی ہے، غیبت سے نہیں۔ میں نے جب سے دنیا چھوڑی ہے اب تک اس میں بندھا ہوا ہوں، اب تک اس سے درگزر نہیں ہوا۔ اے بیٹے! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اپنے آپ کو غیبت (گلہ شکوہ) اور چغل خوری سے بچانا۔ میں نے آخرت میں غیبت سے زیادہ پکڑ اور مواخذہ والی اور کوئی شے نہیں دیکھی۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور چلے گئے۔

یـــمـــوت کـــل الأنـــام طـــرا
مـــن صـــالـــح کـــان أو خبـــث
فـــمـــســـتـــریـــح ومـــســـتـــراح
مـــنـــه کـــمـــا جـــاء فـي الـــحـــدیـــث

"ہر انسان نے مرنا ہے چاہے وہ نیک ہو یا گنہگار۔
یا تو وہ راحت میں رہے گا یا (اس کی موت) سے (لوگ) راحت پائیں گے۔"

جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

یہ مذکورہ دونوں شعر ابوالحسن علی بن عبدالغنی قیروانی حصری کے ہیں، جن میں انہوں نے حدیث کا حوالہ دیا ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

مستریح و مستراح منه. (۲)
"یہ دنیا چھوڑ کر راحت میں منتقل ہوا ہے یا اس کے دنیا چھوڑنے سے لوگ راحت میں ہیں۔"

(مجمع بحار الانوار جلد ۴ ص ۳۹۰، (بحر الدموع آنسوؤں کا سمندر ۲۲۵)

☆ قبر میں بہت بڑا سانپ

ایک بد اعمال، بدکردار آدمی کی حکایت ہے کہ:

جس وقت وہ فوت ہو گیا تو لوگوں نے اس کے لئے قبر کھدوائی۔ دیکھا تو قبر میں ایک بہت بڑا سانپ موجود ہے، پھر انہوں نے دوسری قبر کھدوائی تو اس میں بھی وہ سانپ تھا، غرض کہ اس طرح کرتے کرتے تیس کے قریب قبریں کھودی گئیں اور سب میں ویسا ہی

سانپ نکلتا رہا۔ آخر جب یہ دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کوئی بھاگ نہیں سکتا اور نہ کوئی اس پر غالب آ سکتا ہے تو مجبور ہو کر اس سانپ ہی کے پاس اس کو دفن کر دیا اور یہ سانپ اس کا برا عمل تھا۔ (روض الریاحین کرامات اولیاء ۱۵۵)

☆ بدنگاہی کی سزا

ایک بزرگ فرماتے ہیں:

بصرہ میں ذکوان نامی سردار تھے، جب ان کی وفات ہوئی تو بصرہ میں سب لوگ ان کے جنازہ میں شریک ہوئے۔ جب لوگ ان کے دفن سے فارغ ہو کر لوٹے میں ایک قبر کے پاس سو گیا۔ ناگاہ ایک فرشتہ آسمان سے اترا اور پکارا، اے قبروں والو! اٹھو اپنا اجر لے لو۔ چنانچہ قبریں پھٹ گئیں اور سب کے سب قبروں والے نکل کھڑے ہوئے اور تھوڑی دیر تک سب غائب رہے۔ پھر جب واپس آئے تو ذکوان بھی ان کے ہمراہ تھے اور ان پر دو حلے زرد سرخ جواہر اور موتی سے جڑے ہوئے تھے اور ان کے آگے آگے چند غلام تھے جو انہیں قبر تک پہنچا رہے تھے اور ایک آواز دیتا تھا کہ یہ بندہ اہل تقویٰ میں سے تھا۔ ایک نگاہ کی وجہ سے اس پر تکلیف اور امتحان نازل ہوا۔ اس کے متعلق حکم الٰہی کی تعمیل کرو۔ چنانچہ وہ جہنم کے قریب ہوا اور اس میں سے ایک زبان یا ایک اژدھا نکلا اور اس کے منہ پر کاٹ لیا اور وہ جگہ سیاہ ہو گئی۔ آواز آئی کہ اے ذکوان! تیرا کوئی کام تیرے مولیٰ سے پوشیدہ نہیں ہے، یہ اس نگاہ کا بدلہ ہے اگر اور زیادہ کرتا تو ہم بھی اور زیادہ کرتے۔ اس حالت میں ایک شخص قبر سے سر نکالے دکھائی دیا اور اس نے ان لوگوں سے چلا کر کہا، تمہارا کیا ارادہ ہے؟ واللہ مجھے مرے ہوئے نوے سال ہوئے، اب تک موت کی تلخی میرے حلق سے نہیں گئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ میں جیسا تھا مجھے ویسا ہی کر دے۔ اس کی آنکھوں کے درمیان

سجدے کا اثر تھا۔ بعضوں کے اشعار ہیں:

ترجمہ:

''کیا تو نہیں جانتا کہ تیرا دن قریب آ گیا، کیا تو نہیں جانتا کہ تیری عمر ختم ہو جائے گی۔

تو کس بات پر ہنستا ہے تیری موت تو قریب آ گئی ہے اور کس بھروسہ پر سوتا ہے تیری خوابگاہ تو قبر ہے۔'' (روض الریاحین کرامات اولیاء ۲۳۹)

☆ عذابِ قبر سے متعلق ایک واقعہ

تقریباً پچیس سال پہلے کی بات ہے کہ ایک عورت کا پاکستان میں انتقال ہوا۔ اس کا جنازہ قبر میں لایا گیا۔ جب قبر میں رکھنے لگے تو دیکھا کہ قبر میں سانپ ہے۔ لوگ ڈر گئے، گھبرا گئے۔ دوسری قبر کھودی گئی، دیکھ لیا کہ قبر صاف ہے۔ جب میت کو رکھنے لگے تو دیکھا کہ اس میں بھی وہی سانپ ہے جو پہلی قبر میں تھا۔ تیسری قبر بنائی، اس میں دیکھا تو وہی سانپ ہے جو پہلی قبر میں تھا۔ کہنے لگے یہ چھوڑے گا نہیں، اس لئے میت کو رکھنے کے لئے سانپ ایک طرف کو ہٹ گیا اور میت کو رکھنے کے لئے جگہ دے دی۔ جب میت کو رکھ دیا گیا تو فوراً سانپ اٹھا اور کفن ہٹا کر اس میت کی زبان پکڑ لی۔ سارے مجمع نے دیکھا، سب پریشان ہو گئے۔ اس کا شوہر بھی موجود تھا، اس سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟

اس نے کہا کہ مجھے برا کہا کرتی تھی، میں صبر کرتا تھا۔ کبھی میں نے کوئی بدلہ نہیں لیا، جواب نہیں دیا۔ سب مجمع نے کہا کہ بھائی اس کی خطا کو معاف کر کے دعائے مغفرت کرو۔ سب نے دعائے مغفرت، شوہر نے بھی اس کی خطا معاف کر کے دعاء مغفرت کی۔ اب جو دیکھتے ہیں تو سانپ نہیں ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ کبھی کبھی اللہ تعالیٰ عالم قبر کا منظر بندوں کو دکھلا بھی دیتے ہیں

تاکہ وہ ڈریں اور معاصی سے بچیں۔ (ملفوظات فقیہ الامت قسط ۵/۷۰)

☆ سب زمین میں دھنس گئے

حضرت عیسیٰؑ کا ایک ویران گاؤں پر گزر ہوا۔ آپؑ نے خدا تعالیٰ سے دعا فرمائی کہ اس کو گویائی عطا فرمائیے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی خاطر اسے گویا کر دیا اور وہ گاؤں کہنے لگا، اے روح اللہ! آپ کیا چاہتے ہیں؟ آپؑ نے پوچھا، تجھے ویران ہوئے کتنا زمانہ گزرا؟ اس نے کہا، چار ہزار برس۔ پھر آپؑ نے پوچھا، تجھ میں کتنے لوگ آباد تھے؟ اس نے کہا، یہ تو مجھے معلوم نہیں مگر اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ایک ایک نام کے چالیس ہزار مجھ میں آباد تھے۔ آپؑ نے پوچھا، ان کی ہلاکت کا کیا سبب ہوا؟ اس نے کہا، ان کے پاس ایک سونے کا بت تھا، جس کی ہر روز ہزار آدمی خدمت کیا کرتے تھے اور ہر شب کو ہزار عورتیں اس کی خدمت گزاری میں لگی رہتی تھیں اور ہر روز سات بار ان کا بادشاہ اس کو سجدہ کیا کرتا تھا اور ایسا ہی ہر شب کو اس کے سجدہ میں مشغول رہتا تھا اور وہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اس کے سوا ہم کسی پروردگار کو نہیں پہچانتے۔ چنانچہ ایک بار تمام شب اس کے پاس لہو و طرب میں مشغول رہے اور اس پر خدا تعالیٰ نے ان سب کو زمین میں دھنسا دیا۔ (احسن الحکایات ۹۶)

☆ ہر قتل کے بدلے مجھے قتل کیا

اصمعیؒ کہتے ہیں، میرے باپ کا بیان ہے کہ:

میں نے حجاج کو خواب میں دیکھا اور پوچھا، اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے دنیا میں جتنے قتل کئے تھے، ہر ایک کے بدلے مجھ کو قتل کیا۔ پھر میں نے ایک سال کے بعد حجاج کو خواب میں دیکھا اور حال پوچھا تو اس نے کہا، کیا تو نے گزشتہ سال نہیں پوچھا تھا۔ (ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۳۳)

☆ میں حجاج ہوں

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں:

میں نے حجاج کو خواب میں اس حال میں دیکھا جیسے مردار پڑا ہوا ہے۔ میں نے کہا یہ کون ہے؟ آواز آئی کہ اگر تو اس مردار سے سوال کرے تو یہ جواب دے گا۔ چنانچہ میں نے اس مردار کو ٹھوکر ماری تو اس نے اپنا سر اٹھایا اور آنکھیں کھول دیں، میں نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں حجاج ہوں، میں خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہوا تو اس کو بڑا غضب ناک پایا اور میں نے جتنے قتل کئے تھے، ہر قتل کے بدلے مجھ کو قتل کیا گیا اور اب میں اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا کیا گیا ہوں کہ جنت کا حکم ہوتا ہے یا جہنم کا۔

(ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۳۴)

فرعون کی لاش

تین ہزار برس کے بعد کس طرح دریافت ہوئی؟ مقبرے کی کھدائی کرنے والے تیرہ (۱۳) افراد اچانک مر گئے۔

مصر کے صحراؤں ور چونے کی بے برگ وگیاہ پہاڑیوں میں سورج چمکتا ہے تو محسوس ہوتا ہے کہ کائنات نقرئی و روپہلی رنگوں میں بھیگ گئی ہے۔ اس وادی کے ایک کنارے پر ہرم نما چوٹی ہے۔ یہ فراعنہ مصر کے مدفن، بادشاہوں کی وادی کی نگہبان ہے۔ اس وادی میں ایک عظیم الشان جلوس رواں دواں ہے۔ مردہ فرعون کے نو عزیز ترین دوست جنازے کو کھینچ رہے ہیں۔ وادی کے عین درمیان ایک کھلا مقبرہ ہے، ان میں سے رقاصاؤں کا ایک طائفہ رقص کرتا ہوا نکلتا ہے۔ دوسری طرف کاہنوں کا ایک گروہ افسوں پھونک رہا ہے تاکہ مرنے والے کو ابدیت نصیب ہو۔ اب شاہی محل کے اعلیٰ حکام جنازے کو تھام لیتے ہیں اور سولہ سیڑھیوں اتر کر اسے مقبرے میں لاتے ہیں۔ لاش پیچ در پیچ کمروں سے گزار کر اصل قبر میں لے جاتے ہیں۔ ان کمروں کی دیواروں اور چھتوں پر مختلف رنگ میں تصویریں اور اشکال بنائی گئی ہیں۔ درمیانی کمرے میں قیمتی پتھر کا ایک چبوترا ہے، اندر سے خالی ہے، یہی اس فرعون کی قبر ہے۔ قبر کا ڈھکان تیس پینتیس من وزن کا ہے۔ حنوط شدہ لاش خالص سونے کے خول میں بند کر کے قبر میں رکھ دی جاتی ہے، پھر لاش پر مقدس تیل چھڑکا جاتا ہے، حنوط کا یہ آخری عمل ہے۔ پہلا عمل اس دن سے پورے ستر دن پہلے شروع ہوا تھا۔

فرعون کی بیوہ خاص قسم کے منتر پڑھتی ہے۔ اس کے بعد موسم بہار کے پھولوں کا گلدستہ آخری تحفہ کے طور پر پیش کرتی ہے، اسکے بعد لاش کو یکے بعد دیگرے تین کفنوں

میں لپیٹا جاتا ہے اور لاش کو آخری بار قبر میں رکھ کر ڈھکنا بند کر دیا جاتا ہے، معمار اسے مصالحہ کے ساتھ بند کر دیتے ہیں۔ اس موقع پر کاہن یہ الفاظ ادا کرتا ہے کہ میں گزرا ہوا کل ہوں، میں آج ہوں، میں آنے والا کل ہوں۔ فرعون کی آخری زندگی کی سہولت کے لئے قبر سے ملحقہ کمروں میں ضروریات زندگی کی دو ہزار چیزیں رکھی گئی ہیں، ان میں رتھ اور کشتیاں بھی شامل ہیں۔ اس کے بعد خدام تمام دروازوں پر سونے کے مجسمے رکھتے ہیں، یہ ان کے دیوتا ہے جو ان کے خیال کے مطابق تابوت کی حفاظت کریں گے۔ قبر کو جانے والا زمین دوز راستہ کنکروں اور پتھروں سے بند کر دیا گیا۔

یہ مقبرہ فرعون توتن خامن کا ہے، یہ اٹھارویں صدی کا آخری بادشاہ تھا اور اس نے بڑی مختصر مدت تک بالائی و زیریں مصر پر حکومت کی تھی۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ۱۳۵۰ ق م میں دفن ہوا تھا، اس کے بعد وزیر اعظم فرعون بن بیٹھا اور اس کے بعد فوج کا سالار فرعون رہا۔

اس واقعہ کو تھوڑے ہی سال گزرے تھے کہ چوروں نے نقب لگائی اور قبر والے کمرے میں پہنچ گئے، انہوں نے چیزوں کو الٹ پلٹ کیا مگر نہایت معمولی چیزیں ساتھ لے گئے۔ مصری حکام کو اس چوری کی خبر ملی تو انہوں نے چیزوں کو ترتیب سے رکھا اور سرنگ بند کر دی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اگلی ایک صدی میں نقب زنوں نے مقبرے کا مکمل صفایا کر دیا۔ اس سے پہلے وہاں ۲۷ فرعون دفن تھے، نقب زنوں نے انہیں بھی صاف کر دیا تھا۔ کاہنوں نے فرعونوں کی حنوط شدہ لاشیں وہاں سے نکالیں اور ایک نامعلوم جگہ پر دفن کر دیں۔ توتن خامن واحد فرعون تھا جس کی لاش گمنامی سے بچ گئی تھی۔

فرعون ہورمہب نے حکم دیا کہ توتن خامن اور پیشرو اخناتوں کے تمام مجسمے تباہ کر دیئے جائیں کیونکہ انہوں نے آبائی مذہب کو چھوڑ کر اتن کو اپنا معبود مان لیا تھا، اس کی پاداش میں ان کے تمام آثار حتیٰ کہ مقبروں کے نقش و نگار مٹا دیئے گئے۔ آخر کار یہ مقبرے

بالکل مٹ گئے اور زمانے نے ان پر گرد و غبار کی تیرہ فٹ دبیز تہہ جما دی۔

تین ہزار برس گزر گئے، مصریوں کی تہذیب فنا ہو گئی۔ تھوڑی مدت کے لئے رومیوں نے حکمرانی کی، پھر ان کی حکومت ختم ہو گئی، حکومتیں بنی اور بگڑیں۔ موجودہ زمانہ آ گیا جس میں ماہرین آثار قدیمہ پر مصر کی مدفون تہذیب کا سراغ لگانے اور اس کی چھان بین کرنے کا جنون سوار ہو گیا۔ ان کی کوششیں رائیگاں نہ گئیں اور وہ تمیں خالی مقبروں کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گئے، ان میں سے ایک بھی نقب زنوں کی دست برد سے نہیں بچا تھا تاہم اکثر مقامات کی دیواروں کے نقش و نگار محفوظ تھے اور ماہرین ان کے رنگوں، نقش و نگار اور تحریروں کا مطلب سمجھ کر مصریوں کے اسرار و رموز معلوم کرنا چاہتے تھے۔ ۱۹۰۶ء میں امریکی ماہر آثار قدیمہ تھوڈر ڈیوس نے اعلان کیا کہ "بادشاہوں کی وادی" میں بھی کوئی مقبرہ باقی نہیں رہا لیکن ایک شخص نے یہ فیصلہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا، اس کا نام ہاورڈ کارٹر تھا۔ دنیا کا گراں ترین دفینہ تلاش کرنا اس کے مقدر میں لکھا جا چکا تھا۔

اس اثناء میں قدیم زبانوں کے ماہرین فرعون کی تحریر کو پڑھ لینے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ ان کی تحریروں سے پتہ چلتا تھا کہ ایک فرعون توتن خامن نام کا بھی تھا۔ وہ نو برس کی عمر میں تخت نشین ہوا تھا اور نوجوانی ہی میں مر گیا تھا۔ کارٹر کو یقین تھا کہ اس کا مقبرہ بھی بادشاہوں کی وادی میں کسی نہ کسی جگہ ہو گا۔ ایک دن وہ ایک ٹیلے کی کھدائی کر رہا تھا کہ اسے ایک پیالہ ملا جس پر توتن خامن کا نام کندہ تھا، پھر ایک گڑھے سے ٹوٹے ہوئے برتنوں کے ٹکڑے ملے جس پر اس کی شاہی مہر کے نشانات موجود تھے۔

کارٹر نے اپنی جستجو اور امیدوں کا ذکر ایک متمول برطانوی شخصیت سے کیا جس کا نام ارل آف کارنارون تھا اور جو ۱۹۰۳ء میں بحالی صحت کے لئے مصر آیا ہوا تھا۔ مصر میں اسے آثار قدیمہ کی تحقیق کا شوق پیدا ہوا۔ کارٹر نے اسے بادشاہوں کی وادی کی تاریخ سنائی

اور بتایا کہ فرعونوں کی لاشوں کو محفوظ رکھنے کے جو محیر العقول انتظامات کئے گئے تھے انہ
زنوں نے اسے درہم برہم کر کے رکھ دیا۔ لارڈ کارنارون نے کارٹر کی مالی سرپرستی قبول
کی۔ ۱۹۱۴ء میں مصری آثار قدیمہ کے ڈائریکٹر جنرل نے ان دونوں اشخاص کو وادی
کھدائی کی اجازت دے دی۔ پہلی عالمی جنگ کے باعث کھدائی کے پروگرام میں گڑبڑ ہو
گئی تاہم ۱۹۲۰ء میں دوبارہ کھدائی شروع کر دی گئی۔

۱۹۲۱ء میں کارٹر کے کاریگروں نے متعدد قدیم جھونپڑیوں کی بنیادیں کر
ڈالیں۔ کارٹر کی باچھیں کھل گئیں، اس کا مطلب تھا کہ ان کی دولت ختم ہو جائے گی مگر دولت
ختم نہیں ہوگی۔ ایک دن انہوں نے کارٹر سے کہا کہ ''تمہیں صرف ۱۲ مہینے کام جاری رکھنے
دیا جائے گا، اس کے بعد میں مالی امداد بند کر دوں گا۔''

۲۲/۱۹۲۳ء کے موسم سرما میں کارٹر نے منوں بلکہ ٹنوں کے حساب سے ملبہ
صاف کیا مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔ یکم نومبر ۱۹۲۲ء کو اس نے دوبارہ کھدائی شروع کی اور وادی
کے نقشے کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد ایک خاص جگہ انتخاب کی۔ یہ جگہ فرعون ریمیس چہارم
کے مقبرہ کے عین نیچے تھے۔ اس نے اپنے اوورسیئر سے کہا ''اس وادی میں بس یہی ایک جگہ
کھدائی سے بچی ہے تم اسی جگہ کھدائی شروع کر دو۔'' مزدور اور کاریگر تین دنوں تک کھدائی
کرتے رہے مگر کچھ نہ ملا، چوتھے دن انہیں مزید جھونپڑیوں کی بنیادیں مل گئیں۔

چوتھے دن وہ موقعہ پر پہنچا تو کارکنوں پر عجیب و غریب خاموشی مسلط تھی، وہ کام چھوڑ
کر ادھر ادھر بیٹھے تھے۔ اس نے سبب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ کسی زینے کے آثار ملے ہیں
انہیں صاف کیا گیا تو سترہ سیڑھیاں نکل آئیں۔ کارٹر سوچنے لگا کہ یہ سیڑھیاں کہاں جا کر ختم
ہوں گی۔ سات روز مسلسل کھدائی جاری رہی مگر زینوں کا سلسلہ ختم نہ ہوا۔ ۱۲ ستمبر کو کسی دروازے
کا بالائی حصہ دکھائی دیا۔ دروازہ مضبوط مصالحے سے بند کیا گیا تھا اور اس پر فراعنہ مصر کے حکام کی

مہریں لگی تھیں۔ کارٹر کا جوش ہوش کی حدوں سے نکل گیا۔ مہروں کی موجودگی سے ظاہر تھا کہ اس
مقبرہ میں کسی مقتدر شخصیت کی حنوط شدہ لاش موجود ہے یا رہی ہے۔ اب سوال یہ تھا کہ مقبر
محفوظ ہے؟ دروازے کے بالائی حصے پر ایک سوراخ کا بند کیا گیا نشان موجود تھا، جس سے
معلوم ہوتا تھا کہ دروازہ بند کرنے کے بعد کوئی شخص اندر داخل ہوا تھا۔ تاہم اس کے بعد
دروازے میں داخل ہونے کی کسی کوشش کا سراغ نہیں ملتا تھا۔ کارٹر نے ایک جگہ سے پلستر
اکھاڑا اور چھوٹا سا سوراخ کر کے ٹارچ کے ذریعہ اندر نگاہ ڈالی، دروازہ واقعی کسی مقبرے کا
تھا۔ یقیناً یہ کسی اہم شخصیت کا مقبرہ تھا کیونکہ دروازہ سے آگے راستہ کنکروں اور پتھروں سے بند
کیا گیا تھا۔ کارٹر نے سوراخ بند کر دیا، دروازے پر انتہائی معتمد کارکنوں کا پہرہ لگا دیا اور لارڈ
کارنارون کو بذریعہ تار برقی اپنی دریافت سے آگاہ کیا۔ ۲۴ نومبر کو لارڈ کارنارون اور ان کی بیٹی
لیڈی ایولین ہربرٹ انگلستان سے مصر کی اس وادی میں پہنچ گئے۔ اگلے دن وہ کارٹر کے ساتھ ان
سیڑھیوں سے نیچے اترے، دروازے کا زیریں حصہ بھی صاف کیا تو مزید مہروں کے نشانات
دریافت ہوئے۔ انہیں ایک پر توتن خامن کا نام بھی لکھا تھا۔ جب دروازے کو روکنے والے
پتھر ہٹا لئے گئے تو سامنے ایک تیس فٹ لمبا راستہ دکھائی دیا، رات تک اس کی صفائی کر دی گئی،
یہ راستہ ایک اور تنگ دروازے پر جا کر ختم ہو گیا، اس پر توتن خامن کے افسروں کی مہریں لگی تھیں
اور بالکل صاف پڑھی جاتی تھی۔ ۲۶ نومبر کو انہیں گوہر مقصود مل گیا۔

''میری زندگی کا حاصل بس یہی ایک دن تھا۔'' کارٹر نے کہا۔ ''میں نے کانپتے ہاتھوں
سے دروازے کے بالائی حصہ میں ایک سوراخ کیا، برمے سے محسوس ہوتا تھا کہ دروازے کے
نیچے ایک خالی جگہ ہے۔ میں نے موم بتی کے ذریعے زہریلی گیسوں کا اندازہ لگایا اور پھر اپنی
آنکھیں سوراخ پر رکھ دیں۔ لارڈ اور ان کی بیٹی بے صبر کے ساتھ میرے مشاہدات کا انتظار کر رہے
تھے۔ پہلے تو کچھ سجھائی نہ دیتا تھا لیکن رفتہ رفتہ میری آنکھیں اندھیرے سے مانوس ہو گئیں، کمرے
میں طرح طرح کے جانوروں کے مجسمے دکھائی دیئے اور ہر طرف سونا ہی سونا دکھائی دیا۔ اسے حیرت اور

مسرت کی انتہا کہہ لیجئے کہ میری زبان گنگ ہوگئی، لارڈ کارناروں کی بے صبری انتہا کو پہنچ گئی تو انہوں نے پوچھا کیا دکھائی دیا ہے؟" میں نے کہا بس کچھ نہ پوچھئے۔

اسی اثناء میں ساری دنیا میں دھوم مچ گئی کہ دو برطانوی ماہرین نے ایک محفوظ نامعلوم مقبرہ تلاش کرلیا ہے۔ آثار قدیمہ کے شوقینوں اور اخباری نامہ نگاروں نے دھاوا بول دیا، دنیا کے کونے کونے سے مبارکباد کے تار آنے لگے۔ ۷ا فروری کو دوبارہ کھدائی شروع ہوئی اور وہ دوسرے کمرے تک پہنچ گئے جو اینٹوں سے بند تھا۔ کارٹر نے کانپتے ہاتھوں سے اینٹیں اکھاڑیں، سوراخ میں سے ٹارچ کی روشنی پھینکی تو وہ سونے کی ٹھوس دیوار سے ٹکرا کر واپس آگئی، انہوں نے سوراخ بڑا کیا اور یوں ایک عقدہ حل ہوگیا، یہ دروازہ مدفن کا تھا۔ گھنٹوں کی کوشش سے دروازہ صاف ہوگیا، وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ فرعون توتن خامن کی لاش محفوظ تھی۔ اس کے پیچھے ایک کمرہ تھا اور اس میں بھی خزانہ رکھا تھا، اس خزانے کی مالیت پہلے خزانے سے بھی زیادہ تھی۔

اس کے بعد سوراخ کھلا کیا گیا تا کہ وہ دونوں بیک وقت دیکھ سکیں، اندر ٹارچ کی روشنی پڑی تو دونوں مبہوت رہ گئے۔ انہوں نے تین ہزار برس سے بند مقبرہ تلاش کرلیا تھا اس کے باوجود محسوس ہوتا تھا کہ یہ مقبرہ ابھی ابھی بند کیا گیا ہے۔ مصری کھدائیوں کی تاریخ میں اس سے بڑا اور معمور خزانہ کبھی دستیاب نہ ہوا تھا۔ ٹارچ کی شعاعوں نے سونے سے منعکس ہو کر کمرے میں چکا چوند پیدا کردی تھی۔ دروازے کھول کر خزانے کا سرسری جائزہ لیا گیا، وہ ایک ایک دریافت پر حیران و پریشان تھا۔ انتہائی جوش و خروش کے عالم میں انہیں بڑی دیر بعد احساس ہوا کہ قبر میں سے حنوط شدہ لاش غائب ہے، وہ ایک نئی الجھن میں پڑ گئے کہ یہ مقبرہ ہے یا محض خزانہ ہے۔

اب ضرورت اس بات کی تھی کہ کمرے کی ہر چیز جیسے پڑی ہوتی ہے ویسے ہی اس کا

فوٹو لیا جائے، نمبر لگایا جائے اور اسے محفوظ کر کے بند کیا جائے۔ یہ کام ماہرین کے کرنے کا تھا اور اس کے لئے مہینوں کا وقت درکار تھا، جب تک یہ کام مکمل نہ ہو جاتا تب تک دوسرے کمروں کے دروازے کھولنا نامناسب تھا۔

اپریل ۱۹۲۳ء میں لارڈ کارناروں قاہرہ میں انتقال کر گئے۔ چونکہ وہ مقبرہ کی دریافت کے صرف پانچ ماہ بعد انتقال کر گئے لہٰذا عام لوگوں نے اڑا دی کہ وہ فرعون کی بددعا سے مرا ہے۔ دریافت کے ساتھ سال کے اندر کھدائی کرنے والوں میں سے بارہ افراد مر گئے، اس سے لوگوں کے اس خیال کو مزید تقویت حاصل ہوئی کہ یہ سب کچھ فرعونوں کی بددعا کا نتیجہ ہے، تاہم اصل شخص کارٹر بڑے عرصے تک زندہ رہا۔

تین سال بعد مقبرے کا اصل اسرار فاش ہوا۔ توتن خامن کی حنوط شدہ لاش برآمد ہوئی۔ اب دنیا والے پوچھ رہے ہیں کہ یہ توتن خامن کون ہے؟ باقی فرعونوں کے مقبرے لٹ گئے مگر اس فرعون کا مقبرہ کیسے بچ گیا؟

توتن خامن فرعونوں میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا تھا تاہم وہ اپنے ہم عصروں اور اپنے عہد کے کاہنوں کے لئے بڑی اہمیت رکھتا تھا۔ وہ چھوٹی عمر ہی میں مر گیا تھا، اس کے مرتے ہی سازشوں کا باب کھل گیا۔ اس کی بیوی نے اپنے شوہر کا تخت و تاج حاصل کرنے کے لئے ایشیا، کوچک کے ہطیطی بادشاہ سے مدد طلب کی مگر اس نے پس و پیش کیا اور یوں فرعون کا وزیر اعظم فرعون بن بیٹھا، چار سال بعد فوج کا سالار رہوالہب خود فرعون بن بیٹھا۔

کارٹر کی یہ دریافت آثار قدیمہ کی تاریخ میں سب سے بڑی دریافت مانی گئی ہے جس نے فرعونوں کے زمانے، ان کے رسوم و رواج اور عقائد واضح کر دیئے ہیں۔

(بحوالہ ناقابل یقین سچے واقعات ۵۰۰/۵۰۶)

☆ ☆ ☆

☆ حضرت عمرؓ کا خطاب

حضرت عمرؓ ایک دن بقیع کے قبرستان پر گزرے اور کہا السلام علیکم یا اھل القبور (قبروالوں تمہیں سلام ہو) ہمارے یہاں کی خبریں سن لو۔ خبریں یہ ہیں کہ تمہاری بیواؤں نے نئے نکاح کر لئے، تمہارے گھر بس گئے اور تمہارے مال تقسیم ہو گئے۔ حضرت عمرؓ جب یہ کلام پورا کر چکے تو ایک ہاتف غیبی نے جواب دیا اے عمر بن الخطابؓ! ہمارے یہاں کی خبر یہ ہے کہ جو کچھ ہم نے آگے بھیجا وہ ہم نے پالیا۔ جو کچھ خدا تعالیٰ کے لئے کیا اس سے نفع اٹھایا اور جو کچھ اپنے پیچھے چھوڑا، اس سے ہمیں نقصان پہنچا۔ (کتاب القبور/موت کا جھٹکا ۲۶۴)

☆ حضرت علیؓ کے قبر سے خطاب پر جواب

حضرت سعید بن میتبؒ کا بیان ہے کہ:

حضرت علیؓ کے ہمراہ ہم لوگ مدینہ کے قبرستان میں گئے۔ حضرت علیؓ نے قبر والوں پر سلام کر کے کہا، تم اپنی خبر بتاؤ گے یا ہم بتائیں۔ سعیدؒ کہتے ہیں کہ ہم نے علیکم السلام کی آواز سنی اور یہ جواب سنا۔ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا اے امیر المومنین! تم ہمیں خبر دو کہ ہمارے بعد کیا ہوا؟ حضرت علیؓ نے فرمایا سن لو، تمہاری بیویوں نے شادی کر لی تمہارے مال تقسیم ہو گئے، تمہاری اولاد یتیم ہو گئی اور جس مکان کو تم نے بڑا مستحکم بنایا تھا اس میں تمہارے دشمن آباد ہو گئے۔ یہ سن کر ایک مردہ نے اپنے یہاں کی خبر بتاتے ہوئے کہا، ہمارے کفن پارہ پارہ ہو گئے، بال جھڑ کر بکھر گئے، کھالیں ریزہ ریزہ ہو گئیں، آنکھیں بہہ کر رخسار پر آگئیں اور نتھنوں میں سے پیپ بہہ رہی ہے۔ ہم نے جو کچھ آگے بھیجا تھا اس کو پالیا اور جو کچھ پیچھے چھوڑا اس میں نقصان ہوا، ہم تو اپنے ہی اعمال کے ممنون کرم ہیں۔

(تاریخ نیشاپور و تاریخ دمشق/موت کا جھٹکا ۲۶۵)

☆ حضرت حمزہؓ نے کلام کیا

فاطمہ خزاعیہ کا بیان ہے کہ:

میں قبور شہداء (اُحد) کے پاس اس وقت پہنچی کہ آفتاب غروب ہو چکا تھا، میرے ساتھ میری بہن بھی تھی۔ ہم نے حضرت حمزہؓ کی قبر پر سلام کیا۔ اس کے جواب میں انہوں نے ہم سے کلام کیا، حالانکہ ہمارے علاوہ اور کوئی تیسرا وہاں موجود نہیں تھا، اس لئے یقین ہے کہ سلام کا جواب قبر سے آیا تھا۔ (بیہقیؒ/موت کا جھٹکا ۲۶۶)

☆ حضرت عمرؓ کے دور کے ایک نوجوان کا واقعہ

حضرت یحییٰ بن ایوب خزاعی سے مروی ہے کہ:

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک پرہیزگار جوان تھا، وہ مسجد میں گوشہ نشین رہتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتا تھا۔ حضرت عمرؓ کو وہ شخص بہت پسند تھا۔ اس جوان کا بوڑھا باپ زندہ تھا اور وہ شخص عشاء کے بعد اپنے بوڑھے باپ سے ملنے روزانہ جایا کرتا تھا۔ راستہ میں ایک عورت کا مکان تھا، وہ اس جوان پر فریفتہ ہو گئی اور بہکانے لگی، روزانہ دروازے پر کھڑی رہتی اور جوان کو دیکھ کر بہکایا کرتی۔

ایک رات اس شخص کا گزر ہوا تو اس عورت نے بہکانا شروع کیا یہاں تک کہ وہ شخص اس کے پیچھے ہو گیا، جب وہ اس عورت کے دروازے پر پہنچا تو پہلے عورت اپنے مکان میں داخل ہو گئی پھر یہ شخص بھی داخل ہونے لگا، اچانک اس نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور یہ آیت اس کی زبان سے بے ساختہ جاری ہو گئی۔

ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا فاذاھم مبصرون.

(الاعراف ۲۰۱)

''بے شک جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں جب انہیں شیطان چھوتا ہے وہ چونک جاتے ہیں اور ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔''

اور پھر غش کھا کر وہیں دروازے پر گر پڑا۔ اندر سے عورت آئی، یہ دیکھ کر کہ جوان اس کے دروازے پر بے ہوش پڑا ہے، اس کو اپنے اوپر الزام آنے کا اندیشہ ہوا۔ چنانچہ اس نے اپنی ایک لونڈی کی مدد سے اس جوان مرد کو وہاں سے اٹھا کر اس کے دروازے پر ڈال دیا۔ ادھر بوڑھا باپ اپنے لڑکے کی آمد کا منتظر تھا، جب بہت دیر تک وہ نہ آیا تو اس کی تلاش میں گھر سے باہر نکلا، دیکھا کہ دروازے پر بے ہوش پڑا ہے۔ بوڑھے نے اپنے گھر والوں کو بلایا، وہ اس کو اٹھا کر اپنے گھر کے اندر لے گئے۔ رات کو وہ جوان ہوش میں آیا۔ باپ نے پوچھا بیٹا! تجھے کیا ہو گیا ہے؟ اس نے جواب دیا، خیریت ہے۔ باپ نے واقعہ کی حقیقت دریافت کی تو اس نے پورا واقعہ بیان کر دیا، پھر باپ نے پوچھا وہ کون سی آیت تھی جو تو نے پڑھی تھی؟ یہ سن کر بیٹے نے مذکورہ بالا آیت پڑھ کر سنا دی اور پھر بے ہوش ہو کر گر پڑا، اس کو ہلایا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ مر چکا ہے، چنانچہ رات ہی کو دفن کر دیا گیا۔

جب صبح ہوئی اور حضرت عمرؓ کو اس کے انتقال کی خبر ملی تو مرحوم کے بوڑھے باپ کے پاس تعزیت کے لئے گئے، تعزیت کے بعد شکایت کی کہ مجھے خبر کیوں نہ دی۔ اس نے کہا امیر المومنین! رات ہونے کی وجہ سے اطلاع نہ دے سکے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، مجھے اس کی قبر پر لے چلو۔ قبر پر جا کر فرمایا، اے شخص ولمن خاف مقام ربه جنتان ۔ ''اور اس شخص کے لئے جو خدا سے ڈرتا ہے دو باغ ہیں۔'' اس شخص نے قبر کے اندر سے جواب دیا۔ یا عمر قد اعطانیها ربی فی الجنة ۔ ''اے عمر اللہ نے مجھے دونوں جنتیں دے دی ہیں۔''

(ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۰۶)

☆ سورۃ ملک کی تلاوت

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ:

آنحضرت ﷺ کے بعض صحابہؓ نے ایک قبر پر خیمہ نصب کیا اور ان کو معلوم نہ تھا کہ یہاں قبر ہے۔ اچانک قبر کے اندر سے سورۃ ملک پڑھنے کی آواز آئی۔ جب سورۃ ختم ہو چکی تو صحابہ کرامؓ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر خبر دی۔ آپؐ نے فرمایا، یہ سورۃ مانعہ اور منجیہ ہے یعنی عذاب قبر کو روکنے والی اور عذاب قبر سے نجات دلانے والی ہے۔ زندگی میں وہ پڑھتا تھا اس لئے قبر میں بھی پڑھ رہا ہے۔ (ترمذی/بیہقی/موت کا جھٹکا ۲۴۲)

☆ قبر سے کتا نکلا

امام یافعیؒ نے بعض بزرگوں سے روایت کی ہے:

کہ انہوں نے کسی مردے کو دفن کیا اور قبر برابر کر کے سب لوگ واپس چلے گئے تو قبر میں سے مار پیٹ اور ٹھونکنے کی آواز سنی۔ اس کے بعد قبر سے ایک کالا کتا نکلا۔ بزرگ شیخ نے اس کتے سے کہا اے بدبخت تو کون ہے؟ اس نے کہا میں میت کا عمل ہوں۔ پھر شیخ نے کہا، یہ مار پیٹ تجھے ہوئی یا میت کو؟ اس نے کہا یہ مار مجھ ہی پر پڑی اور مردہ مار سے بچ گیا کیونکہ اس کے پاس سورۂ یٰسین اور سورۂ ملک و تنزیل سجدہ تھیں، اس لئے وہ آڑے آگئیں اور مجھے مار کر قبر سے نکال دیا گیا۔ (روض الریاحین، موت کا جھٹکا ۲۳۸)

☆ حضرت ثابت بنانی کا قبر میں نماز پڑھنا

حضرت جبیرؒ فرماتے ہیں:

قسم ہے اللہ وحدہٗ لاشریک کی، میں نے ثابت کو ان کی قبر میں رکھ کر اینٹوں کو برابر کیا تو ایک اینٹ گر پڑی، جس سے قبر کھل گئی اور میرے ساتھ حمید طویل بھی تھے۔ ہم

نے دیکھا کہ ثابتؒ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ثابتؒ اس کے لئے اپنی زندگی میں دعا کیا کرتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی سن لی اور قبر میں نماز پڑھنے کی توفیق ملی۔

(عن حلیہ ابونعیم، موت کا جھٹکا ۲۴۲)

☆ حضرت ثابت بنانیؒ کا قبر میں قرآن کی تلاوت کرنا

ابراہیم بن مہلبی کہتے ہیں کہ:

جو لوگ ثابت کے مقبرے سے گزرتے تھے، انہی لوگوں نے مجھے بتایا کہ جب وہ ثابت کی قبر کے پاس سے گزرتے تھے تو تلاوت قرآن کریم کی آواز سنتے تھے۔

☆ قبر سے تلاوت قرآن کی آواز آتی تھی

مسلمہ بن خوشب کہتے ہیں:

میں نے ابوحماد گورکن جیسے پرہیزگار شخص سے سنا، وہ کہہ رہا تھا کہ میں جمعہ کے دن دوپہر کے وقت قبرستان گیا، میں جس قبر پر گزر رہا تھا اندر سے تلاوت قرآن کریم کی آواز سنائی دیتی تھی۔ (ابن مندہ، موت کا جھٹکا ۲۴۳)

☆ سورۃ الملک پڑھتا ہے

حافظ ابن رجب فرماتے ہیں:

مجھ سے یوسف بن محمد محدث نے بیان کیا کہ ہمارے استاد ابوالحسن خطیب سامرہ جیسے نیک آدمی نے ایک قبر کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ یہ وہ جگہ کہ جہاں ہم سورۃ الملک کی آواز سنا کرتے ہیں، مردہ اپنی قبر میں سورۃ الملک پڑھا کرتا ہے۔

(خطیب، موت کا جھٹکا عن)

☆ ابوبکر ابن مجاہد مقری کا واقعہ

عیسیٰ ابن محمد طرماری کہتے ہیں کہ:

میں نے ابوبکر بن مجاہد مقری کی وفات کے بعد ان کو خواب میں دیکھا گویا وہ قرآن کریم کی تلاوت کر رہے ہیں۔ میں نے خواب میں ہی ان سے کہا، آپ تو مرچکے ہیں اور پھر بھی تلاوت کر رہے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں ہر نماز کے بعد اور ہر ختم قرآن کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتا تھا کہ مجھے ان لوگوں میں شامل کردے جو قبر میں تلاوت کرتے ہیں۔ چنانچہ اب میں اپنی قبر میں قرآن پاک پڑھتا ہوں۔ (خطیب، موت کا جھٹکا ۲۴۳)

☆ قبر میں بوڑھا قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہے

حضرت عاصم سقطی کہتے ہیں کہ:

بلخ میں ہم نے ایک قبر کھودی، جب قبر تیار ہوگئی تو اس کے نیچے سے ایک دوسری قبر نکل آئی۔ میں نے دیکھا کہ ایک بوڑھا قبر میں قبلہ رو بیٹھا ہوا ہے، اس نے سبز تہبند باندھا ہوا ہے اور اس کے اردگرد سبزے اگے ہوئے ہیں۔ اس بوڑھے آدمی کی گود میں قرآن پاک ہے اور وہ اس میں پڑھ رہا ہے۔ (ابن مندہ، موت کا جھٹکا ۲۴۴)

☆ میں نے محمد رسول اللہؐ اور ان کی جماعت سے ملاقات کرلی

عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ:

میں نے سفیان ثوریؒ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا، میں نے محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کی جماعت سے ملاقات کرلی۔

(کتاب الروح ۵۸)

☆ اللہ تعالیٰ نے ایسی بخشش عطا فرمائی جس سے کوئی گناہ باقی نہ رہا

صخر بن راشد کہتے ہیں کہ:

میں نے عبداللہ بن مبارکؒ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کیا آپ فوت نہیں ہوئے تھے؟ فرمایا کیوں نہیں۔ میں نے پوچھا، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا، ایسی بخشش عطا فرمائی کہ جس سے کوئی گناہ باقی نہ رہا۔ میں نے پوچھا، سفیان ثوریؒ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا واہ واہ، وہ تو انبیاء، صدیقین، شہداء اور نیک حضرات کے ساتھ ہیں۔

(کتاب الروح ۵۸)

☆ اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت عطا فرمادی

بفظہ بنت راشد کہتی ہیں کہ:

مروان محلمی میرے پڑوسی تھے، مجھے ان کی وفات کا بڑا قلق ہوا، میں نے انہیں خواب میں دیکھا اور پوچھا فرمایئے کیا حال ہے؟ انہوں نے فرمایا، مجھے اللہ تعالیٰ نے جنت عطا فرمادی۔ میں نے پوچھا اور کیا ملا؟ فرمایا، میرا درجہ اصحاب یمین تک بلند کر دیا گیا۔ میں نے پوچھا اور کیا ملا؟ فرمایا، مجھے مقرب حضرات تک چڑھا دیا گیا۔ میں نے پوچھا، آپؒ نے اپنے کس کس بھائی کو دیکھا؟ فرمایا، میں نے حسن بصریؒ، ابن سیرینؒ اور میمون بن سیاہؒ کو دیکھا۔

(کتاب الروح ۵۸)

☆ مروان محلمی آرہے ہیں

اُمّ عبداللہ بصری کہتی ہیں:

میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے ایک خوبصورت گھر میں داخل ہوئی، پھر ایک باغ میں گئی جو انتہائی آراستہ تھا۔ میں نے اس میں ایک شخص کو دیکھا جو سونے کے تخت پر آرام سے ٹیک لگائے بیٹھے ہیں اور ان کے چاروں طرف جام لئے ہوئے خادم کھڑے ہیں۔ میں وہاں کی زینت دیکھ کر دنگ رہ گئی۔ اتنے میں کہا گیا کہ مروان محلمی آرہے ہیں، یہ سن کر وہ شخص فوراً سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ پھر میری آنکھ کھل گئی، دیکھا تو میرے دروازے کے پاس سے مروان محلمی کا جنازہ گزر رہا تھا۔ (کتاب الروح ۵۹)

☆ شہادت کے بعد حضرت ثابت بن قیسؓ کی وصیت

حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ کی صاحبزادی کا بیان ہے کہ:

میرے والد جنگ یمامہ میں حضرت خالدؓ کے ساتھ تھے۔ جب مسلمانوں اور مسیلمہ کذاب کی فوجوں میں مڈبھیڑ ہوئی اور مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے تو حضرت ثابتؓ اور حضرت سالم مولیٰ ابوحذیفہؓ نے فرمایا۔ ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ اس طرح دشمنوں سے نہیں لڑا کرتے تھے۔ پھر دونوں نے گڑھے کھودے اور ان میں جم کر آخر دم تک لڑتے رہے حتیٰ کہ جام شہادت نوش فرمالیا۔ اس جنگ میں حضرت ثابتؓ کے جسم پر ایک بہترین زرہ تھی، ایک مسلمان نے ان کی لاش کے پاس آ کر زرہ اتار لی۔

پھر کسی مسلمان نے انہیں خواب میں دیکھا فرما رہے ہیں کہ میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں۔ خبردار خواب کی وصیت سمجھ کر اسے ضائع نہ کرنا۔ میرے شہید کئے جانے کے بعد ایک مسلمان نے میری زرہ اتار لی ہے، اس کا گھر آبادی کے آخیر میں ہے اور اس کے خیمہ کے پاس ایک لمبی رسی میں گھوڑا بندھا ہوا ہے، اس نے زرہ کے اوپر ایک ہانڈی الٹ رکھی ہے اور ہانڈی کے اوپر کجاوہ ہے۔ تم خالدؓ کے پاس جا کر ان سے کہو کہ کسی آدمی کو بھیج کر وہ زرہ منگوا لیں اور جب تم مدینہ جاؤ تو رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ (ابوبکر صدیقؓ) کے پاس جا کر کہو کہ میرے اوپر اتنا قرضہ

ہے اور میرا فلاں فلاں غلام آزاد ہے۔ وہ شخص حضرت خالدؓ کے پاس آئے اور انہیں اپنا خواب سنایا، حضرت خالدؓ نے آدمی بھیج کر ان کی ذرہ منگوالی۔ پھر ابوبکر صدیقؓ سے خواب بیان کیا، آپؓ نے بھی ان کی وصیت جاری فرمائی۔ (کتاب الروح ۵۴)

☆ ہمارے پاس آنے سے نہ روکنا

جویریہ ابن سماء کہتی ہیں کہ:

ہم عبادان میں رہتے تھے۔ ہمارے قریب ہی ایک کوئی نوجوان آکر رہنے لگا، بے چارہ بڑا عبادت گزار تھا، قضائے کار فوت ہوگیا۔ سخت گرمی تھی، ہماری رائے ہوئی کہ ذرا گرمی کم ہوجائے تو اس کی تجہیز وتکفین کی جائے۔ دفن کرنے سے پہلے میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا جیسے میں قبرستان میں ہوں، وہاں موتی کا ایک گنبد ہے جس کی خوبصورتی پر نظر نہیں جمتی۔ میں اسے دیکھ ہی رہی تھی کہ اتنے میں وہ پھٹ گیا اور اس میں ایک نوجوان حور جو انتہائی خوبصورت تھی، جگمگائی برآمد ہوئی اور اس نے میرے پاس آکر کہا۔ تمہیں اللہ کی قسم ظہر کے وقت سے زیادہ انہیں ہمارے پاس آنے سے نہ روکنا۔ پھر میں ان کی تجہیز وتکفین میں لگ گئی اور میں نے اسی جگہ اس کی قبر کھدوائی، جہاں گنبد دیکھا تھا، پھر انہیں اس میں دفن کردیا گیا۔ (کتاب الروح ۶۸)

☆ نماز، روزے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بخش دیا

یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ:

میں نے ابوالعلا ایوب بن مسکین کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ انہوں نے فرمایا، مجھے بخش دیا۔ میں نے پوچھا کون سے اعمال سے؟ انہوں نے فرمایا نماز، روزے سے۔ میں نے پوچھا منصور بن زاذان کے بارے میں خبر

دیجئے۔ انہوں نے فرمایا ان کا محل تو ہم دور سے دیکھتے ہیں۔ (کتاب الروح ۶۹)

☆ دو رکعتیں دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہیں

یزید بن نعامہ کہتے ہیں:

ایک بچی وبائی طاعون میں فوت ہوگئی۔ اس کے والد نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آخرت کی باتیں بتاؤ؟ وہ بولی ابا جان ہم ایک ایسی عظیم اور اہم جگہ پہنچ گئے ہیں کہ ہمیں علم تو ہے مگر عمل پر قادر نہیں اور تم عمل پر قادر ہو مگر علم سے محروم ہو۔ اللہ کی قسم ایک دو تسبیحیں اور ایک دو رکعتیں جو میرے اعمال نامے میں ہوں، مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہیں۔ (کتاب الروح ۶۹)

☆ سجدوں اور تکبیروں کی وجہ سے

کثیر بن مرہ کہتے ہیں کہ:

میں نے خواب دیکھا کہ جیسے میں جنت کے کسی بلند درجے میں داخل ہوگیا ہوں اور اسے چل پھر کر دیکھ رہا ہوں اور خوش ہورہا ہوں۔ اتنے میں، میں نے دیکھا کہ اسکے ایک گوشے میں مسجد کی کچھ عورتیں ہیں۔ میں نے انہیں جاکر سلام کیا اور ان سے پوچھا کہ تم اس مقام تک کس عمل کی وجہ سے پہنچ گئیں؟ انہوں نے کہا کہ سجدوں اور تکبیروں کی وجہ سے۔

(کتاب الروح ۶۹)

☆ ابوبکرؓ وعمرؓ جیسا عمل کرتا

ایک شخص نے عمر بن عبدالعزیزؒ سے آکر کہا کہ:

میں نے رحمت دو عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ کے دائیں

جانب حضرت ابوبکر صدیقؓ اور بائیں جانب حضرت عمرؓ ہیں اور دو شخص جھگڑتے ہوئے آ رہے ہیں۔ آپ (عمر بن عبدالعزیزؒ) ان دونوں کے آگے بیٹھے ہیں۔ پھر رحمت عالم ﷺ آپ سے فرما رہے ہیں کہ اے عمرؒ جب تم عمل کرو تو ان دونوں (ابوبکرؓ و عمرؓ) جیسے عمل کرنا۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس شخص سے قسم کھلوا کر پوچھا کہ واقعی یہ خواب تم نے دیکھا۔ اس نے قسم کھا کر یقین دلایا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ پر گریہ طاری ہو گیا۔ (کتاب الروح ۱۷)

☆عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا صلہ ہے

عبدالرحمٰن بن غنم فرماتے ہیں کہ:

میں نے معاذ بن جبل کو تین سال بعد خواب میں ایک چت کبرے گھوڑے پر سوار دیکھا، پیچھے کچھ سفید آدمی ہیں جو سبز کپڑوں میں ملبوس چت کبرے گھوڑوں پر سوار ہیں۔ حضرت معاذ بن جبل فرما رہے ہیں کاش میری بخشش کی اور عزت و احترام کی لوگوں کو بھی خبر ہو جائے۔ پھر اپنے دائیں بائیں دیکھ کر فرما رہے ہیں اے ابن رواحہ اے ابن مظعون الحمد للہ الذی صدقنا الک الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور ہمیں اس سرزمین (جنت) کا وارث بنایا۔ ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں آرام سے رہتے ہیں، عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا صلہ ہے، پھر مجھ سے مصافحہ کیا اور سلام کیا۔

(کتاب الروح ۱۷)

☆حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا عجیب و غریب خواب

فاطمہ بنت عبدالملک اہلیہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتی ہیں:

ایک رات کو عمر بن عبدالعزیزؒ نے جاگ کر فرمایا، میں نے ایک مسرت انگیز خواب دیکھا ہے۔ میں نے کہا جاں نثار سنایئے۔ فرمایا، صبح تک بیان نہیں کروں گا۔ پھر صبح

صادق کے بعد مسجد میں جا کر نماز پڑھی، پھر واپس اپنی جگہ پر تشریف لائے۔ میں نے یہ تنہائی غنیمت سمجھی اور بڑے شوق سے خواب سنانے کی درخواست کی۔ انہوں نے فرمایا، میں نے دیکھا جیسے کوئی مجھے ایک سرسبز و شاداب اور وسیع سرزمین پر لے گیا، معلوم ہوتا ہے وہاں زمرد کا فرش بچھا ہوا ہے۔ اتنے میں، میں نے اس میں ایک سفید چاندی کا محل دیکھا۔ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ اس سے ایک شخص آ کر اونچی آواز سے اعلان کرتا ہے کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب اللہ کے رسول ﷺ کہاں ہیں؟ اتنے میں آپ ﷺ تشریف لاتے ہیں اور اس محل میں داخل ہو جاتے ہیں۔ پھر اس محل سے دوسرا شخص باہر آ کر بلند آواز سے اعلان کرتا ہے کہ ابوبکر بن ابی قحافہ کہاں ہے؟ اتنے میں ابوبکر صدیقؓ تشریف لاتے ہیں اور اس محل میں داخل ہو جاتے ہیں۔ پھر ایک شخص اور نکل کر اعلان کرتا ہے کہ عمر بن خطاب کہاں ہے؟ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عمرؓ بھی تشریف لاتے ہیں اور اس میں داخل ہو جاتے ہیں۔ پھر ایک اور شخص نکل کر اعلان کرتا ہے کہ عثمان بن عفان کہاں ہے؟ آپؓ بھی آتے ہیں اور اس محل میں داخل ہو جاتے ہیں۔ پھر ایک اور شخص نکل کر اعلان کرتا ہے کہ علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ آپؓ بھی تشریف لا کر اس میں داخل ہو جاتے ہیں۔ پھر ایک اور شخص نکل کر اعلان کرتا ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ کہاں ہے؟ آخر میں بھی اٹھ کر اس میں داخل ہو جاتا ہوں۔

میں آپ ﷺ کے پاس پہنچتا ہوں، آپ ﷺ کے اصحابؓ آپ ﷺ کے چاروں طرف ہیں۔ میں دل میں سوچ رہا ہوں کہ کہاں بیٹھوں؟ آخر اپنے نانا حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھ جاتا ہوں۔ پھر غور سے دیکھتا ہوں تو آپ ﷺ کے دائیں جانب حضرت ابوبکرؓ ہیں اور بائیں جانب حضرت عمرؓ ہیں۔ مزید غور کرتا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ رحمت دو عالم ﷺ اور ابوبکرؓ کے درمیان ایک اور صاحب تشریف فرما ہیں۔ میں پوچھتا ہوں یہ

صاحب کون ہیں؟ فرماتے ہیں، یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر مجھے نور کے پردے کے پیچھے سے ایک آواز آتی ہے کہ اے عمر بن عبدالعزیز! جس راہ پر تم قائم ہو اسے مضبوط پکڑے رہو اور اس پر جمے رہو، پھر مجھے باہر جانے کی اجازت مل جاتی ہے۔ پیچھے مڑ کر دیکھتا ہوں تو اچانک میرے پیچھے پیچھے حضرت عثمانؓ یہ کہتے ہوئے تشریف لا رہے ہیں الحمد اللہ، اللہ نے میری مدد فرمائی اور آپؓ کے پیچھے حضرت علیؓ یہ کہتے ہوئے آ رہے ہیں الحمد اللہ، اللہ نے مجھے معاف فرما دیا۔ (کتاب الروح ۶۹/۷۰)

☆ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا حضرت علیؓ اور معاویہؓ کو دیکھنا

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں کہ:

میں نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ کے پاس حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ بیٹھے ہوئے ہیں، میں بھی آپ ﷺ کو سلام کر کے بیٹھ گیا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت علیؓ اور معاویہؓ کو لایا گیا اور انہیں گھر میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا گیا۔ میں برابر دیکھ رہا تھا، پھر وہاں سے بہت جلدی حضرت علیؓ یہ کہتے ہوئے نکلے ''ربِ کعبہ کی قسم میرے جھگڑے کا فیصلہ ہو گیا۔'' پھر حضرت معاویہؓ یہ کہتے ہوئے نکلے۔ ''ربِ کعبہ کی قسم اللہ نے مجھے بخش دیا۔ (کتاب الروح ۷۰)

☆ میں حسب نسب کی جگہ نہیں ہوں

حضرت فاطمہؓ کا جنازہ رات کو قبر میں اتارا گیا تو حضرت ابوذر غفاریؓ نے اپنے جوش میں قبر سے خطاب کیا۔

یا قبر اتدری من التی جئنا بھا الیک ھذہ بنت رسول اللہ ﷺ ھذہ زوجة علی المرتضیؓ ھذہ اُمّ الحسنینؓ ھذہ فاطمة الزھراء.

''اے قبر! تجھے خبر بھی ہے کہ ہم کس کے جنازے کو لائے ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی قبر میں آئی ہے، یہ حضرت علی المرتضیٰؓ کی زوجہ محترمہ ہے۔ یہ حضرت حسن اور حسین کی والدہ ہے۔ یہ فاطمۃ الزہراؓ قبر میں آئی ہے۔''

قبر سے آواز آئی:

یا ابا ذر ما انا موضع حسب ولا نسب انما انا موضع عمل الصالح فلا ینجو الامن کثر خیر وسلم قلبه و خلص عمله.

''اے ابوذرؓ! قبر حسب نسب بیان کرنے کی جگہ نہیں یہاں تو عمل صالح کی بات کرو، یہاں تو وہی نجات پائے گا جس کی نیکیاں زیادہ ہوں گی، جس کا دل مسلمان ہوگا، جس کے اعمال صالح ہوں گے۔'' (خزینہ ۱۸۷)

☆ مجھے تمہاری جیسی دو رکعتیں فلاں فلاں چیز سے پیاری ہیں

ابو عثمان عبدالرحمٰن ہندی کا بیان ہے کہ:

ایک دن ابن ساس ایک جنازہ کے ساتھ تھے، معمولی کپڑے پہن رکھے تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک قبر کے پاس دو رکعت نماز پڑھی، پھر میں اس سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اللہ کی قسم میرا دل بیدار تھا، قبر سے آواز آئی یہاں سے ہٹ جاؤ مجھے دکھ نہ دو، تم لوگوں کو عمل کرنے کا موقع حاصل ہے مگر یہاں کے حالات سے بے خبر ہو اور ہمیں حالات سے آگاہی ہے مگر عمل سے مجبور ہیں۔ مجھے تمہاری جیسی دو رکعتیں فلاں فلاں چیز سے پیاری ہیں۔ (کتاب الروح ۴۴)

☆ تم نے مجھے تکلیف پہنچائی

ابو قلابہ کا بیان ہے کہ:

میں شام سے بصرہ آیا اور ایک جگہ ٹھہر گیا۔ رات کو میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا۔ خواب میں صاحب قبر کو دیکھا کہ شکوہ کر رہے ہیں کہ آج رات تم نے مجھے تکلیف دی ہے۔ پھر فرمایا تم عمل کرتے ہو اور حالات سے بے خبر اور ہم حالات سے خبردار ہیں مگر عمل سے محروم ہیں۔ پھر فرمایا تم نے جو دو رکعتیں پڑھیں یہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔ پھر فرمایا دنیا والو! اللہ تعالیٰ اچھا بدلہ عطا فرمائے، ہماری طرف سے انہیں سلام کہنا، ان کی دعاؤں سے ہمیں پہاڑوں جیسا نور میسر آتا ہے۔ (کتاب الروح ۴۴)

☆ میری قبر کی جگہ پر فلاں نے دو رکعت نماز پڑھی

زید بن وھب فرماتے ہیں:

میں ایک قبرستان میں گیا۔ اتنے میں ایک شخص نے آ کر قبر برابر کی، پھر میرے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ میں نے پوچھا یہ کس کی قبر ہے؟ بولا میرے بھائی کی۔ میں نے پوچھا کیا آپ کے حقیقی بھائی ہیں؟ بولا نہیں بلکہ دینی بھائی ہیں۔ میں نے انہیں خواب میں دیکھا، پوچھا الحمد اللہ آپ تو زندہ ہیں۔ فرمایا، الحمد اللہ رب العالمین جو آیت آپ نے پڑھی ہے اگر میں اس کو پڑھ سکتا تو یہ مجھے دنیا و مافیہا سے پیاری تھی۔ پھر فرمایا، تمہیں خبر نہیں جس جگہ مجھے مسلمانوں نے دفن کیا تھا، فلاں نے وہاں دو رکعت نماز پڑھی، کاش میں ان دو رکعتوں پر قادر ہوتا، مجھے یہ دنیا اور دنیا کی تمام دولت سے پیاری ہیں۔ (کتاب الروح ۴۴)

☆ میں مصائب میں گرفتار رہتا تھا

مطرف فرماتے ہیں کہ:

ایک دفعہ ہم موسم بہار میں تفریح کے لئے نکلے۔ ہمارے راستے میں ایک قبرستان پڑتا تھا، ہم نے سوچا کہ جمعہ کے دن ہم اس میں جائیں گے۔ آخر جمعہ کے دن اس میں گئے تو

ایک جنازہ دیکھا، میں نے سوچا کہ اس جنازہ میں بھی شریک ہو جاؤں، آخر میں اس میں شریک ہو گیا۔ پھر میں قبر کے پاس ہی ایک گوشہ میں بیٹھ گیا، پھر میں ہلکی دو رکعت نماز پڑھی۔ دل کہہ رہا تھا کہ دوگانہ کا حق ادا نہیں کیا۔ پھر مجھے اونگھ آ گئی، خواب میں صاحب قبر کو دیکھا، فرما رہے ہیں کہ تم نے دوگانہ ادا کیا جس کا تمہارے خیال میں حق ادا نہ ہو سکا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ فرمایا تمہیں عمل کا موقعہ ہے اور حالات سے بے خبر ہو، ہمیں حالات کا علم ہے مگر عمل کا موقع حاصل نہیں، اگر میں تمہارے دوگانہ پر قادر ہوتا تو مجھے یہ دنیا کی تمام دولت سے پیارا تھا۔ میں نے پوچھا یہاں کون ہیں؟ فرمایا تمام مسلمان ہیں اور تمام خیر و سعادت والے ہیں۔ پوچھا سب سے اونچے درجہ والا کون ہے؟ انہوں نے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ! اسے میرے پاس بھیج دے کہ میں اس سے کچھ بات کر لوں۔ اتنے میں اس قبر سے ایک نوجوان نکلا، میں نے پوچھا کیا آپ سب سے افضل ہیں؟ بولا لوگ تو یہی کہتے ہیں۔ میں نے پوچھا آپ کیا عمل کرتے تھے؟ عمر تو کچھ ایسی نہیں کہ میں یہ رائے قائم کر سکوں کہ کثرت سے حج اور عمرے کئے ہوں گے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا ہو گا اور بڑے بڑے عمل کئے ہوں گے۔ فرمایا کہ دنیا کے اندر مصائب میں گرفتار رہتا تھا اور صبر کرتا تھا، اسی وجہ سے میرا مقام سب سے اونچا ہے۔ (کتاب الروح ۴۵)

☆ ان کی قرأت سے ہم نے فائدہ اٹھایا

حسن بن جروی کہتے ہیں:

میں نے اپنی بہن کی قبر کے پاس سورۃ ملک پڑھی، پھر ایک شخص نے مجھ سے آ کر کہا کہ میں نے آپ کی ہمشیرہ کو خواب میں دیکھا۔ فرماتی ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے، ان کی قرأت سے ہم نے فائدہ اٹھایا۔ (کتاب الروح ۴۷)

☆سورۃ یٰسین کا ثواب پہنچ گیا

ایک شخص اپنی والدہ کی قبر پر جا کر ہر جمعہ کو سورۃ یٰسین پڑھا کرتا تھا۔ ایک دن اس نے سورۃ یٰسین پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ! اگر تیرے نزدیک اس سورۃ کا ثواب ملتا ہے تو قبرستان کے مردوں کو ثواب پہنچا۔ اگلے جمعہ کو اس کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے پوچھا کیا تم فلاں ابن فلاں ہو؟ اس نے کہا، ہاں میں وہی ہوں۔ اس نے کہا میری ایک بچی فوت ہوگئی ہے، میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ اپنی قبر کے کنارہ پر بیٹھی ہوئی ہے۔ میں نے پوچھا یہاں کیوں بیٹھی ہو؟ اس نے آپ کا نام لے کر کہا کہ وہ اپنی والدہ کی قبر پر آئے اور سورۃ یٰسین پڑھ کر اس کا ثواب تمام مردوں کو بخش گئے، اس میں سے کچھ ثواب ہمیں بھی ملا یا ہمیں بخش دیا گیا، اس جیسا کوئی جملہ کہا۔ (کتاب الروح ۴۸)

☆سلام کا جواب بھی دیتا ہوں

سلیمان بن نعیم فرماتے ہیں کہ:

میں نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا، پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! لوگ آپؐ کی قبر کے پاس آتے ہیں اور سلام کرتے ہیں، کیا آپؐ کو خبر ہوتی ہے؟ فرمایا، ہاں اور میں انہیں سلام کا جواب بھی دیتا ہوں۔ (کتاب الروح ۴۹)

☆تم میرے پاس کیوں نہیں آئے

فضل بن موفق کہتے ہیں کہ:

میں بار بار کثرت سے اپنے والد کی قبر پر جایا کرتا تھا۔ ایک دن ایک جنازے میں شریک ہوا پھر اپنے کام میں لگ گیا، قبر پر نہ جا سکا۔ رات کو میں نے خواب میں دیکھا،

والد صاحب پوچھ رہے ہیں کہ تم میرے پاس کیوں نہیں آئے؟ میں نے پوچھا کیا آپ کو میرے آنے کا علم ہو جاتا ہے؟ فرمایا، ہاں ہاں اللہ کی قسم میں برابر آگاہ رہتا ہوں، جب تم پل سے اتر کر میرے پاس آکر بیٹھتے ہو، پھر اٹھ کر واپس ہوتے ہو تو میں تمہیں برابر دیکھتا رہتا ہوں، جب تک تم پل سے اتر نہیں جاتے۔ (کتاب الروح ۴۹)

☆اگر دعا کرنے والے میرے لئے دعا نہ کرتے تو میں ہلاک ہو جاتا

ایک نیک آدمی کا بیان ہے کہ میرا بھائی فوت ہوگیا۔ میں نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ جب تمہیں دفن کر دیا گیا تو کیا واقعات پیش آئے؟ اس نے جواب دیا کہ ایک آنے والا میرے پاس آگ کا شعلہ لے کر آیا، اگر دعا کرنے والے میرے لئے دعا نہ کرتے تو میں ہلاک ہو جاتا۔ (کتاب الروح ۵۱)

☆لا الٰہ الا اللہ مجھے نہ سنبھالتا تو ہلاک ہو جاتا

شبیب بن شیبہ کہتے ہیں:

مرتے وقت میری والدہ نے مجھے وصیت کی کہ مجھے دفن کرنے کے بعد میری قبر کے پاس ٹھہر کر کہنا اے اُمّ شبیب لا الٰہ الا اللہ پڑھو۔ فرماتے ہیں پھر دفن کے بعد میں نے ان کی قبر کے پاس ٹھہر کر ان کی وصیت پوری کر دی۔ رات کو میں نے انہیں خواب میں دیکھا، فرما رہی تھیں اگر لا الٰہ الا اللہ مجھے نہ سنبھالتا تو میں ہلاک ہو جاتی۔ (کتاب الروح ۵۱)

☆اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو جزائے خیر دے

تماضر بنت سہل ایوب بن عیینہ کی اہلیہ کہتی ہیں:

میں نے سفیان بن عیینہ کو خواب میں دیکھا، فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میرے بھائی ایوب کو جزائے خیر دے، وہ کثرت سے میری زیارت کرتے ہیں، آج بھی وہ میرے پاس آئے تھے۔ ایوب بولے ہاں آج بھی میں قبرستان گیا تھا اور سفیان کی قبر پر بھی گیا تھا۔

(ابن ابی الدنیا/کتاب الروح ۵۱)

☆ قبر پر نور کا سایہ

حضرت ابراہیم نخعی کی روایت ہے کہ ظالم حجاج بن یوسف ثقفی کا یہ قاعدہ تھا کہ علماء اور حفاظ کو ان کے گھروں کے دروازوں پر سولی دیا کرتا تھا۔ چنانچہ اس ظالم نے ماہان حنفی کو ان کے دروازے پر سولی دے دی۔ اس کے بعد ہم نے دیکھا کہ ماہان کی قبر پر برابر رات کو روشنی رہا کرتی تھی۔ یہ منظر تمام لوگ ہر رات کو دیکھا کرتے تھے۔

(ابن ابی شیبہ/موت کا جھٹکا ۱۸۶)

☆ روشنی نظر آیا کرتی تھی

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ:

جب حبشہ کے بادشاہ نجاشی کا انتقال ہو گیا تو اس کے بعد برابر ہمیں اس طرح کی روایت ملتی رہتی تھی کہ ان کی قبر پر نور دیکھا جاتا ہے اور رات کو وہاں روشنی نظر آیا کرتی ہے۔

(ابن ابی شیبہ/موت کا جھٹکا ۱۸۶)

☆ سنت کی برکت

حضرت ابراہیم بن ادھم کا بیان ہے کہ:

میں نے ایک میت کا جنازہ اٹھایا، جنازہ اٹھاتے وقت میں نے کہا بارک اللہ

لی فی الموت "اللہ میرے لئے موت میں برکت دے) میرے اس کلمہ پر ایک غیبی آواز نے کہا وما بعد الموت "اور موت کے بعد بھی برکت دے۔" اس آواز نے مجھے مرعوب کر دیا۔ جب میت کو قبر میں اتار دیا گیا اور لوگ اس کو دفن کر چکے تو میں قبر کے پاس متفکر بیٹھا رہا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ ایک شخص نہایت خوشبودار اور نہایت صاف ستھرا قبر سے نکلا، اس نے آواز دی اے ابراہیم! میں نے لبیک کہہ کر دریافت کیا کہ تو کون ہے؟ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے۔ اس نے جواب دیا، میں وہی شخص ہوں جس نے میت کی مسہری کے پاس کہا تھا (وما بعد الموت) میں نے پھر پوچھا آخر تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں "سنت" ہوں۔ میں اپنے ساتھی کے لئے دنیا میں نگہبان ہوں، قبر کا نور ہوں اور قیامت میں جنت کی طرف رہنمائی کروں گا۔

(لا انکائی موت/کا جھٹکا ۱۸۷)

☆ نجات کے اسباب

حضرت مغیر بن حبیبؒ سے روایت ہے کہ:

حضرت عبداللہ بن غالب حمدانیؒ ایک معرکہ میں شہید ہو گئے۔ جب انہیں قبر میں دفن کیا گیا تو لوگوں نے ان کی قبر سے مشک کی خوشبو محسوس کی۔ ان کے خاندان کے کسی آدمی نے حضرت عبداللہ کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ تم نے کون سا عمل کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے بہت اچھا عمل کیا ہے۔ پھر خواب دیکھنے والے نے دریافت کیا، تم کس طرف گئے؟ انہوں نے کہا میں جنت کی طرف گیا۔ پھر انہوں نے دریافت کیا اس کے اسباب کیا ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان، طویل تہجد گزاری اور روزہ رکھ کر دوپہر کی شدید تشنگی برداشت کرنے کے سبب یہ مقام میسر آیا۔ پھر دریافت کیا یہ قبر سے خوشبو کیسی آ رہی ہے؟ انہوں نے جواب دیا، تلاوت قرآن اور روزوں

میں پیاس کی شدت برداشت کرنے کی وجہ سے آ رہی ہے۔ (ابو نعیم موت کا جھٹکا ۱۸۸)

☆ قبر کی مٹی مشک کی طرح معلوم ہوتی تھی

حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ:

میں خود عبداللہ بن غالب کی قبر میں اترا تھا، میں نے مٹی اٹھائی تو مشک کی مانند معلوم ہو رہی تھی۔ لوگ مٹی لینے کے لئے ٹوٹ پڑے تو فوراً قبر برابر کر دی گئی تا کہ لوگ مٹی نہ لے سکیں۔ (کتاب الزہد موت کا جھٹکا ۱۸۸)

☆ تین قبروں کا واقعہ

حضرت عمر بن سلم کا بیان ہے کہ:

ایک گورکن نے اپنی زندگی کا واقعہ اس طرح بیان کیا کہ میں نے ایک مرتبہ تین مردوں کے لئے لگاتار قبریں کھودیں، دو قبروں کو کھود کر تیسری کھود رہا تھا کہ مجھے شدید گرمی محسوس ہوئی۔ میں نے قبر پر کمبل ڈال دیا اور اس کے نیچے سایہ میں بیٹھ گیا، اس دوران میں نے عجیب منظر دیکھا۔ دو شخص شہابی گھوڑوں پر سوار ہو کر آئے اور پہلی قبر پر کھڑے ہو کر ایک شخص نے دوسرے شخص سے کہا لکھ، دوسرے نے کہا کیا لکھوں؟ پہلے شخص نے کہا لکھ ایک فرسخ طول اور ایک فرسخ عرض۔ اس کے بعد یہ دونوں شخص دوسری قبر کے پاس آئے، ایک نے دوسرے سے کہا لکھ، اس نے جواباً کہا کیا لکھوں؟ چنانچہ پہلے شخص نے کہا لکھ مد بصر تک یعنی تا حد نگاہ۔ پھر دونوں تیسری قبر کے پاس آئے، میں اسی کے اندر سایہ میں تھا، ایک نے دوسرے سے کہا لکھ، دوسرے نے کہا کیا لکھوں؟ اس پر پہلے شخص نے کہا لکھ شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کے درمیان کا فاصلہ۔

اس منظر کو دیکھنے کے بعد میں بیٹھ کر شدت سے تینوں جنازوں کا انتظار کرتا رہا۔

چنانچہ ایک جنازہ آیا، اس کے ساتھ بہت کم آدمی تھے، میں نے پوچھا یہ کس کی میت ہے؟ لوگوں نے بتایا، یہ ایک عیالدار غریب بہشتی سقہ ہے، اس کے پاس کوئی سامان نہیں تھا، ہم نے اس کی تجہیز و تکفین کا سامان کر دیا ہے۔ یہ سن کر میں نے قبر کھودنے کی مزدوری یہ کہہ کر ٹال دی کہ اس کے گھر والوں پر اس کو خرچ کر دو اور پھر اس کو اس کی قبر میں دفن کر دیا گیا۔ پھر دوسرا جنازہ آیا جس کے بارے میں دونوں سواروں نے تا حد نگاہ کہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کس کا جنازہ ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ ایک مسافر غریب الوطن ہے، نہایت بے کسی میں ایک گھوڑے پر مرا پڑا تھا، چنانچہ میں نے اس کی قبر پر بھی کوئی مزدوری نہ لی اور پھر دفن کر دیا گیا۔ پھر تیسرے جنازہ کے لئے عشاء تک انتظار کیا۔ عشاء کے بعد ایک جنازہ آیا، میں نے اس کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ مشہور سرمایہ دار خاندان کی معتبر عورت ہے۔ اس جنازہ میں کافی اژدحام تھا، اس عورت کو اس تیسری قبر میں دفن کر دیا گیا جس کے بارے میں دونوں سواروں نے کہا تھا کہ دو انگلیوں کے فاصلہ کے درمیان اس قبر کی وسعت ہے۔ (شرح الصدور/موت کا جھٹکا ۱۸۵)

☆ قبر کشادہ ہو گئی

حضرت عبدالرحمٰن بن عمار کا بیان ہے کہ:

میں احنف بن قیس کے جنازہ میں شامل ہوا اور میں بھی ان کی قبر میں ان کو اتارنے کے لئے داخل ہوا۔ میں جب ان کی قبر کو برابر کر چکا تو میں نے ایک جھروکے سے دیکھا کہ ان کی قبر حد نگاہ تک کشادہ کر دی گئی۔ میں نے دوسرے لوگوں کو اس کی خبر دی لیکن میرے سوا کسی کو یہ منظر دکھائی نہ دیا۔ (ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۱۸۵)

☆ ہذیل بن معدان کے جنازے میں شرکت کر کے آ رہے ہیں

حضرت ابو مطیع معاویہ بن یحییٰ کا بیان ہے کہ:

حمص کا رہنے والا ایک شخص اپنے گھر سے مسجد کے لئے نکلا، اس شخص کا خیال تھا

کہ صبح ہوگئی مگر باہر آ کر پتہ چلا کہ ابھی رات ہے۔ وہ شخص جب ایک قبہ کے پاس پہنچا تو اس کے صحن پر گھوڑوں کی گھنٹی کی آواز سنی۔ اس نے دیکھا تو کئی سوار نظر آئے جو آپس میں ملاقات کر کے ایک دوسرے سے دریافت کرنے لگے، تم کہاں سے آئے ہو؟ ان میں سے ایک نے کہا کہ ہم ہذیل خالد بن معدان کے جنازہ میں شرکت کر کے آ رہے ہیں۔ دوسرے نے پوچھا کیا ہذیل مر گیا ہمیں تو اس کے انتقال کی خبر نہیں ملی۔ حمص کا رہنے والا وہ شخص یہ منظر دیکھ کر نماز فجر کے لئے چلا گیا۔ جب صبح ہوئی تو اپنے ساتھیوں سے پورا قصہ بیان کیا۔ اسی دن دوپہر کے وقت قاصد خبر لایا کہ ہذیل بن معدان کی وفات ہوگئی ہے۔ رات کو مردوں کی روحوں نے اس کی خبر دی تھی اور دن میں اس کی تصدیق ہوگئی۔

(ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۲۷۲)

☆ اللہ تعالیٰ نے نیکیاں قبول کرلیں

مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں:

میں نے مسلم بن یسار کو خواب میں دیکھا اور سلام کیا مگر انہوں نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ میں نے پوچھا آپ سلام کا جواب کیوں نہیں دیتے؟ فرمایا میں مردہ ہوں تمہارے سلام کا جواب کیسے دوں؟ میں نے پوچھا موت کے بعد کیا حالات پیش آئے؟ فرمایا، اللہ کی قسم میں نے دہشتیں اور عظیم زلزلے دیکھے ہیں۔ میں نے پوچھا پھر اسکے بعد کیا ہوا؟ فرمایا، کریم سے جو تم خیال کرتے ہو وہی ہوا، اس نے نیکیاں قبول فرمالیں، گناہ معاف فرمادیئے اور خود تاوانوں کا ضامن بن گیا۔

پھر مالکؒ چیخ مار کر بے ہوش ہو کر گر گئے، اس کے بعد ایک زمانے تک بیمار رہے، پھر ان کا دل پھٹ گیا اور فوت ہوگئے۔ (کتاب الروح ۶۴)

☆ اللہ تعالیٰ نے گناہ مٹادیئے

حضرت سہیلؒ فرماتے ہیں:

میں نے مالک بن دینارؒ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ آپؒ اللہ تعالیٰ کے پاس کیا لے کر گئے؟ فرمایا، بہت سے گناہ لے کر گیا تھا مگر میرا اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو اچھا گمان تھا اس نے سارے گناہ مٹادیئے۔ (کتاب الروح ۶۴)

☆ جنت کے دروازے پر بھیڑ ہوگئی

رجا بن حیوۃ کی وفات کے بعد انہیں ایک عبادت گزار خاتون نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تم کس چیز کی طرف لوٹے؟ فرمایا، بھلائی کی طرف لیکن تمہارے بعد ہم گھبرا گئے اور ہم نے خیال کیا کہ قیامت آگئی۔ پوچھا کیوں؟ فرمایا، جراح اور ان کے ساتھی مع اپنے ساز و سامان کے جنت میں داخل ہو رہے تھے حتیٰ کہ جنت کے دروازے پر بھیڑ ہو گئی تھی۔ (کتاب الروح ۶۵)

☆ اللہ تعالیٰ نے مجھے خاص بندوں میں شامل فرمالیا

جمیل بن مرہ فرماتے ہیں کہ:

مورق عجلی میرے دوست تھے، ہم نے آپس میں عہد کرلیا تھا کہ جو پہلے مرجائے وہ اپنے دوست کے پاس خواب میں آکر اپنا حال بیان کرے۔ چنانچہ مورق فوت ہوگئے، انہیں میری بیوی نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے پاس حسب عادت آئے ہیں اور دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں، میں حسب عادت دروازہ کھول دیتی ہوں اور عرض کرتی ہوں کہ اپنے دوست کے گھر میں تشریف لائیے۔ فرماتے ہیں، کس طرح آؤں میں تو مرچکا ہوں، میں

اپنے دوست کو اللہ تعالیٰ کی مہربانی کی بشارت دینے آیا ہوں، انہیں بتا دینا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے خاص بندوں میں شامل فرما لیا ہے۔ (کتاب الروح ۶۵)

☆ بندے کے حق میں

حضرت فضیل بن عیاضؒ کو خواب میں دیکھا گیا۔ فرما رہے ہیں:
میں نے بندے کے حق میں اس کے ربّ سے زیادہ کسی کو اچھا نہیں پایا۔
(کتاب الروح ۶۷)

☆ بخشا ہوا شخص بخشی ہوئی عورت کا کفن چرا رہا ہے

قشیری کہتے ہیں (بعض صالحین نے یہ واقعہ بیان کیا ہے) کہ:

وہ کفن چور تھے۔ چنانچہ ایک عورت کا انتقال ہوا جب اس کو کفنا کر قبر تک لے گئے تو کفن چور نے بھی شرکت کی۔ وجہ یہ تھی کہ قبر کی شناخت کر کے رات کو قبر کھود کر کفن چرانے میں آسانی ہو۔ جب لوگ دفن کر کے واپس آ گئے اور رات ہوئی تو کفن چور نے قبر کو کھودا۔ جب لاش نظر آئی تو اچانک عورت بول پڑی، سبحان اللہ! ایک بخشا ہوا شخص بخشی ہوئی عورت کا کفن چرا رہا ہے۔ کفن چور حیران ہوا اور کہنے لگا اے عورت! یہ تسلیم ہے کہ تیری مغفرت ہوئی ہے لیکن میں کیسے بخشا گیا؟ عورت نے کہا اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمائی اور ان لوگوں کی بھی مغفرت فرمائی جن لوگوں نے مجھ پر نماز جنازہ پڑھی تھی، تو بھی نماز جنازہ میں شریک تھا۔ یہ سن کر کفن چور نے ارادہ ترک کر کے مٹی برابر کر دی اور پھر ایسی توبہ کی کہ صالحین کے گروہ میں اس کا شمار ہونے لگا اور لوگوں کی عبرت کے لئے یہ واقعہ خود اس نے اپنی زبان سے لوگوں کو سنایا۔ (رسالہ قشیری/موت کا جھٹکا ۲۹۳)

☆ میں غلطی پر تھا

حضرت قشیری فرماتے ہیں کہ:

ابراہیم بن شیبان اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نیک شخص میرا ہم سفر ہوا۔ راستے میں اس کا انتقال ہو گیا اور میں اس کی تجہیز و تکفین میں مشغول ہوا۔ میں نے جب اس کو غسل دینا شروع کیا تو خوف کے مارے میں نے بائیں ہاتھ سے غسل دینا شروع کر دیا۔ اس مردہ نے مجھ سے بایاں ہاتھ چھڑا کر دایاں ہاتھ بڑھا دیا۔ میں نے کہا بیٹا! تو نے سچ کہا، میں ہی غلطی پر تھا کہ بائیں ہاتھ سے شروع کر رہا تھا۔ (رسالہ قشیری/موت کا جھٹکا ۲۶۳)

☆ مردے نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا

حضرت یعقوب سوسی فرماتے ہیں کہ:

میں نے اپنے ایک مرید کی میت کو غسل دینا شروع کیا، اچانک اس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا۔ میں نے کہا بیٹا! میرا ہاتھ چھوڑ دے، میں جانتا ہوں کہ تو مرا نہیں بلکہ صرف ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا گیا ہے۔ میں نے جب یہ جملہ پورا کیا تو اس نے میرا ہاتھ اسی وقت چھوڑ دیا۔ (رسالہ قشیری/موت کا جھٹکا ۲۶۳)

☆ کیا مردہ میں زندگی لوٹ آئی

حضرت یعقوب سوسی فرماتے ہیں کہ:

مکہ میں ایک مرید میرے پاس آ کر کہنے لگا اے شیخ! میں کل ظہر کے وقت مروں گا، یہ اشرفیاں مجھ سے لے لو، ان سے تجہیز و تکفین کا سامان کر دینا۔ جب دوسرا دن آیا تو مرید آیا اور بیت اللہ کا طواف کیا اور پھر مر گیا۔ میں نے تجہیز و تکفین کا سامان کیا اور جب اس

کو قبر میں رکھا گیا تو اس نے اپنی دونوں آنکھیں کھول دیں۔ میں نے حیرت سے کہا کیا مردہ میں زندگی لوٹ آئی؟ اس نے کہا میں زندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کا ہر محبوب زندہ ہے۔

(رسالہ قشیری/موت کا جھٹکا ۲۶۴)

☆ میں نے مہربان رَبّ سے ملاقات کی

حضرت قشیری فرماتے ہیں کہ:

میں نے استاد ابوعلی دقاق کو کہتے سنا کہ ایک دن ابوعمرو بیکندی ایک کوچے سے گزر رہے تھے، دیکھا کچھ لوگ جمع ہیں اور ایک جوان شخص کو اس جگہ سے نکالنے کا ارادہ کر رہے ہیں کیونکہ وہ جوان فساد برپا کر رہا تھا۔ لوگ اس کو نکالنا چاہتے تھے اور اس کی ماں رو رہی تھی کہ میرے بیٹے پر رحم کرو۔ ابوعمرو نے لوگوں سے سفارش کی اور کہا اس مرتبہ میرے کہنے سے اس کو معاف کردو، اگر پھر فساد کرے تو نکال دینا، یہ کہہ کر وہ آگے بڑھ گئے۔ کئی دن کے بعد ابوعمرو نے اس کی ماں کو دیکھا اور لڑکے کا حال پوچھا۔ اس نے بتایا کہ اس کا انتقال ہو چکا ہے، مرتے وقت اس نے وصیت کی کہ میرے مرنے کی خبر میرے پڑوسیوں کو نہ دینا ورنہ وہ خوش ہوں گے اور میری تدفین کے بعد میرے ربّ سے سفارش کرنا۔ اس کی ماں کا بیان ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا اور جب میں اس کے لئے سفارش کر کے اس کی قبر سے چلی آئی تو قبر سے اس کی آواز آئی۔ وہ کہہ رہا تھا اماں! اب تو چلی جا، میں نے بڑے مہربان رب سے ملاقات کی۔

(رسالہ قشیری/موت کا جھٹکا ۲۶۴)

☆ موت سے پہلے تیاری کرلو

حضرت ابو محمد نجار کہتے ہیں کہ:

میں نے ایک مردہ کو نہلایا، غسل کے دوران اس نے اپنی دونوں آنکھیں کھولیں،

پھر اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ اے ابو محمد! اس پچھاڑے جانے (یعنی موت) سے پہلے تو اس کے لئے تیاری کرلے۔

(تاریخ ابن النجار/موت کا جھٹکا ۲۶۴)

☆ قبر میں عجیب منظر

حضرت یونس بن ابی الفرات فرماتے ہیں کہ:

ایک گورکن قبر کھودنے کے بعد دھوپ سے بچنے کے لئے کچھ دیر کے لئے قبر میں بیٹھ گیا، اچانک ایک ٹھنڈی ہوا پیٹھ میں محسوس ہوئی۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو ایک چھوٹا سا سوراخ نظر آیا، اس سے ہوا آرہی تھی۔ سوراخ کو کشادہ کر کے اندر جھانکا تو اس نے عجیب منظر دیکھا۔ اندر ایک بوڑھا آدمی تازہ تازہ خضاب کر کے بیٹھا ہے اور قبر تاحد نگاہ کشادہ ہو گئی ہے۔

(ابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۲۶۵)

☆ قبر سے تلاوت کی آواز

حضرت طلحہ بن عبیداللہ فرماتے ہیں کہ:

موضع غابہ میں، میں اپنی ایک جائیداد دیکھنے کے لئے گیا۔ جب رات ہوگئی تو میں عبداللہ بن عمرو بن حزام کے پاس ٹھہر گیا۔ میں نے قبر سے ایک ایسی آواز تلاوت قرآن کی سنی کہ اتنی اچھی آواز کبھی بھی نہ سنی تھی، پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا وہ عبداللہ ہے، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ اپنے نیک بندوں کی روحوں کو قبض کر کے یاقوت کی قندیلوں میں لٹکا دیتا ہے، جب رات ہوتی ہے تو ان کی روحیں ان کی قبروں میں لوٹا دی جاتی ہیں۔

(ابن مندہ وحاکم/موت کا جھٹکا ۲۴۴)

☆ حارثہ بن نعمان کی تلاوت

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

آنحضرت ﷺ نے فرمایا، میں جب سویا تو اپنے آپ کو جنت میں دیکھا، پھر میں نے ایک قاری کی آواز سنی، قرآن کی تلاوت کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ قاری کون ہے؟ جواب ملا، یہ حارثہ بن نعمان ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کذالک البر کذالک البر یعنی ماں کے ساتھ سلوک کرنے کا یہی مرتبہ ہے اور حارثہ بن نعمان بہت زیادہ اپنی ماں سے اچھا سلوک کرتے تھے۔ (نسائی/بیہقی/شرح الصدور ۲۴۴)

☆ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی قبر سے آواز آئی

حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ:

عبداللہ بن عباسؓ کی وفات طائف میں ہوئی۔ ان کے جنازہ میں، میں بھی شریک تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک سفید پرندہ آسمان سے آیا اور ان کے کفن میں داخل ہوگیا، میں نے ایسا پرندہ کبھی نہیں دیکھا تھا، کفن میں داخل ہونے کے بعد اس پرندہ کو باہر نکلتے نہیں دیکھا اور جب ابن عباسؓ قبر میں دفن کر دیئے گئے تو قبر کے گوشے سے اس آیت کی تلاوت کی آواز آئی۔

یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ (الفجر)

"اے نفس مطمئنہ اپنے ربّ کی طرف لوٹ تو اپنے ربّ سے راضی تیرا ربّ تجھ سے راضی تو خاص میرے بندوں میں داخل ہوا اور جنت میں داخل ہوا۔"

لیکن یہ معلوم نہ ہوا کہ آیت کس نے تلاوت کی تھی، پرندے کے بارے میں لوگوں نے گمان کیا کہ ابن عباسؓ کا ردِّ عمل تھا جو ان کی نعش کے ساتھ قبر میں مدفون ہوگیا، اس لئے تلاش کرنے پر بھی پرندہ نظر نہ آیا۔ (ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۲۴۸)

☆ ایک نوجوان کا واقعہ

ابن مندہ نے ابوالنصر نیشاپوری گورکن جیسے نیک آدمی سے یہ واقعہ ذکر کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ:

میں نے ایک قبر کھودی، اس کے اندر سے ایک اور قبر کھل گئی۔ میں نے دیکھا اس کے اندر ایک جوان خوبصورت، خوش لباس اور خوشبودار آدمی چار زانو بیٹھا ہوا ہے، اس کی گود میں ایک کتاب سبز حروف سے لکھی ہوئی تھی اور وہ اس کو پڑھ رہا تھا۔ اس نے مجھے دیکھ کر پوچھا، کیا قیامت واقع ہوگئی؟ میں نے کہا نہیں۔ اس پر اس نے کہا اچھا تو قبر کے ڈھیلے اس کی جگہ پر رکھ کر بند کر دے، میں نے قبر پر ڈھیلا رکھ کر بند کر دیا۔

(تاریخ بغداد/موت کا جھٹکا ۲۴۵)

☆ احمد بن موسیٰ کا واقعہ

امام یافعیؒ بیان کرتے ہیں کہ:

مشہور فقیہ اور ولی اللہ احمد بن موسیٰ جب وفات پاگئے تو ان کے گھر والے برابر سنا کرتے تھے کہ وہ سورۃ نور کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ (کفایۃ المعتقد/موت کا جھٹکا ۲۴۵)

☆ قبر میں علم کے ساتھ مشغولیت

حافظ ابوالعلا ہمدانی کا جب انتقال ہوگیا تو ان کو خواب میں دیکھا گیا کہ:

وہ ایک ایسے شہر میں ہیں جس کی تمام دیواریں کتابوں کی تھیں۔ خواب ہی میں ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ اے اللہ! جس طرح میں زندگی میں علم کے ساتھ مشغول و منہمک ہوں، اسی طرح مرنے کے بعد بھی علم ہی کے ساتھ

مشغول رکھنا۔ چنانچہ میری دعا قبول ہوئی اور اب میں اپنی قبر میں علم کے ساتھ مشغول ہوں۔ (زملکانی/موت کا جھٹکا ۲۳۵)

☆ تخت پر بیٹھا شخص قرآن پڑھ رہا تھا

بیہقی کا بیان ہے کہ:

بعض بزرگوں نے کسی جگہ زمین احد کو کھودا تو ایک طاق کھل گیا، انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے سامنے ایک قرآن شریف ہے جس میں وہ تلاوت کر رہا ہے اور اس کے آگے ایک لہلاتا ہوا چمن ہے۔ چونکہ یہ واقعہ اُحد کا تھا اور مردہ کے ایک رخسار پر زخم بھی تھا اس لئے انہوں نے پہچان لیا کہ یہ کسی شہید کی لاش ہے۔

(دلائل النبوۃ/موت کا جھٹکا ۲۶۰)

☆ قبر کی حالت سے گورکن کا بے ہوش ہونا

امام یافعی بیان کرتے ہیں کہ:

مجھ سے ایک با اعتماد گورکن نے یہ واقعہ بیان کیا کہ اس نے ایک قبر کھودی، اس کے اندر ایک آدمی نظر آیا جو تخت پر بیٹھا ہوا تھا، اس کے ہاتھ میں ایک قرآن پاک تھا جس کو وہ پڑھ رہا تھا اور اس کے نیچے ایک نہر جاری تھی۔ یہ دیکھ کر گورکن پر بے ہوشی طاری ہوگئی، لوگوں نے اس کو قبر سے نکالا اور تیسرے دن اس کو ہوش آیا۔ (روض الریاحین/موت کا جھٹکا ۲۶۰)

☆ دفن کے بعد مردہ نے کلمہ پڑھا

ابوالمغیرہ کہتے ہیں کہ میں نے معافی بن عمران کی طرح صاحب فضل کسی کو نہیں پایا۔ جب ان کو قبر میں رکھا گیا اور کلمہ کی تلقین کی گئی تو معافی نے کہا لا الٰہ الا اللہ۔

(ابن رجب/موت کا جھٹکا ۲۶۰)

☆ تیری دعا قبول ہوگئی

امام یافعی بیان کرتے ہیں کہ شیخ اسماعیل یمن کی بعض قبروں پر گزرے تو ان پر بڑا غم طاری ہوا اور بہت روئے، پھر وہ خوشی سے ہنسنے لگے۔ کسی نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ اس قبرستان کے مردوں کا حال مجھ پر منکشف ہوا۔ میں نے دیکھا کہ ان کو عذاب ہو رہا ہے، یہ دیکھ کر غم کے مارے رو دیا۔ پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے گریہ وزاری کر کے دعا کی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خوشخبری ملی کہ تیری دعا اس قبرستان کے حق میں قبول ہوگئی۔ اس پر ایک قبر کا مردہ بول اٹھا، میں بھی اس قبرستان میں ہوں اے اسماعیل! مجھے بھی اس قبولیت میں شامل کر۔ یہ سن کر مجھے ہنسی آگئی۔ (روض الریاحین/موت کا جھٹکا ۲۶۱)

☆ حضرت طاؤسؒ قبر میں غائب ہوگئے

مسلم بن جہدی کا بیان ہے کہ:

حضرت طاؤسؒ نے کہا کہ جب تم مجھے قبر میں رکھو تو پھر ایک دفعہ مجھے قبر میں دیکھ لینا۔ اگر تم مجھے قبر میں نہ پاؤ تو اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرو کہ یہ اچھی علامت ہے اور اگر تم مجھے قبر میں پاؤ تو انا للہ پڑھو کیونکہ یہ غم ناک علامت ہوگی۔ طاؤسؒ کے بیٹے نے بتایا کہ میں نے اپنے باپ کو دفن کرنے کے بعد قبر میں دیکھا تو کچھ نہ پایا اور مجھے بڑی خوشی ہوئی۔

(ابونعیم/موت کا جھٹکا ۲۵۱)

☆ ایک اور شخص کا واقعہ

حماد بن زید سے روایت ہے کہ:

اہل طغاوہ کے ایک شخص نے یہ واقعہ بیان کیا کہ ہم لوگوں نے مندل بن علی کو قبر میں دفن کر دیا، پھر میں ان کی قبر کی کسی چیز کو درست کرنے لگا تو میں نے دیکھا کہ وہ قبر میں

موجود نہیں ہے اور قبر میں کچھ نہ تھا۔ (ابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۲۵۱)

☆ عورت دفن سے پہلے غائب ہوگئی

عبدالعزیز بن رودؒ کہتے ہیں:

کہ مکہ میں ایک عورت تھی، وہ ہر روز بارہ ہزار بار تسبیح پڑھا کرتی تھی۔ جب اس کا انتقال ہوا اور اس کے جنازہ کو لے کر لوگ قبر تک پہنچے تو اس کو لوگوں کے درمیان ہی سے کسی نے اٹھا لیا یعنی وہ جنازہ سے غائب ہوگئی اور لوگ عبرت پا کر گھر لوٹے۔

(فوائد ابوالحسین/موت کا جھٹکا ۲۵۲)

☆ کرز جرجانی کا استقبال

جرجان کے ایک شخص کا بیان ہے کہ:

کرز بن وبرہ جرجانی کا جب انتقال ہوگیا تو ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ تمام قبروں کے مردے نیا لباس پہن کر اپنی قبروں پر بیٹھے ہیں اور جب ان مردوں سے پوچھا گیا کہ تم کس وجہ سے نئے لباس میں ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ کرز کی آمد ہے، اس لئے ہمیں نیا لباس پہنایا گیا ہے یعنی ان کا استقبال اور اکرام کرنے کے لئے۔

(ابونعیم/موت کا جھٹکا ۲۵۲)

☆ قبر میں ریحان

مسکین بن بکیر عجلی کہتے ہیں کہ:

جب رو دعجلی کا انتقال ہوگیا اور لوگ ان کی قبر کے پاس گئے تو قبر میں اترنے والے نے دیکھا کہ ریحان بچھایا ہوا ہے۔ ایک شخص نے قبر سے اس ریحان کا کچھ حصہ لے

لیا اور اپنے گھر لایا۔ سترہ دن تک وہ تر و تازہ رہا، صبح و شام لوگ اس شخص کے گھر ریحان دیکھنے آتے۔ لوگوں کی بھیڑ دیکھ کر اس وقت کے حاکم وقت نے اس شخص سے ریحان لے لیا۔ ریحان حاکم وقت کے گھر سے گم ہو گیا لیکن کس طرح گم ہوا یہ کسی کو معلوم نہ ہو سکا۔

(کتاب الرقة والبکاء لابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۲۵۲)

☆ چنبیلی کا گلدستہ

محمد بن خلد اودی کہتے ہیں کہ:

میری ماں کا انتقال ہو گیا، ان کو دفن کرنے کے لئے جب قبر میں اترا تو میری ماں کی قبر سے متصل جو قبر تھی اس میں ایک دراز کھل گئی۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص نیا کفن پہنے ہوئے تھا اور اس کے سینے پر چنبیلی کا تر و تازہ گلدستہ تھا، میں نے سونگھا وہ مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ میرے ساتھ دوسرے لوگوں نے بھی سونگھا، پھر میں نے اس گلدستے کو وہیں رکھ کر قبر کی دراز کو بند کر دیا اور اپنی ماں کو دفن کر کے واپس آ گیا۔ (خطیب موت کا جھٹکا ۲۵۲)

☆ سینے پر ریحان لہرا رہا تھا

جعفر سراج نے اپنے بعض شیوخ سے نقل کیا ہے کہ:

امام احمد بن حنبلؒ کے قریب ایک قبر کھل گئی، لوگوں نے دیکھا کہ اس قبر کے مردے کے سینے پر ریحان لہرا رہا تھا۔ (ابن الجوزی/موت کا جھٹکا ۲۵۲)

☆ سات لاشوں کا عجیب واقعہ

ابن الجوزی کا بیان ہے کہ:

بصرہ کا ایک ٹیلا ۲۷۶ھ میں کھل گیا۔ اس کے اندر سے سات قبریں ایک ہی جگہ پر حوض کی طرح نکل پڑیں، ان قبروں میں سات مردے دفن تھے، پتہ نہیں کب دفن ہوئے

تھے لیکن ان کے بدن بالکل صحیح سالم تھے اور ان کے کفنوں میں سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ ان میں سے ایک مردہ جو جوان تھا، سر پر کالے بال تھے، ہونٹوں پر تراوٹ تھی، ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس نے ابھی پانی پیا ہے اور آنکھیں ایسی تھی گویا ابھی سرمہ لگایا ہے، اس کے پہلو میں تلوار کا ایک گہرا زخم تھا۔ بعض لوگوں نے چاہا کہ اس نوجوان شخص کے سر کے بالوں میں سے تھوڑے سے بال لیں لیکن جب ہاتھ لگایا تو بال ایسے مضبوط تھے جیسے زندہ انسانوں کے بال ہوتے ہیں۔ پھر اسی طرح ان لاشوں کو رہنے دیا یا ان کو بند کر دیا، اس سے متعلق کچھ مذکور نہیں۔ (ابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۲۵۳)

☆ حضرت جعفرؓ جنت میں اڑ رہے ہیں

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ میں نے جعفر طیار کو دیکھا، فرشتوں کے ساتھ جنت میں اڑتے پھرتے ہیں۔ (ترمذی/موت کا جھٹکا ۲۵۴)

☆ حضرت جعفرؓ اور حضرت حمزہؓ کا واقعہ

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ:

حضور اکرم ﷺ نے ایک دن ارشاد فرمایا کہ میں آج کی رات جنت میں داخل ہوا، وہاں میں نے دیکھا کہ جعفر فرشتوں کے ساتھ اڑتے پھرتے ہیں اور حمزہؓ کو دیکھا کہ ایک تخت پر تکیہ لگائے ہوئے آرام کر رہے ہیں۔ (حاکم/موت کا جھٹکا ۲۵۴)

☆ حور بھی اس کے ساتھ جبہ میں داخل ہو گئی

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ:

ایک کالا آدمی حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ اگر میں

اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑائی لڑوں اور مارا جاؤں تو میں کہاں جگہ پاؤں گا؟ آپؐ نے فرمایا جنت میں۔ پھر وہ شخص لڑ کر شہید ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ اس کی لاش پر تشریف لائے اور فرمایا، اللہ نے تیرے چہرے کو سفید و روشن کیا اور تیرے میلے کچیلے بدن کو خوشبودار کیا۔ آپؐ نے فرمایا، میں نے اس کی جنتی بیوی یعنی حور کو دیکھا کہ اس نے اس کا اونی جبہ کھینچا اور خود بھی اس جبہ میں داخل ہو گئی۔ (حاکم/موت کا جھٹکا ۲۵۵)

☆ حور اس کے پاس بیٹھی ہوئی ہے

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ:

ایک دیہاتی مسلمان رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں شریک ہوا اور پھر شہید ہو گیا۔ حضور ﷺ اس کے سرہانے بیٹھے ہنس رہے تھے، پھر اچانک آپؐ نے اس کی طرف سے روئے مبارک پھیر لیا۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا، میرا خوش ہو کر ہنسنا اس وجہ سے تھا کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی روح کی عزت و کرامت میں نے دیکھی اور اب میں نے منہ اس لئے پھیر لیا ہے کہ اس وقت جنت کی حوروں میں سے اس کی بیوی اس کے سر کے پاس بیٹھی ہے۔ (بیہقیؒ/موت کا جھٹکا ۲۵۶)

☆ سات آدمیوں کا عجیب واقعہ

حضرت قاسم بن عثمانؒ فرماتے ہیں کہ:

میں کعبہ شریف کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے کعبہ شریف کے پاس ایک شخص کو دیکھا، اس کے قریب جا کر میں نے سنا کہ وہ صرف یہی دعا کیا کرتا تھا۔ الٰہی محتاجوں کی حاجت پوری کر دی گئی .... اور میری حاجت پوری نہیں ہوئی۔ میں نے اس سے پوچھا کیا بات ہے کہ تو اس جملہ سے زیادہ اور کچھ نہیں کہتا۔ اس نے کہا میں تمہیں اس بارہ

میں ایک واقعہ بیان کروں گا۔

واقعہ یہ ہے کہ ہم سات ساتھی تھے جو مختلف شہروں کے رہنے والے تھے۔ ہم ساتوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دشمنوں سے جنگ کی اور ہم سب گرفتار ہو گئے، پھر ہم سب کو قید کر دیا گیا اور فیصلہ ہوا کہ ہم ساتوں کو قتل کر دیا جائے۔ میں نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی تو دیکھا کہ سات دروازے کھلے ہوئے ہیں اور ہر دروازے پر ایک ایک نوجوان جنت کی حور ہے۔ اسی دوران سات قیدیوں میں سے ایک قیدی کو باہر نکال کر گردن ماری گئی۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک عورت آسمان سے اپنے ہاتھ میں رومال لئے ہوئے اتری۔ پھر اسی طرح دوسرے، تیسرے یہاں تک کہ چھ ساتھیوں کی گردنیں ماری گئیں اور چھ دروازوں کی حوریں باری باری اترتی گئیں۔ صرف میں باقی رہ گیا اور ایک دروازے پر ایک حور باقی رہ گئی۔ جب مجھے قتل کرنے کے لئے پیش کیا گیا تو دشمن کے بعض آدمیوں نے مجھے ہبہ کے طور پر قاتل سے مانگ لیا اور میری جان بچ گئی، میں شہادت کے درجے سے محروم رہ گیا۔ اسی وقت میں نے آسمان کے دروازے پر بیٹھی ہوئی اس حور کی آواز سنی، وہ کہہ رہی تھی ای شیٔ فاتک یا محروم۔ ''اے بدنصیب انسان تجھ میں کیا کمی رہ گئی کہ تو محروم ہوا'' اس کے بعد وہ آسمانی دروازہ بند ہو گیا۔

قاسم بن عثمان فرماتے ہیں کہ اس شخص نے آہ بھر کر کہا۔ اے بھائی میں اپنی محرومی و ناکامی پر حسرت کرتا ہوں کہ میرے چھ ساتھی اپنی مراد کو پہنچ گئے اور میں ہی نامراد رہ گیا، اس لئے کعبہ کے پاس بھی میرے منہ سے صرف یہی ایک دعا نکل رہی ہے جو تم نے سنی۔ قاسم بن عثمان کا کہنا ہے کہ میں اس شخص کو ان چھ آدمیوں سے بہتر جانتا ہوں کیونکہ اس نے جو کچھ دیکھا، ان لوگوں نے نہیں دیکھا اور زندہ رہ گیا تو شوق جنت میں زیادہ سے زیادہ عمل کرے گا۔ (بیہقی / شعب الایمان/ موت کا جھٹکا ۲۵۶)

☆ حضرت حمزہؓ کی قبر سے سلام کا جواب آیا

مطاف بن خالدؒ فرماتے ہیں کہ:

میری خالہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں ایک دن شہداء کی قبروں کی طرف گئی اور میں اس سے پہلے برابر جایا کرتی تھی۔ جب میں حمزہؓ کی قبر کے پاس پہنچی تو اس کے قریب ہی میں نے نماز پڑھی، اس جگہ وادی میں کوئی دوسرا شخص نہیں کہ میں پکاروں تو جواب پاؤں۔ جب میں نماز سے فارغ ہوئی تو حضرت حمزہؓ کی قبر پر جا کر میں نے سلام کیا، پھر میرے سلام کا جواب آیا، میں نے خوب اچھی طرح سنا کہ زمین کے اندر سے آواز آرہی ہے۔ اس جواب کا مجھے اسی طرح علم ہے جس طرح مجھے اس بات کا علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کیا ہے یا جیسے میں رات اور دن کو پہچانتی ہوں، اسی طرح اس آواز کو بھی میں نے پہچان لیا، میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ (بیہقی / ابن ابی الدنیا موت کا جھٹکا ۲۵۸)

☆ انگلی اٹھا کر اشارہ کیا

شیخ عبدالغفار یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:

مجھے قاضی بہاؤ الدین نے خبر دی ہے کہ وہ شیخ معین الدین جبرئیل کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ قاہرہ کی حدود میں داخل ہونے سے قبل راستہ میں شیخ معین الدین کا انتقال ہو گیا۔ جب ہم ان کی میت کو لے کر قاہرہ کے دروازے پر پہنچے تو قاہرہ والوں نے میت کو شہر میں داخل ہونے سے منع کیا۔ اس وقت شیخ معین الدین نے اپنی انگلی اٹھا کر اشارہ کیا اور ہم شہر میں داخل ہو گئے۔ (وحید/موت کا جھٹکا ۲۶۱)

☆ تم اللہ تعالیٰ سے شرم نہیں کرتے

شیخ عبدالغفار کہتے ہیں کہ مجھے ایک عالم نے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ

ایک شخص نے کسی نوجوان عورت کے ساتھ کسی قبر کے پاس بدکاری کرنی چاہی تو اس نے کہا خدا کی قسم اس جگہ کبھی بھی مجھ سے یہ نافرمانی نہیں ہو سکتی کیونکہ میں نے ایک دفعہ قبر کے پاس یہ برائی کی تھی تو فوراً قبر شق ہو گئی تھی اور قبر کے مردہ نے کہا تھا کیا تم اللہ تعالیٰ سے شرم نہیں کرتے۔

(وحید/موت کا جھٹکا ۲۶۱)

☆ رب کعبہ کی قسم شہید زندہ ہیں

شیخ عبدالغفار ہی یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:

زین الدین بوشی نے فقیہ عبدالرحمٰن نویری کے بارہ میں بیان کیا کہ وہ منصورہ میں اس وقت موجود تھے جب کہ فرنگیوں نے اس پر قبضہ کر کے مسلمانوں کو قید کر لیا تھا۔ فقیہ عبدالرحمٰن اس دن تلاوت کرتے ہوئے جب اس آیت

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون۔

(آل عمران ۱۶۹)

"اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ان کو اے مخاطب مردہ نہ سمجھ بلکہ وہ تو زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں ان کو روزی عطا کی جاتی ہے۔"

پر پہنچے تو اس آیت کو پڑھ کر شہید کر دیئے گئے۔ ان کی شہادت کے بعد ایک فرنگی ان کی لاش پر آیا، اس کے ہاتھ میں ایک برچھی تھی۔ اس نے برچھی سے ان کی لاش کو مار کر کہا اے مسلمانوں کے مذہبی رہنما کیا تو ہی کہتا تھا کہ تمہارے رب نے کہا ہے کہ تمہیں موت کے بعد رزق دیا جاتا ہے، کہاں ہے وہ رزق؟ یہ سن کر فقیہ شہید نے سر اٹھایا اور کہا رب کعبہ کی قسم شہید زندہ ہے، یہ جملہ کئی مرتبہ کہا۔ یہ سن کر وہ فرنگی اپنے گھوڑے سے اترا اور ان کے منہ کا بوسہ لیا اور اپنے غلام کو حکم دیا کہ ان کی لاش کو عزت کے ساتھ میرے شہر لے جا۔

(وحید/موت کا جھٹکا ۲۶۲)

☆ تیرے دوست زندہ ہیں

شیخ ابوسعید خرازی کہتے ہیں کہ:

میں مکہ میں تھا، باب بنی شیبہ میں ایک نوجوان شخص کو مردہ پایا لیکن جب میں نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے مجھ سے مسکرا کر کہا اے ابوسعید! کیا تجھے معلوم نہیں کہ تیرے دوست زندہ ہیں اگرچہ یہ لوگ مر گئے ہیں مگر ایک جگہ سے دوسری جگہ برابر آتے جاتے ہیں۔

(رسالہ قشیری/موت کا جھٹکا ۲۶۲)

☆ میں زندہ ہوں

قشیری کہتے ہیں کہ:

شیخ ابوعلی روزباریؒ نے اپنا واقعہ بیان کیا کہ میں نے ایک فقیر کو وفات کے بعد اس کی قبر میں رکھا اور قبر میں رکھ کر اس کے سر سے کفن کھولا، پھر اس کے سر کو مٹی پر رکھا کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی بے کسی اور غربت پر رحم آئے۔ اچانک اس نے اپنی دونوں آنکھیں کھول دیں اور مجھ سے کہا تم مجھے بے کس سمجھ رہے ہو حالانکہ میری تمناؤں کا باغ سامنے ہے۔ میں نے تعجب سے کہا میرے سردار! کیا موت کے بعد بھی زندہ ہو گئے۔ اس نے کہا ہاں میں زندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کا ہر محبوب زندہ ہے۔ میں قیامت کے دن ضرور تمہاری سفارش کر کے فائدہ پہنچانے کی کوشش کروں گا۔

(رسالہ قشیری/موت کا جھٹکا ۲۶۳)

☆ سانپ کو لاش کے ساتھ باندھ دیا گیا

ابن حجر مکی فرماتے ہیں کہ:

عبدالباسط نامی ایک شخص قاضی شہر کا چپڑاسی تھا، وہ شروع میں بہت غریب تھا مگر

اس نے ناجائز ذرائع سے بہت دولت سمیٹی۔ لیکن جب وہ مر گیا اور دفن کر دیا گیا، دفن کرنے کے بعد قبر کھل سی گئی اور ہم نے دیکھا کہ ایک زنجیر کے اندر ایک بڑے سانپ کو اس کی لاش سے باندھ دیا گیا ہے۔ ہم نے ڈر کر قبر پر مٹی ڈال دی اور عبرت لے کر گھر لوٹے۔

(زواجر/موت کا جھٹکا ۲۳۴)

☆ایک بادشاہ کا واقعہ

ابن جوزی نے روایت بیان کی ہے کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جا رہے تھے، راستہ میں کسی مردے کی کھوپڑی نظر آئی۔ آپؑ کے ساتھیوں نے درخواست کی کہ اے روح اللہ! آپؑ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اس کھوپڑی کو قوت گویائی عطا فرما دے اور یہ کھوپڑی گزرے ہوئے عجیب واقعات سنا دے، ہمیں عبرت حاصل ہوگی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ آپؑ کی دعا قبول ہوئی اور کھوپڑی بول اٹھی۔ اے روح اللہ! پوچھئے کیا پوچھتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میں آپؑ کے باتوں کا جواب دوں۔ آپؑ نے پوچھا تو اس دنیا میں کون سی شخصیت رکھتا تھا؟ کھوپڑی نے جواب دیا میں اس زمین کا بادشاہ تھا، ہزار برس زندہ رہا، ہزار اولاد مجھ سے ہوئی، ہزار شہر فتح کئے، ہزاروں لشکروں کو شکست دی اور ہزاروں بادشاہوں کو قتل کیا۔ بالآخر (اس فاتح زمانہ) کو موت آئی، میں نے اچھی طرح معلوم کر لیا کہ زہد و تقویٰ سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں اور حرص و طمع میں ہلاکت ہی ہلاکت ہے اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی رہنے میں سب سے بڑی عزت ہے۔ (موت کا جھٹکا ۲۳۵)

☆سام بن نوح کا واقعہ

وہب بن منبہ کی روایت ہے کہ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے آپؑ سے درخواست کی کہ اے روح اللہ! ہمارے دادا سام بن نوح کا دیدار کرا دیں تا کہ علم یقین حاصل ہو۔ چنانچہ آپؑ انہیں سام بن نوح کی قبر پر لے گئے اور فرمایا، اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا، وہ کھجور کے تنے کی طرح کھڑے ہو گئے۔ آپؑ نے ان سے دریافت کیا اے سام! تم کتنی مدت تک زندہ رہے؟ جواب ملا میں چار ہزار برس زندہ رہا، دو ہزار برس تعمیر میں گزارے اور دو ہزار برس آباد کرنے میں گزر گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا آپ نے دنیا کی کیا حقیقت پائی؟ سام نے جواب دیا دنیا کی حقیقت ایسی ہے جیسے ایک گھر ہو جس کے دروازے ہوں، ایک دروازے سے داخل ہوا اور دوسرے دروازے سے نکل گیا۔

☆ایک کفن چور کا عبرتناک واقعہ

ابو جعفر نے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ:

ایک شخص فقیہ کی کھیتی کی رکھوالی کیا کرتا تھا اور اپنے سر کو ہمیشہ کپڑے سے چھپائے رکھتا تھا۔ فقیہ ایک دن کھیت میں گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ کھیت کا محافظ سویا ہوا ہے اور کپڑا اس کے سر سے الگ ہوا ہے، اس کے سر کو دیکھا کہ بغیر کھال کے صرف ہڈی نظر آ رہی تھی۔ فقیہ کو حیرت ہوئی، اس کو جگایا۔ اس نے بیدار ہوتے ہی کپڑے سے اپنے سر کو چھپایا۔ فقیہ نے کہا دوست، اب اپنے سر کی حقیقت بیان کرو۔ اس نے بتایا کہ میں کفن چور تھا، ایک دفعہ ایک تاجر کی لڑکی مر گئی اور میں نے سنا کہ عمدہ کفن میں دفنائی گئی ہے۔ میں نے رات کو اس کی قبر کھودی، اچانک ایک ہاتھ نمودار ہوا اور اس نے میرے سر کی کھال ادھیڑ لی۔

پھر اس لڑکی نے کہا اے بد بخت! اللہ تعالیٰ سے ڈر اور توبہ کر، توبہ کر کے ہی تو بچ سکتا ہے۔ میں نے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بڑا احسان کیا ابھی تک زندہ ہوں اگرچہ میرے سر کی کھال جاتی رہی۔ (تاریخ ابو جعفر / موت کا جھٹکا ۲۳۵)

☆ تلقین کے لئے فرشتوں کا اترنا

محمد بن نصر صائغؒ کا بیان ہے کہ:

میرے والد نصر صائغ کو جنازوں پر نماز پڑھنے کا بڑا شوق تھا، میت سے جان پہچان ہو یا نہ ہو اس کے جنازہ میں ضرور شرکت کرتے تھے۔

میرے باپ نے مجھ سے ایک واقعہ بیان کیا کہ بیٹا! میں ایک جنازہ میں شامل ہوا، میں نے دیکھا کہ مردہ جب قبر میں رکھ دیا گیا تو دو آدمی قبر میں اترے، پھر ان دونوں میں سے ایک باہر نکل آیا اور دوسرا اندر ہی رہ گیا، لوگوں نے مٹی ڈال دی۔ میں نے لوگوں سے کہا کہ ایک زندہ شخص بھی مردے کے ساتھ قبر میں دفن ہو گیا ہے۔ لوگوں نے کہا ہم نے تو کسی زندہ کو مردہ کے ساتھ دفن ہوتے ہوئے نہیں دیکھا، تمہیں شبہ ہو رہا ہے۔ میں نے کہا نہ مجھے شبہ ہوا اور نہ ہی وہم ہوا ہے، میں نے اپنی آنکھوں سے دو آدمیوں کو قبر میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا اور پھر ان میں سے ایک کو نکلتے ہوئے دیکھا ہے۔ دوسرے لوگ تو وہاں سے مٹی ڈال کر اپنے گھروں کو لوٹ گئے اور میں وہیں ٹھہر گیا اور دل میں کہا کہ جب تک اللہ تعالیٰ اس کی حقیقت میرے دل پر منکشف نہ فرمائے گا، میں یہیں رہوں گا۔ چنانچہ میں قبر پر ٹھہرا رہا اور دس مرتبہ سورۃ یٰسین و تبارک الذی کی تلاوت کی اور رو رو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! میں نے جو کچھ دیکھا ہے، مجھ پر منکشف کر دے۔

میری گریہ و زاری اور دعا کے بعد قبر شق ہو گئی اور اس میں سے ایک شخص نکل کر

بھاگنے لگا۔ میں نے پکار کر کہا اے شخص! تجھے تیرے معبود کی قسم دیتا ہوں تو ٹھہر جا میں تجھ سے کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ میری پکار پر اس نے توجہ نہ کی۔ میں نے دوسری مرتبہ اسی طرح پکارا مگر پھر بھی اس نے توجہ نہ کی۔ آخر جب میں نے تیسری مرتبہ اس کے معبود کی قسم دے کر آواز دی تو وہ میری طرف متوجہ ہوا اور اس نے کہا تو نصر صائغ ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا کیا تو نے مجھے نہیں پہچانا؟ میں نے کہا نہیں۔ اس پر اس نے کہا ہم رحمت کے دو فرشتے ہیں، جب کوئی نیک بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے تو ہم اس کو حجت کی تلقین کے لئے آسمان سے اترتے ہیں۔ (موت کا جھٹکا ۲۴۴ / شرح الصدور)

☆ میں نے اسی سال تک لوگوں کو اس کی تعلیم دی ہے

حضرت سہیل بن عمار کا بیان ہے کہ:

میں نے یزید بن ہارون کی موت کے بعد ان کو خواب میں دیکھا۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے کہا کہ میرے پاس قبر میں دو فرشتے آئے۔ انہوں نے مجھے بٹھا کر سوال کیا تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرے نبی کون ہیں؟ یہ سن کر میں اپنی سفید داڑھی پکڑ کر مٹی جھاڑنے لگا اور میں نے کہا میں یزید بن ہارون ہوں، مجھ سے یہ سوال کیا جا رہا ہے حالانکہ میں نے اسی سال تک لوگوں کو تمہارے ان سوالوں کی تعلیم دی ہے۔ یہ سن کر ان میں سے ایک نے کہا تو نے سچ کہا، اب تو قیامت تک کے لئے میٹھی نیند سو جا، آج کے بعد تجھے کسی طرح کا رنج والم نہ ہوگا۔ یہ کہہ کر دونوں چلے گئے۔ (سلفی لالکائی / موت کا جھٹکا ۱۴۶)

☆ اللہ تعالیٰ نے مجھے صحیح جواب الہام کر دیا

حضرت ابو القاسم بن سلامہ کا بیان ہے کہ:

میرے ایک استاد کے ایک شاگرد کی وفات ہوئی تو شیخ نے اس کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ پھر شیخ نے دریافت کیا کہ قبر میں نکیرین کے ساتھ تیری کیسی گزری؟ اس نے کہا نکیرین نے مجھے قبر میں بٹھا کر سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے صحیح جواب الہام کر دیا۔ میرا جواب سن کر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا، اس کو چھوڑ دو، چنانچہ وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔

(تاریخ ابن نجار/موت کا جھٹکا ۱۴۶)

☆ کثرت سے روزے رکھنے کا صلہ

ابن جریج ؒ کا ایک دوست کہتا ہے کہ:

میں نے خواب میں دیکھا کہ مکہ کے قبرستان میں ہوں، میں نے ہر قبر پر شامیانہ تنا ہوا دیکھا مگر ایک قبر پر شامیانے کے ساتھ خیمہ بھی دیکھا اور بیری کا درخت بھی۔ میں خیمہ کے دروازے پر آیا اور سلام کر کے اندر داخل ہوا تو وہاں مسلم بن خالد زنگی کو دیکھا۔ سلام کے بعد میں نے ان سے پوچھا اے ابو خالد! یہ کیا بات ہے کہ تمام قبروں پر شامیانے ہیں مگر تمہاری قبر پر شامیانے کے ساتھ خیمہ بھی ہے اور بیری کا درخت بھی ہے۔ انہوں نے فرمایا، میں کثرت سے روزے رکھتا تھا۔ میں نے پوچھا ابن جریج ؒ کی قبر کہاں ہے؟ اور ان کا کیا مقام ہے؟ میں ان کے پاس اٹھتا بیٹھتا تھا اب میں انہیں سلام کرنا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر انہوں نے شہادت کی انگلی کو گھما کر فرمایا، ابن جریج کی قبر کہاں رکھی ان کا اعمال نامہ تو علیین میں اٹھا لیا گیا۔

(کتاب الروح ۷۵)

☆ تم نے ہمیں اپنے ہدیہ کا عادی بنا دیا ہے

بشر بن منصور کا بیان ہے کہ:

طاعون کے زمانے میں ایک شخص قبرستان آتا جاتا تھا، جنازوں میں حاضر رہتا تھا اور شام کے وقت قبرستان کے دروازے پر کھڑا ہو کر کہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ تمہاری وحشت دور فرمائے، تمہاری غربت پر رحم فرمائے، تمہاری برائیوں سے درگزر فرمائے اور تمہاری نیکیاں قبول فرمائے۔ اس کا بیان ہے کہ میں ایک دن قبرستان نہیں گیا۔ رات کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ حد نگاہ تک آدمی ہی آدمی ہیں۔ میں نے پوچھا تم کون ہو؟ بولے ہم قبرستان والے ہیں۔ پوچھا کیا کام ہے؟ بولے تم نے شام گھر جاتے وقت اپنے ہدیہ کا ہمیں عادی بنا دیا ہے۔ میں نے پوچھا کون سا ہدیہ؟ بولے دعائیں جو تم ہمارے لئے مانگا کرتے تھے۔ میں نے کہا اچھا تو میں دعائیں برابر کرتا رہوں گا۔ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے کبھی ناغہ نہیں کیا۔

(کتاب الروح ۳۲)

☆ مجھے میرے پڑوسیوں میں رسوا نہ کرو

صدقہ بن سلیمان کا بیان ہے کہ:

میرے والد فوت ہو گئے، میں ان کی قبر پر آیا اور اپنے کئے پر پشیمان ہوا، پھر میری آنکھ لگ گئی تو میں نے انہیں خواب میں دیکھا۔ فرما رہے ہیں بیٹا! میں تم سے انتہائی خوش ہوں، تمہارے عمل ہم پر پیش کئے جاتے تھے اور نیک ہوتے تھے لیکن اس قصہ میں ان سے سخت شرمندہ ہوا، مجھے میرے پڑوسیوں میں رسوا نہ کرو۔ خالد کہتے ہیں کہ پھر میں نے صدقہ سے سنا کہ سحر کو یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اے نیکوں کی اصلاح کرنے والے، اے گمراہوں کو سیدھی راہ پر لانے والے اور اے انتہائی مہربان اللہ مجھے نہ ٹوٹنے والی توبہ کی توفیق عطا فرما۔

(کتاب الروح ۳۲)

(ف) علامہ ابن قیم لکھتے ہیں کہ لفظ زیارت ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کو زیارت کی خبر ہو جاتی ہے کیونکہ اگر زیارت کئے جانے والوں کو زیارت کی خبر نہ ہوتی تو ان کے حق میں یہ کہنا کہ

فلاں نے فلاں کی زیارت کی ہے، مثلاً ہے۔ تمام لوگوں کے نزدیک زیارت کا عقلی مفہوم یہی ہے۔ علاوہ ازیں سلام سے بھی ان کے شعور کا پتہ چلتا ہے کیونکہ جنہیں سلام کرنے والوں کا شعور علم ہی نہ ہو ان پر سلام کرنا بےکار محض ہے۔ (کتاب الروح ۴۴)

☆ میرے دیدار کا لطف اٹھاؤ

احمد بن محمد بصری کہتے ہیں کہ:

میں نے امام احمد بن حنبل کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور فرمایا اے احمد! یاد ہے تم نے میری خاطر ساٹھ کوڑے کھائے تھے، میں نے کہا یاد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میں نے اپنا چہرہ تمہارے لئے مباح کر دیا ہے، اب اس کے دیدار کا لطف اٹھاتے رہو۔

(کتاب الروح ۷۲)

☆ فرشتے طوبیٰ کے درخت کے نیچے زیورات سے آراستہ کر رہے ہیں

ایک طرطوسی نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ:

اے اللہ! مجھے قبر والا دکھا تاکہ میں ان سے امام احمد کے بارہ میں پوچھوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا کیا؟ پھر میں نے دس سال کے بعد خواب میں دیکھا جیسے قبر والے اپنی قبروں سے نکل آئے ہیں اور مجھ سے ہر شخص پہلے بات کرنا چاہتا ہے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم دس سال سے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ہمیں دکھلائے اور تم ایک ایسے شخص کے بارہ میں ہم سے پوچھو جو تم سے جس وقت سے جدا ہوا ہے اسی وقت سے فرشتے طوبیٰ کے درخت کے نیچے زیورات سے آراستہ کر رہے ہیں۔ (کتاب الروح ۷۳)

☆ موسیٰ کلیم اللہ سے ملاقات کر کے آ رہا ہوں

ابوجعفر رفیق بشر بن حارث نے ایک مرتبہ حضرت معروف کرخی کو خواب میں دیکھا جیسے کہیں آ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہاں سے تشریف لا رہے ہیں۔ فرمایا، جنت الفردوس میں موسیٰ کلیم اللہ سے ملاقات کر کے آ رہا ہوں۔ (کتاب الروح ۷۳)

☆ مجھے رخصت مل گئی

ابوعبدالرحمن ساحلی کہتے ہیں، میں نے میسرہ بن سلیم کو خواب میں دیکھا اور کہا کہ آپ ایک طویل مدت تک غائب رہے۔ فرمایا، سفر بہت لمبا ہے۔ پوچھا کیا معاملہ پیش آیا؟ فرمایا رخصت مل گئی کیونکہ ہم رخصتوں پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔ میں نے کہا مجھے کیا حکم ہے؟ فرمایا اتباع سنت اور اہل اللہ کی صحبت آگ سے نجات دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے قریب کرتی ہے۔

(کتاب الروح ۷۳)

☆ آج میں تمہیں دائمی راحت بخشتا ہوں

حماد بن سلمہ نے خواب میں اپنے کسی رفیق کو دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا، مجھ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تم دنیا میں تکلیفیں اٹھاتے رہے ہو آج میں تمہیں اور تمام دکھ اٹھانے والوں کو دائمی راحت بخشتا ہوں۔

(کتاب الروح ۷۵)

☆ میرا دیدار کرتے رہو

قیصر بن عقبہ کہتے ہیں میں نے سفیان ثوری کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ آپ نے یہ شعر پڑھے۔

نظرت الی ربی عیانا فقال لی
هنیئا رضای عنک یا ابن سعید
فقد کنت قواما اذا لیل قد دجا
بعبرة محزون وقلب عمید
فدونک فاختر ای قصر تریده
وزرنی فانی منک غیر بعید

میں نے اپنے رب کو اپنے سامنے دیکھا، اس نے مجھ سے فرمایا اے ابن سعد میری رضا تمہیں مبارک ہو۔

کیونکہ تم تاریک راتوں میں تم تہجد گزار رہا کرتے تھے۔ تمہاری آنکھوں سے غم کے آنسو جاری تھے اور دل میں درد تھا۔

اب تمہیں اختیار ہے جو محل چن لو اور میرا دیدار کرتے رہو کیونکہ میں تمہارے قریب ہوں۔" (کتاب الروح ۱۸۱)

☆ تقویٰ اور پرہیزگاری

سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں

میں نے سفیان ثوری کو خواب میں دیکھا کہ جنت میں کھجور کے درخت سے اڑ کر دوسرے درخت پر جا بیٹھتے ہیں، وہاں سے اڑ کر کھجور کے درخت پر آ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں اس جیسی نعمت کے لئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنے چاہئیں۔ آپ سے پوچھا گیا کن اعمال سے جنت ملی؟ فرمایا، پرہیزگاری اور تقویٰ سے۔ پوچھا گیا علی بن عاصم کا کیا حال ہے؟ فرمایا، ہم انہیں تارے کی طرح دیکھتے ہیں۔ (کتاب الروح ۲۷۳)

☆ مجھے میرے معبود نے جنت میں گنبد عطا فرمایا ہے

شعبہ بن حجاج اور مسعر بن کدام دونوں حافظ تھے اور دونوں بڑے آدمی تھے۔

ابو احمد یزیدی فرماتے ہیں:

میں نے انہیں خواب میں دیکھا اور پوچھا ابو بسطام اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ انہوں نے فرمایا، اللہ تعالیٰ تمہیں میرے یہ شعر یاد کرنے کی توفیق دے۔

حبانی الٰهی فی الجنان بقبة
لها الف باب من لجین وجوهرا
وقال لی الرحمن یا شعبة الذی
تبحر فی جمع العلوم فاکثرا
تنعم بقربی اننی عنک ذو رضا
وعن عبدی القوام فی اللیل مسعرا
کفی مسعرا عزا بان سیزورنی
واکشف عن وجهی الکریم لینظرا
وهذا فعالی بالذین تنسکوا
ولم یالفوا فی سالف الدهر منکرا

مجھے میرے معبود نے جنتوں میں ایسا گنبد عطا فرمایا ہے جس کے ایک ہزار دروازے ہیں اور جو چاندی اور موتی کا ہے۔

اور مجھ سے مہربان اللہ نے فرمایا اے شعبہ! جو کثرت سے علوم کے جمع کرنے میں ماہر تھا۔

اب میرے پاس موج اڑا میں تجھ سے راضی ہوں اور اپنے بندے مسعر سے

بھی جو تہجد گزار تھا۔

مسعر کو یہی عزت کافی ہے کہ اسے میرا یہ دیدار حاصل ہے اور اس کے لئے میں اپنا عزت والا چہرہ کھول دیتا ہوں۔

عبادت کرنے والوں کے ساتھ میرا یہی سلوک ہے جو ماضی میں بری عادتوں کے عادی نہ تھے۔ (کتاب الروح ۲ے)

☆ خاص رفیق

کسی اللہ والے نے حضرت شبلیؒ کو خواب میں دیکھا کہ

وہ رصافہ (بغداد کا ایک محلہ) میں اس جگہ خوبصورت لباس میں تشریف فرما ہیں جہاں عام طور پر وہ بیٹھا کرتے تھے [illegible] رہتے ہیں، میں نے آپ کی طرف بڑھ کر سلام کیا اور سامنے بیٹھ کر پوچھا کہ آپ کا خاص رفیق کون ہے؟ فرمایا، جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے، سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی نگرانی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں سب سے زیادہ تیز ہے۔ (کتاب الروح ۴ے)

☆ عیسیٰ بن زاذان کا واقعہ

ابو جعفر ضریر کہتے ہیں کہ میں نے عیسیٰ بن زاذان کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ تو یہ شعر پڑھے

لو رأیت الحسان فی الخلد حولی
واکاویب معہا للشراب
یترنمن بالکتاب جمعا
یتمشین مسبلات الثیاب

تو [illegible] جلد میں تم [illegible] حوروں کو [illegible] دیکھتے [illegible] یا [illegible] ت کے [illegible]

[illegible] عورتیں ہے قرآن پڑھ رہی ہیں اور بولنے سے [illegible] ہوئی چلی [illegible]

(کتاب الروح [illegible])

☆ قبر نور سے بھر گئی

ابو غالب صاحب ابو امامہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ

ملک شام میں ایک جوان شخص کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے چچا سے کہا کہ ذرا آپ یہ بتائیے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے میری ماں کے حوالے کر دے تو میری ماں میرے ساتھ کیا برتاؤ کرے گی؟ چچا نے کہا واللہ تیری ماں تو فوراً تجھے جنت میں داخل کر دے گی۔ اس نوجوان نے کہا اللہ تعالیٰ میری ماں سے زیادہ شفیق و مہربان ہے۔ یہ کہہ کر اس کی روح پرواز کر گئی، تجہیز و تکفین کے بعد اس کو قبرستان لے گئے۔ ابو غالب کا بیان ہے کہ میں بھی اس کے چچا کے ساتھ گیا اور اس کو قبر میں اتارا۔ قبر میں رکھ کر اس پر اینٹیں برابر کر دیں، اچانک ایک اینٹ اپنی جگہ سے گر پڑی۔ اس کا چچا کود کر پیچھے ہٹ گیا، میں نے اس کی گھبراہٹ اور غیر معمولی حالت کو دیکھ کر پوچھا کیا بات ہے؟ اس کے چچا نے کہا کہ اس کی قبر جو ایک اینٹ کے گرنے سے کھل گئی تھی، میں نے اس کے اندر دیکھا کہ قبر نور سے بھر گئی ہے اور قبر تا حد نگاہ کشادہ ہو گئی ہے۔ (ابن ابی الدنیا / موت کا جھٹکا ۱۸۳)

☆ قبر بصرہ کے قبرستان سے زیادہ کشادہ

ابو بکر بن مریم سے روایت ہے کہ

بنی حضرمی کے ایک بزرگ اور صالح شخص کا واقعہ ہے کہ ان کا ایک نوجوان بھتیجا

تھا۔ وہ بے فکر نوعمروں کے ساتھ رہتا تھا۔ شیخ نبی حضرمی اس کو نصیحت کیا کرتے تھے۔ جب اس نوجوان کا انتقال ہوگیا اور تجہیز و تکفین کے بعد جب اس کے چچا نے اس کو قبر میں اتار کر اینٹیں برابر کر دیں تو چچا کو کسی معاملہ میں شک ہوا اور کچھ اینٹیں ہٹا کر قبر میں جھانکنے لگے۔ اس وقت انہوں نے دیکھا کہ اس کی قبر حد نگاہ تک قبرستان سے بھی زیادہ کشادہ ہوگئی ہے اور اس کا بھتیجا اس کے وسط میں آرام کر رہا تھا۔ یہ دیکھ کر اینٹوں کو برابر کر دیا اور اس کے گھر آکر اس کی بیوی سے پوچھا کہ وہ کون سا خاص عمل کیا کرتا تھا۔ اس کی بیوی نے کہا کہ اس کا معمول تھا کہ جب مؤذن یہ کہتا تھا۔

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمد رسول الله

تو اس کے جواب میں یہ بھی کہتا کہ

وانا اشهد بما شهدت به واكفيها من قولي عنها۔

"میں بھی اس کی گواہی دیتا ہوں جس کی تو نے گواہی دی ہے اور جو شخص اس کا انکار کرے گا میں اس کو اس کی تلقین کروں گا۔"

بالکل ہر وقت میں اس کی حالت سے منا کرتی تھی۔

(ابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۱۸۴)

کعبہ کی تصویر سامنے تھی

حضرت شریک بن عبداللہ کا بیان ہے کہ:

کوفہ میں ایک شخص کا انتقال ہوگیا۔ میں نے اس کی نماز پڑھی اور اس کو دفن کرنے کے لئے قبر میں اتارا۔ اس کو دفن کر کے اس کی اینٹوں کو برابر کر دیا۔ پھر اچانک ایک اینٹ اپنی جگہ سے سرک گئی اور قبر کھل گئی۔ میں نے دیکھا کہ کعبہ کی تصویر سامنے تھی اور طواف کی جگہ پر۔۔۔ سامنے قبر میں دور سے دور تک نظر آئی۔ (موت کا جھٹکا ۱۸۴)

میرا رب اللہ ہے

حضرت ضحاک کا بیان ہے کہ:

میرے چند بھائی تھے جن میں سے ایک بھائی کا انتقال ہوگیا، جب مجھے خبر ملی تو میں فوراً جنازہ میں شرکت کے لئے پہنچا لیکن میرے پہنچنے سے قبل لوگ اس کو دفن کر چکے تھے۔ میں اپنے بھائی کی قبر پر آیا اور میں نے کان لگا کر سنا تو میرے بھائی کی آواز آئی، وہ کہہ رہا تھا میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے۔ (کتاب الروضہ/موت کا جھٹکا ۱۴۶)

دست درازی سے روکنے کا اثر

حضرت زید بن محمد حسن بن امیر المومنین فرماتے ہیں کہ:

میری ایک بہن تھی جس کے تین لڑکے تھے۔ ان میں ایک لڑکے کا جب انتقال ہوا تو میں نے اس کو خواب میں دیکھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ موت کے بعد تجھ پر کیا گزری؟ اس نے جواب دیا کہ میری بخشش ہوگئی۔ میں نے پوچھا کہ تیری بخشش کا کیا سبب ہوا؟ اس نے کہا ایک دن میرے گھر پر ایک سائل سوال کرنے آیا تھا، اس نے گھر کی طرف ایک پتھر کا ٹکڑا پھینکا تھا، جس سے گھر کی منڈیر ٹوٹ گئی تھی۔ میرے دونوں بھائی گھر سے نکلے اور سائل کو مارنے کے لئے دوڑے۔ میں بھی گھر سے باہر آیا اور اپنے دونوں بھائیوں کو اس سائل پر دست درازی کرنے سے روک دیا۔ میرا یہ عمل اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہوا اور میری بخشش ہوگئی۔

زید بن محمد کہتے ہیں کہ میں خواب سے بیدار ہوا تو اپنی بہن کے گھر گیا اور دیکھا جس طرح میں نے خواب میں دیکھا تھا، اسی طرح منڈیر ٹوٹی ہوئی پڑی تھی۔ میں نے بہن سے دریافت کیا کہ اس کو کس نے توڑ دیا تو انہوں نے بالکل وہی واقعہ بیان کیا جو خواب میں

اس نے مجھے بتایا تھا۔ (موت کا جھٹکا ۱۵۶)

☆ اللہ تعالیٰ تجھ پر قبر میں آسانی کرے

حضرت جعفر بن سلیمان کا بیان ہے کہ:

ایک شخص کسی میت کے جنازہ میں شریک ہوا اور اس کو قبر میں اتارتے وقت اس نے کہا وہ ذات خداوندی جس نے جنین (پیٹ کے بچہ) پر اس کی ماں کے شکم میں آسانی کر دی، وہ اس چیز پر قدرت رکھتی ہے کہ تجھ پر قبر میں آسانی کر دے۔ چنانچہ اس کی قبر کشادہ ہو گئی۔ (ابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۱۸۵)

☆ وہ آخرت کے لئے غمگین رہا کرتے تھے

حضرت ابن سیرین کی وفات پر بعض لوگوں کو انتہائی صدمہ ہوا۔ انہوں نے آپ کو خواب میں انتہائی اچھی حالت میں دیکھا اور پوچھا کہ:

آپ کا حال دیکھ کر مجھے بڑی مسرت ہوئی، حسن بصری کا حال بیان کیجئے۔ فرمایا، وہ مجھ سے ستر درجہ اور اونچے ہیں۔ میں نے پوچھا کیوں؟ ہم تو آپ کو افضل سمجھتے تھے۔ فرمایا، وہ آخرت کے لئے غمگین رہا کرتے تھے۔ (کتاب الروح ۶۵)

☆ لوگوں سے جان پہچان کم کرو

سفیان بن عیینہ نے حضرت سفیان ثوریؒ کو خواب میں دیکھا اور کہا وصیت فرمائیے۔ فرمایا، لوگوں سے جان پہچان کم کرو۔ (کتاب الروح ۶۵)

☆ حسن ظن

عمار بن سیف فرماتے ہیں کہ:

میں نے حسن بن صالح کو خواب میں دیکھا اور کہا کہ میں تو آپ سے ملنے کا خواہش مند تھا، اپنے حالات بتائیے؟ فرمایا، خوش ہو جاؤ، میں نے اللہ تعالیٰ سے حسن گمان جیسا کوئی عمل نہیں پایا۔ (کتاب الروح ۶۵)

☆ تم میرے لئے دعا کرتے تو اچھا ہوتا

ضیغم بن عابد کو کسی نے خواب میں دیکھا۔

فرما رہے ہیں تم نے میرے لئے دعا نہیں کی۔ دیکھنے والے نے معذرت کی۔ فرمایا، اگر تم میرے لئے دعا کرتے تو اچھا ہوتا۔ (کتاب الروح ۶۶)

☆ قبر میں قابل رشک حالت ہوگی

رابعہ بصریؒ کو کسی نے خواب میں دیکھا:

کہ مہین ریشمی کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور دبیز ریشمی دوپٹہ ہے۔ آپ کو کمبل کے ایک جبے اور دوپٹہ میں دفن کیا گیا تھا۔ دیکھنے والے نے پوچھا تمہارا کمبل والا کفن کیا ہوا؟ فرمایا، مجھ سے اتار کر اس کے بدلے یہ لباس پہنا دیا گیا ہے اور اسے لپیٹ کر اس پر مہر کر دی گئی اور علیین میں رکھ دیا گیا تاکہ قیامت کے دن مجھے اس کا ثواب ملے۔ انہوں نے پوچھا کیا آپ اسی غرض سے دنیا میں اعمال کرتی تھیں۔ فرمایا، میرے خیال میں اولیاء کرام کا یہی اکرام نہیں ہے۔ پوچھا عبدہ بنت ابی کلاب کا کیا حال ہے؟ فرمایا، اللہ کی قسم وہ تو ہم سے بلند درجوں کی طرف پہل کر گئیں۔ پوچھا کیوں؟ لوگوں کی نگاہوں میں تو آپ زیادہ عبادت گزار تھیں۔ فرمایا، وہ دنیا میں جس حال میں بھی تھیں، انہیں کوئی پرواہ نہ تھی۔ پوچھا ابو مالک (ضیغم) کا کیا حال ہے؟ فرمایا، جب چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی زیارت کر لیتے ہیں۔ پوچھا بشر بن منصور کا کیا حال ہے؟ فرمایا، واہ واہ انہیں تو حق تعالیٰ نے امیدوں سے زیادہ عطا فرما

دیا ہے۔ درخواست کی کہ تقریب کا کوئی عمل بتا دیں؟ فرمایا، کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی رہو اس سے قبر میں تمہاری قابل رشک حالت ہوگی۔ (کتاب الروح ٦٦)

☆ اللہ تعالیٰ نے ہر عیب پر پردہ ڈال دیا ہے

عبدالعزیز بن سلیمان عابد کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ:

جسم پر سبز کپڑے ہیں اور سر پر موتیوں کا تاج ہے۔ پوچھا کیا حال ہے؟ موت کیسی رہی اور کیا دیکھا؟ فرمایا، موت کی شدت و بے قراری نہ پوچھو مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت نے ہر عیب پر پردہ ڈال دیا ہے اور اپنے فضل ہی سے ہماری خاطر مدارت کی۔ (کتاب الروح ٦٦)

☆ دائمی مسرت مل گئی

صالح بن بشیر فرماتے ہیں:

میں نے عطاء سلمی کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کیا آپ مرے نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ پوچھا موت کے بعد کیا معاملہ پیش آیا؟ فرمایا، اللہ کی قسم میں زبردست بھلائی کی طرف اور بخشنے والے اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچ گیا۔ پوچھا کیا آپ دنیا میں ہر وقت فکر مند نہیں رہا کرتے تھے؟ مسکرا کر فرمایا، اللہ کی قسم اس کے بدلے میں مجھے دائمی راحت و مسرت مل گئی ہے۔ پوچھا اب آپ کہاں ہیں؟ فرمایا، انبیاء، اولیاء اور شہیدوں کے ساتھ ہوں۔

(کتاب الروح ٦٦)

☆ میں جنت کے باغ میں ہوں

عاصم مجدری کو ان کے کسی عزیز نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کیا آپ مر نہیں گئے تھے؟ فرمایا کیوں نہیں۔ پوچھا اب آپ کہاں ہیں؟ فرمایا، اللہ کی قسم میں جنت کے باغ میں ہوں، میں اور میرے ساتھی جمعہ اور جمعرات کی صبح کو بکر بن عبداللہ مزنی کے پاس جمع

ہوتے ہیں اور تمہارے حالات معلوم کرتے ہیں۔ پوچھا جسموں کے ساتھ یا صرف روحیں جمع ہوتی ہیں۔ فرمایا، جسم تو بوسیدہ ہو چکے ہیں، صرف روحیں ملتی ہیں۔

(کتاب الروح ٦٧)

☆ میری پیشانی کو نور بخش دیا گیا

مرہ ہمدانی لمبے لمبے سجدے کیا کرتے تھے جن سے ان کی پیشانی پر مٹی کے نشانات نمایاں ہو گئے تھے۔ آپ کو آپ کے کسی عزیز نے خواب میں دیکھا کہ:

آپ کے سجدہ کی جگہ انتہائی روشن تارے کی طرح جگمگا رہی ہے۔ پوچھا آپ کے چہرے پر یہ جگمگاہٹ کیسی ہے؟ فرمایا، مٹی کے نشانات کی وجہ سے میری پیشانی کو نور بخش دیا گیا۔ پوچھا آخرت میں آپ کا کیا درجہ ہے۔ فرمایا، بہترین منزل نصیب ہوئی ہے اور ایسا گھر جس سے اس کے رہنے والے نہ منتقل ہوں گے اور نہ مریں گے۔ (کتاب الروح ٦٧)

☆ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی اطاعت کے پاس ڈھونڈو

ابو یعقوب قاری فرماتے ہیں کہ:

میں نے خواب میں ایک گندم گوں اور لمبا شخص دیکھا جس کے پیچھے بہت سے لوگ تھے، پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ اویس قرنی ہیں۔ آخر میں بھی ان کے پیچھے ہو لیا اور درخواست کی کہ کچھ وصیت فرمائیں، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ آپ نے مجھے غور سے دیکھا۔ میں نے کہا میں ہدایت کا متلاشی ہوں، میری رہنمائی فرمائیے، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ آخر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی اطاعت کے پاس ڈھونڈو اور گناہوں کے پاس اس کا عذاب ہے، ان سے بچو اور اس کے درمیان اپنی امیدیں اللہ تعالیٰ سے نہ کاٹو، پھر آپ مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ (کتاب الروح ٦٧)

☆ ذکر کی مجلسیں

ابن سمان فرماتے ہیں کہ

میں نے مسعر کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ کے نزدیک کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا، ذکر کی مجلسیں۔ (کتاب الروح ۶۸)

☆ نمازِ تہجد

اجلح" کہتے ہیں کہ:

میں نے سلمہ بن کہیل کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ نے کون سا عمل افضل پایا؟ انہوں نے فرمایا، نمازِ تہجد۔ ((کتاب الروح ۶۸)

☆ اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونا

ابوبکر بن مریم کہتے ہیں کہ:

میں نے وفا بن بشیر کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کیا حال ہے؟ فرمایا، ہر مشقت سے نجات مل گئی ہے۔ میں نے پوچھا کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا، اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونا۔ (کتاب الروح ۶۸)

☆ مجھے میری نیکیاں اور برائیاں دکھائی گئیں

موسیٰ بن وراد کہتے ہیں کہ:

میں نے عبداللہ بن ابی حبیبۃ کو خواب میں دیکھا۔ وہ فرما رہے ہیں کہ مجھے میری نیکیاں اور برائیاں دکھائی گئیں، میں نے اپنی نیکیوں میں انار کے وہ دانے بھی دیکھے جو زمین پر گرے ... تھے اور میں نے انہیں اٹھا کر کھا لیا تھا اور برائیں میں ریشم کے وہ ڈورے بھی

دیکھے جو میری ٹوپی میں تھے۔ (کتاب الروح ۶۸)

☆ توکل جیسا کوئی عمل نہیں پایا

سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ:

ایک دفعہ عبداللہ بن سلام اور سلمان فارسی میں ملاقات ہوئی اور دونوں میں یہ طے ہوا کہ جو پہلے مر جائے، اپنی حالت کی اطلاع دے۔ دونوں نے یہ بھی کہا کہ زندوں اور مردوں کی روحوں کی ملاقات ہوتی ہے اور نیک لوگوں کی روحیں جنت میں ہیں؟ جہاں چاہتی ہیں آتی جاتی ہیں۔ آخر ان میں سے ایک فوت ہو گیا اور دوسرے سے خواب میں مل کر کہا اللہ تعالیٰ کے توکل پر قائم رہو اور خوش ہو جاؤ، میں نے توکل جیسا کوئی عمل نہیں پایا۔

(کتاب الروح ۶۳)

☆ استغفار سب سے افضل عمل

عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ:

میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا جیسے آپ کسی باغ میں ہیں اور آپ نے مجھے چند سیب دیئے ہیں۔ میں نے پوچھا آپ نے کون سا عمل افضل پایا؟ فرمایا، استغفار۔ میں نے اس خواب کی تعبیر لی کہ میرے بیٹے ہوں گے۔ (کتاب الروح ۶۴)

☆ اب میں ستایا ہوں

مسلمہ بن عبدالمالک نے عمر بن عبدالعزیزؒ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ امیر المومنین کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ وفات کے بعد آپؒ کو کیا حالات پیش آئے؟ فرمایا، اے مسلمہ اب میں فارغ ہوا ہوں، اللہ کی قسم اب میں ستایا ہوں۔ پوچھا اب آپؒ کہاں

ہیں؟ فرمایا، جنت عدن میں ہدایت یافتہ اماموں کے ساتھ ہوں۔ (کتاب الروح ۶۴)

☆ توکل اور قصر امل

صالح براد فرماتے ہیں

میں نے زرارہ بن اوفی کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، آپ سے کیا پوچھا گیا اور آپ نے کیا جواب دیا؟ آپ نے مجھ سے منہ پھیر لیا۔ میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا، اپنے جود و کرم سے مجھ پر مہربانی فرمائی۔ میں نے پوچھا اور ابوالعلاء بن یزید مطرف کے بھائی کے ساتھ؟ فرمایا، وہ تو بلند درجوں میں ہیں۔ میں نے پوچھا آپ کے نزدیک کون سے عمل افضل ہیں؟ فرمایا، توکل اور قصر امل۔ (کتاب الروح ۱۶۴)

☆ بڑی مشکل کے بعد مغفرت ہوئی

شہر بن حوشبؒ سے مروی ہے کہ

صعب بن جثامہؓ اور عوف بن مالکؓ کے درمیان دوستی تھی۔ صعبؓ نے عوف سے کہا، میرے دوست! ہم میں سے جو کوئی پہلے وفات پائے اس کو چاہئے کہ اپنے زندہ ساتھی کو خواب میں دکھائی دے۔ عوفؓ نے تعجب سے پوچھا، کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ صعبؓ نے کہا ہاں۔ اتفاقاً صعبؓ کا انتقال پہلے ہو گیا۔ عوفؓ نے انکو خواب میں دیکھا اور پوچھا تمہارے ساتھ کیا سلوک ہوا؟ صعبؓ نے جواب دیا کہ بڑی مشکل سے میری مغفرت ہوئی۔ عوفؓ نے صعبؓ کی گردن پر ایک سیاہ داغ بھی خواب میں دیکھا، اس داغ کی حقیقت دریافت کی۔ صعبؓ نے کہا یہ داغ اس وجہ سے ہے کہ میں نے دس اشرفیاں فلاں یہودی سے بطور قرض لیں تھیں، وہ اشرفیاں میرے گھر پر ترکش میں موجود ہیں، تم جا کر وہ اشرفیاں یہودی کو

دے دینا۔ صعبؓ نے یہ بھی کہا کہ میرے گھر پر میرے مرنے کے بعد جو حادثہ بھی ہوا اس کی خبر مجھ کو مل گئی۔ یہاں تک کہ کئی دن قبل ایک بلی مر گئی تھی، اس کی بھی خبر مجھ کو ہو چکی ہے اور یہ بھی جان لو کہ میری بیٹی آج سے چھٹے دن انتقال کر جائے گی۔ اس کے ساتھ تم لوگ اچھا برتاؤ کرنا۔

عوف کا بیان ہے کہ جب صبح ہوئی تو میں صعبؓ کے گھر گیا، اس کے ترکش کو اتار کر دیکھا تو اس میں دس اشرفیاں موجود تھیں۔ میں نے یہودی کو بلوا کر پوچھا کیا صعبؓ کے ذمہ تیرا کچھ باقی ہے؟ اس نے کہا، صعبؓ پر اللہ تعالیٰ رحم کرے وہ رسول اللہ ﷺ کے اچھے ساتھی تھے، انہوں نے دس اشرفیاں مجھ سے لی تھیں۔ یہ سن کر میں نے دس اشرفیاں ہمیانی میں بندھی ہوئی اس کے حوالے کر دیں تو اس یہودی نے کہا، واللہ بعینہٖ یہ اشرفیاں اسی حالت میں ہیں، جس حالت میں انہوں نے لی تھیں۔ گھر والوں سے پوچھا کہ صعبؓ کی موت کے بعد کیا حادثہ ہوا؟ تو انہوں نے سب حادثے یہاں تک کہ بلی کی موت کا حادثہ بھی سنایا۔ میں نے پوچھا ان کی بیٹی ہے؟ یہ سن کر ان کی بیٹی کو لوگ لائے۔ میں نے کہا اس سے اچھا سلوک کرنا، چنانچہ لڑکی چھٹے دن مر گئی۔ (موت کا جھٹکا ۳۰۹ / کتاب الروح ۵۳)

☆ ہمارے ساتھ افطار کرنا

ابن عمرؓ اور کثیر بن صلتؒ سے مروی ہے کہ:

عثمان غنیؓ ایک دن صبح کو اٹھے اور بیان کیا کہ میں نے حضور ﷺ کو آج رات خواب میں دیکھا۔ حضور ﷺ نے خواب میں مجھ سے فرمایا کہ اے عثمان! تم ہمارے ساتھ افطار کرنا اور ہمارے ساتھ جمعہ میں شریک ہونا۔ اس دن حضرت عثمانؓ روزہ کی حالت میں تھے اور اسی حالت میں شہید کئے گئے۔ (موت کا جھٹکا ۳۱۰)

☆تم نہیں جانتے تمہاری امت نے تمہارے بعد کیا کیا خرابیاں پیدا کی ہیں

حسین بن حارجہؓ کہتے ہیں:

جب امت میں پہلا فتنہ (بزمانہ عثمانؓ) آیا تو میں بڑی کشمکش میں مبتلا ہوا۔ چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے خدا! تو مجھ کو وہ امر دکھا دے جس پر میں قائم رہوں۔ میری دعا قبول ہوئی اور میں نے خواب میں دیکھا دنیا و آخرت سامنے ہے ان دونوں کے درمیان ایک دیوار ہے جو زیادہ لمبی نہیں تھی، میں اس دیوار کے نیچے تھا۔ میں نے سوچا اس دیوار کے نیچے ذرا جا کر دیکھوں کہ بہادر شہیدوں کا کیا حال ہے اور ذرا ان سے آخرت کا حال معلوم کروں۔ چنانچہ میں ایک لمبے درخت کے پاس پہنچا، وہاں کئی آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا شہداء کہاں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا، ذرا تو بلند درجات کی طرف آگے بڑھ۔ میں ایک درجہ آگے بڑھتا ہوں تو ایک خوبصورت اور کشادہ جگہ ملی اور اچانک وہاں حضرت محمد ﷺ سے ملاقات ہوئی، وہیں پر حضرت ابراہیمؑ بھی تھے۔ حضور ﷺ حضرت ابراہیمؑ سے کہنے لگے۔ اے ابراہیمؑ! آپ میری امت کے لئے مغفرت کی دعا کیجئے۔ حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا اے محمدؐ! تم نہیں جانتے کہ تمہاری امت نے تمہارے بعد کیا کیا خرابیاں کی ہیں، آپس میں خون خرابہ کیا اور اپنے امام کو قتل کر ڈالا۔ امت نے اس فساد کے موقعہ پر ایسا کیوں نہ کیا جیسا کہ سعدؓ نے کیا۔

حضرت حسین بن خارجہؓ کہتے ہیں، جب میں بیدار ہوا تو میں نے جی میں کہا، خدا کی قسم میں نے ایسا خواب دیکھا ہے کہ اس سے میری پریشانی دور ہو جائے گی۔ میں نے قصد کیا کہ حضرت سعدؓ کے گھر جاؤں اور ان کے ساتھ رہوں۔ چنانچہ میں نے حضرت سعدؓ

کے پاس آ کر خواب بیان کیا۔ وہ سن کر بہت خوش ہوئے اور کہا وہ شخص بڑا خوش نصیب ہے جس کے دوست حضرت ابراہیمؑ ہوئے۔ میں نے پوچھا اے سعدؓ! آپ اس فساد کے دوران کس گروہ کے ساتھ ہیں؟ انہوں نے کہا میں کسی کے ساتھ بھی نہیں ہوں۔ پھر میں نے پوچھا کہ میں کیا کروں؟ انہوں نے پوچھا کیا تمہاری بکریاں ہیں؟ میں نے کہا نہیں۔ اس پر انہوں نے کہا تو کوئی سامان خرید لے اس کو لے کر گزر بسر کر اور فتنہ ختم ہونے تک تمام لوگوں سے بے تعلق ہو جا۔ (موت کا جھٹکا ۳۱۱)

☆قتل حسینؓ کا صدمہ

سلمیٰ بیان کرتی ہیں کہ

میں ام سلمہؓ کے یہاں گئی تو دیکھا کہ وہ رو رہی ہیں، میں نے رونے کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ رو رہے ہیں اور آپؐ کے سر اور داڑھی کے بالوں میں خاک ہے۔ میں نے پوچھا اے اللہ کے رسولؐ! آپؐ کو کیا صدمہ ہوا کہ یہ حال ہے۔ آپؐ نے فرمایا، ابھی ابھی میں قتل حسینؓ پر مطلع ہوا اس لئے یہ صدمہ ہے۔ (موت کا جھٹکا ۳۱۲)

☆میرا ہاتھ شل ہو گیا ہے

معمر کہتے ہیں، ہمارے ایک استاد نے یہ واقعہ بیان کیا کہ:

ایک عورت رسول کریم ﷺ کی ایک بیوی کی خدمت میں آ کر کہنے لگی تم میرے واسطے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ کو متحرک کر دے کیونکہ میرا ہاتھ شل ہو گیا ہے۔ حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ نے ہاتھ کے شل ہونے کی وجہ پوچھی۔ اس عورت نے بیان کیا میرے والدین میں سے میرا باپ بہت مالدار اور نیکی کرنے والا تھا اور میری ماں اتنی غریب

تھی کہ اس نے کچھ بھی خیر خیرات نہیں کی۔ میری ماں نے صرف اس قدر صدقہ کیا کہ ایک دفعہ ہمارے یہاں گائے ذبح ہوئی تھی اور اس کی تھوڑی سی چربی ایک مسکین کو دی تھی اور اسی مسکین کو ایک کپڑا بھی دیا تھا۔ جب میرے ماں باپ کا انتقال ہو گیا اور میں نے اپنے باپ کو دیکھا کہ ایک نہر پر بیٹھے ہوئے لوگوں کو پانی پلا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا ابا کیا آپ نے میری ماں کو دیکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔

چنانچہ میں اپنی ماں کی تلاش میں نکلی۔ میں نے اپنی ماں کو اس حال میں پایا کہ ننگی کھڑی ہے، صرف وہی کپڑا اس کے بدن پر ہے جو مسکین کو اس نے دیا تھا۔ اس چربی کو اپنے ایک ہاتھ میں لے کر دوسرے ہاتھ میں مارتی ہے اور اس کا جو نشان ہاتھ پر پڑتا ہے اس کو چاٹتی ہے اور کہتی ہے ہائے پیاس، ہائے پیاس۔ میں نے کہا اماں کیا میں پانی پلاؤں؟ ماں نے کہا ہاں۔ پھر میں اپنے باپ کے پاس گئی، وہاں سے ایک برتن لے کر ماں کو پانی پلایا، ماں کے پاس ایک آدمی کھڑا تھا، جب پانی پلانے کا اس کو علم ہوا تو اس نے کہا، جس نے اس کو پانی پلایا ہے، اس کا ہاتھ خدا شل کر دے۔ میں خواب سے بیدار ہوئی تو میرا ہاتھ شل ہو چکا تھا۔ (موت کا جھٹکا ۳۱۲)

☆ کیا تم نے ابن صیفی کے اشعار نہیں سنے

ابن خلکان اور امام یافعیؒ نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ:

شیخ نصیر الدین بلخیؒ جو اہل سنت میں سے تھے، کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا اے امیر المومنین! آپؓ نے مکہ فتح کیا تو یہ اعلان کیا کہ جو شخص ابو سفیانؓ کے گھر میں داخل ہوگا وہ امن میں رہے گا اور ابو سفیانؓ کی اولاد کا یہ حال ہے کہ آپؓ کے صاحبزادے حضرت حسینؓ کو قتل کر کے ماتم برپا کر دیا۔

حضرت علیؓ نے جواب میں فرمایا، شاید تو نے ابن صیفی کے اشعار نہیں سنے ہیں۔ میں نے کہا جی نہیں، میں نے نہیں سنے۔ آپؓ نے فرمایا کہ ابن صیفی کے اشعار سن لے۔ میں خواب سے بیدار ہو کر ابن صیفی کے گھر گیا اور خواب کا قصہ بیان کیا۔ میرا خواب سن کر ابن صیفی چیخ کر زار زار رویا اور کہا، خدا کی قسم وہ اشعار میں نے اب تک کسی کو نہیں سنائے ہیں۔ آج ہی رات کو میں نے یہ اشعار کہے ہیں، جس کے بارے میں حضرت علیؓ نے تمہیں حکم دیا ہے۔

وما ملكنا وكان العفو منا سجية
فلما ملكتم سال بالدم ابطح
وحللتم قتل الاسار اوطالما
غدونا على الاسرى بعفو ونصفح
وحسبكم هذا التفاوت وبيننا
وكل اناء بالذى فيه يرشح

"جب ہم نے قدرت پائی تو عفو و درگزر ہماری عادت ہوئی جب تم نے قابو پایا تو پتھریلی زمین پر خون بہہ گیا تم نے قیدیوں کو قتل کرنے کو حلال جانا اور ہم نے بار با قیدیوں کے ساتھ عفو و درگزر کا برتاؤ کیا، ہمارے اور تمہارے درمیان یہی فرق کافی ہے ہر برتن سے وہی چیز ٹپکتی ہے جو اس کے اندر ہوا کرتی ہے۔"

(موت کا جھٹکا ۳۱۲)

☆ امید نہیں تھی لیکن ربّ نے مہربانی کر دی

حضرت عبداللہ بن عائذ ثمالیؓ صحابی رسول کی موت کا وقت قریب آیا تو عفیف بن حارث نے ان سے درخواست کی کہ:

آپؒ موت کے بعد مجھ سے ملاقات کر کے حالات کی خبر دیں۔ جب عبداللہؒ کی
وفات ہوگئی تو ایک مدت کے بعد عفیف نے ان کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا، آپ کا
کیا حال ہے؟ عبداللہؒ نے کہا ہم کو نجات کی امید نہیں تھی لیکن رب نے مہربانی کر دی اور
ہمارے گناہ بخش دیئے اور ہم کو نجات دی۔ بڑی مصیبتوں کے بعد نجات ہوئی، ہاں احراض
کی نجات نہیں ہوئی۔ عفیفؒ نے پوچھا احراض کون لوگ ہیں؟ عبداللہؒ نے بتایا کہ احراض وہ
لوگ ہیں جو برائی میں مشہور و معروف ہوئے اور لوگ ان کی طرف اشارہ کر کے کہتے تھے کہ
وہ برا ہے۔ (کتاب الروح ۶۲/موت کا جھٹکا ۳۱۵)

☆ سلام کا پیغام

ابوالزاہریہؒ کہتے ہیں کہ:

عبدالاعلیٰ بن عدیؒ جب ابن ابی ہلال خزاعی کی عیادت کو گئے تو گزارش کی کہ
میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو سلام کہنا اور اگر ہو سکے تو وفات کے بعد تم مجھ سے
ملاقات کر کے اس کی اطلاع دینا۔ ابن ابی ہلالؒ کا جب انتقال ہو گیا تو اس کی بیوی جو کہ
ابوالزاہریہؒ کی بہن تھی، نے اپنے خاوند کو خواب میں دیکھا۔ خاوند نے کہا میری بیٹی تین دن
کے بعد مجھ سے ملے گی اور کیا تو عبدالاعلیٰؒ کو جانتی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ اس پر ابن
ہلالؒ نے کہا کہ عبدالاعلیٰؒ کا پتہ معلوم کر کے اس سے یہ کہہ دینا کہ میں نے اس کا سلام
رسول اللہ ﷺ کو پہنچا دیا ہے۔ چنانچہ ابن ہلالؒ کی بیوی نے اپنے بھائی ابوالزاہریہؒ کو
اس کی خبر دی اور اس نے اس پیغام کو عبدالاعلیٰؒ تک پہنچا دیا۔ (موت کا جھٹکا ۳۱۴)

☆ خوف کی فضیلت

یحییٰ بن ایوبؒ کہتے ہیں:

دو آدمیوں نے آپس میں عہد کیا کہ جو پہلے مرے گا وہ موت کے بعد کے حالات
سے اپنے زندہ ساتھی کو مطلع کرے گا۔ جب ان میں سے ایک کا انتقال ہو گیا تو اس کے زندہ
ساتھی نے خواب میں اس کو دیکھا اور دریافت کیا کہ حضرت حسنؒ کا کیا حال ہے؟ اس نے
جواب دیا کہ حسنؒ تو جنت میں بادشاہ کی طرح ہیں، ہر شخص ان کی عزت کرتا ہے۔ پھر
دریافت کیا ابن سیرینؒ کا کیا حال ہے؟ جواب دیا ابن سیرینؒ بھی جنت میں ہیں اور جس
چیز کی ان کو خواہش ہوتی ہے وہ فوراً پاتے ہیں مگر حسنؒ اور ابن سیرینؒ کے درمیان درجات میں
بڑا فرق ہے۔ پھر دریافت کیا کہ حضرت حسنؒ کو یہ بلند مرتبہ کس وجہ سے ملا؟ جواب دیا کہ
خوف الٰہی کی زیادتی کی وجہ سے ان کو یہ درجہ ملا ہے۔ (ابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۳۱۶)

☆ رات کی نماز کا درجہ

ابن اجلحؒ کہتے ہیں:

میرے باپ نے سلمہ بن کہیلؒ سے کہا کہ اگر تمہاری وفات مجھ سے پہلے ہو اور تم
کو اس بات پر قدرت ہو کہ میرے خواب میں آ کر آخرت کے حالات کی خبر دو تو ضرور دینا۔
پھر سلمہ کا انتقال میرے باپ سے پہلے ہو گیا۔ میرے باپ کو اجلحؒ نے بتایا کہ بیٹا میں نے
سلمہ کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ سلمہ کیا تم مرے نہیں ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ
موت کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ کو زندہ کر دیا۔ پھر میں نے پوچھا تم نے اللہ تعالیٰ کو کیسا پایا؟
انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اپنے رب کو بڑا رحیم پایا۔ میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ کا
تقرب حاصل کرنے کے لئے کون سا عمل سب سے زیادہ افضل ہے؟ انہوں نے جواب دیا
رات کی نماز سب سے بہتر نظر آئی۔ پھر میں نے پوچھا تم نے آخرت کو کیسا پایا؟ انہوں نے
کہا بہت آسان پایا لیکن تم بھروسہ کر کے عمل میں کوتاہی نہ کرنا۔ (موت کا جھٹکا ۳۱۶)

☆ اللہ تعالیٰ کی شانِ رحیمی

حضرت ابن عباس بن عبدالمطلبؓ کہتے ہیں کہ:

عمر بن الخطابؓ میرے دوست تھے۔ جب عمرؓ کی وفات ہو گئی تو میں نے برابر سال بھر تک دعا کی کہ حضرت عمرؓ کو خواب میں دیکھ لوں۔ چنانچہ میں نے ان کو خواب میں دیکھا کہ اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا اے امیر المومنین! تمہارے ساتھ تمہارے رب نے کیا برتاؤ کیا؟ عمرؓ نے جواب دیا کہ میں سال بھر کے بعد اب فارغ ہوا ہوں۔ اگر خدا تعالیٰ کی رحمت شامل حال نہ ہوتی تو قریب تھا کہ میرا تخت ٹوٹ کر مجھ کو لے گرتا۔ (موت کا جھٹکا ۳۱۶)

☆ دس سال تک مسلسل دعا کے بعد حضرت عمرؓ کا دیدار

سالم بن عبداللہؒ کہتے ہیں:

انصار کا ایک شخص مجھ سے بیان کر رہا تھا کہ اس نے دس سال تک مسلسل دعا کی کہ حضرت عمرؓ کا دیدار خواب میں ہو جائے۔ چنانچہ اس کی آرزو پوری ہوئی۔ اس نے حضرت عمرؓ کو خواب میں دیکھا کہ اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھ رہے ہیں۔ اس نے عمرؓ سے پوچھا کہ آپؓ کا کیا حال ہوا؟ جواب دیا کہ اگر میرے رب کی رحمت شامل حال نہ ہوتی تو میں ہلاک ہو چکا ہوتا۔ (موت کا جھٹکا ۳۱۷)

☆ ابھی حساب کتاب سے چھٹکارا پایا ہے

عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں:

مجھ کو ہر چیز سے زیادہ اس بات کی خواہش تھی کہ حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد

حال معلوم کروں۔ چنانچہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک محل ہے۔ میں نے پوچھا یہ کس کے لئے ہے؟ مجھ کو جواب ملا کہ یہ عمرؓ کے واسطے ہے۔ پھر اچانک حضرت عمرؓ اس محل سے نکلے، ان کے بدن پر ایک چادر تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا گویا ابھی ابھی غسل کر کے آ رہے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا آپؓ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اگر خدا کی مغفرت شامل نہ ہوتی تو میرا پایہ ٹوٹنے ہی کو تھا۔ میں نے پوچھا آپؓ پر کیا گزری؟ انہوں نے پوچھا تم سے جدا ہوئے کتنی مدت ہوئی؟ میں نے کہا بارہ سال۔ انہوں نے کہا میں ابھی میں نے حساب و کتاب سے چھٹکارا پایا ہے۔ (موت کا جھٹکا ۳۱۷)

☆ دین خونریزی نہیں سکھاتا

مطرفؒ نے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد ان کو خواب میں دیکھا کہ ان پر سبز کپڑے ہیں۔ مطرفؒ نے پوچھا اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے آپؓ کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا؟ جواب دیا کہ بہت اچھا برتاؤ کیا۔ پھر پوچھا کہ کون سا دین بہتر ہے؟ جواب دیا، دین قیم بہتر ہے جو خونریزی نہیں کرتا۔ (موت کا جھٹکا ۳۱۷)

☆ عمر بن عبدالعزیزؒ ائمہ ہدیٰ کی جماعت میں

محمد بن نصر حارثیؒ کہتے ہیں کہ:

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی وفات کے بعد ان کو مسلمہ بن عبدالملکؒ نے خواب میں دیکھا اور پوچھا اے امیر المومنین! کاش مجھ کو معلوم ہو جاتا کہ وفات کے بعد آپؒ کا کیا حال ہوا؟ عمر بن عبدالعزیزؒ نے جواب میں کہا کہ ابھی مجھ کو حساب سے فراغت ہوئی ہے اور ابھی میں نے راحت نہیں پائی ہے۔ پھر دریافت کیا آپؒ کہاں ہیں؟ جواب دیا کہ ائمہ ہدیٰ کے ساتھ جنت میں داخل ہو گیا ہوں۔ (موت کا جھٹکا ۳۱۸)

☆ شہداء کے ہم نشین

محمد بن سیرینؒ کہتے ہیں:

کثیر بن افلح جنگ حرہ میں قتل ہوئے تھے۔ میں نے ان کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ کیا تم قتل نہیں ہوئے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں میں قتل ہو چکا ہوں۔ پھر میں نے دریافت کیا کہ مرنے کے بعد تمہارا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا اچھا ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ کیا تم شہداء میں شمار ہوئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں، مسلمان جب باہم جنگ کر کے مارے جاتے ہیں تو وہ شہید نہیں ہوتے بلکہ شہیدوں کے ہم مجلس ہوتے ہیں۔ (موت کا جھٹکا ۳۱۸)

☆ جنت میں کئی خیمے لگے ہوئے ہیں

ابو میسر عمر بن شرجیلؒ کہتے ہیں کہ:

میں نے خواب میں دیکھا گویا میں جنت میں داخل ہوا ہوں اور کئی خیمے لگے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کس کے لئے ہیں؟ جواب ملا، ذی الکلاع کے لئے اور حوشب کے لئے جو کہ معاویہؓ کے ساتھ تھے۔ پھر میں نے پوچھا عمارؓ اور ان کے ساتھیوں کی منزل کہاں ہے؟ جواب ملا ان کی منزل اور آگے ہے۔ میں نے پوچھا یہ لوگ تو آپس میں لڑ کر مرے تھے، یہ کیوں جنت میں ہیں؟ جواب ملا، اللہ تعالیٰ نے مغفرت کر دی۔ پھر میں نے خوارج کے بارے میں پوچھا تو جواب ملا انہوں نے سختی پائی ہے۔ (موت کا جھٹکا ۳۱۸)

☆ تقویٰ زندہ جاوید ہے

ابن ابی الدنیا کی روایت ہے، ابو بکر خیاطؒ کہتے ہیں:

میں نے خواب میں دیکھا، گویا میں قبرستان گیا اور وہاں دیکھا کہ قبروں کے مردے اپنی قبروں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے سامنے ریحان ہے۔ اچانک معروف کرخیؒ ان کے درمیان کھڑے ہو کر آتے جاتے ہیں۔ میں نے معروفؒ سے پوچھا، اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کیا تمہاری وفات ہو چکی ہے؟ انہوں نے کہا، ہاں میں وفات پا چکا ہوں، پھر شعر پڑھا:

موت التقی حیاۃ لانفاد لہا

قد مات قوم وہم فی الناس احیاء

"متقی کی موت حیاتِ جاوید ہے متقیوں کی جو جماعت مر چکی ہے وہ ہمیشہ لوگوں میں زندہ رہے گی۔" (موت کا جھٹکا ۳۱۸)

قبر کے اندر کا حال قبر والا جانتا ہے

سلمہ بصریؒ کہتے ہیں:

میں نے یزیغ بن مسورؒ جو کہ بڑے عبادت گزار، موت کو کثرت سے یاد کرنے والے اور ریاضت کرنے والے تھے، خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تم نے کیسی جگہ پائی؟ انہوں نے کہا قبر کے اندر کا حال قبر والا جانتا ہے یا اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ (موت کا جھٹکا ۳۱۹)

☆ بڑا آسان برتاؤ پایا

بشر بن مفضلؒ کہتے ہیں:

میں نے بشر بن منصورؒ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اے ابو محمد! تمہارے ساتھ تمہارے رب نے کیا برتاؤ کیا؟ انہوں نے جواب دیا، میں نے جس شدت و سختی کا تصور کیا تھا، اس سے کہیں آسان میں نے برتاؤ پایا۔ شدت کے تصور کی وجہ سے میں بہت ہی خوفزدہ رہا کرتا تھا، معاملہ آسان ہو گیا۔ (موت کا جھٹکا ۳۱۰)

☆ میں خیر کی طرف گیا

حفص مرہبیؒ کہتے ہیں:

میں نے داؤد طائیؒ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اے ابو سلیمانؒ! تم نے خیر کو کیسا پایا؟ انہوں نے جواب دیا، آخرت میں وسیع المرتبت پایا۔ میں نے پوچھا تم کس طرف گئے؟ انہوں نے کہا، الحمد اللہ میں خیر کی طرف گیا۔ میں نے دریافت کیا تم کو سفیان سعدؒ کا بھی علم ہے؟ وہ تو خیر اور اہل خیر سے بڑی محبت رکھتے تھے۔ انہوں نے مسکرا کر کہا ہاں خیر اس کو اہل خیر کے درجہ تک لے گیا۔ (موت کا جھٹکا ۳۱۹)

☆ تمام اعمال کا ثواب مل گیا

عقبہ بن ضمرہؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ:

ضمرہؓ نے اپنی پھوپھی کو خواب میں دیکھا اور پوچھا تم کیسی ہو؟ انہوں نے کہا میں بخیر ہوں اور مجھے اپنے عمل کی جزا پورے طور پر دی گئی، یہاں تک کہ میں نے تھوڑی سی ترکاری اور دودھ کسی کو پلایا تھا، اس کا ثواب بھی مجھ کو مل گیا۔ (موت کا جھٹکا ۳۱۹)

☆ آیۃ الکرسی کی فضیلت

حضرت حسنؒ کا بیان ہے کہ:

ایک شخص کا انتقال ہوا، اس کے بھائی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا تم نے کس عمل کو افضل پایا؟ اس نے کہا قرآن کو۔ پھر پوچھا قرآن کا کون سا حصہ؟ اس نے کہا آیۃ الکرسی کو۔

ابو امامہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے ہر فرض نماز کے بعد

آیۃ الکرسی پڑھی وہ مرتے ہی جنت میں جائے گا۔ (نسائی/موت کا جھٹکا ۳۱۹)

☆ ذاتِ الٰہی اصل مقصود ہے

عبدالملک لیثیؒ کہتے ہیں:

میں نے عامر بن قیس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا تم نے کیا دیکھا؟ انہوں نے کہا خیر۔ میں نے پوچھا سب سے افضل کون سا عمل پایا؟ جواب دیا، ہر وہ شے جس سے مقصود اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی مرضیات ہو۔ (ابن ابی الدنیا/کتاب الروح ۹۹/موت کا جھٹکا ۳۲۰)

☆ یقین و خیر خواہی کی فضیلت

ابو عبداللہؒ کہتے ہیں:

میں نے اپنے چچا کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا، وہ کہہ رہے تھے۔ دنیا دھوکہ کی جگہ ہے اور آخرت عمل کرنے والوں کے لئے سرور کی جگہ ہے۔ یقین محکم اور مسلمانوں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خیر خواہی کے برابر کسی چیز کو نہیں دیکھا۔ تو معمولی نیکی کو بھی حقیر نہ جان اور تو عمل اس طرح کر جیسے ایک قصوروار شخص کرتا ہے کہ ہر وقت ڈرتا رہتا ہے۔

(ابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۳۲۰)

☆ پرہیزگاری کی برتری

اصمعیؒ کہتے ہیں کہ:

میں نے یونس بن عبیدؒ کے ساتھیوں میں ایک بصری بزرگ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تو کہاں سے آیا ہے؟ اس نے کہا یونس طبیب کے پاس سے آرہا ہوں۔ میں نے پوچھا یونس طبیب جو بڑے فقیہ تھے ان کو کس حال میں پایا؟ اس نے کہا میں نے ان کو سرخ ریشمی لباس کے ساتھ دیکھا اور جنت کی کنواری عورتیں ان کے ساتھ ہیں۔ ان انعامات کی

وجہ سے یونس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور یہ انعامات ان کو اس وجہ سے ملے کہ ان کی پرہیزگاری بہت درست تھی۔ (ابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۳۲۰، شرح الصدور ۱۲۱)

☆ ادائے قرض کی وصیت

میمون کردیؒ کہتے ہیں کہ:

میں نے عروہ بزازؒ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا، انہوں نے مجھ کو وصیت کی کہ فلاں سقہ کا ایک درہم مجھ پر قرض ہے، وہ درہم میرے گھر کی طاق میں رکھا ہے، تم جا کر ادا کرو۔ جب صبح ہوئی تو میں نے سقہ سے ملاقات کر کے پوچھا تو اس نے بتایا کہ ہاں ایک درہم میرا ان کے پاس ہے، چنانچہ میں عروہ بزازؒ کے گھر گیا اور طاق سے درہم لے کر ادا کر دیا۔ (ابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۳۲۰)

☆ لا الٰہ الا اللہ کا ورد

کوفہ کے ایک شخص کا بیان ہے کہ:

میں نے سوید بن عمر کلبیؒ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا اے سوید! تم بڑی اچھی حالت میں ہو، اس کی کیا وجہ ہوئی؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں لا الٰہ الا اللہ بکثرت پڑھا کرتا تھا، تم بھی اس کو بکثرت پڑھا کرو۔ (ابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۳۲۰)

☆ اطاعت کی کرامت

ابن عیسیٰ بن ابی مریم قزوین کے رہنے والے تھے اور بڑے صالح تھے۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ:

میں چاندنی رات میں مسجد گیا اور نماز پڑھی، تسبیح و دعاء کے بعد آنکھ جھپکی اور سو گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جماعت ہے اور انسانوں میں سے وہ معلوم نہیں ہو

رہی ہے، ان کے ہاتھوں میں طباق تھے اور ان پر چار روٹیاں سفید برف کی طرح ہیں اور ہر روٹی پر ایک موتی ہے انار کی طرح۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ لے کھا، میں نے کہا میں روزہ رکھوں گا۔ انہوں نے کہا اس گھر کے مالک کا حکم ہے کہ تو کھا لے، چنانچہ میں نے وہ کھالیا اور میں وہ موتی اٹھانے لگا۔ انہوں نے کہا تو اس موتی کو چھوڑ دے، ہم تیرے لئے ایک درخت لگا دیں گے جس میں اس موتی سے اچھے پھل پیدا ہوں گے۔ میں نے پوچھا وہ درخت کہاں لگاؤ گے؟ انہوں نے کہا ایسے گھر میں جو اجاڑ نہ ہوگا، پھل ایسے ہوں گے جو خراب نہ ہوں گے، ملک ایسا ہوگا جو کبھی ختم نہ ہوگا اور ایسے کپڑے ہوں گے جو کبھی بوسیدہ نہ ہوں گے۔ وہاں رضائے الٰہی سے مالا مال ہوں گے اور ایسی بیویاں ہوں گی جن سے آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ اب تجھ پر لازم ہے کہ اپنے موجودہ گھر سے جلد کوچ کرتا کہ دوسرے گھر میں پہنچ جائے، موجودہ دنیا تو ایک نیند کی مانند ہے، جلد ختم ہونے والی ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ ابن عیسیٰؒ کا اس خواب کے دو ہفتہ بعد ہی انتقال ہو گیا۔ اسی رات میں نے ان کو خواب میں دیکھا، وہ کہہ رہے تھے، اے سری! کیا تو تعجب نہیں کرتا کہ جس دن میں نے تجھ سے بیان کیا تھا اسی دن میرے لئے درخت لگایا گیا تھا اور آج وہ پھل بھی دے رہا ہے۔ میں نے پوچھا کون سا پھل اس میں پیدا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا یہ مت پوچھ کہ اطاعت گزار پر اللہ تعالیٰ کا کتنا کرم ہوا کرتا ہے۔

(ابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۳۲۱)

☆ معرفت کی فضیلت

اسمٰعیل بن عبداللہ بن میمونؒ کہتے ہیں:

میں نے علی بن محمدؒ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا تم نے کس عمل کو افضل پایا؟

انہوں نے کہا معرفت کو۔ میں نے پھر پوچھا، اس آدمی کے حق میں تم کیا کہتے ہو جو ڈینگ مار کر خبریں بیان کرتا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں فخر کرنے والوں کو مبغوض رکھتا ہوں۔ (ابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۳۲۲)

☆ فضیلت سنت و مذمت بدعت

عبدالوہاب بن یزید کندیؒ کہتے ہیں۔

ابوعمر ضریرؒ کو میں نے خواب میں دیکھا اور پوچھا، اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ انہوں نے کہا مجھ پر رحم فرمایا، مجھ کو بخش دیا۔ میں نے پوچھا تم نے کس چیز کو افضل اور کس چیز کو برا پایا؟ انہوں نے کہا سنت کو افضل پایا اور قدری، جبری، معتزلہ کی بدعتوں کو بدتر پایا۔ (ابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۳۲۲)

☆ موت کی تلخی

ایاسؒ کہتے ہیں کہ:

میں نے ابوالعلاء یزید بن عبداللہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا تم نے موت کا مزہ کیسا پایا؟ انہوں نے کہا بڑا تلخ۔ پھر میں نے پوچھا تم کس مقام میں پہنچے؟ کہا میں جنت کے روح و ریحان میں ہوں اور میرا رب مجھ سے راضی ہے۔ پھر پوچھا، تمہارے بھائی مطرفؒ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ اپنے یقین کی وجہ سے مجھ سے بلند مقام پر پہنچ گئے۔ (ابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۳۲۳)

☆ دعا کے فوائد

بعض صالحین کہتے ہیں کہ:

میں نے اپنے ایک بھائی کو خواب میں دیکھا اور پوچھا تیرا کیا حال ہوا جس وقت تو اپنی قبر میں رکھا گیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایک شخص آگ کا شعلہ لئے ہوئے میری طرف بڑھا، وہ تو خیر ہوئی کہ ایک شخص نے میرے لئے دعا کی جس کی وجہ سے آگ لے کر وہ پلٹ گیا، ورنہ وہ مارنے ہی والا تھا۔ (ابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۳۲۴)

☆ محمد بن منکدرؒ کی فضیلت

محمد بن منکدرؒ کہتے ہیں:

میں نے خواب دیکھا گویا مسجد نبویؐ میں داخل ہوا ہوں اور لوگ ایک شخص کے گرد روضہ مبارک کے پاس جمع ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ ایک ایسا شخص ہے کہ مرنے کے بعد آخرت سے آیا ہے تاکہ لوگوں کو مردوں کی خبر دے۔ میں ان کے قریب گیا تو دیکھا کہ وہ صفوان ابن سلیمؒ تھے اور لوگ ان سے پوچھ رہے تھے اور وہ جواب دے رہے تھے۔ پھر صفوان نے کہا کیا یہاں کوئی ایسا بھی ہے جو مجھ سے محمد بن منکدرؒ کا حال پوچھے؟ یہ سن کر میں آگے بڑھا اور کہا فرمایئے، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ چنانچہ صفوان نے کہا، اللہ تعالیٰ نے محمد بن منکدرؒ کو جنت میں داخل کیا، اس کو فلاں فلاں نعمتیں دیں، وہ ہمیشہ ان سے خوش ہوتے رہیں گے، کبھی موت نہ آئے گی۔ (ابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۳۲۴)

☆ سفیان ثوریؒ کی فضیلت

ابوکریمہؒ کہتے ہیں کہ:

ایک شخص میرے پاس آ کر کہنے لگا کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا جنت میں داخل ہوا ہوں اور اس کے ایک باغ میں جب پہنچا تو دیکھا کہ وہاں ایوبؒ، یونسؒ، ابن عونؒ، اور تیمیؒ موجود تھے۔ میں نے ان لوگوں سے پوچھا سفیانؒ کہاں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا

کہ ہم سفیان" کو اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح ستاروں کو دیکھتے ہیں، وہ بڑے اونچے مقام پر ہیں۔ (ابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۳۲۴)

☆موتیوں کی بارش

ابن مہدیؒ نے خواب میں سفیان ثوریؒ کو دیکھ کر پوچھا کیا برتاؤ ہوا؟ کہا معمولی حساب کے بعد جنت میں گیا اور مجھ سے کہا گیا کہ تو نے اپنی جان پر اللہ تعالیٰ کو ترجیح دی، اس کے بعد مجھ پر موتیوں کی بارش کی گئی۔ (ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۲۴)

☆جنت میں اڑ رہے تھے

دوسری روایت میں ہے کہ:

سفیان ثوریؒ کے دو پر نظر آئے جن سے جنت میں اڑتے تھے، وجہ بتائی کہ ورع کی وجہ سے یہ مرتبہ ملا۔ (موت کا جھٹکا ۳۲۵)

☆ایک قدم پل صراط پر اور دوسرا جنت میں

کسی نے سفیان ثوریؒ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا اللہ تعالیٰ نے کیا کیا؟ فرمایا، میں نے ایک قدم پل صراط پر رکھا اور دوسرا جنت میں۔ (موت کا جھٹکا ۳۲۵)

☆حسن بصریؒ کا مقام

مالک بن دینارؒ کہتے ہیں:

میں نے خواب میں محمد بن واسعؒ اور محمد بن سیرینؒ کو جنت میں دیکھا، ان سے پوچھا کہ حسن بصریؒ کہاں ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ وہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ہیں۔

(ابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۳۲۵)

☆ہماری مغفرت ہوگئی

یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ:

میں نے محمد بن یزید واسطی کو خواب میں دیکھا اور پوچھا، اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بخش دیا۔ میں نے پوچھا کس وجہ سے بخش دیا؟ انہوں نے کہا، ابو عمر بصریؒ کی ایک مجلس جمعہ کے دن بعد عصر منعقد ہوئی تھی۔ میں بھی شریک ہوا تھا، انہوں نے جب دعا کی تو ہم نے آمین کہی، اسی وجہ سے ہماری مغفرت ہوگئی۔ (ابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۳۲۵، شرح الصدور ۱۲۲)

☆ہم نجات پا گئے

عقبہ بن ابی شبیبؒ کہتے ہیں:

میں نے خلید بن سعید کو خواب میں دیکھا اور ان کی وفات ہو چکی تھی۔ میں نے خواب میں ان سے پوچھا، تمہارا کیا انجام ہوا؟ انہوں نے کہا ہمیں نجات کی کوئی امید نہیں تھی لیکن ہم نجات پا گئے۔ (ابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۳۲۵)

☆قاضی یحییٰ بن اکثم

محمد بن سالم خواص صالحؒ کہتے ہیں کہ:

میں نے یحییٰ بن اکثم قاضیؒ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ انہوں نے جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے سامنے کھڑا کر کے فرمایا، اے شیخ سوء، اگر تیرا بڑھاپا نہ ہوتا تو میں تجھے آگ میں جلاتا۔ یہ سن کر مجھے اس طرح حیاء اور خوف طاری ہوگیا جیسے ایک غلام کو اپنے آقا کی ڈانٹ پر ہوتا ہے، میں

خوف سے بے ہوش ہوگیا اور جب مجھ کو افاقہ ہوا تو پھر اسی طرح خدا تعالیٰ نے تین بار فرمایا اور میں ہر بار بے ہوش ہوتا رہا۔ تیسری بار جب مجھے افاقہ ہوا تو میں نے خدا تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے رَبّ تو نے حدیث قدسی میں اپنی جو شان بیان کی ہے وہ دوسری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اگرچہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے لیکن حکم پاکر میں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے انس بن مالکؓ سے فرمایا اور حضور ﷺ سے جبرائیل امینؑ نے بیان کیا اور جبرائیلؑ سے تو نے بیان فرمایا ہے جو بندہ اسلام میں رہ کر بوڑھا ہوتا ہے اس کو عذاب دیتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔ یہ سن کر خدا تعالیٰ نے فرمایا تو نے سچ کہا اور حکم دیا کہ یحییٰ بن اکثمؒ کو جنت میں لے جاؤ۔ (موت کا جھٹکا ۳۲۶)

☆ میں اپنے رَبّ کا کلام برابر سنتا ہوں

ابوبکر فزاریؒ کہتے ہیں، مجھ کو یہ روایت پہنچی ہے کہ:

امام احمد بن حنبلؒ کی وفات کے بعد ان کے بعض ساتھیوں نے ان کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اے احمدؒ! اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ امام احمدؒ نے جواب دیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے سامنے مجھ کو کھڑا کر کے فرمایا۔ اے احمدؒ! تو نے بڑی سخت ضربیں برداشت کیں، پھر بھی تو برابر یہی اعلان کرتا رہا کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور غیر مخلوق ہے۔ میری عزت کی قسم، میں تجھے اپنا کلام قیامت تک برابر سناؤں گا، چنانچہ میں اپنے رَبّ کا کلام برابر سنتا ہوں۔ (ابن عساکر فی تاریخ دمشق/موت کا جھٹکا ۳۲۶)

☆ میں اپنے رَبّ کے دیدار سے مشرف ہوتا ہوں

محمد بن عوفؒ کہتے ہیں:

میں نے محمد بن مصفی حمصیؒ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا تم

کس طرف گئے۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں خیر اور بھلائی کی طرف گیا اور مزید برآں میں ہر روز اپنے رَبّ کے دیدار سے مشرف ہوتا ہوں۔ میں نے یہ سن کر کہا آپؒ سنت کے شیدائی دنیا میں بھی رہے اور آخرت میں بھی سنت آپؒ کے ساتھ ہے۔ یہ سن کر محمد بن مصفی حمصیؒ مسکرا دیئے۔ (ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۲۶)

☆ فرشتوں کے درمیان میری بزرگی بیان کر

محمد بن مفضلؒ کہتے ہیں:

میں نے منصور بن عمارؒ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے سامنے مجھ کو کھڑا کر کے فرمایا۔ تو دنیا سے بڑا اختلاط رکھتا تھا، پھر بھی میں نے تجھ کو اس لئے بخش دیا کہ تو میری محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا تھا۔ اب تو کھڑا ہو اور میرے فرشتوں کے درمیان میری بزرگی بیان کر جس طرح دنیا میں کیا کرتا تھا۔ اس کے بعد میرے لئے ایک کرسی لائی گئی اور میں نے اس پر بیٹھ کر فرشتوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کی۔

(ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۲۶)

☆ اس کے لئے کرسی رکھو تا کہ آسمان میں میری بزرگی بیان کرے

ابوالحسن شعرانیؒ کہتے ہیں کہ:

میں نے منصور بن عمارؒ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے کہا کہ جب میں پیش ہوا تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا کیا تو ہی منصور بن عمار ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ پھر فرمایا کیا تو ہی لوگوں کو دنیا سے بے رغبتی کی تلقین کیا کرتا

تھا اور تو خود دنیا کی طرف راغب تھا۔ میں نے عرض کیا یہ بات ضرور مجھ سے ہوئی لیکن میری
عادت یہ بھی تھی کہ جب کوئی مجلس منعقد کرتا تو میں پہلے تیری حمد بیان کرتا، اس کے بعد رسولؐ
برحق کی تعریف کرتا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا، سچ کہا منصور نے اس کے لئے ایک کرسی
رکھو تا کہ آسمان میں میری بزرگی بیان کرے جس طرح دنیا میں میرے بندوں کے سامنے
اس نے میری بزرگی بیان کی تھی۔ (ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۲۷)

☆میں نے تجھے کیوں بخش دیا

منصور بن عمارؒ کے بیٹے سلیمؒ کہتے ہیں:

میں نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا
برتاؤ کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اپنے بہت قریب بلا لیا اور فرمایا اے
شیخ سوء! تو جانتا ہے کہ میں نے تجھے کیوں بخش دیا؟ میں نے عرض کیا نہیں اے خدا مجھ کو
معلوم نہیں کہ مجھ کو کیوں بخش دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تو نے ایک مجلس منعقد کی اور تو نے
اپنے وعظ سے لوگوں کو رلایا یہاں تک کہ ایک بندہ ایسا بھی تھا جو میرے خوف سے کبھی نہیں
رویا تھا، وہ بھی تیری بات سن کر رو دیا۔ چنانچہ میں نے اس شخص کو بھی بخش دیا اور تمام مجلس
اس کے حوالے کر دی کہ ان کو بخشوائے اور وہ تمام لوگ تیرے لئے بھی ہبہ کر دیئے گئے کہ تو
اپنے ساتھ بخشوائے۔ (ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۲۷)

☆علم اور حدیث شریف کی فضیلت

ابو یحییٰ مستملیؒ کہتے ہیں کہ:

میں نے ابو ہمامؒ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ ان کے سر پر
قندیلیں روشن تھیں۔ میں نے پوچھا اے ابو ہمامؒ تم نے ان قندیلوں کو کس وجہ سے پایا؟

انہوں نے جواب دیا کہ فلاں قندیل فلاں حدیث کے ذریعے میں نے حاصل کی۔ ان
حدیثوں میں حوض کوثر اور حدیث شفاعت بھی تھیں۔ (ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۲۷)

☆جراح بن عبداللہؒ کا استقبال کرو

یمن کی ایک عورت کا بیان ہے:

میں نے رجاء بن حیوۃ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کیا تم
مرے نہیں ہو؟ انہوں نے کہا، ہاں میں مر چکا ہوں لیکن تمام جنتیوں میں اعلان کیا گیا کہ تم
لوگ جراح بن عبداللہؒ کا استقبال کرو، اس لئے میں آیا ہوں۔ یہ خواب جراحؒ کی موت
آنے سے قبل ہی اس عورت نے دیکھا تھا، اس کے بعد جراح بن عبداللہ کی خبر آئی کہ
آذربائیجان میں شہید ہو گئے۔ جب وقت کا اندازہ کیا گیا تو اسی دن ان کی شہادت ہوئی
تھی، جس رات عورت نے خواب دیکھا تھا۔ (ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۲۹)

☆ہر شعر کے بدلے تیرا درجہ بلند کرتا رہوں گا

ثور بن یزید شامی کہتے ہیں کہ:

میں نے کمیت بن یزید کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا
کیا؟ انہوں نے جواب دیا، مجھے بخش دیا۔ پھر میرے لئے ایک کرسی رکھی گئی اور حکم ہوا کہ میں
خوشی کے اشعار پڑھوں، میں نے اشعار پڑھنے شروع کئے اور جب اس شعر کو میں نے پڑھا:

حنانیک رب الناس من ان یغرنی
کما غرهم شراب الحیوة المصرد

"اے رب میں تیری رحمت کی پناہ چاہتا ہوں کہ جس طرح زندگی کی قلیل
متاع نے لوگوں کو دھوکا دیا، اس طرح مجھ کو دھوکا نہ دے۔"

تو میرے رَبّ نے فرمایا، اے کیت! بے شک تجھ کو اس چیز نے دھوکا نہ دیا جس چیز نے لوگوں کو دھوکہ دیا تھا۔ میں نے تجھ کو بخش دیا کیونکہ میری مخلوق میں جو برگزیدہ ہیں تو نے ان کے حق میں سچ کہا اور تو نے محمدؐ اور آلِ محمدؐ کی تعریف میں جو اشعار کہے ہیں، ان میں سے جو شعر قیامت تک لوگ پڑھا کریں گے، میں ہر شعر کے عوض میں ایک درجہ تیرے لئے بلند کرتا رہوں گا۔ (ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۲۹)

☆ مجھے بخش کر میرے سر پر تاج رکھا

امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں کہ:

میں نے امام شافعیؒ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ انہوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا، میرے سر پر تاج رکھا اور میرا نکاح کر دیا اور پھر میرے رَبّ نے فرمایا کہ یہ اس وجہ سے ہے کہ تو نے علم کی دولت پائی لیکن اس پر فخر نہ کیا۔ (ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۲۹)

☆ یہاں آ کر سب کچھ جان لو گے

سفیان بن عیینہؒ کہتے ہیں کہ:

میں نے سفیان ثوریؒ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کیا آپ مجھ کو کوئی وصیت کریں گے؟ انہوں نے جواب دیا، میری وصیت یہ ہے کہ تم لوگوں سے خلط ملط کم کرو۔ میں نے مزید وصیت کی خواہش کی تو کہا تم عنقریب یہاں آ کر سب کچھ جان لو گے۔

(ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۲۸)

☆ سورج غروب ہونے سے قبل مجھے بخش دیا گیا

ابو ربیع زہرانیؒ کہتے ہیں کہ:

مجھ سے ایک پڑوسی نے بیان کیا کہ میں نے ابن عوفؒ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ پیر کے دن سورج ابھی غروب نہ ہوا تھا کہ میرا نامہ اعمال پیش کر کے مجھ کو بخش دیا گیا۔ ابن عوفؒ پیر کے دن مرے تھے۔ (ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۲۸)

☆ میرا عمل علیین میں رکھ دیا گیا

ابو عمر خفافؒ کہتے ہیں:

میں نے محمد بن یحییٰ ذہلیؒ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا تمہارا عمل کیا ہوا؟ جواب ملا، میرا عمل سونے کے پانی سے لکھ کر علیین میں رکھ دیا گیا۔

(ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۲۸)

☆ بزرگوں کے پڑوس میں ہوں

ابو الولیدؒ کہتے ہیں:

میں نے ابو العباس اصمؒ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اے شیخ! تمہارا کیا حال ہے؟ جواب دیا۔ میں اپنے والد ابو یعقوب بویطی، ربیع بن سلیمان اور ابو عبداللہ شافعی جیسے بزرگوں کے پڑوس میں ہوں اور میں ہر روز ان کی ضیافت میں شریک ہوتا ہوں۔

(ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۲۸)

☆ مالک بن دینارؒ

سہیل بن حزمؒ کے بھائی کہتے ہیں کہ:

میں نے مالک بن دینارؒ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا تم کس چیز کے ساتھ اللہ

تعالیٰ سے ملے؟ جواب دیا، میں نے بہت سے گناہوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی لیکن اللہ تعالیٰ کے حسن ظن نے گناہوں کو مٹا دیا۔ (ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۲۸)

☆ دو کرتوں والے سے ایک کرتے والا جنت میں پہلے داخل ہوا

ایک شخص نے مالک بن دینارؒ اور محمد بن واسعؒ کو خواب میں دیکھا کہ جنت میں جانے کا حکم ہوا۔ محمد بن واسعؒ پہلے داخل کئے گئے اور بتایا گیا کہ چونکہ مالکؒ کے پاس دو کرتے تھے اور محمد بن واسعؒ کے پاس ایک ہی کرتہ تھا، اس لئے ان کا درجہ بڑھا دیا گیا۔

(مکارم اخلاق/موت کا جھٹکا ۳۲۸)

☆ طلب علم کے سفر کی وجہ سے بخش دیا

زکریا ابن عدیؒ کہتے ہیں:

میں نے ابن مبارکؒ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا، میں نے طلب علم میں جو سفر کیا تھا اس کی وجہ سے بخش دیا گیا۔

(ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۳۱)

☆ جہاد اور اسلامی سرحد کی حفاظت

محمد بن فضیل بن عیاضؒ کہتے ہیں کہ:

میں نے ابن مبارکؒ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا، تم نے کس عمل کو افضل پایا؟ فرمایا، میں جس بات پر قائم تھا اسی کو افضل پایا یعنی جہاد اور سرحد اسلام کی حفاظت کو سب سے افضل پایا؟ (ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۳۱)

☆ علم وحزن کا درجہ

یزید بن مذعورؒ کہتے ہیں:

میں نے امام اوزاعیؒ کو خواب میں دیکھا اور درخواست کی کہ مجھے ایسی چیز بتایئے جس سے تقرب الٰہی حاصل ہو۔ فرمایا، میں نے آخرت میں دیکھا کہ سب سے بلند درجہ علماء کے لئے ہے اور ان کے بعد غمگین رہنے والوں کا درجہ ہے۔

(ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۳۱)

☆ استغفار کی فضیلت

عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا آپؒ نے کس عمل کو سب سے افضل پایا؟ انہوں نے جواب دیا کہ اے بیٹے! استغفار کو سب سے افضل پایا۔ (ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۳۱)

ابوالفرجؒ نے ابوالحسن عاقولیؒ کو خواب میں دیکھ کر افضل عمل دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ استغفار بڑی چیز ہے، تو برابر استغفار پڑھا کر۔ (ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۳۱)

☆ کلمہ طیبہ کی شہادت

حجاج بن تمیلہؒ کہتے ہیں کہ:

میں حسن اور فرزوق کے ہمراہ ایک قبر کے پاس موجود تھا۔ حسن نے فرزوق سے پوچھا تو نے موت کے بعد کے لئے کیا سامان تیار کیا ہے؟ فرزوق نے جواب دیا کہ کلمہ طیبہ کی شہادت میں ستر برس تک دیتا رہا ہوں، یہی سامان ہے۔ فرزوق کے لڑکے کا بیان ہے کہ باپ کی وفات کے بعد ان کو خواب میں دیکھا، مجھ کو مخاطب کر کے کہا بیٹا! اس کلمہ نے مجھ کو نفع دیا، جس کے ساتھ حسن ظن سے مخاطب ہوتا تھا۔ (ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۳۱)

☆ مجھ پر موتی نچھاور کئے

ربیع بن سلیمانؒ نے بھی امام شافعیؒ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا۔ اللہ تعالیٰ نے کیا

برتاؤ کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے سونے کی کرسی پر بٹھایا اور تر و تازہ موتی مجھ پر نچھاور کئے۔

(ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۳۰)

☆درود شریف کی فضیلت

ابوعبداللہ مطوئیؒ نے لکھا ہے۔ کسی نے امام شافعیؒ کو خواب میں دیکھ کر نجات کا سبب پوچھا تو فرمایا۔ نجات کا سبب درود شریف ہے۔ (شرح برزخ/موت کا جھٹکا ۳۳۰)

☆اہل سنت نجات یافتہ ہیں

اسمٰعیل بن ابراہیم فقیہؒ کہتے ہیں:

میں نے حافظ ابوعبداللہ حاکمؒ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا، تمہارے نزدیک کون سی جماعت راہ نجات پر ہے؟ جواب دیا کہ اہل سنت اکثر نجات یافتہ ہیں۔

(ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۳۰)

☆سنتوں کے اظہار کی وجہ سے بخشش

عبداللہ بن عبدالرحمٰنؒ کہتے ہیں:

میں نے خلیفہ متوکل کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ انہوں نے کہا بخش دیا۔ میں نے کہا تم نے بڑی بڑی کوتاہیاں کیں، پھر بھی بخشے گئے؟ انہوں نے کہا، ہاں میں نے کچھ سنتوں کا اظہار کیا، اس لئے مجھ کو بخش دیا گیا۔

(ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۳۰)

☆بہت آسان ہوگئی

حسن بن عبدالعزیز ہاشمیؒ کہتے ہیں:

میں نے ابوجعفر محمد بن جریرؒ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا تم نے موت کو کیسا پایا؟ انہوں نے کہا کہ بہت بہتر پایا۔ پھر میں نے پوچھا، تم نے ہولناکی کیسی دیکھی؟ جواب دیا، بہت آسان ہوگئی۔ پھر پوچھا نکیرین کا برتاؤ کیسا رہا؟ جواب دیا کہ بہت اچھا رہا۔

(ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۳۰)

☆اللہ تعالیٰ نے مجھے شہیدوں میں شامل کر دیا

سلیمان عمریؒ کہتے ہیں:

میں نے یزید بن قعقاعؒ کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میری طرف سے میرے بھائیوں کو سلام کہہ کے خبر کر دے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو شہیدوں میں شامل فرمایا اور ابوحازمؒ کو میری طرف سے سلام پہنچا کر کہہ دے کہ ہوشیار رہنا کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے تمہاری مجلس کا شام کو جائزہ لیتے رہتے ہیں، کوئی بے احتیاطی نہ ہونے پائے۔ (ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۳۰)

☆امام مالکؒ کی فضیلت

عبدالرحمٰن بن یزید بن اسلمؒ کہتے ہیں:

میں نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا کہ ان کے سر پر ایک لمبی ٹوپی ہے۔ میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے زینت علم سے مزین کر دیا۔ پھر میں نے پوچھا مالک بن انسؒ کہاں ہیں؟ جواب دیا بہت اوپر، یہ لفظ کہتے ہوئے میرے باپ اپنا سر اوپر اٹھاتے رہے، یہاں تک کہ ان کے سر سے ٹوپی گر پڑی۔ یعنی امام مالکؒ کا مرتبہ اتنا اونچا ہے کہ اس مرتبہ کو دیکھنے کے لئے میرے باپ نے سر اٹھایا تو سر سے ٹوپی گر پڑی۔ (ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۳۲)

کسی نے امام مالک ؒ کو خواب میں دیکھ کر حال پوچھا۔ فرمایا، میری مغفرت ہوئی اس کلمہ پر جس کو حضرت عثمانؓ جنازہ دیکھ کر کہا کرتے تھے۔ یعنی

سبحان الحی الذی لا یموت.

"پاک ہے وہ ذات جو کبھی نہ مرے گی۔" (مکارم اخلاق/موت کا جھٹکا ۳۳۲)

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنا دیدار مجھے نصیب کر دیا

عاصم حربیؒ کہتے ہیں:

میں نے خواب دیکھا کہ شام کے دروازہ سے داخل ہوا ہوں، وہاں مجھے بشر حافیؒ ملے۔ میں نے پوچھا کہاں سے آرہے ہیں؟ کہا علیین سے۔ احمد ابن حنبلؒ کا حال میں نے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میں احمد بن حنبلؒ اور عبدالرزاق وزاقؒ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے چھوڑ کر آرہا ہوں، وہ دونوں خوب کھا پی رہے تھے اور عیش وآرام سے ہیں۔ میں نے پوچھا پھر آپ نے کیوں نہ کھایا؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے جان لیا ہے کہ مجھ کو کھانے پینے کی طرف رغبت کم تھی، اس لئے اپنا دیدار میرے لئے نصیب فرمایا۔

(ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۳۲/کتاب الروح ۴۷)

☆ جنت الفردوس سے آرہے ہیں

ابوجعفر سقاءؒ کہتے ہیں:

میں نے بشر حافیؒ اور معروف کرخیؒ کو خواب میں دیکھا کہ آپ آرہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہاں سے آرہے ہیں؟ انہوں نے کہا، جنت الفردوس سے آرہے ہیں اور ہم نے موسیٰ کلیم اللہ کی زیارت کی ہے۔ (ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۳۲/کتاب الروح ۴۷)

☆ بشر حافیؒ کا اعزاز

احمد دورقیؒ کہتے ہیں:

میرا ایک پڑوسی مر گیا۔ میں نے اس کو خواب میں دیکھا کہ اس پر دو حُلّے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا معاملہ ہے؟ اس نے بتایا کہ ہمارے قبرستان میں بشر حافیؒ دفن کئے گئے، اس لئے قبرستان والوں میں سے ہر ایک کو دو حُلّے پہنائے گئے ہیں۔

(ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۳۲)

☆ امام احمد بن حنبلؒ کا اعزاز

محمد بن خزیمہؒ کہتے ہیں:

امام احمد بن حنبلؒ کی وفات پر مجھ کو بڑا صدمہ ہوا۔ میں نے اسی رات میں احمدؒ کو دیکھا، ناز و انداز سے چل رہے تھے۔ حال پوچھا تو بتایا کہ مجھے بخش دیا، تاج پہنایا اور سونے کی جوتیاں پہنا کر فرمایا، یہ اجر ہے قرآن کو کلام اللہ غیر مخلوق کہنے کا۔ پھر مجھے دعا کا حکم ہوا اور میں نے دعا کی کہ اے اللہ! مجھے ہر نعمت عطا کر۔ فرمایا کہ میں نے عطا کی، پھر میں جنت میں گیا تو سفیان ثوریؒ ملے، ان کے دو سبز بازو تھے اور درختوں پر اڑتے تھے اور قرآن پڑھتے تھے۔

عبدالوہاب دراقؒ کو نور کے دریا میں دیکھا، بشر حافیؒ کے بارے میں امام احمدؒ نے کہا کہ ان کو اللہ تعالیٰ کے سامنے دیکھا، عمدہ کھانے دے کر خدا تعالیٰ ان سے کہہ رہا تھا، کھا لے اے وہ شخص جس نے نہیں کھایا اور آرام کر کہ دنیا میں تو نے آرام نہیں کیا تھا۔

(ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۳۳)

☆موت کے بعد ہم سے کٹھن سوال ہوتا ہے

ابودلف عجلیؒ کے بیٹے دلفؒ کہتے ہیں:

میں نے اپنے باپ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ وہ ایک وحشتناک تاریک گھر میں ہیں، وہاں راکھ بھری ہوئی ہے اور میرے باپ برہنہ ہو کر اپنے دونوں گھٹنوں پر سر رکھے ہوئے ہیں۔ مجھ کو دیکھ کر انہوں نے کہا، بیٹے! تو پہنچا دے برزخ کی اس تنگی کی خبر جو مجھ کو ملی ہے اور کوئی حال میرے گھر والوں سے نہ چھپانا۔ ہم سے اپنے تمام اعمال کے متعلق سوال کیئے گئے، تم میری وحشت پر رحم کھاؤ۔ یہ کہہ کر میرے باپ نے مجھ سے پوچھا کیا تم میری بات سمجھ گئے؟ میں نے کہا ہاں، پھر انہوں نے کہا اگر مرنے کے بعد ہم چھوڑ دیئے جاتے تو موت کو ہم راحت سمجھتے لیکن حال یہ ہے کہ موت کے بعد ہم سے کٹھن سوال ہوتا ہے۔ (ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۳۳)

☆لا الہ الا اللہ کی امید ہے

اشعث حدانیؒ کہتے ہیں:

میں نے حجاج کو اس کی موت کے بعد خواب میں دیکھا کہ بڑی خراب حالت میں ہے۔ میں نے پوچھا، اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ جواب دیا کہ میں نے دنیا میں جو قتل بھی کیا، ہر قتل کے عوض مجھ کو قتل کیا گیا۔ میں نے پوچھا پھر کیا ہوا؟ اس نے کہا، جہنم کی طرف جانے کا حکم ہوا ہے۔ میں نے پوچھا پھر کیا ہوا؟ اس نے کہا لا الہ الا اللہ والے جس کی امید رکھتے ہیں، اسی کی امید مجھے بھی ہے۔ (ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۳۴)

☆یزید نحویؒ، ابومسلم خراسانی اور ابراہیم بن صائغؒ

ابوالحسنؒ کہتے ہیں:

میں نے خواب دیکھا گویا ایک کشادہ مقام میں داخل ہوا ہوں۔ ناگاہ ایک آدمی تخت نشین نظر آیا اور اس کے روبرو ایک شخص جلایا جا رہا ہے۔ میں نے پوچھا، یہ تخت نشین کون ہے؟ جواب ملا، یزید نحوی ہے اور وہ شخص جو جلایا جا رہا ہے وہ ابومسلم خراسانی ہے جو عباسیوں کی دعوت لے کر اٹھا تھا اور اس کی تحریک سے ستر ہزار قتل کیئے گئے تھے، یزید نحویؒ کو بھی اسی نے قتل کیا تھا۔ پھر میں نے پوچھا ابراہیم صائغؒ کا کیا حال ہے؟ کہا وہ تو اعلیٰ علیین میں ہے، اس کے مرتبے کو کون پہنچ سکتا ہے؟ ابوالحسنؒ کہتے ہیں کہ خواب ہی میں مجھ سے یہ بات کہی گئی کہ جو خواب تو نے یزید نحویؒ، ابومسلم خراسانی اور ابراہیم بن صائغ کے بارے میں دیکھا ہے، یہی خواب خراسان کے مقام کور میں بھی ایک صالح شخص نے دیکھا ہے، نیز یہ بھی بتایا گیا کہ اسی طرح کا خواب بلخ، سمرقند اور جرجان میں بھی لوگوں نے دیکھا۔ ان خوابوں سے مذکورہ بالا تینوں اشخاص کے انجام کا حال معلوم ہو گیا۔ (ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۳۴)

☆فضیل بن عیاضؒ کا کیا حال ہے؟

ایک شخص کا بیان ہے کہ:

میں نے سعید بن قداحؒ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا تمہارے قبرستان میں سب سے افضل کون ہے؟ انہوں نے ایک قبر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ قبر والا سب سے افضل ہے۔ میں نے سبب پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اس نے تکالیف پر صبر کیا تھا۔ پھر میں نے پوچھا فضیل بن عیاض کا کیا حال ہوا؟ انہوں نے بتایا کہ وہ تو ایسا حلہ پہنائے گئے جس کے دامن کی قیمت ساری دنیا سے زیادہ ہے۔ (ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۳۵)

☆مسلمانوں کی راہداری

حسن بن قریش حرانیؒ کہتے ہیں:

میں نے ابوجواد امیرؒ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ جواب دیا، مجھ کو بخش دیا۔ میں نے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ مسلمانوں اور حاجیوں کے لئے راستہ ہموار کیا، اس لئے میں بخش دیا گیا۔

(ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۳۵)

☆ موت سے پہلے چند جملوں کی وجہ سے بخش دیا گیا

ابوخلف وزانؒ کہتے ہیں:

یوسف بن حسینؒ کو خواب میں دیکھا گیا اور پوچھا گیا، آپ کا کیا انجام ہوا؟ جواب دیا کہ بخش دیا گیا۔ جب دریافت کیا گیا تو بتایا کہ چند جملے موت سے قبل میں نے ایسے کہے کہ ان کی وجہ سے بخش دیا گیا، وہ جملے یہ ہیں۔

اللّٰھم نصحت الناس قولاً وخنت نفسی فعلا فھب خیانة فعلی لنصحة قولی.

''الٰہی میں نے لوگوں کو نصیحت کی لیکن خود اس پر عمل نہ کیا، میری قولی نصیحت میں میرے فعل کو گم کر دے۔ (ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۳۵)

☆ تمام مردوں کے ساتھ میں بھی بخشا گیا

عبداللہ بن صالحؒ کہتے ہیں کہ:

ابونواس شاعر کو خواب میں دیکھا گیا کہ نعمتوں میں ہے، بخشش کی وجہ پوچھی گئی کہ تم تو اپنے اشعار میں غیر محتاط تھے، کیسے بخشے گئے؟ اس نے جواب دیا کہ اس قبرستان میں ایک رات کچھ صالحین آئے اور اپنی چادر بچھا کر دو رکعت نماز پڑھی اور دو ہزار بار قل ھو اللہ احد پڑھ کر تمام مردوں کے لئے دعا کی، چنانچہ تمام مردوں کو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا اور میں

بھی بخشا گیا۔ (ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۳۵)

☆ موت سے پہلے چند اشعار کی وجہ سے بخشش ہوگئی

محمد بن نافعؒ کہتے ہیں:

میں نے ابونواس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ کہا بخش دیا۔ میں نے بخشش کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا مرض الموت میں چند اشعار میں نے ایسے کہے کہ ان کی وجہ سے بخش دیا گیا۔ وہ اشعار میرے تکیہ کے نیچے موجود ہیں۔ میں بیدار ہو کر ابونواس کے گھر گیا تو تکیہ اٹھا کر دیکھا کہ مندرجہ ذیل اشعار ایک رقعہ پر لکھے ہوئے تھے۔

یا ربّ ان عظمت ذنوبی کثیرة
فلقد علمت بان عفوک اعظم
ان کان لا یرجوک الا محسن
فمن الذی یدعو ویرجو المجرم
ادعوک ربّ کما امرتَ تضرعا
فاذا رددت یدی فمن ذا یرحم
مالی الیک وسیلة الا الرجاء
وجمیل عفوک ثم انی مسلم

''اے رب اگرچہ میرے گناہ عظیم و کثیر ہیں، مگر مجھے معلوم ہوا ہے کہ تیرا عفو اس سے بدرجہا بڑھا ہوا ہے۔ اگر تیری ذات سے صرف نیکوں ہی کو امید ہو تو پھر وہ کون سی ذات ہے جس کو مجرم و گنہگار پکارے۔ اے خدا! تیرا حکم ہے میں رو کر تجھ کو پکارتا ہوں، اگر تو ہی میرا ہاتھ جھٹک دے گا تو کون مجھ پر رحم

کرے گا۔ تیری رضا کے لئے میرا سہارا صرف یہی ہے کہ مجھ کو تجھ سے امید ہے، تیرا عفو بڑا جمیل ہے اور میں ایک مسلم بندہ ہوں۔

(موت کا جھٹکا ۳۳۶)

☆ اللہ تعالیٰ کی توحید کے متعلق اشعار کی وجہ سے بخشش

ابوبکر اصفہانیؒ کہتے ہیں کہ:

ابونواس کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا، کیا گزری؟ جواب دیا میں بخش دیا گیا، بخشش کی وجہ یہ ہوئی کہ میں نے نرگس کے پھول کے بارے میں یہ اشعار کہے تھے۔

تأمل فی نبات الارض وانظر
الی اثار ما صنع ملیک
عیون فی لجین فاخرات
واحداق کما الذهب السبیک
علیٰ قصب الزبرجد شاهدات
بان الله لیس له شریک

''زمین کی روئیدگی میں غور کر اور دیکھ بادشاہ جہان کی مصنوعات کے کیسے کیسے آثار ہیں عمدہ آنکھیں ہیں چاندی میں اور پتلیاں ایسی ہیں جیسے خالص سونا گلایا گیا ہے اور یہ سب زبرجد کی ایک نلکی پر ہیں۔ یہ چیزیں اس بات کی گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے۔'' (موت کا جھٹکا ۳۳۶)

☆ آسمان میں حدیث بیان کرو

عبدان بن محمد مروزی کہتے ہیں:

یعقوب بن سفیانؒ کے انتقال کے بعد میں نے ان کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بخش دیا اور حکم فرمایا کہ میں آسمان میں حدیث بیان کروں جس طرح دنیا میں بیان کرتا تھا، چنانچہ میں نے چوتھے آسمان میں حدیث بیان کی، فرشتوں نے سماعت کی اور جبرائیلؑ نے سونے کے قلم سے لکھا۔ (ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۳۶)

☆ سری سقطیؒ کے جنازے کی فضیلت

ابوعبید حربویہؒ کہتے ہیں کہ:

ایک شخص سری سقطیؒ کے جنازے میں شریک ہوا۔ رات کو سویا تو اس نے سری سقطیؒ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھ کو بخش دیا اور اس کو بھی بخش دیا جس نے میرے جنازے میں شرکت کی اور مجھ پر نماز پڑھی۔ اس شخص نے کہا میں بھی تمہارے جنازے میں شریک ہوا تھا۔ یہ سن کر سری سقطیؒ نے ایک کاغذ نکالا اور دیکھا کہ اس میں اس شخص کا نام موجود نہیں تھا۔ اس شخص نے تاکید سے کہا میں ضرور شریک ہوا تھا، چنانچہ انہوں نے دوبارہ کاغذ دیکھا تو حاشیہ میں اس شخص کا نام درج تھا۔ (ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۳۷)

☆ میرے بندوں پر تنقید کیوں کی

محمد بن مسلم بن وارہ کہتے ہیں:

میں نے ابوزرعہؒ کو خواب میں دیکھا اور ان کا حال پوچھا؟ تو انہوں نے کہا الحمدللہ! میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں پیش ہوا۔ اس نے پوچھا تم نے میرے بندوں پر کیوں تنقید کی؟ میں نے کہا لوگوں نے تیرے دین میں تحریف کرنی چاہی، اس لئے میں نے

جرح وتعدیل کی، پھر طاہر خلقانی واضع حدیث لایا گیا۔ چنانچہ میری نالش پر اس کو سو کوڑے مار کر قید کر دیا گیا اور مجھ کو سفیان ثوریؒ، مالک بن انسؒ اور احمد بن حنبلؒ کے پاس کر دیا گیا۔

(ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۳)

☆ فرشتوں کو نماز پڑھا رہے ہیں

حفص بن عبداللہؒ کہتے ہیں:

میں نے ابوزرعہؒ کو موت کے بعد خواب میں دیکھا کہ پہلے آسمان پر فرشتوں کو نماز پڑھا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا آپ اس مرتبہ کو کیسے پہنچے؟ جواب میں فرمایا، میں نے اپنے ہاتھ سے دس لاکھ احادیث لکھی ہیں اور ہر حدیث کو روایت کرتے ہوئے میں یوں لکھا کرتا تھا۔ "روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے" یعنی حضورؐ پر درود بھیجتا ہے اور حضورؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے، اللہ اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے۔

(ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۳۳)

☆ تین قبروں کا عجیب واقعہ

صدقہ بن یزیدؒ کہتے ہیں:

میں نے طرابلس کے کنارے ایک بلند مقام پر تین قبروں کو دیکھا، ان میں سے ایک قبر پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے۔

وکیف یلذا العیش من ھو موقن
بان المنایا بغتة ستعاجله
وتسلبه ملکا عظیما ونخوة
وتسکنه البیت الذی ھو اھله

"جس شخص کو یہ یقین ہے کہ جلد ہی موت ناگہاں آجائے گی اس شخص کو عیش و آرام میں کیا لذت مل سکتی ہے اور موت اس کے عظیم ملک اور فخر ونخوت کو چھین کر ایسے گھر میں اس کو بسائے گی جس کا وہ اہل ہے۔"

اور میں نے دوسری قبر کو دیکھا تو اس پر مندرجہ ذیل اشعار لکھے ہوئے تھے۔

وکیف یلذا العیش من ھو عالم
بان الٰه الخلق لا بد سائله
فیأخذ منه ظلمه لعباده
ویجزیه بالخیر الذی ھو فاعله

"جس شخص کو یہ معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ موت کے بعد باز پرس کرے گا اس کو عیش میں کیا لذت مل سکتی ہے، موت کے بعد اس نے بندوں پر جو ظلم کیا ہے اس کا انتقام لے گا اور جو نیکی کی ہے اس کا اجر دے گا۔"

اور تیسری قبر پر گیا تو اس پر مندرجہ ذیل اشعار لکھے ہوئے تھے۔

وکیف یلذ العیش من ھو صائر
الیٰ جدث تبلی الشباب منازله
ویذھب حسن الوجه من بعد ضوئه
سریعا ویبلی جسمه ومفاصله

"اس شخص کو عیش میں کیا لذت ملے گی جو ایسی قبر میں جانے والا ہو جو کہ اس کے شباب کو پرانا کر دے گی اور جوانی کی چمک دمک جلد ہی ختم ہو جائے گی اور اس کا جسم اور اس کے بدن کے تمام جوڑ بوسیدہ ہو جائیں گے۔"

میں ان تینوں قبروں کو دیکھنے کے بعد وہاں کے ایک گاؤں میں گیا، وہاں ایک

بزرگ شخص تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ یہاں تین قبریں ایسی نظر آئیں کہ مجھ کو ان پر سخت تعجب ہے۔ بزرگ نے کہا کہ ان قبروں کے مردوں کی حیات کا قصہ اس سے بھی زیادہ عجیب وغریب ہے۔ میں نے قصہ کی تفصیل پوچھی تو اس نے بیان کیا کہ:

وہ تین بھائی تھے۔ ان میں سے ایک شخص بادشاہ کا مصاحب اور امیر لشکر تھا، دوسرا بھائی ایسا مشہور تاجر تھا کہ بڑی ساکھ والا تھا، ہر تاجر اس کی بات مانتا تھا اور تیسرا بھائی عابد و زاہد تھا، گوشہ نشین رہتا اور اپنے رب کی عبادت کیا کرتا تھا۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس کا وہ بھائی جو بادشاہ کا مصاحب تھا، آیا اور اس کے بعد تاجر بھی پہنچا، دونوں بھائیوں نے اپنے قریب المرگ بھائی سے وصیت کی درخواست کی۔

عابد بھائی نے کہا۔ نہ میرے پاس مال ہے، نہ کسی کا مجھ پر قرض ہے کہ وصیت کروں، ہاں میں تم لوگوں سے ایک عہد کرتا ہوں، تم لوگ اس کو نہ توڑنا۔ عہد یہ ہے کہ جب میں مر جاؤں تو مجھ کو ایک بلند جگہ میں دفن کرنا اور میری قبر پر یہ دو شعر لکھ دینا۔ و کیف یلذا العیش من هو عالم الخ اس کے بعد تین دن تک میری قبر پر آتے رہنا، شاید تم کو نصیحت حاصل ہو۔

چنانچہ بھائیوں نے یہی کیا، موت کے بعد بلند زمین میں دفن کیا اور دو دن زیارت کرنے کے بعد تیسرے دن وہ بھائی جو مصاحب سلطان تھا، آیا اور جب واپس جانے کا ارادہ کیا تو قبر کے اندر سے ایک دھماکہ کی آواز سنی۔ وہ گھبراتا ہوا گھر آیا اور اسی رات کو خواب میں اپنے مرحوم بھائی کو دیکھا اور جب صبح ہوئی تو اپنے بھائی بندوں کو بلا کر کہا، دیکھو میں اب تمہارے درمیان نہ رہوں گا۔ یہ کہہ کر اس نے امارت ترک کر دی اور عبادت کے لئے جنگل کی راہ لی۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو تیسرا بھائی جو تاجر تھا، اس کے پاس آیا اور وصیت کی درخواست کی۔ اس نے کہا کچھ مال و اسباب اور میرے ذمہ کوئی

قرض نہیں کہ وصیت کروں، ہاں میں تجھ سے یہ عہد لیتا ہوں کہ جب میں مر جاؤں تو میری قبر میرے عابد بھائی کے پہلو میں بنانا اور اس پر یہ دو شعر لکھ دینا۔ و کیف یلذا العیش من کان موقناً الخ پھر تین دن تک میری قبر کی زیارت کرنا۔

جب یہ شخص مر گیا تو اس تیسرے بھائی نے عہد کی پابندی کی اور جب قبر کی زیارت پر تیسرے دن گیا تو قبر کے اندر سے سخت آواز آئی جس سے اس کی عقل گھبرا گئی۔ وہ دوڑا ہوا گھر آیا اور اسی رات خواب میں اپنے بھائی کو دیکھا اور پوچھا کیا حال ہے؟ اس نے کہا بہت اچھا ہے، توبہ تمام نیکیوں کو جمع کرنے والی ہے۔

پھر پوچھا میرا عابد بھائی کہاں ہے؟ بتایا ائمہ ابرار کے ساتھ رہتا ہے، پھر نصیحت کی درخواست کی تو اس نے یہ نصیحت کی کہ اس وقت تو بڑا مالدار اور تاجر ہے، اپنے غناء کو غنیمت جان۔

اس خواب کے بعد جب بیدار ہوا تو اپنا تمام مال تقسیم کر کے دنیا سے علیحدہ ہو گیا اور طاعتِ الٰہی میں لگ گیا۔ جب اس تاجر کی موت کا وقت قریب آیا تو اس کے لڑکے نے وصیت کی درخواست کی۔ باپ نے کہا بیٹا! میرے پاس کوئی مال نہیں کہ وصیت کروں، ہاں میری یہ نصیحت ہے کہ جب میں مر جاؤں تو اپنے دونوں چچاؤں کے پاس دفن کرنا اور میری قبر پر یہ دو شعر لکھ دینا۔ و کیف یلذا العیش من هو صائر الخ پھر تین دن تک میری زیارت کرنا۔

چنانچہ لڑکے نے یہی کیا۔ دفن کرنے کے بعد برابر زیارت کو جانے لگا، جب تیسرے دن قبر پر گیا تو قبر سے ایک آواز آئی۔ وہ ڈر گیا اور جب گھر واپس آیا تو خواب میں اپنے باپ کو دیکھا۔ باپ نے کہا، بیٹا! بہت جلد تو بھی ہمارے پاس آنے والا ہے۔ یہ بات برحق ہونی ہے اس لئے تو ایک طویل سفر کے لئے مستعد ہو جا اور آخرت کے لئے تیاری کر، دنیا کے ساتھ لوگوں نے دھوکا کھا کر آخرت سے بے پروائی برتی اور نادم ہوئے، تو

ایسا نہ کرنا کہ مر کے پچھتانا پڑے۔ دنیا سے لمبی آرزو نہ رکھنا، یہ نکموں کا کام ہے۔ جن لوگوں نے دنیا سے لو لگائی اور موت کے بعد پشیمان ہوئے تو اس پشیمانی سے ان کو کوئی فائدہ نہ پہنچا اور نہ ان کو نجات ملی۔ تو ایسا نہ کرنا، جس گھر سے تو کوچ کرنے والا ہے، اس سے اپنا سامان اس گھر کی طرف اٹھا لے جس میں تو رہنے والا ہے۔ بیٹا! تو جلدی کر، پھر کہتا ہوں کہ جلدی کر، اس نصیحت کے بعد اس لڑکے کی آنکھ کھل گئی۔

جس بزرگ نے یہ تین قبروں کا قصہ صدقہ بن یزیدؒ سے بیان کیا، ان کا کہنا ہے کہ جس رات کو تاجر لڑکے نے خواب میں اپنے باپ کو دیکھا، اس کی صبح کو میں اس لڑکے سے ملا۔ اس نے کہا خواب میں باپ نے جو بات کہی ہے، اس سے اندازہ ہوا کہ میری موت قریب ہے، صرف تین ماہ یا تین دن میں مر جاؤں گا۔ تیسرے دن لڑکے نے گھر والوں کو بلا کر وصیت کی، پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے کلمہ شہادت پڑھا اور رات میں مر گیا۔

(ابن عساکر، موت کا جھٹکا ۳۲۸، شرح الصدور ۱۲۸)

☆ امام غزالیؒ کا دیدار

امام غزالیؒ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا کہ:

اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ جواب میں فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بخش دیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب میں لکھنے بیٹھتا تھا اور کتاب کے دوران کوئی مکھی بیٹھ کر سیاہی پیتی تو جب تک وہ اڑ نہ جاتی، اس وقت تک میں صبر کرتا تھا اور لکھنے سے باز رہتا تھا، اس صبر کی وجہ سے مجھ کو بخش دیا گیا۔ (منن کبریٰ شعرانی/موت کا جھٹکا ۳۴۱)

☆ غیبت، چغلی، مسخرا پن اور بدگمانی کی سزائیں

امام شعرانیؒ اپنی کتاب "منن کبریٰ" میں لکھتے ہیں:

کہ مجھ پر بڑا انعام خداوندی یہ ہوا کہ میں نے بہ کثرت مردوں سے ملاقات کی اور ان کے احوال دریافت کئے۔ میرے خواب اتنے واضح تھے کہ گویا میں نے بیداری میں سب کچھ دیکھا۔ جن لوگوں کے حالات ان کی زندگی میں مجھ کو معلوم نہ تھے، ان کے حالات ان کی وفات کے بعد مجھ کو معلوم ہوئے۔ مجھے خوابوں سے معلوم ہوا کہ برزخ کے لئے تیاری کرنی چاہئے، معاصی کو ترک کرنا، نیکی اختیار کرنا اور اپنی کوتاہیوں پر نادم ہو کر اللہ تعالیٰ کی رحمت پر اعتماد کرنا چاہئے۔

امام شعرانیؒ لکھتے ہیں میں نے ایک بار خواب میں دیکھا گویا زمین کی اندرونی تہہ میں داخل ہوا ہوں، میں نے اہل قبور کو سخت مشکلات میں دیکھا۔ کسی کو کتا کاٹ رہا تھا، کسی کو بھیڑیا، کسی کو بچھو اور کسی کو مچھر اور پسو۔ میں نے ملائکہ سے ان سزاؤں کے اسباب دریافت کئے تو جواب ملا کہ یہ غیبت، چغلی، مسخرہ پن اور بدگمانی وغیرہ مذموم افعال کی وجہ سے ہے۔

دوسری بار میں مدینہ کے ایک قبرستان کی زمین کے نیچے خواب میں گیا تو دیکھا کہ مردے ریت کے سفید ٹیلے پر بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔ انہی میں سے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ جب تو دنیا میں واپس جائے تو یہ دعا پڑھنا۔

اللّٰھم انی الزلت بک ما یھمنی من امور الدنیا والاٰخرۃ

"اے اللہ! دنیا و آخرت میں جو مشکلات مجھ پر نازل ہوئی ہیں ان پر تیری مدد چاہتا ہوں۔"

کیونکہ بلا کو وہی دور کر سکتا ہے جو بلا کو نازل کرتا ہے، چنانچہ میں ہر مصیبت کے وقت یہی دعاء پڑھتا ہوں۔ (منن کبریٰ/موت کا جھٹکا ۳۴۲)

☆ چاند کی طرح چہرے

امام شعرانیؒ لکھتے ہیں:

مجھ پر یہ انعام بھی ہوا کہ ایک شخص نے اہل بیت میں سے بارہ آئمہ کرام کو خواب میں دیکھا کہ وہ مصر میں تشریف لائے۔ اس نے ائمہ کرام سے پوچھا کہ آپ لوگ کیسے تشریف لائے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہم شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ سے ملنے آئے ہیں، کیونکہ مصر میں ان زیادہ کوئی ہمارا محبوب نہیں ہے۔

خواب دیکھنے والے کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں نظر آنے والے ائمہ کرامؒ سے زیادہ نورانی چہرہ اور خوش لباس و خوشبو اس روئے زمین پر کسی کو نہیں دیکھا، ان کے چہرے چاند کی مانند تھے۔ سب سے آگے حضرت علیؓ تھے، پھر امام حسنؓ، پھر امام حسینؓ، پھر امام زین العابدینؒ، پھر امام محمد باقرؒ، پھر امام جعفر صادقؒ، پھر امام موسیٰ کاظمؒ، پھر امام موسیٰ رضاؒ، پھر امام محمد تقیؒ، پھر امام علی نقیؒ، پھر امام حسن عسکریؒ، پھر امام مہدیؒ تھے۔

امام شعرانیؒ کہتے ہیں۔ جب مذکورہ بالا خواب کا مجھے علم ہوا تو مجھ کو اتنی مسرت ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ کے دیدار کے بعد اتنی مسرت اور کسی چیز سے نہیں ہوئی کیونکہ اس سے معلوم ہوا کہ اہل بیت بھی مجھ کو محبوب رکھتے ہیں۔ (منن کبریٰ/موت کا جھٹکا ۳۴۴)

☆ شبلیؒ کا خواب میں دیدار

ایک شخص نے مشہور صوفی شبلیؒ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا:

اللہ تعالیٰ نے آپؒ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ دنیا میں جو دعویٰ کئے تھے ان میں سے صرف ایک دعویٰ ایسا تھا جس پر مجھ سے ٹوک جھونک کی گئی اور مجھ سے دلیل کا مطالبہ ہوا اور وہ دعویٰ یہ تھا کہ میں نے کہا تھا ای خسارة اعظم من خسران الجنة۔ "جنت سے محرومی سب سے بڑی محرومی ہے۔" اس پر تنقید کرنے کے بعد مجھ سے

فرمایا گیا، ای خسارة اعظم من خسران لقاء لی۔ "میری ملاقات و دیدار سے محرومی سب سے بڑی محرومی ہے۔" (مکارم اخلاق/موت کا جھٹکا ۳۴۳)

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ڈھانپ لیا

کسی نے شبلیؒ کو خواب میں دیکھ کر حال پوچھا، انہوں نے جواب دیا مجھ سے ایسا سوال ہوا کہ میں مایوس ہو گیا، میری مایوسی دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت میں مجھ کو ڈھانپ لیا۔ (مکارم اخلاق/موت کا جھٹکا ۳۴۳)

☆ فی سبیل اللہ کہتا تو ضرور اجر پاتا

ایک شخص نے بعض سلف کو خواب میں دیکھ کر پوچھا:

تم نے اپنے اعمال کیسے پائے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جو کام اللہ تعالیٰ کے لئے کیا تھا اس کا اجر پایا، یہاں تک کہ ایک انار کا دانہ ضائع ہونے کے ڈر سے راستے سے ہٹا دیا تھا اور میری ایک بلی جو مر گئی تھی، اس کو بھی نیکیوں کے پلے میں پایا اور میری ٹوپی میں ریشم کا ایک دھاگہ تھا، اس کو بھی برائیوں میں شامل دیکھا اور میرا ایک گدھا سو دینار کا مر گیا تھا، اس کا کوئی ثواب نہیں ملا۔ خواب دیکھنے والے نے پوچھا کہ بلی جیسی حقیر چیز کا اجر ملا اور گدھے جیسی قیمتی چیز کا کوئی ثواب کیوں نہ ملا؟

انہوں نے جواب دیا کہ یہ اعتراض میں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اٹھایا تھا، اس پر مجھ کو جواب ملا کہ جب گدھا مرا تھا تو تو نے کہا تھا کہ یہ گدھا اللہ تعالیٰ کی لعنت سے مر گیا، اگر اس کی بجائے تو یہ کہتا کہ یہ گدھا فی سبیل اللہ مر گیا تو ضرور اجر پاتا۔

ایک روایت میں یوں بھی ہے کہ ان سلف صالحؒ نے ایک گراں قدر صدقہ کیا تھا اور میں اس پر بڑا خوش تھا لیکن میں نے دیکھا کہ اس کے عوض نہ ثواب ملا اور نہ عذاب۔

سفیانؒ نے اس واقعہ پر کہا کہ اچھا ہوا کہ اس کو ثواب نہ ملا اور وبال وعذاب بھی تو نہیں ہوا۔

یحییٰ بن معاذؒ کہتے ہیں۔ اخلاص ایسی چیز ہے کہ عمل کو عیوب سے اس طرح الگ اور جدا کر دیتا ہے جس طرح دودھ خون اور لید سے الگ اور جدا ہو جاتا ہے۔

(مکارم اخلاق/موت کا جھٹکا ۳۴۳)

☆صرف نیت کی وجہ سے بخشش ہوگئی

ابراہیم حربیؒ نے زبیدہؒ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا:

اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ جواب دیا کہ بخش دیا۔ پھر پوچھا کیا اس خیرات کی وجہ سے جو تم نے مکہ میں کی تھی؟ کہا ان صدقات کا اجر تو مالکوں کو ملا، مجھ کو تو صرف نیت کی وجہ سے بخش دیا۔ (مکارم اخلاق/موت کا جھٹکا ۳۴۵)

☆صرف دو رکعتیں کام آئیں

کتانیؒ نے حضرت جنید بغدادیؒ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا:

اللہ تعالیٰ نے آپؒ کے ساتھ کیا کیا؟ جواب دیا تصوف کے اشارات اور عبادتیں کچھ کام نہ آئیں، صرف رات کی دو رکعتیں کام آئیں۔ (مکارم اخلاق/موت کا جھٹکا ۳۴۵)

☆اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونا سب سے افضل ہے

ابوبکر بن مریمؒ نے ورقاء بن بشر کو خواب میں دیکھ کر پوچھا:

تمہارا کیا حال ہے؟ جواب دیا، بڑی جانکاہی کے بعد نجات ملی، پھر دریافت کیا تم نے کس عمل کو افضل پایا؟ جواب دیا، اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونا ہی سب سے افضل ثابت ہوا۔ (مکارم اخلاق/موت کا جھٹکا ۳۴۵)

☆ایک دو بار سبحان اللہ کا ثواب دنیا و مافیہا سے بہتر ہے

یزید بن نعامہؒ کہتے ہیں کہ:

ایک عورت کا وباء عام میں انتقال ہو گیا۔ اس کے باپ نے خواب میں دیکھ کر اس سے آخرت کا حال پوچھا۔ اس نے کہا ابا ہم پر بڑا بوجھ ہے، ہم سب کچھ جانتے ہوئے اب عمل کی قدرت نہیں رکھتے اور تم عمل کرتے مگر جانتے نہیں۔ واللہ ایک بار یا دو بار سبحان اللہ کہنا یا ایک دو رکعت پڑھی اور اس کا ثواب میرے نامہ اعمال میں ہوتا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ (مکارم اخلاق/موت کا جھٹکا ۳۴۵)

☆غلط باتوں کی نسبت کی وجہ سے مجھے بخش دیا گیا

کسی نے امام ابوحنیفہؒ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا:

کیا حال ہے؟ جواب دیا بخش دیا گیا۔ پوچھا کیا علم کی وجہ سے؟ جواب دیا نہیں، بلکہ علم کے آداب ہیں جن کو کم بجا لاتے ہیں، مجھے اس لئے بخشا گیا کہ میری طرف غلط باتوں کی نسبت کی گئی۔ (مکارم اخلاق/موت کا جھٹکا ۳۴۵)

☆اللہ تعالیٰ کی محبت میں عبادت کی ہے

علی بن موفقؒ کہتے ہیں:

میں نے خواب میں دیکھا گویا جنت میں گیا ہوں۔ ایک شخص کو دیکھا کہ دسترخوان پر ہے اور دائیں بائیں دو فرشتے ہیں جو اس کو لقمے دے رہے ہیں اور وہ کھا رہا ہے۔ ایک دوسرے شخص کو دیکھا کہ وہ جنت کے دروازے پر کھڑا ہے اور لوگوں کے چہروں کو شناخت کر کے بعض کو جنت میں داخل کرتا ہے اور بعض کو واپس کر دیتا ہے۔ میں وہاں سے واپس آیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گیا۔ عرش کے پاس ایک شخص کو دیکھا کہ آنکھیں پھاڑے ہوئے اللہ تعالیٰ

کو دیکھ رہا ہے۔ میں نے رضوان سے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ معروف کرخیؒ ہے۔ اس نے جہنم کے خوف یا جنت کے شوق میں اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں ساری عبادت کی ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اپنا دیدار قیامت تک کے لئے جائز کر دیا ہے اور وہ شخص جن میں ایک جنت میں اور دوسرا باب جنت پر تھا وہ بشر بن حارثؒ اور احمد بن حنبلؒ ہیں۔ (مکارم اخلاق/موت کا جھٹکا ۳۴۴)

☆ یوسف بن حسینؒ کا دیدار

کسی نے یوسف بن حسینؒ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا:

خدا تعالیٰ نے کیا برتاؤ کیا؟ جواب دیا کہ بخش دیا۔ وجہ پوچھی تو کہا صحیح بات کو میں نے ہزل و مذاق سے جدا کر دیا تھا، اس لئے بخشا گیا۔ (مکارم اخلاق/موت کا جھٹکا ۳۴۴)

☆ مجھے خوشی اور فرحت ملی

صالح بن بشیرؒ نے عطاء سلمیؒ کو خواب میں دیکھ کر کہا کہ:

اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے، تم نے دنیا میں بڑا غم اٹھایا ہے۔ یہ سن کر عطاءؒ نے کہا کہ اب مجھے خوشی اور فرحت ملی ہے، اب میں ان لوگوں کے ساتھ ہوں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام واکرام فرمایا ہے۔ (مکارم اخلاق/موت کا جھٹکا ۳۴۴)

☆ قضائے الٰہی پر راضی ہونا

کسی نے زرارہ بن اوفیؒ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا:

تمہارے نزدیک کون سا عمل افضل ہے؟ جواب دیا، قضائے الٰہی پر راضی رہنا اور آرزوئیں کم رکھنا۔ (مکارم اخلاق/موت کا جھٹکا ۳۴۴)

☆ اچانک لاش سفید ہوگئی

ایک شخص کا باپ مسافرت میں انتقال کر گیا اور اس کا چہرہ و جسم سیاہ ہو گیا، پیٹ پھول گیا۔ لڑکے نے آ کر تعجب سے لاحول پڑھی اور کہا۔ افسوس ہے کہ غربت میں موت ہوئی اور اس حالت میں ہوئی۔ رنج و افسوس کے عالم میں لڑکا جب سویا تو دیکھا کہ ایک خوبصورت اور خوشبودار شخص نے آ کر اس کے باپ کی لاش پر ہاتھ پھیرا، اچانک لاش سفید ہوگئی۔ لڑکے نے پوچھا، آپ کون شخص ہیں؟ خوبصورت شخص نے کہا، میں تیرا نبی محمد ﷺ ہوں، تیرا باپ اسراف یعنی بے جا خرچ کرنے والا تھا، اس لئے اس حالت میں مبتلا ہوا اور چونکہ تیرا باپ مجھ پر درود بھیجتا تھا، اس لئے میں اس کی خراب حالت کو دور کرنے آیا ہوں۔

یہ کل واقعہ خواب میں دیکھنے کے بعد لڑکا جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ باپ کے بدن پر نور تھا، یہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور اچھی طرح کفنا کر دفن کر دیا۔

(کتاب الدا والدواء/موت کا جھٹکا ۳۴۸)

☆ قبر سے آواز آئی

حضرت صالح مرّیؒ کہتے ہیں کہ:

میں سخت گرمی کے موسم میں ایک دن قبرستان گیا، قبریں بالکل بوسیدہ ہو چکی تھیں۔ میں نے کہا، سبحان اللہ! اے مردو تمہاری روح و جسم کے جدا ہونے کے بعد کون جمع کرے گا اور پھر زندہ کرے گا اور طول زمانہ نے ان کو کس قدر بوسیدہ کر دیا ہے تو کون شخص تم کو قیامت کے روز اٹھائے گا۔ صالحؒ کا بیان ہے کہ میرے ان جملوں کے جواب میں قبروں کے درمیان میں سے کسی مردہ کی آواز آئی کہ اے صالح!

ومن ایٰتہ ان تقوم السمآء والارض بامرہ ثم اذا دعاکم دعوۃ من

الارض اذا انتم تخرجون. (الروم ۲۵)

''اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آسمان وزمین اس کے حکم سے قائم ہیں، پھر وہ جب تم کو پکار کر زمین سے بلائے گا تو تم سب پکارتے ہی نکل پڑو گے۔'' (ابن ابی الدنیا/شرح الصدور ۹۵)

☆ اے غافل ہوشیار ہوجا

حضرت بشیر بن منصورؒ کہتے ہیں کہ:

عطاء ازرقؒ نے مجھ سے کہا۔ جب تو قبرستان میں جائے تو چاہئے کہ تیرا دل موت کی یاد سے معمور ہو کیونکہ میرا ایک واقعہ ہے کہ میں ایک قبرستان میں گیا اور اس وقت میرے دل میں ادھر ادھر کا خیال آیا، تو اسی وقت ایک قبر سے آواز آئی۔ ''ہوشیار ہوجا اے غافل! تو ان لوگوں میں آیا ہے جن میں کچھ لوگ نعمتوں سے نوازے گئے ہیں اور کچھ لوگ ذلت وعذاب سے دوچار ہیں۔ (ابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۲۷۴، شرح الصدور ۹۵)

☆ دوسروں پر رونے والے اپنی فکر کر

حضرت سوار بن مصعبؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ:

ان کے پڑوس میں دو بھائی رہتے تھے، دونوں میں ایسی محبت تھی کہ اس کی مثال نہیں ملتی تھی۔ بڑا بھائی اصفہان کے سفر پر گیا، اسی دوران میں چھوٹے بھائی کا انتقال ہو گیا۔ بڑے بھائی کو اس کی وفات کا اتنا صدمہ ہوا کہ اس کی قبر پر سات ماہ تک جاتا رہا۔ ایک دن ہاتفِ غیبی نے آواز دی، کان لگایا تو اس نے یہ اشعار سنے:

یاایها الباکی علی غیره
لنفسک ابکها ولا تبکه

ان الذی تبکی علی اثره
یوشک ان تسلک فی سلکه

''تو دوسروں کے لئے رو رہا ہے، اپنی جان پر تجھ کو رونا چاہئے۔ عنقریب تو بھی اپنے بھائی کی راہ پر جانے والا ہے۔''

مصعبؒ نے پھر کے دیکھا تو کوئی شخص نظر نہ آیا۔ یہ ہاتفِ غیبی کی آواز تھی، ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے، سخت بخار آنے لگا، گھر واپس ہوئے تو تین دن کے بعد ان کا انتقال ہو گیا اور اپنے بھائی کی قبر کے پاس ان کو دفن کر دیا گیا۔

(ابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۲۷۴)

☆ تو کہاں بے نیاز گزر رہا ہے

حضرت محمد بن اسحٰقؒ کہتے ہیں کہ:

ایک شخص اپنے باپ کے ہمراہ جا رہا تھا، راستہ میں باپ کا انتقال ہو گیا۔ اس کو مقامِ ودم میں دفن کر دیا گیا اور پھر رات کو وہاں سے گزرا تو قبر پر نہ رکا اور راستہ چلتا رہا۔ اچانک ہاتفِ غیبی نے آواز دے کر کہا تو مقامِ ودم سے بے نیاز گزر رہا ہے، یہاں کچھ لوگ آباد ہیں، ان سے بات کرنی چاہئے۔ (عیون الحکایات/موت کا جھٹکا ۲۷۴)

☆ غسل کے تختے تسبیح پڑھنے لگے

حضرت سلمہؒ کہتے ہیں کہ:

خالد بن معدانؒ ہر روز چالیس ہزار تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ جب ان کا انتقال ہوا اور تختہ پر نہلانے کے لئے رکھے گئے تو وہ اپنی انگلی کو ہلا کر تسبیح پڑھنے لگے۔

(ابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۲۷۴)

☆ مردہ ہنس رہا تھا

حضرت ابو عبداللہ بن جلاءؒ کہتے ہیں کہ:

میرے باپ جلاءؒ کی وفات جب ہوئی اور غسل کے لئے ان کو تختہ پر رکھا گیا تو ہم نے ان کا منہ کھول کر دیکھا کہ وہ ہنس رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر لوگوں کو ان کی موت کے بارے میں شک و شبہ ہوا، بعض لوگ کہنے لگے ابھی زندہ ہیں۔ چنانچہ ایک طبیب کو بلایا گیا، ان کا منہ ڈھانک دیا گیا اور طبیب سے نبض دیکھنے کو کہا گیا۔ طبیب نے نبض پکڑ کر دیکھا تو کہا کہ مر چکے ہیں۔ پھر ہم نے ان کا منہ کھولا تو اسی طرح ہنستے ہوئے انہوں نے طبیب کو دیکھا۔ طبیب نے بھی حیرت سے کہا، واللہ میں نہیں جانتا کہ یہ مر چکے ہیں یا زندہ ہیں۔ جو شخص ان کو نہلانے کو آتا، ڈر کر واپس ہو جاتا۔ فضل بن حسنؒ ایک عارف شخص تھے، انہوں نے ان کو غسل دیا اور نمازِ جنازہ پڑھا کر دفن کر دیا۔

(شرح الصدور ۹۶/ ابن عساکر/ موت کا جھٹکا ۲۷۵)

☆ مرنے کے بعد خلفائے راشدین کی تعریف

حضرت سعید بن مسیبؒ سے مروی ہے کہ:

حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں حضرت زید بن خارجہؓ نے وفات پائی۔ موت کے بعد جب ان کو کپڑے سے ڈھانک دیا گیا تو ان کے سینے کے پاس سے ایک آواز آئی اور اس کے بعد زید بن خارجہؓ نے کلام کیا اور کہا۔

''میں اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرتا ہوں، حضرت ابو بکر صدیقؓ نہایت سچے انسان تھے، اپنی ذات کے بارے میں کمزور تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے احکام کے اجراء میں نہایت قوی تھے۔ حضرت عمرؓ نہایت سچے شخص تھے، اللہ تعالیٰ کے حکم پر بے روو رعایت جم جاتے، وہ قوی کو کمزور پر غالب آنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ حضرت عثمانؓ بھی سچے شخص تھے، اپنے دونوں پیش روؤں کے نقش قدم پر چلتے تھے، یہ رقیق القلب تھے اور لوگوں کی غلطیوں کو معاف کر دیا کرتے تھے۔ ان کی خلافت کے چار سال اچھے گزرے، پھر دو سال ایسے آئے کہ فتنوں نے سر اٹھایا، طاقتور نے کمزور کو دبا لیا اور مسلمانوں نے ایک دوسرے کو قتل کرنا شروع کیا۔''

یہ جملے زید بن خارجہؓ کے منہ سے نکل رہے تھے، تمام لوگوں نے سنا۔

(بیہقی / دلائل النبوۃ/ موت کا جھٹکا ۲۷۵)

☆ شہادت کے بعد حضرت ثابتؓ کا کلام

حضرت عبداللہ بن عبیداللہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ:

مسیلمہ کذاب نے جب کئی مسلمانوں کو شہید کر دیا تو ان میں ایک شہید ثابت بن قیس بن شماسؓ نے موت کے بعد کلام کیا اور کہا۔ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں، ابو بکرؓ صدیق ہیں، عمرؓ شہید ہیں، عثمانؓ امین ہیں اور رحیم ہیں۔ ہم نے ان کو دیکھا تو وہ بالکل مردہ ہو چکے تھے۔

(ابن عساکر/ بیہقی/ موت کا جھٹکا ۲۷۵)

☆ بغیر وصیت مرنے والوں کا انجام

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ:

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ میں نے دو عورتوں کو خواب میں دیکھا، ان میں سے ایک بات کرتی ہے اور دوسری بات نہیں کرتی، حالانکہ دونوں جنتی ہیں۔ چنانچہ میں نے پوچھا کہ تو بات کرتی ہے اور وہ دوسری بات نہیں کرتی؟ اس عورت نے جواب دیا کہ میں

نے وصیت کی تھی اور یہ بغیر وصیت کے مرگئی، اس لئے قیامت تک یہ بات نہ کرے گی۔

(دیلمی/موت کا جھٹکا ۳۰۷)

☆ آنحضرتؐ کا مقروض کی نمازِ جنازہ پڑھانے سے انکار

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ:

ہم لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تھے۔ اسی درمیان میں ایک جنازہ آیا اور آپؐ سے نمازِ جنازہ پڑھنے کی درخواست کی گئی۔ آپؐ نے پوچھا، کیا اس مردہ کے ذمہ کوئی قرض ہے؟ بتایا گیا ہاں۔ فرمایا، ایسا شخص جس کے اوپر قرض ہے، اس کی نمازِ جنازہ پڑھنے سے کیا فائدہ ہوگا۔ اس کی روح تو قبر میں معلق ہے، آسمان پر نہیں چڑھ سکتی، اگر کوئی شخص اس کے قرض کا ضامن ہو تو میں نماز پڑھوں گا ورنہ نہیں کیونکہ میری نمازِ جنازہ اس کو اسی وقت فائدہ دے سکتی ہے جب کہ کوئی اس کا قرض ادا کر دے یا ادا کرنے کی ضمانت لے۔

(طبرانی/موت کا جھٹکا ۳۰۶)

☆ جنت کے دروازے پر روک دیا گیا

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ:

رسول اکرم ﷺ نے ایک دن صبح کی نماز پڑھنے کے بعد دریافت کیا۔ کیا اس جگہ کوئی قبیلہ ہذیل کا آدمی موجود ہے؟ تمہارا بھائی جنت کے دروازے پر روک دیا گیا ہے کیونکہ وہ مقروض مرا ہے۔

(بزاز/طبرانی/موت کا جھٹکا ۳۰۶)

☆ تمہارا والد قرض کی وجہ سے محبوس ہے

سعید بن اطولؓ کہتے ہیں کہ:

میرے باپ کا جب انتقال ہوا تو تین سو درہم ان کے ذمہ قرض تھا اور ان کے آل وعیال بھی تھے۔ میں نے سوچا کہ ان کے ترکہ میں سے آل وعیال پر خرچ کروں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا، تیرا باپ قرض کی وجہ سے محبوس ہے، اس کا قرض ادا کرو۔

(احمد/موت کا جھٹکا ۳۰۶)

☆ تین چیزوں کی وجہ سے مجھے بخش دیا

حضرت ابو یوسف غسولیؒ کہتے ہیں کہ:

ملک شام میں ابراہیم بن ادھمؒ میرے پاس آئے اور کہا۔ میں نے آج عجیب منظر دیکھا ہے۔ میں نے پوچھا، آپؒ نے کیا دیکھا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ میں قبرستان میں ٹھہرا تھا کہ اچانک ایک قبر شق ہوگئی، اس میں ایک بوڑھا خضاب لگائے ہوئے نظر آیا۔ مردہ نے مجھ سے کہا اے ابراہیمؒ! مجھ سے جو کچھ پوچھنا ہے پوچھ، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے مجھے زندہ کیا ہے۔ میں نے مردہ سے سوال کیا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ مردہ نے جواب دیا کہ میں نے برے اعمال کر کے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے تین چیزوں کی وجہ سے تجھ کو بخش دیا۔ اول یہ کہ تو اس شخص کو دوست رکھتا تھا جس کو میں دوست رکھتا ہوں، دوسری یہ کہ تو نے مجھ سے اس حال میں ملاقات کی کہ تیرے سینے میں شراب ذرہ برابر بھی نہیں ہے، تیسری چیز یہ کہ تو نے خضاب کر کے مجھ سے ملاقات کی ہے اور خضاب کئے ہوئے بوڑھے شخص کو عذاب دیتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔

ابراہیمؒ کا بیان ہے کہ یہ جملے کہنے کے بعد قبر برابر ہوگئی اور مردہ چھپ گیا۔

ابو یوسف غسولیؒ کا بیان ہے کہ یہ عجیب واقعہ بیان کرنے کے بعد ابراہیم بن ادھمؒ نے مجھ

سے فرمایا، اے غسوتی! تو اللہ تعالیٰ سے اپنا معاملہ صاف رکھ، تجھ کو بھی اسی طرح کے عجائب اللہ تعالیٰ دکھائے گا۔ (کرامات اولیاء، موت کا جھٹکا ۲۷۸، شرح الصدور ۹۸)

☆ شہید اپنے والدین سے ملاقات کرنے آیا

حضرت عبدالعزیز بن عبداللہ ابن ابی سلمہؒ کہتے ہیں کہ:

ملک شام میں ایک شخص اپنی بیوی کے ہمراہ اپنے کھلیان میں دیکھ بھال کر رہا تھا، اس سے کچھ عرصہ قبل ان کا ایک بیٹا شہید ہو چکا تھا، اچانک اس شخص نے دیکھا کہ ایک سوار آ رہا ہے۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا، دیکھ میرا اور تیرا بیٹا آ رہا ہے۔ بیوی نے کہا، یہ شیطانی وسوسہ ہے، ہمارا بیٹا تو ایک مدت ہوئی شہید ہو چکا ہے، آج وہ کہاں سے آ جائے گا، تم اپنا کام کئے جاؤ اور شیطانی وسوسے سے باز آؤ، نیز اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو۔

اس شخص نے پھر نظر دوڑائی، سوار اب قریب آ چکا تھا۔ مرد نے اپنی بیوی سے کہا دیکھ تیرا بیٹا ہے کہ نہیں۔ عورت نے دیکھا اور بولی، واقعی ہمارا ہی بیٹا ہے۔ جب سوار قریب آ کر کھڑا ہوا تو باپ نے پوچھا، بیٹا! کیا تو شہید نہیں ہوا تھا؟ اس نے جواب دیا، بے شک میں شہید ہو گیا ہوں، آج اس وقت حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی وفات ہوئی ہے، شہداء نے ان کے جنازے میں شریک ہونے کی اجازت مانگی اور اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی، میں بھی انہی لوگوں میں سے ہوں جن کو اجازت ملی ہے۔ میں نے مزید اس بات کی بھی اجازت لے لی کہ اپنے ماں باپ سے ملاقات کر کے سلام کروں، اس لئے میں آپ لوگوں کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اس شہید نے اپنے ماں باپ کے حق میں دعا کی اور پھر رخصت ہو گیا۔ لوگوں نے تحقیق کی تو یہ بات صحیح ثابت ہوئی کہ اسی گھڑی عمر بن عبدالعزیزؒ کی وفات ہوئی تھی۔ (موت کا جھٹکا ۲۷۹)

☆ میں بڑے عیش و آرام میں ہوں

حضرت مولانا محمد اسحاقؒ کے داماد مولانا عبدالقیومؒ نے بیان کیا کہ:

توکل نام کا ایک شخص ایک بڑھیا کا بیٹا تھا، وہ بالاکوٹ کی لڑائی میں حضرت مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کے ساتھ شہید ہو گیا تھا۔ اس کی جدائی سے بوڑھی ماں کو اتنا صدمہ ہوا کہ اس کو یاد کر کے برابر رویا کرتی تھی، ایک رات وہ چکی پیس رہی تھی کہ اچانک ایک نور ظاہر ہوا جس سے سارا گھر روشن ہو گیا، بڑھیا نے سر اٹھا کر دیکھا تو ایک شخص گھوڑے پر سوار ہے۔ پوچھنے پر اس نے بتایا کہ میں تیرا بیٹا توکل ہوں، میں مولوی اسمٰعیل صاحب کے ساتھ شہید ہو گیا ہوں، میں بڑے عیش و آرام میں ہوں، کسی طرح کی کوئی تکلیف نہیں ہے، ہاں جب تو میری یاد میں روتی ہے تو مجھے تکلیف پہنچتی ہے۔ اماں! تو اب نہ رویا کر، صبر کر۔ یہ کہہ کر وہ سوار سلام کر کے رخصت ہو گیا۔ (موت کا جھٹکا ۲۷۹)

☆ میں جنت کے چمن میں ہوں

حضرت عاصم حجدریؒ کے گھر والوں میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ:

میں نے عاصم کو ان کی وفات کے ساٹھ سال بعد خواب میں دیکھا، میں نے پوچھا تمہاری وفات نہیں ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا ہاں میں تو مر چکا ہوں۔ پھر پوچھا تم کہاں مقیم ہو؟ انہوں نے جواب دیا، میں جنت کے چمن میں ہوں، میرے ہمراہ اور دوسرے ساتھی بھی ہیں، ہم لوگ ہر جمعہ کی شب اور صبح کو بکر بن عبداللہ مزنیؒ کے پاس جمع ہو کر تمہاری خیریت معلوم کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ تمہارے اجسام وہاں جمع ہوتے ہیں یا تمہاری روحیں؟ انہوں نے کہا افسوس! ہمارے اجسام تو گل سڑ چکے ہیں، ہماری روحیں جمع ہوتی ہیں۔ میں نے کہا ہم لوگ تمہاری زیارت کو آتے ہیں تو کیا تم کو خبر ہو جاتی ہے۔ انہوں

نے کہا ہم شب جمعہ اور روز جمعہ کو شنبہ کے طلوع آفتاب تک زائرین کی خبر رکھتے ہیں۔ میں نے پوچھا اس کی کیا خصوصیت ہے کہ دوسرے دنوں میں خبر نہیں ہوتی؟ انہوں نے بتایا کہ یہ جمعہ کے دن کی فضیلت ہی کی وجہ سے ہے۔

(ابن ابی الدنیا/بیہقی/موت کا جھٹکا ۲۸۰/کتاب الروح ۴۰)

☆ ہم قبرستان کے مردے ہیں

حضرت بشر بن منصورؒ سے روایت ہے کہ:

ایک شخص قبرستان آیا جایا کرتا تھا اور جنازوں میں شرکت کیا کرتا تھا۔ جب شام ہوتی تو قبرستان کے دروازے پر کھڑا ہو کر کہا کرتا

اٰنَسَ اللّٰہُ وَحْشَتَکُمْ وَرَحِمَ اللّٰہُ غُرْبَتَکُمْ وَتَجَاوَزَ اللّٰہُ مِنْ سَیِّاٰتِکُمْ وَقَبِلَ اللّٰہُ حَسَنَاتِکُمْ.

''اللہ تمہاری وحشت کو انسیت سے بدل دے، تمہاری تنہائی پر رحم کرے، تمہارے گناہ سے درگزر کرے اور تمہاری نیکیوں کو قبول فرمائے۔''

ان جملوں سے زیادہ اور کچھ نہ کہتا تھا۔ اس شخص کا بیان ہے کہ ایک رات میں قبروں پر نہ جا سکا اور اپنے گھر آ گیا۔ جب میں سویا تو اچانک ایک جماعت میرے پاس آئی، میں نے پوچھا تم کون لوگ ہو؟ اور کیا حاجت ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہم قبرستان کے مردے ہیں، تو نے ہم کو اس ہدیہ کا عادی بنا دیا ہے، جو تو قبرستان کے دروازے پر کھڑا ہو کر دعا کیا کرتا تھا۔ آج وہ ہدیہ ہم کو نہیں ملا اس لئے ہم یہاں آئے ہیں۔ اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے ان مردوں سے وعدہ کیا کہ برابر حاضر ہو کر دعا کرتا رہوں گا، چنانچہ میں زندگی بھر اس معمول پر قائم رہا۔ (بیہقی/ابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۲۸۰)

☆ ہر مردہ اپنی قبر پر بیٹھا ہوا ہے

حضرت ابو السیاحؒ کا بیان ہے کہ:

مطرفؒ آبادی سے دور جنگل میں رہا کرتے تھے، جب جمعہ کا دن آتا تو رات ہی کو چل پڑتے اور ان کی کوڑی سے روشنی پیدا ہوتی تھی، اسی روشنی میں چلتے تھے۔ ایک رات جب وہ قبرستان کے قریب پہنچے تو نیند کے مارے اپنے گھوڑے ہی پر اونگھ گئے، انہوں نے دیکھا کہ قبرستان کا ہر مردہ اپنی قبر پر بیٹھا ہوا ہے۔ مطرفؒ کو دیکھ کر مردے کہنے لگے، یہ مطرفؒ ہے، ہر جمعہ کو آتا ہے۔ مطرفؒ نے پوچھا اے مردو! کیا تم بھی جمعہ کے دن کو جانتے ہو؟ مردوں نے جواب دیا ہم تو جمعہ کے دن پرندوں کی باتوں کو بھی جانتے ہیں۔ مطرف نے پوچھا جمعہ کے دن پرندے کیا کہتے ہیں؟ مردوں نے جواب دیا کہ جمعہ کے دن پرندے کہتے ہیں۔

سلام علیکم یوم صالح.

''تم پر سلامتی ہو آج اچھا دن ہے۔'' (موت کا جھٹکا ۲۸۰/کتاب الروح ۴۱)

☆ میری قبر پر آنے سے کیوں رک گئے

حضرت سفیان بن عیینہؒ کے ماموں زاد بھائی فضل بن موفقؒ فرماتے ہیں کہ:

جب میرے باپ کی وفات ہوئی تو مجھ کو سخت رنج ہوا۔ شروع میں تو میں ہر روز ان کی قبر پر جایا کرتا لیکن کچھ روز کے بعد میں جانے سے قاصر ہو گیا۔ ایک رات میں نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا، انہوں نے مجھ سے کہا بیٹا! میری قبر پر آنے سے تم کیوں رک گئے۔ میں نے کہا کیا آپ کو میرے آنے کی خبر ہو جاتی ہے؟ انہوں نے جواب دیا تم جب بھی قبر پر آئے مجھ کو اس کی خبر ہو گئی، تمہاری دعا سے مجھ کو اور میرے آس پاس کے تمام

مردوں کو خوشی ہوتی تھی۔ فضل بن موفق" کہتے ہیں کہ اس روز سے میں ہمیشہ اپنے باپ کی قبر پر جانے لگا۔ (بیہقی / ابن ابی الدنیا / موت کا جھٹکا ۲۸۱ / کتاب الروح ۳۱)

☆ اب زیارت کیوں نہیں کرتے؟

ہاشم بن محمدؒ کہتے ہیں کہ:

ایک اہل علم نے بیان کیا کہ میں اپنے باپ کی قبر پر برابر جاتا تھا، جب ان کی وفات کو ایک زمانہ دراز گزر گیا تو میں نے سوچا کہ میرے باپ بوسیدہ مٹی ہو چکے ہوں گے، اب کیا زیارت کروں۔ اسی روز اپنے باپ کو خواب میں دیکھا، شکایت کر رہے تھے اب زیارت کیوں نہیں کرتے؟ میں نے کہا آپ مٹی ہو گئے ہوں گے، مٹی کی کیا زیارت کروں۔ یہ سن کر باپ نے کہا ایسا نہ کر، جب تو میری قبر کی طرف آتا ہے، میرے پڑوسی خوش خبری دیتے ہیں اور جب تو زیارت کر کے لوٹتا ہے تو جب تک کوفہ کی گلیوں میں غائب نہیں ہوتا برابر تجھ کو دیکھتا رہتا ہوں۔ (بیہقی / موت کا جھٹکا ۲۸۸)

☆ میں قابل تعریف برزخ میں ہوں

حضرت عثمان بن سودہؒ فرماتے ہیں کہ:

میری ماں سودہؒ بڑی عابدہ و زاہدہ تھیں، اسی وجہ سے ان کو لوگ راہبہ کہتے تھے۔ جب ان کی وفات ہوگئی تو میں ان کی قبر پر ہر جمعہ کو جاتا اور اپنی ماں کے لئے نیز تمام مردوں کے لئے مغفرت کی دعاء کیا کرتا تھا۔ ایک رات میں نے اپنی ماں کو خواب میں دیکھا تو میں نے پوچھا، اماں! تم کس حال میں ہو؟ ماں نے جواب دیا بیٹا! موت کی تکالیف تو بڑی سخت ہیں لیکن اب میں بحمد اللہ قبر میں اچھی طرح ہوں، ریحان کا بچھونا ہے اور ریشمی تکیہ لگاتی ہوں۔ میں نے پوچھا ماں! کیا تمہاری کوئی حاجت ہے؟ ماں نے کہا ہاں بیٹا! تو جو ہماری

زیارت کرتا ہے اور ہمارے لئے دعا کرتا ہے اس کو کبھی ترک نہ کرنا کیونکہ جب تو جمعہ کو آتا ہے تو مجھ کو بڑا انس ہوتا ہے، جب تو اپنے گھر سے قبر کی طرف چلتا ہے تو یہاں کے مردے مجھ سے کہتے ہیں اے راہبہ! تیرے گھر سے زیارت کرنے والا آ رہا ہے۔ میں اس کی وجہ سے بہت خوش ہوتی ہوں اور میرے پڑوس کے تمام مردے بھی بہت خوش ہوتے ہیں۔

(موت کا جھٹکا ۱۲۸۱ / کتاب الروح ۴۲)

☆ کچھ دیر میری قبر پر بیٹھ

حضرت عبدالواحد بن عبدالرحمٰن سوسیؒ نے اسکندریہ میں بیان کیا کہ:

میری ماں کہتی ہیں کہ میں نے اپنی ماں کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا وہ کہہ رہی تھیں کہ بیٹی! جب تو میری زیارت کو آئے تو گھڑی بھر میری قبر پر بیٹھ تا کہ میں تجھ کو نظر بھر کر دیکھ لوں، اس کے بعد تو میرے لئے رحمت کی دعا کرتا کہ یہ رحمت میرے اور تیرے درمیان حجاب بن جائے اور میں تیری تکلیف دہ یاد سے بے پرواہ ہو جاؤں۔

(بیہقی / موت کا جھٹکا ۲۸۲)

☆ میرے پاس کیوں نہ آیا

حضرت قسطنطین بن عبداللہ رومیؒ فرماتے ہیں کہ:

مجھ سے اسد بن موسیٰ نے بیان کیا کہ میرا ایک دوست تھا، جب اس کا انتقال ہو گیا تو میں نے اس کو خواب میں دیکھا، وہ کہتا تھا کہ سبحان اللہ! فلاں دوست کی قبر پر جا کر تو نے رحمت و مغفرت کی دعا کی اور میرے پاس نہ آیا۔ میں نے پوچھا تو نے کیسے دیکھ لیا جب کہ تیرے اوپر مٹی کا ڈھیر ہے؟ اس نے جواب دیا جس طرح شیشے کے برتن کا پانی باہر سے نظر آتا ہے اسی طرح ہم بھی اپنے زائرین کو دیکھ لیتے ہیں۔ (ابن رجب / موت کا جھٹکا ۲۸۴)

☆ سب پر وجد کی کیفیت طاری تھی

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ بیان کرتے ہیں کہ:

میرے والد شاہ عبدالرحیم قدس سرہٗ فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرہٗ کو خواب میں دیکھا کہ وہ وضو کر کے نماز کی تیاری میں مصروف ہیں۔ میں نے کہا، آپ وفات پا چکے ہیں اور اب آپ عمل کے مکلف نہیں ہیں، پھر یہ نماز اور وضو کس لئے ہے۔ شیخ چراغؒ نے جواب دیا کہ چونکہ دنیا میں ہم یہ عمل یعنی وضو اور نماز بہت کیا کرتے تھے اور ان اعمال سے ہم کو لذت ملتی تھی، اس لئے ہم یہ عمل لذت حاصل کرنے کے لئے کرتے ہیں مکلف ہونے کی وجہ سے نہیں، پھر شیخؒ نماز میں مصروف ہو گئے۔ نماز سے فراغت کے بعد روحیں جمع ہوئیں اور مجلس منعقد ہوئی۔ مجھ سے بھی شیخؒ نے فرمایا تم بھی بیٹھو، میں نے کہا مجلس میں نہیں بیٹھوں گا۔ اس پر شیخؒ نے فرمایا، ہماری مجلس اور مجلسوں کی سی نہیں ہے۔ چنانچہ میں مجلس میں بیٹھا تو دیکھا کہ سب پر وجد کی کیفیت طاری تھی۔

(انفاس العارفین/موت کا جھٹکا ۲۸۲)

☆ سعدی ہمیں فقیر است

حضرت شاہ ولی اللہؒ کہتے ہیں کہ:

میرے والدؒ فرماتے تھے کہ اکبر آباد میں مرزا محمد زاہد ہرویؒ کے درس سے میں واپس آ رہا تھا، راستہ میں ایک لمبی گلی آئی، میں اس وقت شیخ سعدیؒ کے یہ اشعار پڑھ پڑھ کر لطف حاصل کر رہا تھا اور دنیا و مافیہا سے بے خبر تھا۔

جز یادِ دوست ہر چہ کنی عمر ضائع است
جز سرِ عشق ہر چہ بخوانی بطالت ست

سعدی بشوئے لوح دل از نقش غیر حق

''خدا کی یاد کے علاوہ کچھ کرنا اپنی عمر کو ضائع کرنا ہے، عشق کے اسرار کے علاوہ جو کچھ تم پڑھو گے وہ سب باطل ہے، سعدی اپنے صفحہ قلب سے نقش خداوندی کے علاوہ ہر نقش کو مٹا دے۔''

اس بیت کا چوتھا مصرع میرے ذہن سے جاتا رہا اور اس کی وجہ سے میں سخت اضطراب میں تھا۔ اچانک ایک درویش صفت میرے داہنی جانب سے نکلا اور کہا۔

علمے کہ رہ بحق نماید جہالت است

''جو علم راہ حق نہ دکھائے وہ علم نہیں ہے بلکہ جہل و نادانی ہے۔''

یہی مذکورہ بالا بیت کا چوتھا مصرعہ ہے۔ میں نے درویش کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ اللہ تم کو اچھا بدلہ دے کہ تم نے میرے قلبی اضطراب کو دور کر دیا۔ میں نے خوشی سے دو پان ان کی خدمت میں پیش کئے، انہوں نے مسکرا کر فرمایا، کیا یہ مصرعہ یاد دلانے کی اجرت ہے۔ میں نے کہا نہیں بطور شکریہ پیش کر رہا ہوں۔ انہوں نے کہا میں پان نہیں کھاتا۔ میں نے پوچھا پان کھانے سے شریعت مانع ہے یا طریقت؟ جو کچھ بھی ہو آپ بیان فرمائیں؟ تاکہ میں بھی اس سے احتراز کروں۔ انہوں نے جواب دیا نہ شریعت نہ طریقت لیکن میں نہیں کھاؤں گا۔ پھر انہوں نے کہا کہ مجھ کو جلد جانا چاہئے۔ میں نے کہا میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھ کو تم سے زیادہ جلد جانا ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے قدم اٹھایا اور ایک ہی قدم میں بڑی لمبی گلی طے کر کے آخری سرے پر پہنچ گئے۔ میں سمجھ گیا یہ کسی بزرگ کی روح ہے جو کہ مجسم ہو کر آئی ہے۔ میں نے آواز دی اور عرض کیا کہ آپ اپنا نام بتائیں تاکہ میں آپ پر فاتحہ پڑھتا رہوں اور آپ کے حق میں دعائیں کرتا رہوں۔ انہوں نے جواب میں یہ جملہ کہا۔ ''سعدی ہمیں فقیر است'' فقیر درویش سعدی جس کو کہتے

ہیں، وہ میں ہی ہوں۔ (انفاس العارفین/موت کا جھٹکا ۲۸۳)

☆ دیدارِ یار کی تمنا مجھ پر غالب آ گئی

حضرت شاہ عبدالرحیمؒ فرماتے ہیں کہ:

میں ایک رات سیر کرتا ہوا ایک صاف ستھرے قبرستان میں پہنچا، تھوڑی دیر وہاں قیام کیا، اسی دوران میں میرے دل میں خیال گزرا کہ اس وقت یہاں پر میرے سوا اور کوئی بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا نہیں ہے۔ میرے دل میں اس خیال کا آنا تھا کہ اچانک ایک ضعیف العمر کبڑا شخص نمودار ہوا اور وہ پنجابی زبان میں اشعار پڑھ رہا تھا۔ ان اشعار کا مفہوم یہ تھا۔

''کہ دیدارِ یار کی تمنا مجھ پر غالب آ گئی۔''

اس بوڑھے کی آواز سے میں اس قدر متاثر ہوا کہ والہانہ اس کی طرف دوڑا، لیکن میں جس قدر اس کے قریب پہنچتا تھا وہ اس سے زیادہ مجھ سے دور ہو جاتا تھا۔ اس شخص نے پکار کر مجھ سے کہا، تمہارا خیال یہ ہے کہ اس جگہ سوا تمہارے اور کوئی اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے والا نہیں ہے۔ میں نے کہا، میری مراد یہ تھی کہ زندوں میں سے میرے سوا کوئی یہاں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والا نہیں۔ اس شخص نے کہا تمہارے دل میں مطلق تمام زندوں اور مردوں کے بارے میں یہ خیال گزرا تھا مگر اب زندوں کی تخصیص کر رہے ہو، یہ کہتے ہی وہ شخص غائب ہو گیا۔ (انفاس العارفین/موت کا جھٹکا ۲۸۴)

☆ خواجہ قطب الدین نے مجھ سے کہا آگے آ جاؤ

حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ فرماتے ہیں کہ:

ایک دن میں خواجہ قطب الدین قدس سرہٗ کے مزار پر گیا، مزار کے پاس ایک

چبوترا تھا، اس پر ٹھہر گیا۔ ابھی دوران خیال گزرا کہ میں ناقص انسان ہوں، اس مقدس جگہ میں آنا نہ چاہئے۔ اسی وقت خواجہ قطب الدینؒ کی روح ظاہر ہوئی اور مجھ سے کہا آگے آؤ۔ میں دو تین قدم آگے بڑھ گیا۔ میں نے اسی وقت دیکھا کہ چار فرشتے آسمان سے ایک تخت اتار کر لائے، اس تخت پر خواجہ نقشبندیؒ تھے، دونوں بزرگوں نے آپس میں راز کی باتیں کیں جو میں نہ سن سکا، پھر فرشتے تخت کو اٹھا لے گئے۔ اس کے بعد خواجہ قطب الدینؒ نے مجھ سے کہا آگے آؤ، میں دو تین قدم آگے بڑھ گیا۔ اسی طرح وہ برابر فرماتے رہے اور میں آگے بڑھتا گیا، یہاں تک کہ بہت قریب پہنچ گیا۔ اس وقت انہوں نے پوچھا، شعر کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا شعر ایک ایسا کلام ہے کہ اگر اس میں اچھا مفہوم ہے تو اچھا کلام ہے اور اگر برا مفہوم ہے تو برا کلام ہے۔ خواجہؒ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ تم کو برکت دے، ٹھیک جواب دیا۔ اچھا یہ بتاؤ کہ اچھی آواز کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و انعام ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔

خواجہؒ نے فرمایا، بارک اللہ، تم نے ٹھیک جواب دیا۔ اچھا یہ بتاؤ جس کے اندر یہ دونوں باتیں جمع ہو جائیں یعنی کلام اچھا ہو اور آواز بھی اچھی ہو، اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ میں نے جواب دیا۔

نور علیٰ نورٍ یھدی اللّٰہ لنورہٖ من یشآء.

''یہ تو نور پر نور ہے اور سونے پر سہاگہ ہے، اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔''

فرمایا، بارک اللہ، تم نے ٹھیک کہا۔ ہم جو کچھ کرتے تھے وہ اس سے زیادہ نہیں تھا۔ یعنی ہم اچھا کلام اچھی آواز سے پڑھوایا کرتے تھے، تم بھی دو ایک بیت سنتے رہو۔ یہ سن کر میں نے عرض کیا کہ جس وقت خواجہ نقشبندیؒ آپؒ کے پاس تشریف لائے تھے اس وقت آپؒ

نے یہ بات کیوں نہ کہی؟ میرے اس قول کے جواب میں خواجہ قطب الدینؒ نے جو بات کہی وہ میرے دل سے جاتی رہی لیکن مجھے اتنا یاد ہے کہ مندرجہ دو باتوں میں سے ایک بات فرمائی تھی۔ یا تو آپؒ نے فرمایا تھا کہ میں نے خواجہ نقشبندیؒ کے حضور ادباً شعر سننے کی بات نہیں کہی یا یہ کہ مصلحتاً میں نے اس سے احتراز کیا تھا۔ (انفاس العارفین/موت کا جھٹکا ۲۸۴)

☆ خواجہؒ نے مجھے خوشخبری دی

حضرت شاہ عبدالرحیمؒ فرماتے ہیں کہ:

دوسری مرتبہ میں حضرت خواجہ قطب الدینؒ کے مزار پر گیا، خواجہؒ کی روح نمودار ہوئی اور مجھ کو خوشخبری دی کہ تیرا ایک لڑکا پیدا ہوگا، اس کا نام قطب الدین احمد رکھنا، چونکہ میری بیوی اس وقت اتنی بوڑھی ہو چکی تھی کہ اولاد کی کوئی امید نہ تھی۔ اس لئے میں نے خواجہؒ کی خوشخبری کا یہ مطلب سمجھا کہ میرا پوتا پیدا ہوگا۔ یہ خیال میرے دل میں گزرا ہی تھا کہ انہوں نے فوراً فرمایا کہ لڑکے سے مراد پوتا نہیں ہے بلکہ واقعی تیرے ہی صلب سے لڑکا پیدا ہوگا۔ اس واقعہ کے ایک مدت کے بعد دوسرا نکاح میں نے کیا اور اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام ولی اللہ رکھا۔ چونکہ واقعہ یاد نہیں رہا تھا اس لئے لڑکے کا نام ولی اللہ رکھ دیا گیا، دوسرا نام قطب الدین احمد رکھا، چونکہ اول نام بہت دنوں تک جاری رہا اس لئے اسی نام سے مشہور ہو گئے۔ (انفاس العارفین/موت کا جھٹکا ۲۸۵)

☆ وہ تو زندہ ہیں

حضرت شاہ عبدالرحیمؒ فرماتے ہیں کہ:

میرے والد شاہ وجیہہ الدینؒ شہید ہونے کے بعد کبھی کبھی میرے سامنے مجسم ہو کر نمودار ہوتے تھے اور حال و مستقبل کی خبریں بتاتے تھے۔ ایک مرتبہ میری بھتیجی کریمہ بیمار

پڑی، اس کی بیماری بڑھتی ہی گئی۔ ایک دن دوپہر کو میں اپنے حجرے میں سویا ہوا تھا، اچانک میرے والد مجسم ہو کر میرے پاس آ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں کریمہ کو دیکھنا چاہتا ہوں لیکن اس کے پاس غیر محرم عورتیں بیٹھی ہیں اس لئے وہاں میرا جانا مناسب نہیں ہے۔ ان مستورات کو اس جگہ سے اٹھا دو تا کہ میں کریمہ کو دیکھ لوں۔ چونکہ ان عورتوں کو وہاں سے اٹھانا ممکن نہ تھا اس لئے میں نے پردہ کی آڑ کر دی۔ پھر میرے والد کریمہ پر ظاہر ہوئے، اس طرح کہ میرے اور کریمہ کے علاوہ کوئی تیسرا ان کو نہیں دیکھتا تھا۔ کریمہ نے چونک کر کہا، لوگ ان کو شہید کہتے ہیں حالانکہ وہ تو زندہ ہیں۔ والدؒ نے فرمایا، بیٹی شہادت کے قصے کو درگزر کر، تو نے بیماری کی بڑی تکلیف اٹھائی، انشاء اللہ کل صبح اذان فجر کے وقت کلی شفا ہو جائے گی۔ یہ کہہ کر وہ جانے لگے، میں بھی ساتھ ہو گیا تو فرمایا، تم یہیں رہو۔ یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئے، اذان فجر کے وقت کریمہ کی وفات ہو گئی۔

(انفاس العارفین/موت کا جھٹکا ۲۸۵)

☆ مجھے قرآن سننے کا بڑا شوق ہے

حضرت شاہ عبدالرحیمؒ فرماتے ہیں کہ:

شیخ بایزید اللہ گوؒ نے زیارت حرمین شریفین کا ارادہ کیا اور بہت سے ضعیف، عورتیں اور بچے ان کے ہمراہ نکل پڑے۔ ان کے پاس نہ سواری تھی اور نہ کوئی سامان سفر تھا۔ میں نے چاہا کہ بے سروسامانی کے اس سفر سے ان کو واپس لوٹاؤں، میں چلتے چلتے تغلق آباد میں شیخ کے قافلے سے مل گیا، اس وقت شدید دھوپ ہو چکی تھی۔ چنانچہ تمام لوگ ایک درخت کے سائے میں اتر کر لیٹ گئے، سب سو رہے تھے صرف میں ان کے کپڑوں کی حفاظت کے لئے جاگتا رہا۔ اسی دوران میں، میں نے قرآن کی چند سورتیں تلاوت کیں،

قریب ہی چند قبریں تھیں۔ ایک قبر کے مردے نے پکار کر کہا، ایک زمانہ سے قرآن سننے کا موقع نہیں ملا اور مجھ کو قرآن سننے کا بڑا شوق ہے، اگر تم قرآن پاک کی مزید سورتیں تلاوت کرو تو تمہارا احسان ہوگا۔ میں نے مزید قرآن پاک کی تلاوت کی اور چپ ہو گیا، پھر مردہ نے مزید درخواست کی اور میں نے مزید تلاوت کی۔ وہاں پر میرے برادر بزرگ بھی شریک سفر تھے، انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہی قبر کا مردہ ظاہر ہو کر کہہ رہا ہے کہ میں نے اس عزیز سے تلاوتِ قرآن پاک کی کئی مرتبہ درخواست کی اور اس نے سنائی لیکن اب اس سے درخواست کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اگرچہ قرآن پاک سننے کا شوق اب بھی باقی ہے، اس لئے آپ ہی اس عزیز سے کہیں کہ قرآن پاک کی مزید تلاوت کریں۔

میرے برادر بزرگ نے خواب سے بیدار ہوتے ہی مجھ سے کہا کہ قرآن پاک پڑھو چنانچہ پھر میں نے قرآن پاک کی تلاوت کی، میری تلاوت سن کر قبر کا مردہ اس قدر مسرور ہوا کہ اس کی خوشی کا اثر میں نے اس کے چہرے سے دیکھا۔ اس نے خوش ہو کر کہا اللہ تعالیٰ تم کو میری طرف سے اچھی جزاء دے۔ اس کے بعد میں نے اس قبر والے سے برزخ کے حالات کے متعلق سوال کیا۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے دوسرے مردوں کے حالات کا علم نہیں ہے، ہاں اپنا حال جانتا ہوں۔ میرا حال یہ ہے کہ جب سے دنیا سے جدا ہوا ہوں کوئی عذاب نہیں دیکھا لیکن زیادہ عیش میں بھی نہیں ہوں۔ میں نے پوچھا تم نے کس عمل کی برکت سے نجات پائی؟ اس نے کہا میں ہمیشہ یہی نیت رکھتا تھا کہ طاعات واذکار سے روکنے والی چیزوں سے باز رہوں، اگرچہ تمام عمر یہ نیت پوری نہ ہوئی پھر بھی اللہ تعالیٰ نے اس نیت کو قبول فرمالیا۔ ان مشاہدات کے بعد شیخ بایزید قیلولہ سے بیدار ہوئے اور میں ان کو اس سفر سے واپس لایا۔ (انفاس العارفین/ موت کا جھٹکا ۲۸۶)

☆ سر نے تن سے جدا ہونے کے بعد کفار کا تعاقب کیا

حضرت شاہ عبدالرحیمؒ فرماتے ہیں کہ:

میرے والد حضرت شاہ وجیہ الدینؒ ایک رات نماز تہجد پڑھ رہے تھے۔ ایک سجدہ میں اتنی دیر تک پڑے رہے کہ مجھے گمان ہوا شاید وفات پا گئے۔ جب سجدہ سے سر اٹھایا تو میں نے اتنے طویل سجدہ کی وجہ دریافت کی۔ انہوں نے فرمایا، میں احوال میں کھو گیا تھا اور شہیدوں کے درجات مجھ پر ظاہر ہو رہے تھے، مجھے وہ درجات اس قدر پسند آئے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے شہادت کی دعا کی جو کہ مقبول ہو گئی اور خدا تعالیٰ کی طرف سے اشارہ ہوا کہ تمہاری شہادت دکن میں ہے۔ اس کشف کے بعد باوجودیکہ سپہ گیری کی ملازمت میرے والدؒ نے ترک کر دی تھی، از سر نو سفر کا اسباب جمع کیا، گھوڑا خریدا اور دکن کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپؒ کا ارادہ تھا کہ چونکہ کافر بادشاہ شیوا جی اسلامی شعار کی توہین کرتا ہے، اس لئے اس سے جہاد کر کے قتل کریں گے۔ جب شاہ وجیہ الدینؒ برہانپور پہنچے تو ان پر کشف ہوا کہ شہادت کی جگہ تو پیچھے چھوڑ آئے۔ چنانچہ وہاں سے واپس لوٹے۔ راستہ میں بعض تاجر ملے، چونکہ وہ نیکی اور تقویٰ کے اعتبار سے اچھے نظر آئے، تاجروں کی ہمراہی اور موافقت کا عہد کیا اور چاہا کہ انہی کے ہمراہ قصبہ ہنڈیا کے راستہ سے شمالی ہندوستان میں داخل ہو جائیں۔

دورانِ سفر میں ایک بہت بوڑھا شکستہ حال شخص نظر آیا جو گرتا پڑتا جا رہا تھا، آپؒ کو اس کے حال پر رحم آیا اور اس بوڑھے کا مقصد پوچھا۔ اس نے بتایا کہ میں دہلی جانا چاہتا ہوں۔ آپؒ نے فرمایا کہ تم ہر روز ہمارے ساتھیوں سے تین پیسے لیا کرو دہلی پہنچ جاؤ گے۔ یہ بوڑھا دراصل کفار کا جاسوس تھا۔ شاہ وجیہ الدینؒ اور تاجروں کا قافلہ جب دریائے نربدا

سے دو تین منزل کی دوری پر پہنچا تو جاسوس نے اپنے بھائی بندوں کو خبر کر دی، چنانچہ راہزنوں کی ایک جماعت آ گئی۔ اس وقت شاہ صاحبؒ اور تمام ساتھی قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول تھے۔ راہزنوں کے دو تین آدمی آگے آ کر پوچھنے لگے کہ وجیہہ الدینؒ کس کا نام ہے؟ وجیہہ الدینؒ کا تعارف ہوا تو ڈاکوؤں نے کہا ہم کو تم سے کوئی مطلب نہیں، کیونکہ ہمیں معلوم ہے تمہارے پاس کوئی مال نہیں ہے، نیز تم نے ہمارے ایک بوڑھے آدمی پر احسان بھی کیا ہے اس لئے ہم تم کو کچھ نہیں کہتے لیکن یہ سوداگر لوگ اپنے ساتھ فلاں فلاں سامان رکھتے ہیں اس لئے ہم ان کو نہیں چھوڑیں گے۔ شاہ وجیہہ الدینؒ چونکہ شہادت کی طلب میں اس سفر پر نکلے تھے اس لئے شوقِ شہادت کی تکمیل نظر آئی۔ چنانچہ ڈاکوؤں سے جنگ ہوئی، شاہ وجیہہ الدینؒ کے بائیس زخم آئے اور آخری زخم میں آپ کا سر تن سے جدا ہو گیا۔ سر تن سے جدا ہونے پر بھی اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے ہوئے دور تک کفار کا تعاقب کیا۔ سر کو دوڑتے دیکھ کر ایک عورت کو سخت تعجب ہوا اور پھر وہیں گر کر ساکن ہو گئے، وہیں ان کو دفن کر دیا گیا۔

شاہ عبدالرحیمؒ فرماتے ہیں کہ اس دن شام کے وقت والد مرحوم مجسم بن کر میرے سامنے آئے اور اپنے زخم مجھ کو دکھائے، چنانچہ اس دن میں نے بہت صدقہ خیرات کیا۔ میں نے ارادہ کیا کہ ان کی لاش وہاں سے منتقل کروں مگر والد مرحوم نے مجسم بن کر مجھے اس سے منع کیا۔ شاہ وجیہہ الدینؒ کی قبر بھوپال سے سات میل دور مغرب میں قصبہ دوراہہ میں ہے، جسم اور سر الگ الگ دو جگہ مدفون ہیں۔

(انفاس العارفین/موت کا جھٹکا ۶۸۷)

☆مرحبا یا شیخ احمد

شیخ احمد بن محمد دمیاتیؒ مشاہیر علماء میں سے تھے۔ ۱۰۰۱ھ میں ان کی وفات ہوئی

ہے، یہ بیان کرتے ہیں کہ:

میں ایک مرتبہ اپنی والدہ کے ساتھ حج کے لئے نکلا، اس سال بڑا قحط پڑ رہا تھا۔ میں نے مصر سے دو اونٹ خریدے اور انہی کو لے کر اپنی والدہ کے ہمراہ حج کو گیا۔ حجِ بیت اللہ سے فراغت کے بعد جب میں نے مدینہ منورہ کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو قضائے الٰہی سے دونوں اونٹ مر گئے۔ میں سخت پریشان ہوا کہ اب کیا کروں، پریشانی کے عالم میں اپنے شیخ صفی الدین احمد قشاشیؒ کے پاس حاضر ہوا اور اپنا حال بیان کیا۔ انہوں نے میرا حال سن کر تھوڑی دیر سکوت اختیار کیا اور پھر فرمایا تو اسی وقت رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ کی قبر کی زیارت کو جا اور جس قدر ہو سکے قرآن پاک کی تلاوت کر کے اپنے احوال خدا تعالیٰ کے حضور پیش کر۔ میں فوراً حضرت حمزہؓ کے مزار پر گیا اور جو کچھ شیخ نے فرمایا تھا اس پر عمل کیا۔

اس کے بعد میں نمازِ ظہر سے قبل ہی مدینہ آ گیا، بابِ رحمت کے پاس وضو کر کے مسجد شریف میں گیا، وہیں اپنی والدہ کو چھوڑ کر قبرِ حضرت حمزہؓ کی زیارت کو چلا گیا۔ ماں نے جب مجھ کو دیکھا تو کہا یہاں ایک شخص تیرے بارے میں مجھ سے معلوم کر رہا تھا، جا اور اس کو تلاش کر کے اس سے ملاقات کر لے۔ میں نے کہا وہ شخص کہاں ملے گا؟ ماں نے کہا، مسجد شریف کے آس پاس تلاش کر۔ چنانچہ میں نے جا کر دیکھا کہ ایک سفید ریش بڑا رعب دار شخص کھڑا ہے۔ اس نے مجھے دیکھ کر کہا، مرحبا یا شیخ احمدؒ، میں نے احترام کے ساتھ ان کو بوسہ دیا، پھر انہوں نے از خود کہا تو مصر کا سفر کرنا چاہتا ہے؟ میں نے کہا، حضرت میں کس کے ساتھ سفر کروں؟ انہوں نے فرمایا میرے ساتھ آؤ، میں کسی کے ساتھ کرایہ طے کر کے تجھے روانہ کر دوں گا۔ ان کے حکم کے مطابق میں ان کے ساتھ ہو لیا، وہ مجھ کو مصر کے قافلہ حجاج کے پاس لے گئے اور ایک مصری خیمہ کے اندر گئے، میں بھی ان کے پیچھے خیمے میں

گیا۔ شیخؒ نے خیمہ والے کو سلام کیا، خیمہ والا کھڑا ہو گیا اور اس نے بڑے احترام سے شیخؒ کے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ شیخ نے خیمہ والے سے کہا، میرا مقصد یہ ہے کہ تو شیخ احمدؒ اور ان کی ماں کو اپنے ساتھ مصر پہنچا دے، اگر چہ اس سال اونٹ اور کرایہ بہت گراں تھا، پھر بھی اس مصری نے ہم کو مصر پہنچانا منظور کر لیا۔ شیخؒ نے جب مصری سے کرایہ کی رقم دریافت کی تو مصری نے شیخ سے کہا، آپ جو چاہیں کرایہ طے کر دیں، مجھ کو منظور ہے۔ شیخ نے کرایہ متعین کر کے اس کی بیشتر رقم اپنے پاس سے ادا کی اور میں جا کر اپنی ماں کو اور تمام سامان سفر کو لے آیا۔ مصری سے یہ بات بھی میں نے طے کر لی کہ باقی کرایہ مصر چل کر دوں گا۔ شیخ نے مصری کو نصیحت کی کہ میرے ساتھ اور میری ماں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

اس کے بعد شیخ رخصت ہوئے، میں بھی ان کے ہمراہ مسجد شریف تک آیا وہاں آ کر شیخ نے حکم دیا، تو پہلے مسجد میں داخل ہو، چنانچہ میں داخل ہو کر شیخ کا انتظار کرتا رہا لیکن وہ نہ آئے۔ میں خیمہ والے کے یہاں گیا، شیخ کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا میں شیخ کو نہیں پہچانتا۔ میں نے پہلے پہل ان کو دیکھا تھا۔ جب ان کو میں نے دیکھا تو مجھ پر بڑا رعب غالب آ گیا تھا۔

شیخ احمدؒ کہتے ہیں میں نے اس بوڑھے بزرگ کو پھر نہ دیکھا، آ کر شیخ صفی الدین احمدؒ سے واقعہ بیان کیا تو انہوں نے فرمایا یہ حضرت حمزہؓ کی روح تھی، مجسم ہو کر تیری رہنمائی کے لئے آئی تھی پھر غائب ہو گی۔ (قصر الآمال/موت کا جھٹکا ۲۹۰)

☆ تو کیوں بیدار ہے؟

شیخ محمد بن عبداللطیفؒ بیان کرتے ہیں کہ:

میں شیخ محمد سعید بن عارف ربانی ابراہیم کردیؒ کے ساتھ حضرت حمزہؓ کے مزار کی

زیارت کو گیا اور چند شب وہاں رہا۔ ایک رات کا واقعہ ہے کہ میرے ساتھ سب سو رہے تھے اور میں بیدار ہو کر پاسبانی کر رہا تھا۔ میں نے دیکھا اچانک ایک سوار ہمارے مکان کے اردگرد گشت کرتے ہوئے نظر آیا، میں نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا تو میری پناہ میں اترا ہے اور بیدار رہ کر مجھ کو تکلیف دیتا ہے، میں تو پاسبانی کر ہی رہا ہوں تو کیوں بیدار ہے؟ میں حمزہؓ بن عبدالمطلب ہوں، یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئے۔

(قصر الآمال/موت کا جھٹکا ۲۹۰)

☆ حضرت حمزہؓ کو خواب میں دیکھا

محمد عباسؒ بزرگ شخص تھے، کرد کے رہنے والے تھے، مدینہ میں مقیم ہو گئے تھے اور ہر سال حج کیا کرتے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ:

میں جب پہلی مرتبہ مدینہ آیا، تو انتہائی تنگدست تھا، ناچار کتابت کر کے گزر کیا کرتا تھا، پھر بھی تنگی سے گزر ہوتی تھی۔ ایک رات حضرت حمزہؓ کو خواب میں دیکھا کہ کسی کاغذ پر کچھ لکھ کر کسی کو دیا اور کہا یہ محمد عباسؒ کے لئے روزانہ کا خرچ ہے، اس رقعہ کے بعد میں نے کتابت ترک کر دی اور بغیر کسی سعی و کوشش کے روزانہ میرے خرچ کا انتظام غیب سے ہوتا رہا۔ (قصر الآمال/موت کا جھٹکا ۲۹۰)

☆ شہید کی خوراک

حضرت ابی بن کعبؓ کا بیان ہے کہ:

شہداء کی روحیں جنت کے میدان میں قبوں میں رہتی ہیں، اسی دوران میں ان کے پاس ایک مچھلی اور ایک بیل بھیجے جاتے ہیں۔ یہ دونوں لڑتے ہیں اور شہداء ان کا تماشا دیکھتے رہتے ہیں۔ جب شہداء کو غذاء کی خواہش ہوتی ہے تو ان لڑنے والے دونوں

جانوروں میں سے ایک جانور دوسرے کو مار ڈالتا ہے اور اسی کو شہداء اپنی خوراک بناتے ہیں۔اس میں جنت کی ہر خوراک کا مزہ ان کو ملتا ہے۔

(کتاب الزہد/ابن ابی شیبہ/موت کا جھٹکا ۲۹۱)

☆ جنت الفردوس میں ہیں

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ:

حضرت حارثہؓ جب شہید ہوئے تو ان کی ماں نے کہا اے اللہ کے رسولؐ! آپؐ کو معلوم ہی ہے کہ میرے نزدیک حارثہؓ کی کتنی قدر تھی، اگر وہ جنت میں گئے ہیں تو میں صبر کروں گی اور اگر ان کو دوسرا منحوس گھر ملا ہے تو میرا رنج وغم بڑھ جائے گا۔آپؐ نے فرمایا، حارثہؓ جنتوں میں سے اعلیٰ جنت یعنی فردوس میں ہیں۔ (بخاری/موت کا جھٹکا ۲۹۱)

☆ فلاں شخص کو میرا اسلام کہنا

حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ:

جب کعبؓ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو ان کے پاس ام بشر بنت براءؓ آئیں اور کہنے لگیں، اے کعبؓ اگر فلاں شخص سے ملے تو میرا اسلام کہنا۔کعبؓ نے کہا کہ ام بشرؓ! اللہ تیری مغفرت کرے، ہم تو اپنے ہی امور میں مشغول ہوں گے سلام و پیام کا کیا موقع ہوگا۔ام بشرؓ نے کہا، کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نہیں سنا ہے کہ مومن کی روح جنت میں پھرتی ہے، جہاں چاہتی ہے جاتی ہے اور کافر کی روح سجین میں ہے۔اس پر کعبؓ نے کہا، بے شک یہ فرمان میں نے بھی سنا ہے۔اس پر ام بشرؓ نے کہا کہ میرا یہی مطلب ہے کہ تم کو مومنوں کی روح سے ملنے کا موقع ملے گا، اس لئے میں سلام بھیجتی ہوں۔

(ابن ماجہ، طبرانی/بیہقی/موت کا جھٹکا ۲۹۱)

☆ مؤمن کی اولاد کی روحیں

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومنین کی اولاد کی روحیں جنت کے ایک پہاڑ میں رہتی ہیں، ان کی پرورش حضرت ابراہیمؑ اور حضرت سارہؓ کرتے ہیں، یہاں تک کہ ان بچوں کے والدین قیامت کے دن آئیں گے اس وقت وہ بچے والدین کے حوالے کر دیئے جائیں گے۔ (احمد/حاکم/موت کا جھٹکا ۲۹۲)

☆ جنت کا مالک ایک درخت

حضرت خالد بن معدانؒ کہتے ہیں کہ:

جنت میں ایک درخت ہے، جس کا نام طوبیٰ ہے، اس میں گائے کے پستان کی طرح پستان ہے جو دودھ پیتا بچہ مرتا ہے اسی درخت کے پستان سے دودھ پیتا ہے اور حضرت ابراہیمؑ اس کی نگہداشت کرتے رہتے ہیں۔ (ابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۲۹۲)

☆ مؤمنین کی روحیں

حضرت ام کبشہؓ فرماتی ہیں کہ:

حضور اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، ہم نے آپ ﷺ سے روح کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے روح کے بارے میں اس طرح بیان فرمایا کہ گھر والے سب رونے لگے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ مومنوں کی روحیں جنت میں سبز پرندوں کے پوٹوں میں رہتی ہیں، چرتی ہیں اور میوے کھاتی ہیں، جنت کی نہروں سے پانی پیتی ہیں اور عرش کے نیچے سونے کی قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں اور دعا کرتی ہیں کہ اے خدا

ہمارے ساتھ دوسرے بھائیوں کو ملا دے اور جو کچھ ہم سے وعدہ کیا ہے ہم کو دے، اور کافروں کی روحیں سیاہ پرندوں کے پوٹوں میں رہ کر آگ کو کھاتی اور پیتی ہیں اور آگ ہی کے سوراخ میں بسیرا کرتی ہیں اور وہ دعا کرتی ہیں کہ خداوندا ہمارے ساتھ ہمارے بھائیوں کو نہ ملانا اور ہم سے جو تو نے وعدہ کیا ہے وہ ہم کو نہ دے۔ (ابن مندہ/موت کا جھٹکا ۲۹۲)

☆ عجیب وغریب چیزیں پائی ہیں

حضرت مغیرہ بن عبدالرحمٰنؒ سے مروی ہے کہ:

حضرت سلمان فارسیؓ نے عبداللہ بن سلامؓ سے کہا اگر تو مجھ سے پہلے مرے تو جو چیز تجھے حاصل ہو اس کی خبر مجھے دینا اور اگر میں پہلے مر گیا تو میں تجھ کو اپنے مقام کی خبر دوں گا۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے کہا کہ میں کیسے خبر دوں گا جبکہ میں مر چکا ہوں گا۔ سلمان فارسیؓ نے کہا کہ برزخ میں روح اور جسم کا تعلق ہوتا ہے، اس لئے یہ ممکن ہے۔ قضائے الٰہی سے سلمانؓ پہلے وفات پا گئے۔ چنانچہ عبداللہ بن سلامؓ نے سلمانؓ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا تو نے کیا چیز افضل پائی؟ سلمانؓ نے جواب دیا کہ میں نے تو تمام ہی چیزیں عجیب وغریب پائی ہیں۔ (طبرانی/موت کا جھٹکا ۲۹۳)

☆ آدمؑ پر ان کی اولاد کی روحیں پیش کی جاتی ہیں

حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ:

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شب معراج میں جب آسمان کا دروازہ کھولا گیا تو مجھ سے آدمؑ ملے، ان پر ان کی اولاد کی روحیں پیش کی جاتی ہیں اور وہ کہتے ہیں، یہ ارواح طیبہ ہیں ان کو علیین میں رکھو۔ اس کے بعد کافر اولاد کی روحیں پیش کی گئیں تو آپ نے فرمایا، یہ خبیث روحیں ہیں ان کو سجین میں ڈال دو۔ (بیہقی/ابن ابی حاتم)

☆ حضرت خدیجہؓ جنت میں ہیں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

کسی نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا کہ حضرت خدیجہؓ کا کیا حال ہوا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ان کو جنت کی نہروں میں سے ایک نہر پر دیکھا، وہ وہاں ایک بانس کے گھر میں ہیں، اس گھر میں نہ شور ہے اور نہ کوئی رنج والم۔

(بزاز/طبرانی/موت کا جھٹکا ۲۹۴)

☆ حضرت خدیجہؓ، مریمؑ، آسیہ بھی جنت میں ہیں

حضرت فاطمۃ الزہراؓ نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا کہ:

میری ماں خدیجہؓ وفات کے بعد کہاں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ ایک بانس کے گھر میں نہایت آرام وسکون سے ہیں، ان کے ہمراہ مریمؑ اور فرعون کی بیوی آسیہؑ بھی ہیں۔ حضرت فاطمہؓ نے پوچھا کیا اسی طرح کے بانس سے وہ مکان بنا ہے جیسا ہمارے یہاں ہوتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، بلکہ وہ دوسری ہی چیز ہے، وہ بانس ایسا ہے کہ موتی اور یاقوت سے پرویا ہوا بڑا عجیب بانس ہے۔ (طبرانی/موت کا جھٹکا ۲۹۴)

☆ ایک خراسانی کا واقعہ

حضرت حامد بن یحییٰ بن سلیمؒ سے مروی ہے کہ:

مکہ میں ایک خراسانی شخص تھا، یہ لوگوں کی امانتیں اپنے پاس محفوظ رکھتا اور بوقت ضرورت دے دیتا۔ ایک شخص دس ہزار اشرفی اس کے پاس امانت رکھ کر کہیں چلا گیا۔ اسی دوران خراسانی کی موت ہو گئی اور اس نے امانت کے بارے میں کوئی وصیت نہیں کی، کیونکہ

اولاد امانتدار نہیں تھی۔ امانت زمین میں دفن تھی اور وہ مر گیا تھا۔ جب امانت کا مالک آیا تو مرحوم کے بیٹوں سے پوچھا۔ سب نے لاعلمی ظاہر کی۔ آخر کار اس نے علماء کی طرف رجوع کیا۔ علماء نے کہا کہ خراسانی کی امانت داری دیکھ کر ہم کو گمان ہوتا ہے کہ وہ جنتی شخص تھا، اور ہم کو یہ روایت پہنچی ہے کہ اہل جنت کی روحیں زمزم میں جمع ہوتی ہیں۔ جب آدھی رات گذر جائے تو زمزم کے پاس جا کر کنارے پر کھڑا ہو جا اور خراسانی کو آواز دے اور اس سے امانت کے بارے میں دریافت کر، امید ہے کہ وہ کوئی جواب دے گا۔ چنانچہ وہ زمزم پر گیا اور اس نے تین بار خراسانی کو آواز دی لیکن جواب نہ ملا۔ ناکامی کا حال واپس آکر انہی علماء سے کہا تو سب نے اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ علماء نے کہا کہ افسوس ہمارا گمان ہے کہ وہ خراسانی دوزخی ہے، اس لئے اہل جنت کی روحوں کے میں اس کی روح نہیں ہے۔ اچھا اب تو یمن کی طرف جا، وہاں ایک وادی ہے، جس کا نام برہوت ہے، اور اس میں ایک کنواں ہے جس کو باہوت کہتے ہیں، اس میں دوزخیوں کی روحیں جمع رہتی ہیں، وہاں جا کر آدھی رات کو آواز دے، وہاں جواب ملے گا۔ وہ شخص وہاں گیا اور خراسانی کا نام لے کر پکارا اور اپنا نام بھی لیا کہ میں فلاں شخص ہوں، پہلی ہی آواز میں خراسانی نے جواب دیا اور امانت کے بارے میں کہا کہ تیری اشرفیاں میرے گھر کے دروازہ کی چوکھٹ کے نیچے ہیں، اس نے آکر چوکھٹ کے پاس زمین کھودی تو امانت نکل آئی اور خراسانی نے جو بات بتائی تھی وہ صحیح ثابت ہوئی۔ (ابن ابی الدنیا، کتاب الحکایات، موت کا جھٹکا ۲۹۴)

☆ قبر پر کان لگا کے منکر نکیر کے سوالات سنے

حضرت یزید بن طریف ؒ فرماتے ہیں کہ:

میرے ایک بھائی کا انتقال ہو گیا، سارے لوگ دفنانے سے فارغ ہو کر چلے

گئے۔ میں نے اپنا سر اس کی قبر پر رکھ دیا تو میں نے کمزوری آواز سنی۔ میں یقینی طور پر جانتا ہوں کہ وہ میرے بھائی ہی کی آواز تھی۔ وہ کہہ رہا تھا کہ اللہ۔ تو کسی نے اس سے پوچھا کہ تمہارا دین کیا ہے؟ اس نے کہا، اسلام۔ (من عاش بعد الموت مترجم ۶۱)

☆ قبر سے سوالات و جوابات سنے

حضرت علاء بن عبدالکریم ؒ فرماتے ہیں کہ:

ایک شخص کا انتقال ہو گیا اس کا ایک بھائی تھا جس کی بینائی کچھ کمزور تھی۔ اس نے بیان کیا کہ میرے بھائی کو ہم نے دفنایا تو لوگ دفنانے کا کام مکمل ہونے پر اپنے اپنے گھروں میں واپس چلے گئے، میں نے قبر پر اپنا سر رکھ دیا تو میں نے قبر کے اندر سے آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ تمہارا رب کون ہے؟ اس کے بعد میں نے اپنے بھائی کی آواز سنی، میں نے خوب پہچان لیا کہ یہ میرے بھائی ہی کی آواز ہے وہ کہہ رہا تھا کہ اللہ میرا رب ہے، محمد ﷺ میرے نبی ہیں۔ میں یہ سن رہا تھا کہ اچانک قبر کے اندر سے تیر نما کوئی چیز میرے قبر پر رکھے ہوئے کان پر آ لگی، خوف کے مارے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے تو میں واپس آ گیا۔

(من عاش بعد الموت مترجم ۶۲)

☆ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا خون ابلتا رہا

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ:

حضرت عیسیٰ ؑ نے حضرت یحییٰ بن ذکریا علیہم السلام کو بارہ حوارییں کی ایک جماعت دے کر لوگوں کو دین کی تعلیم دینے کے لئے بھیجا۔ ان کی تعلیمات میں یہ بھی شامل تھا کہ اپنی بھانجی سے نکاح حرام ہے۔ اتفاقاً اس ملک کے بادشاہ کی ایک بھانجی تھی جس کو بادشاہ بہت پسند کرتا تھا اور وہ اس سے شادی رچانا چاہتا تھا۔ بادشاہ روزانہ اپنی اس بھانجی

کی کوئی ضرورت پوری کرتا تھا۔ جب بادشاہ کی بہن کو یہ خبر پہنچی کہ یہ لوگ (حضرت یحییٰؑ اور ان کے ساتھی) بھانجی سے نکاح کرنے سے منع کرتے ہیں تو اس نے اپنی بیٹی سے کہا آج جب بادشاہ کے پاس جاؤ اور وہ پوچھیں کہ آج کس چیز کی ضرورت ہے تو تم یہ کہنا کہ میری آج کی ضرورت یہ ہے کہ آپ یحییٰ بن زکریاؑ کو ذبح کردیں۔

چنانچہ جب حسب معمول بادشاہ کے پاس اس کی بھانجی گئی اور بادشاہ نے اس کی ضرورت پوچھی تو اس نے کہا کہ میری ضرورت یہ ہے کہ یحییٰ بن زکریاؑ کو ذبح کردیں۔ بادشاہ نے کہا، کوئی اور ضرورت بتاؤ۔ اس نے کہا آپ سے میرا یہی سوال ہے بس۔ جب وہ اس پر بضد رہی تو بادشاہ نے ایک ٹب منگوایا، ادھر حضرت یحییٰ بن زکریاؑ کو بھی بلایا اور ان کو ذبح کرکے شہید کردیا۔ تو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے خون کا ایک قطرہ زمین پر گر کر مسلسل ابلتا رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بخت نصر کو ان کا بادشاہ بنادیا اور اس کے دل میں یہ ڈال دیا گیا کہ اس قطرہ خون کا ابلنا ختم ہونے تک وہ قتل ہی قتل کرتا رہے گا، چنانچہ اس نے وہاں کے ستر ہزار افراد کو قتل کیا۔

حضرت بن حوشبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو شہید کرکے بادشاہ نے آپؑ کا سر اپنی بھانجی کے حوالہ کیا تو وہ اس سر کو سونے کے طشت میں رکھ کر اپنی والدہ کے پاس لے گئی۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھئے کہ طشت میں اس سر نے تین مرتبہ اس طرح کہا۔

''یقینی بات ہے کہ یہ لڑکی (بادشاہ کی بھانجی) بادشاہ کے لئے حلال نہیں ہے
اور نہ ہی بادشاہ اس لڑکی کے لئے حلال ہے۔''

بہر حال بادشاہ کی بہن (اس لڑکی کی ماں) نے جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر دیکھا تو کہنے لگی۔ آج میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور آج میں اپنے ملک کے بارے میں

بے خوف ہوئی۔ اس کے بعد وہ ریشم کی قمیص، ریشم کا دوپٹہ اور ریشم کی چادر پہن کر اپنے ایک بالاخانے پر چڑھی اور اس میں ٹہلنے لگی۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھئے کہ اس کے کچھ کتے تھے جن سے وہ لوگوں کے جسم کے گوشت کی نوچ کھروچ کراتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اچانک تیز ہوا بھیجی جس سے وہ اپنے ہی کپڑوں میں الجھ کر کتوں کے سامنے جا گری تو کتے اس کو نوچتے رہے اور وہ دیکھتی رہی۔ کتوں نے سب سے آخر میں اس کی آنکھوں کو کھایا۔

(من عاش بعد الموت مترجم ۶۲/۶۴)

☆ مرنے کے بعد سورۂ سجدہ انوارات کی شکل میں

حضرت ثابت بنانیؒ فرماتے ہیں کہ:

میں اور ایک اور آدمی حضرت مطرف بن عبداللہ بن شخیر کی عیادت کے لئے گئے، ہم نے دیکھا کہ وہ بے ہوش ہیں ان کے جسم پر نور کے تین ٹکڑے صاف نظر آرہے تھے۔ ایک سر سے، دوسرا ناف سے اور تیسرا پاؤں سے اوپر کی طرف نکلا ہوا تھا۔ ہم اس سے خوفزدہ ہوگئے جب ان کو ہوش آیا تو ہم نے ان سے کہا کہ ابو عبداللہ! کیا حال ہے آپ کا؟ ہمیں ایک عجیب چیز نظر آئی جس سے ہم خوفزدہ ہوگئے۔ انہوں نے کہا کیا چیز دیکھی آپ لوگوں نے؟ ہم نے انوارات پھیلنے کا قصہ سنایا۔ انہوں نے کہا، کیا واقعی آپ لوگوں نے اس طرح کے انوارات دیکھے ہیں؟ ہم نے کہا یقیناً۔ انہوں نے کہا، دراصل یہ سورۂ سجدہ ہے اس میں تیس آیتیں ہیں۔ اس کا پہلا حصہ میرے سر سے، دوسرا حصہ میری ناف سے اور تیسرا حصہ میرے پاؤں سے چمکا۔ اور اب وہ میری سفارش کے لئے اوپر آسمان کی طرف چڑھ گئی ہے اور یہ سورۂ ملک (ہر شر سے بچانے کی خاطر) میرے اوپر پہرہ دے رہی ہے۔ یہ کہتے ہی ان کی آنکھیں بند ہوگئیں اور وہ انتقال کرگئے۔ (من عاش بعد الموت مترجم ۶۴)

☆ سورۂ سجدہ اور سورۂ ملک پابندی سے پڑھنے کا فائدہ

حضرت سورق عجلیؒ فرماتے ہیں کہ:

ہم لوگ ایک شخص کی عیادت کے لئے گئے، ان پر بے ہوشی طاری تھی۔ ان کے سر سے ایک نور نکل کر چھت چیرتا ہوا اوپر کی جانب نکلا ہوا تھا، پھر ناف سے ایک اور پاؤں سے ایک نور اسی طرح اوپر کی جانب چڑھا ہوا تھا۔ جب ان کو ہوش آیا تو ہم نے کہا کہ کیا تم کو معلوم بھی ہے کہ تم سے کیا چیز ظاہر ہوئی ہے؟ اس نے کہا، بخوبی معلوم ہے۔ جو نور میرے سر سے نکلا ہوا تھا وہ سورۂ سجدہ کی پہلی چودہ آیتیں ہیں اور جو نور میری ناف سے نکلا ہوا تھا وہ سورۂ سجدہ کی آیت ''سجدہ'' ہے اور میرے پاؤں سے نکلنے والا نور سورۂ سجدہ کی آخری آیات ہیں۔ وہ (سورۂ سجدہ) میری سفارش کے لئے اوپر (آسمان کی طرف) گئی ہے اور سورۂ ملک میرے پاس میرے اوپر پہرہ دے رہی ہیں، میں ان دونوں سورتوں کو ہر رات پڑھا کرتا تھا۔

(من عاش بعد الموت مترجم ۶۵)

☆ ہزاروں افراد دوبارہ زندہ ہوگئے

حضرت ہلال بن یسافؒ نے درج ذیل آیت کی تفسیر میں:

الم تر الی الذین خرجوا من دیارهم وهم الوف حذر الموت.

''کیا تم نے نہیں دیکھے وہ لوگ جو موت کے ڈر سے ہزاروں کی تعداد میں نکلے تھے۔''

فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے کچھ لوگ ایسے تھے کہ جب ان میں وقت مقررہ میں معمول کے مطابق کوئی بیماری پھیلتی تو ان کے مالدار اور سردار قسم کے لوگ کہیں اور منتقل ہو جاتے جب کہ غریب مسکین اور نچلے طبقے کے لوگ علاقے میں رہ جاتے اور موت ان

غریب مسکینوں میں خوب تباہی مچاتی اور علاقے سے چلے جانے والوں کو کچھ بھی نہ ہوتا۔ جب اس طرح کا ایک وقت ابھی آنے والا تھا تو نقل مکانی کرنے والوں نے کہا کہ اگر ہم بھی یہاں رہ جاتے تو ان کی طرح ہلاک ہو جاتے اور غریب مسکینوں نے کہا کہ اگر ہم سردار، مالدار لوگوں کی طرح نقل مکانی کر لیتے تو ہم ان کی طرح بچ جاتے۔ آخر سب نے اتفاق کیا کہ سب علاقہ چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ چنانچہ طے شدہ پروگرام کے مطابق سب علاقے سے نکل پڑے۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ منزل کو پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر موت کو مسلط کر دیا، یہاں تک کہ سب کی صرف سفید ہڈیاں ہی رہ گئیں۔

علاقے کے لوگوں اور راہگیروں نے ان ہڈیوں کو جھاڑو سے ایک جگہ جمع کر دیا۔ اس زمانے کے نبی حضرت حزقیلؑ وہاں سے گزرے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو ان کو دوبارہ زندہ کر سکتا ہے تاکہ یہ تیری عبادت کریں اور تیرے شہروں کو آباد کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کیا تمہیں یہ پسند ہے؟ حضرت حزقیلؑ نے فرمایا، ہاں اے میرے رَبّ! پھر اللہ تعالیٰ نے کچھ الفاظ بتا کر فرمایا کہ اس طرح کہو۔ حضرت حزقیلؑ نے وہ الفاظ کہے تو دیکھا کہ ان ہڈیوں پر گوشت اور پٹھے چڑھ رہے ہیں، دوبارہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے مخصوص الفاظ کہے تو سب اپنی پہلے والی شکل وصورت کے ساتھ تکبیر، تہلیل اور تسبیح پڑھتے ہوئے کھڑے ہو گئے۔ چنانچہ وہ لوگ اس کے بعد کافی عرصہ زندہ رہے۔

(من عاش بعد الموت مترجم ۷۲)

☆ اللہ تعالیٰ دوبارہ زندہ کیسے کریں گے؟

حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں جو ہے کہ:

أو كالذى مرّ على قرية وهى خاوية على عروشها قال أنى يحيى

هذه الله بعد موتها فأماته الله مائة عام ثم بعثه.

''یا اس جیسے شخص کی طرف (آپ نے نظر نہیں کی؟) جو ایک ایسی بستی سے گزرے جو اپنی چھتوں پر گری ہوئی پڑی تھی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ اس بستی کو (اس طرح) مر چکنے کے بعد کیسے زندہ کرے گا تو اللہ نے ان کو سو برس تک مردہ رکھا اس کے بعد دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا۔''

فرماتے ہیں کہ اس کے بارے میں، میں نے سنا ہے چاشت کے وقت اللہ تعالیٰ نے ان پر موت طاری کی تھی اور دوبارہ زندہ غروب سے تھوڑی دیر پہلے کیا تھا۔

قال کم لبثت قال لبثت یوما أو بعض یوم قال بل لبثت مائة عام فانظر الی طعامک وشرابک لم یتسنه وانظر الی حمارک ولنجعلک آیة للناس.

''اللہ نے پوچھا کہ کتنی دیر ٹھہرے؟ بولے کہ میں اس حالت میں ایک دن رہا یا ایک دن سے کچھ کم۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بلکہ تم اس حالت میں سو سال ٹھہرے ہو۔ اب اپنے کھانے اور پینے کی چیز دیکھ لو اس میں ذرہ برابر بھی تغیر نہیں آیا ہے اور اس (کے مقابل) اپنی سواری کے گدھے کی طرف نظر کیجئے (کہ وہ گل سڑ کر ریزہ ریزہ ہو چکا ہے) اور (ہم نے تم کو موت کے بعد اس لئے زندہ کیا) تا کہ تم کو لوگوں کے لئے (دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہونے کی) نشانی بنائیں۔''

حضرت حسنؒ فرماتے ہیں، ان کے گدھے کو (مردار خوروں سے) محفوظ رکھا گیا اور ان کے کھانے اور پینے کی چیزوں سے پرندوں اور درندوں کو روک دیا گیا۔ (پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا)

وانظر الی العظام کیف ننشزها ثم نکسوها لحماً.

''اور (اس گدھے کی) ہڈیوں کی طرف نظر کرو کہ کس طرح ہم ان کو جوڑتے ہیں اور پھر کس طرح ان پر گوشت چڑھاتے ہیں۔''

میں نے سنا ہے کہ سب سے پہلے اس گدھے کی آنکھیں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائیں تو وہ اپنی آنکھوں سے ایک ایک ہڈی کو دیکھنے لگا کہ کس طرح وہ اپنی جگہ جا کر جڑتی ہے۔

فلما تبین له قال أعلم أن الله علی کل شیء قدیر.

''پس جب ان کے سامنے (مردوں کا زندہ ہونا) واضح ہو گیا تو بولے کہ مجھے یقین کامل ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔''

(من عاش بعد الموت مترجم ۳۷)

☆ بنی اسرائیل کے مقتول کا دوبارہ زندہ ہونا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ:

بنی اسرائیل کے دو مشہور شہر تھے، ایک کی تو چاروں طرف سے مضبوط فصیلیں بنی ہوئی تھیں، آنے جانے کے لئے مخصوص دروازے بنے ہوئے تھے۔ اور دوسرا شہر بغیر فصیلوں کے تھا تو فصیلوں والے شہر کے لوگ شام ہوتے ہی اپنے شہر کے دروازے بند کر دیتے اور صبح اٹھ کر فصیلوں پر چڑھ کر ارد گرد کا جائزہ لیتے کہ ارد گرد کوئی واقعہ تو رونما نہیں ہوا۔ ایک دن صبح کو اٹھ کر معمول کے مطابق وہ فصیل پر چڑھے تو دیکھا کہ ان کے شہر کی حدود میں ایک سن رسیدہ بزرگ کی لاش پڑی ہوئی ہے۔

اتنے میں بغیر فصیلوں والے شہر کے رہنے والے باہر نکلے، لاش دیکھ کر انہوں نے فصیلوں والے شہر کے رہنے والوں سے کہا کہ کیا تم نے ہمارے آدمی کو قتل کیا ہے؟ مقتول کے پاس مقتول کا ایک نوجوان بھتیجا زار و قطار رو رہا تھا اور فصیلوں والے شہر کے لوگوں کو

خطاب کر کے کہہ رہا تھا کہ تم نے میرے چچا کو قتل کیا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! ہم نے کل شام کو اپنے دروازے بند کر دیئے تھے پھر اب تک ہم نے دروازے نہیں کھولے اور ہمیں تمہارے اس مقتول کے بارے میں کچھ بھی علم نہیں ہے۔ تو انہوں نے حضرت موسیٰ کے پاس جا کے سب کچھ بتایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے پاس وحی بھیجی۔ فرمایا کہ:

"تحقیق اللہ سبحانہ وتعالیٰ تم کو یہ حکم دیتے ہیں کہ ایک گائے ذبح کرو۔ وہ بولے کیا آپ ہم سے تمسخر کرتے ہیں؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میں نادانوں میں سے ہوں۔ انہوں نے کہا کہ اپنے پروردگار سے درخواست کیجئے کہ بیان کرے کہ وہ گائے کیسی ہو (اور اس کی صفت کیا ہے؟) موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ ایک گائے ہے جو نہ بوڑھی، نہ جوان بلکہ ان کے بین بین ہو پس کر گزرو جو حکم دیئے گئے ہو۔ انہوں نے کہا کہ آپ اپنے پروردگار سے استدعا کیجئے کہ ہمارے لئے بیان فرمائیں کہ اس کا رنگ کیسا ہو؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تحقیق اللہ فرماتے ہیں کہ وہ ایک زرد رنگ والی گائے ہے رنگ اس کا تیز اور خالص ہے دیکھنے والوں کو اچھی معلوم ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ دعا کیجئے اپنے ربّ سے کہ بیان فرمائے ہمارے لئے اس گائے کی حقیقت۔ یہ گائے تو ہمارے لئے بہت مشتبہ ہو گئی ہے اور تحقیق اللہ نے چاہا تو ہم ضرور پتہ چلا لیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ ایک گائے ہے جو محنت والی نہیں کہ جوتتی ہو زمین کو اور نہ پانی دیتی ہو کھیتی کو بے عیب ہو اور اس میں کوئی داغ نہ ہو۔ تو انہوں نے کہا کہ اب لائے آپ حق بات کو اور انہوں نے اس گائے کو ذبح کیا جب کہ لگتے نہ تھے کہ وہ کریں

گے۔"

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ (اس گائے کا بھی عجیب قصہ ہے) بنی اسرائیل میں ایک نوجوان لڑکا تھا دکانداری کر کے گزر بسر کرتا تھا۔ اس کے ایک بوڑھے والد تھے۔ ایک دفعہ کسی دوسرے شہر سے ایک شخص نے آ کر اس نوجوان سے کوئی سودا مانگا، وہ چیز اس کی دکان میں تھی اس شخص نے اس کو قیمت بھی ادا کر دی۔ یہ نوجوان اس شخص کو لے کر دکان پر گیا تا کہ دکان سے اس کو مطلوبہ شے دے دے۔ دکان کی چابی اس کے والد کے پاس تھی، جا کے دیکھا کہ اس کے والد دکان کے سائے میں سوئے ہوئے ہیں۔ اس شخص نے کہا کہ ان کو جگا کر چابی لے لو۔ نوجوان نے کہا، تم دیکھ رہے ہو کہ میرے والد صاحب ابھی سوئے ہوئے ہیں، بخدا میں ان کو نیند سے کسی طرح جگانے کو پسند نہیں کرتا، آخر دونوں واپس لوٹے۔ نوجوان نے اس شخص کو اس کی ادا کردہ رقم دگنی ادا کر دی اور دونوں دوبارہ دکان کی طرف چلے، دیکھا کہ اس (دکاندار لڑکے) کے والد پہلے سے زیادہ گہری نیند میں ہیں۔ اس شخص نے پھر کہا کہ ان کو جگا لو۔ اس نے کہا کہ بخدا میں ان کو کبھی نہیں جگا سکتا اور نہ ان کو اچانک جگا کر خوفزدہ کر سکتا ہوں۔ دوبارہ دونوں واپس آ گئے اور وہ خریدار چلا گیا۔ اس کے بعد نوجوان کے والد جاگے تو نوجوان نے کہا کہ ابو! ایک شخص فلاں چیز خریدنے آیا تھا لیکن میں نے آپ کو جگانا پسند نہ کیا۔ والد نے اس کو ملامت کی۔

تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس نوجوان کو اپنے والد سے حسن سلوک کا صلہ یہ دیا کہ بنی اسرائیل کی مطلوبہ گائے کی صفات والی ایک گائے اس کے ہاں پیدا ہوئی۔ بنی اسرائیل اس نوجوان کے پاس آئے اور کہا کہ یہ گائے ہمارے پاس بیچ دو۔ اس نے کہا میں تمہارے پاس نہیں بیچوں گا۔ بنی اسرائیل نے کہا ورنہ ہم تم سے اس کو چھین لیں گے۔ اس نے کہا اگر تم نے اس کو مجھ سے زبردستی چھین لیا تو تم زیادہ بہتر جانتے ہو (کہ یہ کیسی حرکت ہے)۔

آخر بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے گئے اور سارا قصہ سنایا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ جس قیمت پر وہ راضی ہو، اسی قیمت پر خرید لاؤ، انہوں نے کہا آپؑ کی کیا رائے ہے؟ (کتنی قیمت ادا کرنی چاہئے؟) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ترازو کے ایک پلڑے میں اس گائے کو رکھو اور دوسرے پلڑے میں خالص اور عمدہ سونا رکھو جب سونے کا پلڑا جھک جائے (بھاری ہو جائے گائے کے پلڑے سے) تو اس سونے کے بدلے میں گائے لے آؤ۔

چنانچہ بنی اسرائیل نے اس طرح کیا اور گائے کو اس سن رسیدہ مقتول کی قبر کے پاس لے گئے جو تنازعہ والے دونوں شہروں کے درمیان واقع تھی۔ دونوں شہر کے لوگ آ کے جمع ہو گئے۔ مقتول کا بھتیجا قبر کے پاس بیٹھ کر رو رہا تھا، بنی اسرائیل نے گائے کو ذبح کیا اور اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا اٹھا کر قبر پر مارا تو مقتول سر کو صاف کرتا ہوا قبر سے نکل آیا اور کہنے لگا کہ میرے بھتیجے نے مجھے قتل کیا ہے اور میری عمر کو دراز دیکھ کر قتل کیا ہے تاکہ وہ میرے مال پر قبضہ کر سکے۔ یہ کہنے کے بعد وہ دوبارہ جسم بے جان ہو گیا۔

☆بنی اسرائیل کی دعا سے سو سال پہلے کا مدفون اپنی قبر سے نکل آیا۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

حدثوا عن بنی اسرائیل فانه کانت فیهم الأعاجیب.

''بنی اسرائیل کی باتیں بیان کرو کیونکہ ان کے عجیب و غریب واقعات ہیں۔''

اس کے بعد فرمایا کہ ایک دفعہ ان میں سے کچھ لوگ سیاحت کے لئے نکلے، راستے میں ایک قبرستان نظر آیا تو ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اگر ہم یہاں دو رکعت نماز

پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے (تو کیا ہی اچھا ہوتا) ممکن ہے اللہ تعالیٰ اس قبرستان سے کسی کو ہمارے سامنے زندہ کر دیتے جو ہمیں موت کے بارے میں بتائے۔ چنانچہ سب نے دو دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد دعا کی تو دیکھا کہ ایک سیاہ سفید آدمی قبر سے نکل کر اپنے سے مٹی جھاڑ رہا ہے اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجدے کا نشان ہے اس نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے قافلہ والو! تم نے ایسا کیوں کیا؟ میرے انتقال ہوئے سو سال ہو چکے ہیں اب تک موت کی حرارت میرے جسم سے ختم نہیں ہوئی۔ اب تم دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے دوبارہ اسی طرح (مردہ) بنا دے جیسا میں پہلے تھا۔ (من عاش بعد الموت مترجم ۸۲)

☆سام بن نوح علیہ السلام کا دوبارہ زندہ ہونا

حضرت معاویہ بن قرہؓ فرماتے ہیں کہ:

بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے اللہ کی نشانی (کلمۃ اللہ) حضرت نوح علیہ السلام کے صاحب زادہ ''سام'' یہاں نزدیک ہی مدفون ہیں اللہ سے دعا کریں کہ وہ ان کو ہمارے لئے زندہ کر دے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آواز دی کچھ نظر نہیں آیا، دوبارہ آواز دی پھر بھی کچھ نظر نہ آیا تو ان لوگوں نے کہا کہ تھوڑا آگے مدفون ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے وہاں جا کر آواز دی تو ''سام'' قبر سے نکلے لیکن وہ سیاہ سفید بالوں والے تھے۔ بنی اسرائیل نے کہا اے کلمۃ اللہ! سام کا انتقال جوانی میں ہوا تھا یہ سفید بال کہاں سے آ گئے؟ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سام سے پوچھا کہ یہ سفید بال کہاں سے آ گئے؟ سام نے کہا میں نے سمجھا کہ یہ قیامت قائم ہونے کی آواز (صور اسرافیل) ہے اس لئے میں سخت گھبرا گیا (اس کے نتیجے میں بال سفید ہو گئے۔)

☆ قبر کے پاس پہنچ کر زندہ ہو گیا

حضرت احمد بن عدی طائی فرماتے ہیں کہ:

میں نے کوفہ کے ایک سن رسیدہ آدمی سے سنا کہ وہ ایک عورت کے جنازے میں شریک ہوئے۔ جب اس کو قبر کے پاس لے جایا گیا تو وہ حرکت کرنے لگی۔ چنانچہ اس کو واپس گھر لایا گیا تو وہ طویل زمانہ زندہ رہی، اس کے بچے بھی ہوئے۔

(من عاش بعد الموت مترجم ۸۴)

☆ شوہر کی اطاعت گزار عورت کے دو بیٹے دوبارہ زندہ ہو گئے

حضرت ثابت بنانیؒ فرماتے ہیں کہ:

بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی جو اپنے شوہر سے بہت اچھا سلوک کیا کرتی تھی۔ ایک دفعہ اس کے دو بیٹے ایک ساتھ کنوئیں میں گر کر انتقال کر گئے۔ عورت کے کہنے پر ان دونوں لاشوں کو کنوئیں سے نکالا گیا، ان کو پاک صاف کر کے بستر پر رکھ دیا گیا اور ان کے اوپر ایک بڑا سا کپڑا ڈال دیا گیا۔ اس کے بعد عورت نے اپنے تمام ملازمین اور گھر والوں کو خبردار کیا کہ جب تک میں نہ بتاؤں تم لوگ ان (فوت شدہ بچوں) کے باپ کو کچھ نہ بتاؤ۔

عورت کا شوہر گھر لوٹا تو اس کے سامنے کھانا رکھا گیا۔ اس نے کہا کہ میرے دونوں بچے کہاں ہیں؟ عورت نے کہا، وہ سو گئے ہیں، آرام کر رہے ہیں۔ شوہر نے کہا، ہرگز نہیں اللہ کی قسم ایسا نہیں ہے۔ یہ کہہ کر اس نے آواز دی۔ اے فلاں، اے فلاں۔ تو اللہ

تبارک وتعالیٰ نے عورت کے اس (شوہر کو رنجیدہ نہ کرنے کے) عمل کی قدر دانی کرتے ہوئے اس کے بچوں کی روحیں لوٹا دیں اور انہوں نے اپنے ابو کے بلانے پر فوراً جواب دیا۔

(من عاش بعد الموت مترجم ۸۴)

☆ ناحق قتل ہونے والے کا سر قاتل کے گھر پہنچ گیا

حضرت خلید بن سلیمان عصری فرماتے ہیں کہ:

"طاعون فتیات" کے سال مجھے ایک عورت نے بتایا کہ میرے شوہر کا انتقال ہو گیا، ابھی وہ گھر میں تھے ہم نے ان کو دفنایا نہیں تھا کہ اچانک ہم نے رات کو ایک خوفناک آواز سنی۔ میرے ساتھ میرا ایک کم عقل لڑکا بھی تھا، وہ بھی دہشت زدہ ہو کر آ کے میری چادر میں گھس گیا اور میرے جسم سے بالکل چمٹ گیا۔ خوفناک آواز مسلسل جاری تھی اور ہمارے قریب آتی جا رہی تھی یہاں تک کہ ہمارے گھر کی دیوار پھاند کر ایک کٹا ہوا سر داخل ہوا، وہ آواز دے رہا تھا۔ اے فلاں! جہنم کی خوشخبری سن لے، تو نے ایک مسلمان کو ناحق قتل کیا ہے، یہ کہتا ہوا وہ میرے شوہر کی لاش کے پاؤں کی طرف سے داخل ہو کر سر کی جانب سے نکل گیا پھر سر کی جانب سے داخل ہو کر پیروں کی جانب سے نکل گیا اور آواز دیتا رہا کہ اے فلاں! جہنم کی خوشخبری سن لے۔ اس کے بعد وہ سر باہر جانے کے لئے دیوار پر چڑھا، اس وقت بھی وہ وہی آواز دے رہا تھا یہاں تک کہ بہت دور نکل گیا تو آواز آنا بند ہو گئی۔

(من عاش بعد الموت مترجم ۸۶)

☆ اعمالِ نیک وبد کا جھگڑا

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ:

ایک دفعہ ہم ایک مریض کے پاس بیٹھے تھے، اچانک وہ بالکل خاموش ہو گیا اور

اس کی نبضیں چھوٹ گئیں۔ ہم نے اس کو کپڑے سے ڈھانپ دیا، اس کے پپوٹے بند کر دیئے اس کے بعد ایک آدمی کو بھیجا تا کہ وہ میت کے لیئے کفن کے کپڑے، بیری کے پتے اور اس کو اٹھانے کے لئے چارپائی لے آئے۔ اس کو بازار بھیج کر ہم نے اس کو اپنے ہاتھوں پر اٹھایا تا کہ اس کو غسل دیں تو اچانک اس نے حرکت کی۔ ہم نے کہا سبحان اللہ، سبحان اللہ۔ ہم تو گمان کر رہے تھے کہ تم انتقال کر گئے۔ اس نے کہا، میں تو واقعی انتقال کر گیا تھا، مجھے اپنی قبر (برزخ) میں لے جایا گیا تو میں نے دیکھا کہ ایک نہایت حسین وجمیل خوشبو میں بسے ہوئے شخص نے میرے لاشے کو قبر میں اتارا اور قیمتی چادروں سے اس کو لپیٹ دیا۔ اتنے میں ایک کالی کلوٹی بدبودار عورت آئی۔ اس نے کہا، اس (قبر والے) نے یہ کیا وہ کیا، اس نے میرے کچھ برے اعمال گنوائے، بخدا ان کے تذکرے سے مجھے شرم آتی ہے گویا میں اسی وقت ان برائیوں سے باز آیا۔ میں نے کہا، تجھے خدا کا واسطہ دیتا ہوں تو میری ان برائیوں کا تذکرہ نہ کر۔

اس نے کہا، میرے ساتھ چل میں تجھ پر حجت قائم کرتی ہوں۔ میں اس کے ساتھ چلا۔ ایک وسیع وعریض عالیشان مکان میں ہم جا کر پہنچے، اس میں ایک چبوترہ دیکھا جیسے وہ چاندی سے بنا ہوا تھا۔ اس کی ایک جانب ایک مسجد تھی اس میں ایک شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا تھا، وہ (نماز میں) سورۂ نحل (اونچی آواز سے) پڑھ رہا تھا۔ ایک آیت میں اس کو تردد ہوا، بار بار وہ آگے پیچھے کی آیتیں پڑھنے لگا، میں نے اس کو لقمہ دیا۔ نماز ختم کر کے اس نے مجھ سے پوچھا کیا یہ سورۂ تمہارے ساتھ ہے (تمہیں یاد ہے؟) میں نے کہا، جی ہاں۔ اس نے کہا یاد رکھو یہ نعمتوں کی سورۂ ہے۔ یہ کہہ کر اس نے اپنے قریب پڑا ہوا ایک تکیہ ہٹایا، اس کے نیچے سے لکھا ہوا ایک ورق نکالا اور غور سے اس کو دیکھنے لگا تو یہ بدشکل کالی عورت فوراً بولنے لگی کہ اس نے یہ (برا کام) کیا وہ (برا کام) کیا۔ خوبصورت شخص نے کہا

اس نے فلاں (نیک کام) کیا، فلاں (نیک کام) کیا، فلاں (نیک کام) کیا۔ یہ سب سن کر اس (ورق پڑھنے والے) شخص نے کہا کہ یہ ایک اللہ کا بندہ ہے جس نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے (گناہ کئے ہیں) لیکن اللہ تعالیٰ نے اس سے درگزر فرما دیا۔ ابھی اس کا وقت موعود (موت کا وقت) نہیں آیا، اس کا وقتِ اجل پیر کے دن ہے۔

یہ کہہ کر اس مریض نے کہا کہ آپ لوگ دیکھیں اگر میرا پیر کے روز انتقال ہو جاتا ہے تو سمجھ لینا کہ میں نے جو کچھ دیکھا ہے وہ سچ ہے لیکن اگر پیر کے روز میں نہ مر جاؤں تو پھر سب شدت مرض کی وجہ سے آنے والے میرے خواب وخیال ہوں گے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب پیر کا دن آیا تو وہ بالکل ٹھیک ہو گیا بلکہ اس عصر کے بعد تو اس کا جسم کچھ موٹا ہی ہونے لگا کہ اچانک رات آنے سے پہلے ہی وہ انتقال کر گیا۔

ایک دوسری روایت میں یہ اضافہ ہے کہ مریض نے یہ بھی کہا جب ہم اس نمازی شخص کے پاس سے نکلے تو میں نے خوبصورت اور خوشبو سے معطر آدمی سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا، میں آپ کے نیک اعمال ہوں۔ میں نے کہا یہ بدشکل کالی اور بدبودار عورت کون ہے؟ اس نے کہا یہ آپ کے برے اعمال ہیں۔

(من عاش بعد الموت مترجم ۸۷/۸۹)

☆ قبر میں خوشبودار پانی

محترم محمد حسین صاحب ایم۔ اے لکھتے ہیں۔ ملتان کے قریب ایک اسٹیشن شیر شاہ نامی ہے۔ چند سال ہوئے وہاں پر ایک اسٹیشن ماسٹر متعین تھا جو کہ ایک ہاتھ کی ہتھیلی پر ہمیشہ پٹی باندھے رکھتا تھا۔ وہ دن میں دو تین بار پٹی کھول کر اپنی ہتھیلی کو چاٹ لیتا تھا۔ کسی

دوست کے بے حد اصرار پر اس اسٹیشن ماسٹر نے جو واقعہ سنایا وہ کچھ یوں ہے کہ:

ملازمت میں آنے سے پہلے میں پیشہ ور کفن چور تھا۔ جو مردہ صبح دفن ہوتا میں رات کو قبر کھود کر کفن نکال لیتا اور دھو کر فروخت کر دیتا۔ ایک رات میں نے ایک قبر کھولی تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ مردہ کا منہ کھلا ہوا ہے اور قبر کی چھت میں سے قبر کے مردہ کے منہ میں پانی کے قطرے گر رہے ہیں۔ حالانکہ قبر کے باہر تمام جگہ خشک تھی پانی کا نام و نشان نہ تھا۔ پھر میں نے اپنا ہاتھ قبر کے اندر بڑھایا تو وہ پانی اتنا خوشبودار تھا کہ دنیا کی کوئی چیز اتنی خوشبودار نہیں۔ پھر میں نے وہ پانی چکھا تو وہ اتنا لذیذ پانی تھا کہ دنیا میں کوئی چیز ایسی لذیذ نہیں چکھی۔ یہ دیکھ کر میں نے اس برے فعل یعنی کفن چوری سے سچی توبہ کی۔

اب حالت یہ ہے کہ پانی تو کب کا ختم ہو چکا ہے لیکن ہتھیلی پر پٹی باندھ رکھی ہے دن میں دو تین بار اس ہتھیلی کو چاٹ لیتا ہوں نہ خوشبو میں کمی آئی ہے نہ لذت میں۔

☆ایک بزرگ کا موت کے بعد زندہ ہونا

ہمارے ایک بہت ہی مشہور بزرگ کو معدے کے السر کی وجہ سے پاخانے کے راستے خون آنا شروع ہو گیا چنانچہ ان کی حالت خاصی تشویش ناک ہو گئی، ساتھ ہی دل کی دھڑکن بھی بے قاعدہ ہو گئی جس کی وجہ سے سرجن نے آپریشن کرنے سے انکار کر دیا۔ سارے متعلقین اور معالج مایوس ہو گئے، میں ان کے بستر کے پاس ہی کھڑا تھا، میں نے دیکھا کہ انہوں نے چھ کلمے پڑھے اور پھر خاموش ہو گئے اس کے بعد ان کی دل کی حرکت بند ہو گئی، نبض ختم ہو گئی اور طبی لحاظ سے موت واقع ہو گئی، ان پر آٹھ منٹ تک یہ کیفیت طاری رہی۔ جس کے بعد انہوں نے پھر پہلے کلمے کا ورد شروع کر دیا۔ میں کھڑا ہوا حیرانگی سے ان کی حالت دیکھ رہا تھا۔ ہوش میں آنے کے بعد ان کے دل کی حرکت باقاعدہ ہو گئی

چنانچہ ان کا کامیاب آپریشن کیا گیا اور پانچویں دن وہ چھٹی لے کر چلے گئے۔ جب وہ ہسپتال سے رخصت ہونے لگے تو میں نے علیحدگی میں موت نما بے ہوشی کے متعلق دریافت کیا؟ انہوں نے بتایا کہ دو فرشتے مجھے جنت البقیع میں لے گئے اور مجھے میری قبر کی جگہ دکھائی۔ اسی اثناء میں ایک تیسرا فرشتہ آیا اور اس نے کہا کہ اللہ جل جلالہٗ نے اس کو مزید مہلت دے دی ہے چنانچہ مجھے واپس نشتر ہسپتال لایا گیا۔

(موت اور عذاب قبر کے عبرت انگیز مناظر و واقعات ۲۳)

☆مرنے کے بعد بجلی کے جھٹکے سے کلمہ اور درود شریف

ڈاکٹر بقا مرحوم کالج آف ٹیکنالوجی میں کام کرتے تھے، بہت ہی نیک آدمی تھے۔ انہیں دل کا دورہ پڑا اور فوری طور پر نگہداشت کے شعبے میں داخل کرایا گیا۔ میں ان کے بستر کے قریب موجود تھا، ان کا دل یکا یک بند ہو گیا۔ چنانچہ بجلی کا جھٹکا لگایا گیا، انہوں نے فوراً کلمہ طیبہ پڑھا۔ جب دوسرا جھٹکا لگایا گیا تو انہوں نے بلند آواز میں درود شریف پڑھا اور دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔

(موت اور عذاب قبر کے عبرت انگیز مناظر و واقعات ۲۳)

☆بعد المرگ کلمہ طیبہ کی صدا

ڈاکٹر نوازش علی بھٹہ وکٹوریہ ہسپتال بہاول پور میں آنکھوں کے سرجن تھے، بہت ہی نیک انسان تھے، ان کو جگر کی بیماری کی وجہ سے یرقان ہو گیا۔ بیماری اتنی بڑھی کہ ان کا آخری وقت آ پہنچا۔ میں ان کے پاس ہی موجود تھا، دیکھا کہ ان کی آنکھوں کی پتلیاں پھیل گئی ہیں، دل کی دھڑکن بند ہو چکی ہے اور سانس بھی ختم ہو گئی ہے، طبی علم کے مطابق ان کی موت واقع ہو چکی تھی۔ ان کی بیوی اور بچوں نے جو اس وقت کمرے میں موجود تھے رونا

شروع کر دیا۔ میں نے ان کے بڑے بھائی اور بیوی کو کلمہ پڑھنے کی تلقین کی اور یہ بتایا کہ ڈاکٹر بھٹہ اس دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں، اس موقعہ پر رونے کے بجائے کلمہ پڑھنا چاہیے چنانچہ انہوں نے بلند آواز میں کلمہ کا ورد شروع کر دیا۔ اچانک ڈاکٹر بھٹہ نے آنکھیں کھول دیں، بستر پر اٹھ بیٹھے، کلمہ پڑھا اور کہا کہ ڈاکٹر نور تم گواہ رہنا میں کلمہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے ہاں جا رہا ہوں۔ اس کے بعد وہ دوبارہ بستر پر لیٹ گئے اور ان کا انتقال ہو گیا۔

(موت اور عذاب قبر کے عبرتناک مناظر و واقعات ۱۲)

☆مرتے وقت عربی میں کلام

چند سال قبل میں ایک فالج کے مریض کو دیکھنے کے لئے گیا، مریض کی حالت کافی خراب تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ چند گھڑی کا مہمان ہے۔ بہرحال میں نے اس کا معائنہ کیا۔ دوران معائنہ بات چیت کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ پھر میں نے مریض سے عربی میں اس کا نام پوچھا اس نے جواب دے دیا۔ عربی میں منہ کھولنے کا کہا تو مریض نے منہ کھول دیا۔ عربی میں ہی آنکھیں کھولنے کو کہا تو اس نے آنکھیں بھی کھول دیں، تھوڑی ہی دیر بعد مریض کا انتقال ہو گیا۔ لواحقین سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ مریض بالکل جاہل تھا، عربی تو کیا اردو بھی نہیں جانتا تھا۔ علماء کرام سے سن رکھا ہے کہ برزخ اور آخرت کی زبان عربی ہوگی اور قبر کے سوال و جواب بھی عربی میں ہوں گے، غالباً اسی چیز کا اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے مشاہدہ کروایا تھا۔ (ایضاً ۱۴)

☆شہید کی گواہی

حضرت عبداللہ بن عبید انصاری فرماتے ہیں کہ:

مسیلمہ کذاب کے ہاتھوں شہید ہونے والے ایک شہید نے شہادت کے بعد اس

طرح کلام کیا۔ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، ابوبکرؓ صدیق ہیں، عثمانؓ نرم مزاج اور رحم دل ہیں۔ (من عاش بعد الموت مترجم ۳۴)

☆عمل کرتے رہو عمل میں سستی نہ آنے دو

حضرت عبدالملک بن عمیرؒ روایت کرتے ہیں کہ:

حضرت ربعی بن حراشؒ نے فرمایا کہ ہم تین بھائی تھے، ہمارے منجھلے بھائی سب سے زیادہ عبادت گزار اور صوم صلوٰۃ کے پابند تھے۔ ایک دفعہ میں گاؤں گیا ہوا تھا، گھر واپس آیا تو گھر والوں نے کہا کہ اپنے منجھلے بھائی کے پاس جلدی جاؤ کیونکہ وہ انتقال کرنے ہی والا ہے۔ میں نکلا اور بھاگا بھاگا گیا تو وہ انتقال کر چکے تھے اور ان پر ایک کپڑا ڈالا ہوا تھا، میں ان کے سرہانے بیٹھ کر رونے لگا۔ اچانک انہوں نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور السلام علیکم کہا۔ میں نے کہا، پیارے بھائی! مرنے کے بعد پھر زندگی؟ کہا ہاں، میں اپنے رب سے اس حال میں ملا کہ آرام ہے، سکون ہے، وہ مجھ سے ناراض نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے سبز باریک اور موٹے ریشم کے لباس پہنا دیئے۔ تم لوگ جیسا سمجھتے ہو میں نے (برزخی) معاملے کو اس سے آسان پایا۔ انہوں نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی۔ اس کے بعد کہا، پس عمل کرتے رہو، سستی نہ آنے دو، یہ بھی تین مرتبہ دہرایا۔ پھر کہنے لگے کہ میں رسول اللہ ﷺ سے بھی ملا تو آپ نے قسم کھائی کہ جب تک میں ان کے پاس نہیں جاؤں گا آپ میرے انتظار میں رہیں گے، تم لوگ میری تجہیز و تکفین کا کام جلدی مکمل کرو۔

وہ یہ کہہ کر ایسے خاموش ہوئے جیسے کسی کنکری کو پانی میں پھینک دیا جائے تو آواز کے بعد وہ فوراً ساکت ہو جاتی ہے۔

ربعی بن حراشؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سب سے کہا کہ میرے بھائی کی تجہیز و

تکفین جلدی کرو۔

حضرت علی بن عبید اللہ غطفانیؒ اور حفص بن یزیدؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حراش کے ایک بیٹے نے یہ قسم کھائی تھی وہ کبھی نہیں ہنسے گا جب تک اس کو معلوم نہ ہو جائے کہ وہ جنت میں جائے گا یا جہنم میں۔ چنانچہ تا دم آخر کسی نے اس کو کبھی ہنستے نہیں دیکھا یہاں تک کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد سابقہ بیان کے مطابق قصہ مذکور ہے۔ البتہ اس روایت کے آخر میں یوں ہے۔ یہ واقعہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گوش گزار کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ بیان کرنے والوں نے صحیح بیان کیا۔ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ایک شخص اپنی موت کے بعد کلام کرے گا اور وہ افضل ترین تابعین میں سے ہوگا۔

اور حارث غنوی کی روایت میں یہ واقعہ اس طرح ہے کہ ربعی بن حراشؒ نے یہ قسم کھائی تھی کہ جب تک اس کو اپنا ٹھکانہ جنت یا جہنم معلوم نہ ہو جائے وہ نہیں ہنسے گا، چنانچہ موت تک وہ کبھی نہیں ہنسا۔ اسی طرح اس کے بھائی ربعی بن حراش نے بھی یہ قسم کھائی تھی کہ جب تک اس کو اپنا اخروی ٹھکانہ معلوم نہ ہو جائے وہ نہیں ہنسے گا۔ حارث غنوی فرماتے ہیں، میں قسم سے کہتا ہوں کہ ربعی کو غسل دینے والے نے مجھے بتایا کہ غسل دیتے وقت ربعی اپنی چارپائی پر مسلسل مسکراتا رہا، یہاں تک کہ ہم اس کو غسل دینے سے فارغ ہوئے۔

(من عاش بعد الموت مترجم ۳۴)

☆ شہادت کے متمنی برزخ سے واپس آ گئے

ابو عاصمؒ فرماتے ہیں کہ:

مجھے میرے والد نے بتایا کہ میرے ماموں کا انتقال ہو گیا، ہم نے ان کو کپڑے

سے ڈھانک دیا، اس کے بعد غسل دینے لگے تو انہوں نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھایا اور کہا کہ اے اللہ! مجھے اس وقت تک موت نہ دے جب تک میں آپ کے راستے میں کسی جہاد میں شریک نہ ہو لوں۔ چنانچہ اس کے بعد آپ زندہ رہے یہاں تک کہ بطال کے ساتھ ایک جہاد میں شہید ہو گئے۔ (من عاش بعد الموت مترجم ۳۶)

☆ برزخی معاملہ

حضرت مغیرہ بن حذفؒ روایت کرتے ہیں کہ:

روبہ بنت بیجان نے بیان کیا کہ وہ سخت بیمار ہوئی، یہاں تک کہ لوگوں کو یقین ہو گیا کہ وہ مر گئی ہے تو انہوں نے اس کو غسل دیا، کفن پہنائے، اچانک اس نے متحرک ہو کر سب کی طرف دیکھا اور کہا کہ خوشخبری سنو تم جس درجے کا خوف مجھے دلایا کرتے تھے، میں نے معاملے کو اس سے کہیں زیادہ آسان پایا ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ کوئی قطع رحمی کرنے والا، شراب کا عادی یا مشرک جنت میں نہیں جا سکتا۔ (من عاش بعد الموت مترجم ۳۶)

☆ توبہ کرنے والے کے نامہ اعمال سے گناہوں کو مٹا دیا جاتا ہے

حضرت صالح بن حیؒ فرماتے ہیں کہ:

میرے ایک پڑوسی نے بیان کیا کہ ایک شخص کا انتقال ہو گیا، اس کی روح اوپر پہنچی تو اس کے سامنے اس کے اعمال لائے گئے۔ اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ جس جس گناہ سے میں نے توبہ کی، اللہ تعالیٰ نے میرے وہ سارے گناہ معاف کر دیئے ہیں اور جس جس گناہ سے توبہ نہیں کی وہ سب اپنی حالت پر نامہ اعمال میں موجود ہیں۔ یہاں

تک کہ ایک انار کا دانہ میں نے کسی دن (ضائع ہونے کی جگہ سے) اٹھالیا تھا اس پر بھی ایک نیکی میرے نامہ اعمال میں لکھ دی گئی ہے اور کچھ لوگوں کے سامنے میں نے ایک دفعہ ایک فقیر کو ایک درہم دیا تھا اور صرف ان لوگوں کا لحاظ کرتے ہوئے دیا تھا تو دیکھا کہ اس پر نیکی لکھی گئی ہے نہ گناہ۔ (من عاش بعد الموت مترجم ۴۷)

☆اللہ تعالیٰ کے پاس رکھی ہوئی امانت ضائع نہیں ہوتی

حضرت زید بن اسلمؒ اپنے والد اسلمؒ سے روایت کرتے ہیں کہ:

ایک دفعہ حضرت عمرؓ سے لوگ مل رہے تھے، ایک شخص اپنے کندھے پر اپنے ایک بیٹے کو اٹھائے ہوئے آیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، ان باپ بیٹے کی طرح میں نے کسی کوے کو بھی دوسرے کوے کا اتنا مشابہ نہیں دیکھا۔ اس شخص نے کہا، بخدا اس کی ماں نے اس (بچہ) کو موت کے بعد جنا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، کیا کہتے ہو؟ یہ کیسے ممکن ہے؟

اس شخص نے کہا کہ واقعہ دراصل یہ ہے کہ میں فلاں جنگ میں اس کی ماں کو حاملہ چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ جاتے وقت میں نے اس کی ماں پر یہ دعا پڑھی تھی۔

استودع اللہ ما فی بطنک

''تمہارے شکم میں جو (بچہ یا بچی) ہے اس کو میں اللہ کے پاس امانت رکھتا ہوں۔''

جنگ سے واپس آیا تو اس کی ماں انتقال کر چکی تھی۔ ایک رات کو میں اپنے چچازاد بھائیوں کے ساتھ جنت البقیع میں بیٹھا ہوا تھا، اچانک دیکھا کہ قبرستان میں چراغ کی جیسی روشنی نظر آرہی ہے۔ میں نے چچازاد بھائیوں سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں نہیں معلوم البتہ رات کو ہی فلاں عورت کی قبر کے پاس یہ روشنی دیکھتے ہیں۔ میں اپنے ساتھ کھدائی کے آلات لے کر قبر کی طرف چل پڑا، دیکھا کہ قبر کھلی ہوئی ہے اور یہ بچہ

اپنی ماں کی گود میں ہے۔ میں قریب گیا تو کسی آواز دینے والے نے آواز دی کہ اے اپنے رب کے پاس امانت چھوڑنے والے، اپنی امانت لے لو اگر تم اس کی ماں کو بھی ہمارے پاس امانت رکھتے تو ضرور اس کو بھی زندہ پاتے۔ تو میں نے بچہ کو اٹھالیا اور قبر بند ہوگئی۔

(من عاش بعد الموت مترجم ۴۴)

☆ناانصافی کی سزا

حضرت عطاء خراسانیؒ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص چالیس سال تک قاضی (جج) کے عہدے پر فائز رہا۔ جب اس کی وفات قریب آگئی تو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ مجھے لگتا ہے کہ میں اپنے اس مرض میں مر جاؤں گا، سو اگر میرا انتقال ہوگیا تو تم مجھے چار پانچ دن اپنے پاس (گھر میں) ہی رکھ دینا۔ اگر کسی قسم کا تغیر یا نامناسب چیز مجھ سے ظاہر ہوتی نظر آئے تو کوئی مجھے آواز دے۔ چنانچہ اس مرض میں اس کا انتقال ہوگیا، ایک تابوت میں اس کو گھر کے ایک کونے میں رکھ دیا گیا۔ تیسرے دن اس کی بدبو گھر والوں کو پریشان کرنے لگی تو کسی نے آواز دی کہ اے فلاں! یہ بدبو کس چیز کی ہے؟ باذنِ خداوندی اس کی زبان گویا ہوگئی اور اس کی زبان سے یہ الفاظ جاری ہوئے کہ:

''میں چالیس سال تک تم لوگوں کا قاضی رہا، اس طویل عرصہ میں مجھ سے کوئی ناانصافی والی بات سرزد نہیں ہوئی البتہ دو شخصوں کے بارے میں مجھ سے کچھ زیادتی ہوگئی وہ اس طرح کہ ان دو میں سے ایک کی طرف میرا دل مائل تھا تو اس کی بات میں نے دیر تک سنی جب کہ دوسرے کی بات کو وہ اہمیت نہ دی اور نہ اتنی زیادہ دیر تک اس کی بات سنی۔ یہ بدبو اسی زیادتی کی وجہ سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے میرے اس زیادتی والے کان کو بند کر دیا ہے۔''

یہ کہہ کر وہ مر گیا۔ (من عاش بعد الموت مترجم ۵۳)

☆ حاجیوں کے لئے فرشتوں کی دعا

معمر عمی بیان کرتے ہیں کہ:

ہمارا ایک مریض تھا اس کا نام تھا عباد۔ ہمارے گمان میں وہ انتقال کر چکا تھا لیکن بعض تو اس کے مرنے پر یقین کر رہے تھے جب کہ بعض لوگ اس کو بے ہوش سمجھ رہے تھے۔ اسی دوران اچانک اس نے ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا کہ میرے والد کہاں ہیں؟ دونوں ہی ہم سے بچھڑ گئے، یہ کہہ کر اس نے آنکھیں کھول دیں۔ ہم نے کہا کہ ہم تو تم کو میت خیال کر رہے تھے؟ اس نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ فرشتے بیت اللہ کے ارد گرد لوگوں کے سروں کے اوپر سے طواف کر رہے ہیں۔ ان میں سے ایک فرشتہ نے کہا۔ ”اے اللہ! اپنے ان دور دراز ممالک سے آئے ہوئے گرد آلود اور پراگندہ بال بندوں کو معاف فرما دے۔“

دوسرے فرشتہ نے کہا۔ ”ان سب کو معاف کر دیا گیا ہے۔“

تیسرے فرشتہ نے کہا۔ ”اے مکہ والو! اگر یہ لوگ اس طرح نہ آتے تو دونوں پہاڑوں کے درمیان آگ بھڑکا دی جاتی (سب کچھ ہلاک کر دیا جاتا)۔“

یہ کہہ کر عباد نے کہا کہ مجھے بٹھا دو۔ لوگوں نے اس کو بٹھا دیا اس نے ہمارے ایک ملازم سے کہا کہ تمام حاضرین کے لئے پھل خرید کر لاؤ اور سب کو کھلاؤ۔ ہم نے کہا، ہمارے لئے پھل کی ضرورت نہیں۔

تو ہم میں سے کسی نے کہا کہ اگر اس نے واقعی فرشتوں کو دیکھا ہے جس طرح یہ کہہ رہا ہے تو پھر یقیناً یہ زندہ نہیں رہے گا۔ اتنے میں اچانک اس کے سارے ناخن سبز ہو گئے۔ ہم نے اس کو لٹا دیا اور وہ انتقال کر گیا۔ (من عاش بعد الموت مترجم ۵۴)

☆ پرندے نے مردے کو نگل لیا

حضرت شیخ عمر بن الغارضؒ نے حکایت بیان کی کہ:

میں ایک شخص کے جنازے میں شریک ہوا، یہ شخص بڑا بزرگ تھا، جب ہم نے ان کی نمازِ جنازہ ادا کر لی تو ہم نے دیکھا کہ اچانک زمین و آسمان کے درمیان پوری فضا پرندوں سے بھر گئی۔ پرندوں میں سے ایک بڑا پرندہ اترا اور اس نے اس شخص کو نگل لیا، اس کے بعد پرندہ غائب ہو گیا۔ میں نے اس واقعہ پر جب حیرت کا اظہار کیا تو ایک شخص نے بتایا کہ تو تعجب نہ کر، یہ شخص بڑا عابد و زاہد تھا، اس کو شہید کا درجہ ملا ہے اور شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں جنت میں چرتی پھرتی ہیں۔

(کفایۃ المتقدمین، موت کا جھٹکا ۲۹۵)

☆ بنی اسرائیل کے ایک بزرگ کی لاش اٹھا لی گئی

حضرت زید بن اسلمؒ سے مروی ہے کہ:

بنی اسرائیل کا ایک شخص لوگوں سے کنارہ کش ہو کر پہاڑ میں خدا تعالیٰ کی یاد کیا کرتا تھا، وہ اتنا خدا رسیدہ تھا کہ جب قحط نازل ہوتا تو آبادی کے لوگ اس کے پاس حاضر ہو کر دعا کراتے اور اس کی دعا سے بارش ہوتی تھی۔ جب اس بزرگ کی وفات ہو گئی تو لوگ اس کی تجہیز و تکفین کی تیاری کرنے لگے، اسی دوران میں ایک تخت بدلی میں حرکت کرتا ہوا نظر آیا اور پھر وہ تخت اس بزرگ کے پاس آ کر اترا، تخت کے ساتھ ایک آدمی بھی اترا، اس نے بزرگ کی لاش کو اس تخت پر رکھ دیا، پھر تخت آسمان کی طرف اٹھنے لگا۔ لوگ اس تخت کو دیکھ ہی رہے تھے کہ آسمان کی بلندیوں میں غائب ہو گیا۔

(ابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۲۹۵)

☆عامر بن فہیرہؓ کی لاش آسمان پر اٹھالی گئی

حضرت عروہؓ سے مروی ہے کہ:

عامر بن فہیرہؓ واقعہ بیر معونہ میں بہت سے صحابہ کرامؓ کے ساتھ شہید ہو گئے تھے، اسی موقعہ پر عمرو بن امیہ ضمریؓ دشمنوں کے قیدی ہو گئے تھے۔ عامر بن طفیل دشمنانِ اسلام کے رئیس تھے، ابن طفیل نے اپنے قیدی عمرو بن امیہ ضمریؓ سے پوچھا کیا تم اپنے ساتھیوں کو پہنچانتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں، پھر ابن طفیل نے عمر بن امیہ ضمریؓ کو لے کر شہداء کی لاشوں پر گشت کیا، ضمریؓ نے تمام مقتولین کو پہچان لیا اور ان کے نسب نامے بھی بیان کر دیئے۔ عامر بن طفیل نے ان سے پوچھا کیا تمہارے ساتھیوں میں سے کوئی ساتھی یہاں کم نظر آرہا ہے؟ ضمریؓ نے کہا ہاں، ابوبکرؓ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہؓ کی کمی ہے۔ ابن طفیل نے پوچھا، عامر ابن فہیرہؓ تم میں کیسے آدمی تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔

اس کے بعد عامر بن طفیل نے اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ ایک شخص نے عامر بن فہیرہؓ کو نیزہ مارا، قاتل نے جوں ہی ان کے جسم سے نیزہ نکالا تو میں نے عامر بن فہیرہؓ کو آسمان کی طرف چڑھتے ہوئے دیکھا، یہاں تک کہ چڑھتے چڑھتے میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ ان کا قاتل جبار بن سلمیٰ قبیلہ کلاب کا ایک شخص تھا، جب اس نے عامر بن فہیرہؓ کی شہادت کے بعد یہ منظر دیکھا تو ضحاک بن سفیان کلابیؓ کے پاس گیا اور پھر مسلمان ہو گیا۔ قاتل نے اسلام قبول کرتے ہوئے بیان دیا کہ عامر بن فہیرہؓ کو قتل کرنے کے بعد میں نے دیکھا کہ ان کی لاش آسمان کی طرف اٹھالی گئی، اس منظر کو دیکھ کر میں نے اسلام قبول کر لیا۔ ضحاک بن سفیانؓ نے عامر بن فہیرہؓ کی شہادت کے بعد کا منظر اور

قاتل کے اسلام قبول کرنے کی بابت لکھ کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ عامر بن فہیرہؓ کے جسم کو ملائکہ نے چھپادیا اور علیین میں داخل کر دیا۔

ایک دوسری روایت میں عروہؓ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ عامر بن فہیرہؓ شہادت کے بعد آسمان پر اٹھالئے گئے اور مقتل میں ان کی لاش نہ مل سکی، اس لئے گمان غالب ہے کہ ان کو فرشتوں نے چھپالیا۔ (ابن سعد/ حاکم/ موت کا جھٹکا ۲۹۶)

☆حضرت حبیبؓ کی لاش غائب ہوگئی

حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ سے مروی ہے کہ:

مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے جاسوسی کے لئے تنہا بھیجا تھا، میں نے جا کر دیکھا کہ ظالموں نے حبیب بن عدیؓ کو سولی پر لٹا رکھا ہے۔ میں کفار کے جاسوسوں سے بچتا ہوا سولی تک گیا اور اس پر چڑھ کر کھول دیا، لاش زمین پر گر پڑی اور میں بھی زمین پر گر پڑا، تھوڑی دیر میں کفار کے ڈر سے وہاں سے ہٹ گیا۔ پھر میں نے پلٹ کر دیکھا تو حبیبؓ کا نام ونشان نہ ملا گویا زمین ان کو نگل گئی یا فرشتوں نے آسمان پر اٹھالیا۔ آسمان پر اٹھایا جانا ہی زیادہ قرین احوال ہے۔ (احمد/ ابونعیم/ بیہقی/ موت کا جھٹکا ۲۹۷)

☆حضرت اویس قرنیؒ کی لاش غائب ہوگئی

حضرت عطاء خراسانی کہتے ہیں کہ:

اویس قرنیؒ کو سفر میں پیٹ کی بیماری ہوئی، دست اس قدر آئے کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کی تھیلی میں دو کپڑے ایسے ملے کہ جو دنیا کے انسانوں کے بنائے ہوئے ہرگز نہیں ہو سکتے تھے۔ اس میں ان کو لپیٹ کر دو آدمی قبر کھودنے گئے، واپس آکر انہوں نے بتایا کہ ایک پتھر میں ہم کو کھدی کھدائی ایسی تازہ قبر مل گئی ہے گویا ابھی کسی نے تیار کی ہے، لے جا

کر ان کو اسی قبر میں دفن کر دیا، کچھ دیر بعد دیکھا تو نہ وہاں کوئی قبر تھی اور نہ لاش ہی تھی، گویا فرشتوں نے ان کو اٹھالیا۔ (ابن عساکر/ احمد فی الزہد/ موت کا جھٹکا ۲۹۷)

☆ حضرت ذوالنون مصریؒ

ابوبکر بن ریانؒ روایت کرتے ہیں کہ میں مصر کے ایک مقام حمام بغلہ میں کھڑا ہوا تھا، اسی درمیان میں حضرت ذوالنون مصریؒ کا جنازہ آیا۔ میں نے دیکھا سبز پرندوں کا جھنڈ ان کے ساتھ ساتھ قبر تک گیا اور جب ان کو دفن کر دیا گیا تو پرندے غائب ہو گئے اور قبر سے لاش بھی غائب ہو گئی۔ (ابن عساکر/ موت کا جھٹکا ۲۹۸)

☆ لاش گم ہو گئی تھی

حضرت حسن بصریؒ بیان کرتے ہیں کہ:

میں ایک دن صحراء میں گیا، اچانک میں نے ایک جوان شخص کو دیکھا کہ کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا تھا، اس جنگل کے دروازے پر ایک درندہ بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے جوان شخص کو متنبہ کیا کہ دیکھ ایک درندہ بیٹھا ہوا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ اس درندہ کے پیدا کرنے والے سے ڈرنا چاہئے۔ پھر وہ شخص اس درندہ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا، اے درندے تو اللہ تعالیٰ کے کتوں میں سے ایک کتا ہے، اگر تجھ کو کسی کام کا حکم ہوا ہے تو میں تجھ کو روک نہیں سکتا، اگر حکم نہیں ہوا ہے تو بس یہاں سے چلا جا۔ یہ سن کر وہ درندہ وہاں سے بھاگتا ہوا چلا گیا۔ اس کے بعد اس شخص نے دعا کی کہ اے خدا! میں تجھ سے عزت وشرف کا طالب ہوں، اگر تیرے پاس میرے لئے بہتری ہے تو میں دعا کرتا ہوں کہ مجھ کو اپنے پاس بلا لے۔ وہ اس جملہ کو ابھی پورا بھی نہ کرنے پایا تھا کہ وفات کر گیا۔

حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ میں وہاں سے اپنے نیکوکار ساتھیوں کے پاس آیا اور ان

کو اس شخص کی وفات کی خبر دے کر تجہیز وتکفین کے لئے آمادہ کیا، جب ہم لوگ سامان تجہیز وتکفین لے کر اس کی لاش کے پاس آئے تو وہاں سے لاش گم تھی۔ اسی وقت ایک غیبی آواز نے مجھ کو پکار کر کہا۔ اے ابوسعید! تو لوگوں کو یہاں سے واپس لے جا، کیونکہ اس مرحوم شخص کی لاش یہاں سے اٹھالی گئی ہے۔ فرشتوں نے لاش غائب کر دی ہے۔ (ابن الجوزیؒ ۲۹۸)

☆ پرندے مردہ کے ساتھ قبر میں اترے

ایک مرد صالح نے اپنی موت کے بارے میں پیشین گوئی کی کہ میں فلاں دن، فلاں وقت مروں گا۔ ٹھیک اسی دن اور اسی وقت اس کا انتقال ہوا اور جب اس کا جنازہ تیار ہوا تو جس طرح صالحین کے جنازوں پر سبز پرندے سایہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اسی طرح اس کے جنازے پر نظر آئے اور یہ پرندے اس کی لاش کے ساتھ قبر میں اترے۔

(السر المصون/ موت کا جھٹکا ۲۹۹)

☆ اچانک ایک جماعت آئی

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ اپنا ایک چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:

ایک رات میں قبرستان میں تھا، اچانک میں نے ایک غمگین آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنے مولیٰ سے گڑگڑا کر یہ دعا کر رہا تھا۔ میرے آقا ایک بندہ تیری ملاقات کا ارادہ کر چکا ہے، اس کی روح تیرے پاس ہے اور اس کی رسی تیرے ہاتھ میں ہے، تیری ملاقات کی حسرت اور شوق اس قدر ہے کہ اس کی راتیں بے خوابی میں اور دن کی گھڑیاں بے تابی میں گزرتی ہیں، اس کی آنتیں جل گئی ہیں اور اس کے آنسو تیرے دیدار کے شوق میں اُمنڈ آئے ہیں، تیرے لئے گریہ وزاری کر رہا ہے، اس کو تیرے سوا اور کوئی راحت کا سامان نہیں ہے اور نہ تیرے سوا اس کو کوئی آرزو ہے۔ یہ دعا کر کے وہ شخص رویا اور آسمان کی طرف سر اٹھا

کر ایک چیخ مار کر گر پڑا، میں نے اس کو حرکت دی تو معلوم ہوا وہ مر چکا ہے، میں اس کی نگرانی کرتا رہا۔ اچانک ایک جماعت آئی اور اس نے اس کو نہلا کر کفنایا اور خوشبو لگائی، پھر نماز جنازہ پڑھی۔ اس جماعت نے اس کو دفن کر دیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ وہ تمام لوگ آسمان کی طرف پرواز کر گئے۔ (عیون الحکایات/موت کا جھٹکا ۲۹۹)

☆ حضرت دانیالؑ کی نعش مبارک تین سو سال بعد بعینہٖ دیکھی گئی

محمد بن اسحاق نے اپنے مغازی میں ذکر کیا ہے کہ ابوالعالیہ نے بیان کیا ہے کہ:

جب ہم نے سیدنا عمر فاروقؓ کے دور حکومت میں تستر فتح کیا تو ہرمزان کے مال خانہ میں ایک تخت دیکھا اس پر ایک مردہ لٹایا گیا تھا جس کے سرہانے ایک کتاب رکھی ہوئی تھی۔ ہم لوگوں نے اس کتاب کو حضرت عمرؓ کی خدمت میں بھجوا دیا۔ حضرت عمرؓ نے کعب الاحبار کو بلوا کر اس کا ترجمہ کرایا۔ اس کتاب میں حوادث و واقعات آئندہ تحریر تھے۔ ابوعبیدہ قاسم بن سلام نے کتاب الاموال میں تحریر فرمایا ہے کہ اس مردہ کے سرہانے مال رکھا ہوا تھا اور ایک کاغذ پر تحریر تھا کہ جس شخص کا جی چاہے اس میں سے مال بطور قرض مدت مقررہ تک کے لئے لے جا سکتا ہے، اگر ٹھیک وقت پر واپس کر گیا تو ٹھیک ورنہ مبروص ہو جائے گا یا بیمار ہو جائے گا، یہ فتح تیونس کا قصہ ہے، جس کے سردار حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ تھے۔ حضرت موسیٰؓ لاش سے چمٹ گئے اور فرمانے لگے قسم ہے رب کعبہ کی یہی لاش حضرت دانیالؑ کی ہے۔

آپؓ نے پورا واقعہ حضرت عمرؓ کے پاس بھیجا۔ حضرت عمرؓ نے ہدایت کی کہ لاش کو حنوط لگا کر دفن کر دیا جائے اور نماز جناہ کے ساتھ تدفین ہو جس طرح حضرات انبیاء علیہم السلام دفن ہوتے ہیں اور اس مال کو بیت المال میں رکھ دیا جائے اور قبر کو پوشیدہ کر دیا جائے

تا کہ کوئی جان نہ سکے۔ حسب حکم خلیفہ وقت اسی طرح کیا گیا۔

ابوالعالیہ سے راوی نے پوچھا پھر اس لاش کا کیا ہوا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے تیرہ قبریں دن میں کھودیں جب رات ہوئی تو تمام لاشیں مع نعش مبارک حضرت دانیالؑ دفن کر کے زمین برابر کر دی تا کہ کوئی پہچان نہ سکے۔ کیونکہ وہاں کے لوگ قحط کے زمانے میں لاش کو کھول دیتے تھے تا کہ بارش ہو جائے۔

ابوالعالیہ نے سوال کرنے پر بتایا کہ وہ لاش غالباً حضرت دانیالؑ کی تھی جو تین سو سال سے موجود تھی اور اس میں کسی قسم کا بھی تغیر نہیں ہوا تھا۔ حضرتؑ کے چند بال، سر کے پچھلے حصہ کے جھڑ گئے تھے کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے جسد اطہر کو نہ تو زمین کھا سکتی ہے اور نہ درندے۔

بلاذری نے فتح کووالا ہواز کے واقعہ میں لکھا ہے کہ قلعہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے ایک کوٹھڑی دیکھی جس پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ پوچھنے پر لوگوں نے بتایا کہ اس میں حضرت دانیالؑ کی نعش ہے جب لوگ قحط کی مصیبت میں مبتلا ہوتے تھے تو اہل بابل سے درخواست کیا کرتے تھے کہ وہ نعش ہم کو دے دے تا کہ اس کی برکت سے ہم اللہ تعالیٰ سے بارش طلب کریں۔ بخت نصر بادشاہ نے حضرت دانیالؑ کو قید کر کے بابل میں رکھ دیا تھا، یہیں ان کی وفات ہوگئی۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے ایک نہر میں جو خشک ہو گئی تھی، دفن کر دیا پھر بارش میں اس نہر میں پانی بھر گیا۔ (اغاثۃ اللہفان/ لابن قیم ۲۰۳/ کتاب الاموال ۳۴۳/ فتوح البلدان بلاذری ۳۷۱/ ابن کثیر ۴۰)

☆ ۱۳سو سال کے بعد بھی صحابہ کرامؓ کی نعشیں تروتازہ رہیں

یہ واقعہ موجودہ صدی کا ہی ہے جب عراق میں شاہ فیصل اول حکمران تھے۔ ایک

روز صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت حذیفہ بن الیمانؓ اپنی وفات کے تقریباً ۱۳۰۰ سال بعد شاہ فیصل اول کے خواب میں تشریف لائے، کہا کہ میری قبر میں پانی اتر آیا ہے اور حضرت جابر بن عبداللہؓ کے مزار میں نمی آ رہی ہے، لہٰذا آپ ہمیں محفوظ مقامات پر منتقل کروادیجئے۔

یاد رہے کہ حضرت حذیفہؓ حضور ﷺ کے محرم راز تھے۔ آپؓ بہت سے غزوات میں بھی شریک رہے ہیں اور جب کبھی رسول اللہ ﷺ کو قرض کی ضرورت ہوتی تو اکثر آپؓ ہی سے قرض لیا کرتے تھے۔

حضرت حذیفہؓ کے خواب میں تشریف لانے کو عراق کے شاہ فیصل بھلا بیٹھے اور امور مملکت نمٹانے میں مصروف ہوگئے، دوسری رات پھر حضرت حذیفہؓ شاہ عراق کے خواب میں آئے اور وہی بات دہرائی، اتفاقاً شاہ عراق کو پھر یاد نہ رہا۔

تیسری شب حضرت حذیفہؓ عراق کے مفتی اعظم کے خواب میں تشریف لائے اور انہیں بتایا کہ میری اور حضرت جابر بن عبداللہؓ کی قبروں میں پانی اتر آیا ہے، لہٰذا آپ ہمارے مزارات محفوظ مقامت پر منتقل کروادیجئے، ہم دوبارہ شاہ عراق کو بشارت دے چکے ہیں مگر وہ بوجہ مصروفیت بھول گئے ہیں۔

مفتی اعظم فوراً خواب سے بیدار ہوئے اور ۱۳۰۰ سال بعد خواب میں تشریف لائے والے صحابیؓ کی بات سے پریشان ہوگئے، فوراً وزیر اعظم نوری السعید پاشا سے فون پر بات کی۔

نوری السعید پاشا مفتی اعظم کے ساتھ شاہ عراق کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں خواب کے بارے میں بتایا، شاہ فیصل اول نے خواب سن کر کہا کہ میں نے واقعی یہ خواب دیکھا تھا مگر امور مملکت کی وجہ سے بھول گیا، لیکن وہ تبدیلی مزارات سے پہلے احتیاطاً اس بات کا ثبوت چاہتے تھے کہ واقعی پانی مزارات میں داخل ہو چکا ہے کہ محض خواب ہے۔

چنانچہ انہوں نے محکمہ تعمیرات کے انجینئر کو ہدایت کی کہ وہ پہلے مزارات کے قریب کی زمین کی مٹی کا ٹیسٹ کروائیں کیونکہ شاہ عراق کو ڈر تھا کہ محض خواب کی بناء پر صحابہ کرامؓ کے مزارات کی بے حرمتی نہ ہو۔ محکمہ تعمیرات کے انجینئر نے مفتی اعظم کے سامنے مزارات سے دریا کے رخ پر ۲۰ فٹ کے فاصلے پر بورنگ کروا کر دیکھا، بورنگ سے نکلنے والی مٹی کو لیبارٹری ٹیسٹ کے لئے بھیجا، ٹیسٹ رپورٹ میں مٹی بالکل خشک تھی اور اس میں نمی کا کوئی شائبہ تک بھی موجود نہ تھا۔

رپورٹ ملنے کے بعد شاہ عراق، مفتی اعظم، نوری السعید پاشا اور دیگر اہل کار بے فکر ہوگئے اور آرام کی نیند سو گئے۔ حضرت حذیفہؓ پھر شاہ عراق کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے مزار میں پانی اور حضرت جابر کے مزار میں نمی آنی شروع ہوگئی ہے لہٰذا ہم دونوں کو یہاں سے منتقل کر کے دریائے دجلہ سے ذرا فاصلے پر منتقل کردیجئے۔

بادشاہ نے ان کی بات کو صرف خواب سمجھ کر نظر انداز کردیا کیونکہ ماہر تعمیرات نے ٹیسٹ رپورٹ پر مزارات میں نمی کی غیر موجودگی کے دستخط کردیئے تھے۔ اگلی رات حضرت حذیفہؓ مفتی اعظم کے خواب میں تشریف لائے اور ناراض ہو کر کہا کہ بادشاہ ہماری بات پر توجہ نہیں دے رہے۔

مفتی اعظم نے شاہ سے رابطہ کیا تو شاہ عراق مفتی اعظم پر سخت ناراض ہوئے اور انہوں نے کہا کہ آپ خواب پر یقین کررہے ہیں، جب کہ آپ ماہرین اراضی کے ساتھ بورنگ اور مٹی کی ٹیسٹ رپورٹ دیکھ چکے ہیں۔

صحابہ کرامؓ کے بار بار خواب میں آنے کی وجہ سے ان کی قدر و منزلت کے پیش نظر مفتی اعظم بادشاہ سے اس بات پر ڈٹ گئے کہ مزارات کو دوسری جگہ منتقل کرنا ضروری ہے۔

چنانچہ شاہ عراق نے مفتی اعظم سے فتویٰ لینے کے بعد عید الاضحیٰ کو ظہر کی نماز کے بعد مزارات کو کھلوانے کا اعلان ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات سے کروایا۔ ۱۳۰۰ سال بعد قبروں کی تبدیلی اور اس سے متعلق خبر نے دنیا بھر میں دھوم مچادی۔

یہ منظر دیکھنے کے لئے مسلم وغیر مسلم دنیا سے تار، ٹیلی فون، خطوط، شاہ عراق کے پاس آنے شروع ہوگئے، ان خطوط میں دلچسپی رکھنے والے لوگوں نے مزارات کی منتقلی میں شرکت کی درخواست کی تھی۔ چونکہ حج کا زمانہ تھا اسلام کے فرزند ارکان فریضہ حج ادا کر رہے تھے، ان سب لوگوں نے اصرار کیا کہ مزارات کی تبدیلی کی تاریخ میں توسیع کردی جائے تا کہ صحابہ کرامؓ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں اور ان کے جنازے میں شرکت کرسکیں۔

ادھر عیسائی کمیونسٹ ممالک کے عوام اور خبر رساں ایجنسیوں نے بھی سفر میں کٹنے والے دن مانگے۔

شاہ عراق کے لئے یہ لمحات انتہائی پریشان کن تھے، ایک طرف صحابہ کرامؓ کا خواب میں بار بار آنا، دوسری طرف عالمی دنیا کا چند دن رکھنے کا دباؤ، تیسرے مزارات میں پانی رسنے سے مزارات کو مزید نقصان پہنچنے کا ڈر۔

اس وقت حکومت عراق ایک عجیب مخمصے کا شکار تھی کہ بالآخر ان کے رفقاء کے ذہن میں ایک ترکیب آئی کہ مزارات سے کوسوں دور بہنے والے دریا کے رخ پر ۱۰ فٹ کے فاصلے پر ایک لمبی اور گہری خندق کھدوا کر اس میں کنکریٹ سے بھرائی کروادی گئی تا کہ مزید نمی آگے نہ پہنچے اور اعلان کردیا گیا کہ حج کے ۱۰ روز بعد مزارات کی منتقلی عمل میں آئے گی۔

ان دس دنوں میں دنیا کے مسلم وغیر مسلم ملکوں کے دلچسپی رکھنے والی عوام، بغداد سے چالیس میل دور سلمان پاک پہنچنا شروع ہوگئے۔ یاد رہے اس دوران صحابہ کرامؓ خواب میں تشریف نہیں لائے۔ اس موقع پر عراق نے اپنے ملک آنے والے ہر مذہب وعقیدہ کے

لوگوں پر سے کسٹم، پاسپورٹ اور کرنسی کی پابندی ختم کردی تھی۔ بالآخر حج کے ۱۰ دن بعد پیر کے روز جب ۵ لاکھ افراد کی موجودگی میں مزارات کو کھولا گیا تو واقعی دونوں صحابہ کرامؓ کی قبروں میں پانی اتر چکا تھا۔

چنانچہ پہلے سے تیار ایک کرین جس پر ایک اسٹریچر کسا ہوا تھا، مزارات میں داخل کر کے نعش مبارک کو یکے بعد دیگرے باہر نکالا۔ اس موقع پر موجود اسلامی سربراہان مصر کے شاہ فاروق جو اس وقت مصر کے ولی عہد تھے، کمال اتاترک کے وزیر مختار اور دیگر علماء ووزراء نے اسٹریچر سے نعش مبارک کو عقیدت واحترام سے وہاں موجود شیشے کے بکس میں لٹایا۔

اس واقعہ کی کاروائی کو ایک جرمن فلم ساز کمپنی نے وہاں موجود لوگوں کے لئے ۳۰ فٹ لمبی اور ۲۰ فٹ چوڑی اسکرین پر ٹیلی وژن پر کیمرے کی مدد سے دکھایا۔ مزید ۴ بڑے بڑے اسکرین اس لئے لگائے گئے کہ ۵ لاکھ افراد جو نعشوں کے قریب نہیں پہنچ سکتے وہ بھی آرام سے اپنی جگہ کھڑے ہو کر یہ کاروائی دیکھتے رہیں۔

لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ۱۳۰۰ سال گزرنے کے بعد بھی صحابہ کرامؓ کے کفن اور داڑھی بالکل سفید تھے اور انہیں دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا تھا کہ ابھی کچھ گھنٹہ قبل ان صحابہؓ کی وفات ہوئی ہے۔ اگرچہ حضرت حذیفہؓ بن الیمان کا وصال ۳۶ھ میں اور حضرت جابر بن عبداللہؓ کا وصال ۷۴ھ میں ہوا تھا۔

دونوں صحابہ کرامؓ کے چہرے نور سے چمک رہے تھے اور آنکھوں میں بے انتہا چمک تھی۔ وہاں موجود لوگوں نے صحابہؓ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنا چاہیں تو ان پر خوف طاری ہوگیا، کوئی آنکھوں سے آنکھ نہیں ملا سکتا تھا۔ اتفاق سے ایک جرمن ماہر امراض چشم وہاں موجود تھا، اس نے جو اتنی پراسرار چمکیلی آنکھیں دیکھیں تو وہ فوراً مفتی اعظم کی طرف

بڑھا اور ان سے کہا کہ آپ مجھے مذہب اسلام کا درس دیجئے اور یوں اسی موقع پر مفتی اعظم کے ہاتھوں وہ اسلام لے آیا۔

عام پبلک کے دیدار کے لئے جب چہرہ مبارک پر سے کفن ہٹایا جارہا تھا تو اس وقت عراق کی فوج نے صحابہ کرامؓ کو توپوں کی سلامی پیش کی، جس وقت جنازے کو کاندھا دے کر نئے مزارات کی طرف لے جایا جارہا تھا، اس وقت عراقی فضائیہ فضاء میں غوطے لگا لگا کر صحابہ کرامؓ کو سلامی پیش کر رہی تھی اور مجمع ان پر منوں ٹنوں کے حساب سے گلاب کے پھول برسا رہا تھا۔ مزارات کی منتقلی کا سفر مجمع کی وجہ سے ۴ گھنٹہ میں طے ہوا۔ جب یہ جنازے نئے مزارات کے قریب حضرت سلیمان فارسیؓ کے مزار کے پاس پہنچے تو عراقی بحریہ، فضائیہ اور بری افواج نے گارڈ آف آنر پیش کیا اور کاندھا دینے والے سربراہان مملکت، وزراء، علماء پر پھول برسائے۔

جس وقت صحابہ کرامؓ کو نئے مزارات میں منتقل کیا جارہا تھا، فضا اللہ اکبر کے داشگاف نعروں، فوجی بینڈوں اور توپوں کی گھن گرج سے گونج رہی تھی۔

۱۳۰۰ سال کے بعد قبروں کی منتقلی کے اس واقعہ کو دیکھ کر وہاں موجود ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے مذہب اسلام قبول کرلیا۔

☆شہدائے اُحد کی عجیب وغریب کیفیت

حضرت امیر معاویہؓ کے زمانہ میں جب میدانِ اُحد میں زیر زمین نہر کھودی گئی تو:

۱: حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور عمرو بن جموحؓ کی نعش بالکل سلامت اسی طرح نکلی کہ زخم پر ہاتھ رکھا ہوا تھا، جب ہاتھ ہٹایا گیا تو خون بہہ نکلا اور تھوڑی دیر بعد ہاتھ وہاں جاکر چپک گیا۔

۲: جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ جب حضرت امیر معاویہؓ نے وہ نہر کھودنے کا ارادہ فرمایا تو فرمایا کہ اپنے اپنے شہداء کو یہاں سے ہٹالیا جائے تو جن لوگوں نے اپنے رشتہ داروں کی قبروں کو کھود کر وہاں سے نکالا، وہ سارے کے سارے ایسے تھے جیسا کہ ابھی ابھی غسل دیا گیا ہو، ان کے بدنوں سے پانی نچڑ رہا تھا، ایک شہید کے پاؤں پر غلطی سے کدال لگ گئی تو اس سے تازہ خون بہہ نکلا۔

(المصنف ۷/۵۴۳/ وفاء الوفاء ۷/۱۱/ ناقابل یقین سچے واقعات ۲۲۶)

☆حضرت حمزہؓ کی قبر کشائی

یہ ۱۹۶۸ء کا واقعہ ہے:

میں سعودی عرب میں بریدہ کے مقام پر بطور فزیشن کام کر رہا تھا، جمعہ کے روز زیارت کے لئے مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ وہاں اپنے ایک ڈاکٹر دوست کے پاس قیام کیا۔ ڈاکٹر صاحب بیمار تھے اور کافی مریض ان کا انتظار کر رہے تھے، ڈاکٹر صاحب نے مجھے مریض دیکھنے کے لئے کہا۔ چنانچہ میں نے مریضوں کو دیکھ کر فارغ کر دیا۔ ان میں سے ایک بوڑھا بدو مجھے اُحد پہاڑ کے پاس مریض دکھانے کے لئے لے گیا۔ شہداء اُحد کے پاس ہی خیمہ میں مریض پڑا ہوا تھا، میں نے اسے دیکھ کر نسخہ لکھ دیا۔ اس کے بعد وہ شخص مجھے حضرت حمزہؓ کی قبر پر لے گیا اور بتایا کہ آج سے پچاس سال پہلے حضرت حمزہؓ کی قبر نیچے وادی میں تھی۔ ایک دفعہ زبردست بارش ہوئی تو حضرت حمزہؓ کی قبر زیر آب آگئی، شریف مکہ جو ان دنوں حجاز کے حکمران تھے کو خواب میں حضرت حمزہؓ کی زیارت ہوئی۔ حضرت حمزہؓ نے شریف مکہ کو کہا کہ مجھے بارش کا پانی تنگ کر رہا ہے اس کا بندوبست کرو۔ شریف مکہ نے علماء کو بلاکر ان سے مشورہ کیا۔ جب قبر کو کھودا گیا تو واقعی اس میں پانی رس رہا تھا چنانچہ حضرت حمزہؓ کی

نعش کو اونچی جگہ منتقل کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔ بوڑھے بدو نے بتایا کہ قبر کھودنے والوں میں وہ بھی شامل تھا، کھدائی کے دوران کدال کی معمولی سی ضرب غلطی سے نعش کے ٹخنے پر جا لگی۔ یہ دیکھ کر سب لوگ حیران رہ گئے کہ وہاں سے تازہ خون جاری ہو گیا چنانچہ اس جگہ پر پٹی باندھی گئی۔ حضرت حمزہؓ کے جسم کو کھولا گیا تو دیکھا کہ جسم کے نچلے حصے پر کفن موجود ہے، زخموں سے تازہ خون رس رہا ہے، آنکھ نکلی ہوئی اور کان اور ناک کٹے ہوئے ہیں اور پیٹ چاک ہے، وہاں پر موجود سب لوگوں نے حضرت حمزہؓ کی زیارت کی اور اسی حالت میں ان کو پرانی قبر سے نکال کر اونچی جگہ پر دوبارہ دفن کر دیا گیا۔

یہ سارا ماجرہ بدو نے مجھے اس لئے سنایا کہ ہمیں مرنے کے بعد کی زندگی پر یقین آ جائے۔ اگر مرنے کے بعد کوئی زندگی نہ ہوتی تو حضرت حمزہؓ جن کو شہید ہوئے چودہ سو سال کا عرصہ گزر چکا ہے، اس طرح زمین میں محفوظ نہ ہوتے۔

(موت اور عذاب قبر کے عبرتناک مناظر و واقعات ۱۰)

☆ صحابہ کرامؓ کے جسم چودہ سو سال بعد بھی تر و تازہ تھے

چند سال قبل مسجد نبویؐ کی جنت البقیع کی طرف سے جب توسیع کی گئی تو راستے میں چند صحابہ کرامؓ کی قبریں موجود تھیں۔ ۱۹۶۸ء میں جب میں مدینہ منورہ گیا تو ان حضرات کی قبروں کو دیکھا اور صدیوں پرانی کچی دیواروں کے نشانات بھی موجود تھے۔ مسجد نبویؐ کی توسیع کے مراحل میں ان قبروں کو کھولا گیا اور ان صحابہ کرامؓ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا جس کی تفصیل اس سال نوائے وقت نے بھی دی۔

حج کا زمانہ تھا جب ان اصحابؓ کی قبروں کو کھولا گیا اور یہ عمل رات کے وقت کیا گیا تاکہ لوگوں کو کم سے کم پتہ چل سکے، میرے چند عزیز ان دنوں حج پر گئے ہوئے تھے، انہوں نے ان اصحاب رسولؐ کی زیارت کی۔

جب ان کے جسموں کو نکالا گیا تو ویسے ہی تر و تازہ تھے، کیڑے مکوڑوں کا نام تک نہ تھا، کافی لوگوں نے ان پاک جسدوں کی زیارت کی۔ (سنت نبویؐ اور جدید سائنس ۳۱۰)

☆ چودہ سو برس بعد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کا جسد مبارک قبر سے صحیح حالت میں برآمد ہوا

مسجد نبویؐ کی توسیع کے سلسلہ میں کی جانے والی کھدائی کے دوران حضور ﷺ کے والد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کا جسد مبارک جس کو دفن کئے چودہ سو سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے، بالکل صحیح و سالم حالت میں برآمد ہوا۔ علاوہ ازیں صحابی رسولؐ مالک بن سوفائی کے علاوہ دیگر چھ صحابہ کرامؓ کے جسد مبارک بھی اصلی حالت میں پائے گئے جنہیں جنت البقیع میں نہایت عزت کے ساتھ دفنا دیا گیا۔

(سنت نبویؐ اور جدید سائنس ۳۲۵)

☆ ایک اللہ کے ولی کا واقعہ

مولانا محمد فاضل عثمانی مہاجر مکی نے اپنے والد مرحوم کے بارے میں لکھا ہے کہ:

وفات سے پہلے دل کا دورہ پڑا، ہسپتال میں داخل کر دیا گیا، فوت ہونے سے پہلے نماز پڑھنے کے لئے کہا چنانچہ تیمم کر کے نماز پڑھی اور ہاتھ جس طرح نماز کے لئے باندھے تھے وہیں بندھے رہے، غسل دیتے وقت نہ کھلے۔ تدفین کے وقت جس کے دونوں ہاتھ نماز کی طرح بندھے ہوئے تھے اور اسی حالت میں دفن کر دیئے گئے۔

(سنت نبویؐ اور جدید سائنس ۳۱۶)

☆امام مسجد کی قبر کا ساٹھ سال بعد کھولنا

میرے ایک دوست میاں چنوں میں رہتے ہیں، ان کے محلے کی مسجد میں ایک امام مسجد جس کو مرے ہوئے تقریباً ساٹھ سال ہو گئے دفن ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا رات کے وقت بارش ہوئی، جب صبح کے وقت نمازی مسجد میں آئے تو بارش کا پانی ساری مسجد میں اکٹھا تھا اور امام مرحوم کی قبر پانی سے گر چکی تھی اور پانی سے بھری ہوئی تھی۔ چنانچہ نمازیوں نے قبر کو دوبارہ بنانے کا فیصلہ کیا۔ قبر سے پانی نکالا گیا اور امام صاحب کی میت کو جو بالکل تروتازہ تھی چارپائی پر لٹا دیا گیا۔ اس کی داڑھی کے بال ویسے ہی محفوظ تھے، ہاتھوں کو ہلایا گیا تو بالکل زندہ آدمیوں کی طرح تھے، اسی طرح ٹانگوں کو بالکل ٹھیک پایا۔ ایک اونچی جگہ پر قبر بنا کر امام صاحب کو زمین کے حوالے کر دیا گیا۔ (سنت نبویؐ اور جدید سائنس ۳۱۶)

☆قبر سے خوشبو

چند برس پہلے کی بات ہے، راجن پور کے قبرستان میں ایک مردے کو دفن کرنے کے لئے ایک قبر تیار کی گئی۔ ابھی تک لوگ مردے کو لے کر پہنچے نہیں تھے کہ پورے قبرستان میں عجیب فرحت انگیز خوشبو مہک رہی تھی۔ لوگ حیران ہوئے کہ یہ خوشبو کہاں سے آرہی ہے جب کہ قبرستان میں صرف دو جال کے درخت اور چند جنگلی پودے تھے جو کہ خوشبو نہیں دے سکتے تھے۔ تلاش کرنے پر معلوم ہوا کہ خوشبو کا منبع نئی تیار کی گئی قبر کی تہہ میں موجود ایک سوراخ ہے۔ لوگوں نے جب اس سوراخ کو بڑا کیا تو نیچے سے ایک اور قبر نکلی جس میں ایک سفید ریش بزرگ ہمیشہ کی نیند سو رہے تھے۔ قابل حیرت بات یہ تھی کہ ان کی نعش کے اوپر ایک بڑا پھول پڑا ہوا تھا اور خوشبو دے رہا تھا۔ تمام شہر کے لوگوں نے یہ منظر دیکھا۔

(موت اور عذاب قبر کے عبرتناک مناظر و واقعات ۱۱)

☆قبر میں پھول

ایک قبر کو کھودنے پر ساتھ والی قبر کھل گئی اس میں میت کے اوپر دائیں بائیں ہر طرف پھول ہی پھول تھے اور لاجواب خوشبو تھی۔ تحقیق پر پتہ چلا کہ صاحب ہر وقت درود شریف پڑھتے تھے۔ (سنت نبویؐ اور جدید سائنس ۳۲۴)

☆چنیوٹ میں بارشوں سے بوڑھے کی نعش قبر سے نکل آئی

۱۹۹۲ کی شدید بارش کی وجہ سے تھانہ صدر کے سامنے واقع قبرستان میں پانی بھر گیا اور ایک قبر سے اسی سالہ بزرگ کی نعش نکل کر پانی میں تیرنے لگی۔ یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح شہر میں پھیل گئی، لوگ اکٹھے ہو گئے۔ چند آدمیوں نے لاش کی شناخت کی کہ ان کے بزرگ کی نعش ہے جس کو ڈیڑھ سال قبل دفن کیا گیا تھا۔ وہ بہت نیک انسان تھا اور ڈیڑھ سال گزرنے کے باوجود متوفی کا جسم جوں کا توں تھا حتیٰ کہ داڑھی کے بال تک موجود تھے چنانچہ انہوں نے نیا کفن ڈال کر اس بزرگ انسان کو دوبارہ نئی قبر میں دفن کر دیا۔

(سنت نبویؐ اور جدید سائنس ۳۲۵)

☆بہاولپور کا واقعہ

منشی عبدالحمید قریشی بہاولپور کی معروف شخصیت تھے، پابند صوم وصلوٰۃ اور صاحب کردار مسلمان تھے۔ پاکستان بننے سے پہلے بہاولپور ریاست کے محکمہ مالیات کے ہیڈ کلرک تھے۔ ایک سیاسی مسئلہ کے لئے ایک وفد کے ہمراہ وزیر داخلہ سے ملنے گئے، وزیر نے پہچان لیا اور کہا قریشی تم سرکاری ملازم ہوتے ہوئے سیاست میں حصہ لیتے ہو، میں تمہیں کل ملازمت سے برخواست کروں گا۔ قریشی صاحب نے بائیں جانب تھوکا اور کہا یہ رہی آپ کی ملازمت، اب میں آزاد شہری کی حیثیت سے مخاطب ہوں۔ اس کے بعد ان پر

معاشی بدحالی کا طویل دور آیا جس میں انہوں نے خوددار مرد مؤمن کا کردار قائم رکھا۔ قرآن پاک کی تعلیم سے ہزاروں بچوں کو فیض یاب کیا۔ چند سال ہو گئے قریشی صاحب وفات پا گئے، تدفین کے قریباً ڈیڑھ سال بعد ان کی محرابی قبر کی اینٹیں گرنے سے نمایاں سوراخ ہو گیا۔ ان کے گھر اطلاع پہنچی تو بھائی اور بیٹے قبر پر گئے، جھانکا تو کفن صحیح حالت میں تھا، چہرہ اسی حالت میں تھا جیسا گھر سے روانگی کے وقت تھا۔ قریشی صاحب کے بھائی ان کی اہلیہ کو بھی گھر سے بلا لائے، انہوں نے دیکھا کہ چہرے پر تازگی کے آثار نمایاں تھے اور اسی حالت میں محوخواب تھے جیسے اٹھارہ ماہ قبل سفر زندگی کے اختتام کے وقت تھے۔

(سنت نبویؐ اور جدید سائنس ۳۲۷)

☆پشاور کا واقعہ

یہ بات وہاں کے ایک بہت ہی ذمہ دار آدمی نے بتائی۔ دو افغانی پشاور سے افغانستان ٹرک پر جا رہے تھے۔ راستہ میں ایکسیڈنٹ کی وجہ سے ان کا ٹرک تباہ ہو گیا اور یہ دونوں ساتھی وہیں مر گئے، ان میں سے ایک کی سنت کے مطابق داڑھی تھی اور دوسرا داڑھی منڈواتا تھا۔ ان دونوں کی لاشوں کا کوئی وارث نہ ملا اور نہ ہی پتہ چل سکا کہ یہ دونوں کہاں کے رہنے والے ہیں۔ کافی دیر انتظار کے بعد ان دونوں لاشوں کو دفن کر دیا گیا، کافی دنوں کے بعد جب ٹرک منزل مقصود تک نہ پہنچا تو متوفیوں کے رشتہ داروں نے چھان بین شروع کی، تباہ شدہ ٹرک کے ڈھانچے سے ان کو پتہ چل گیا کہ ان کے دونوں عزیز یہاں ہیں۔ وہاں کے لوگوں نے حادثاتی موت کی خبر دی، ان کے رشتہ داروں کو دونوں قبریں دکھائیں، متوفیوں کے رشتہ داروں نے لاشوں کے لے جانے کے لئے تقاضا کیا۔ قبروں کو کھولا گیا، جس آدمی کی سنت کے مطابق داڑھی تھی وہ تو ویسے ہی قبر میں ترو تازہ موجود تھا، کسی کیڑے

مکوڑے نے خراب نہ کیا تھا۔ دوسرا ساتھی جو بغیر داڑھی کے تھا اس کی ٹھوڑی کو بچھو کھا رہے تھے، نظارہ بہت ہی عبرتناک تھا چنانچہ اس دوسری میت کو وہیں پر چھوڑ دیا گیا اور نکالنے کی جرأت کسی کو نہ ہوئی۔ (سنت نبویؐ اور جدید سائنس ۳۲۹)

☆شہید کی نعش اور اس کی غذا

ڈاکٹر نور احمد نور صاحب لکھتے ہیں:

یہ قریباً تیس سال پہلے کا واقعہ ہے، میرے ایک دوست محکمہ انہار میں سپرنٹنڈنٹ انجینئر تھے، ان کا ایک بیٹا پاگل تھا جس کو وہ اکثر باندھ کر رکھتے تھے ورنہ وہ گھر کی اشیاء توڑ پھوڑ دیتا، ایک روز نوکر کی بے توجہی کی وجہ سے وہ لڑکا ڈرائنگ روم میں گھس گیا اور ہزاروں روپے کا نقصان کر ڈالا۔ وہ دوست اس لڑکے کو پکڑ کر میرے پاس لائے اور قریباً روتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر صاحب اس کا کچھ کریں اس نے ہمارا ناک میں دم کیا ہوا ہے ورنہ میں اس کا گلا گھونٹ دوں گا۔ میں نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا کہ میاں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، ایسی بات مت کرو ورنہ قیامت کے روز یہ تمہارے لئے سزا کا سبب بن جائے گا۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ مرنے کے بعد (نعوذ باللہ) کس نے جینا ہے اور کون پوچھے گا۔ میں اس پر چپ رہا کہ کہیں مزید کفریہ کلمات نہ کہہ ڈالیں۔ چنانچہ بات ختم ہو گئی۔

چند دنوں کے بعد میرے وہ دوست ڈیرہ غازیخان کینال (جو تونسہ بیراج سے نکالی جا رہی تھی اور اس کی کھدائی کا کام مکمل ہو چکا تھا) کے معائنے کے لئے گئے۔ وہاں پہنچنے پر دیکھا کہ مزدور ایک جگہ جمع ہیں اور شور مچا ہوا ہے۔ انجینئر صاحب کو دیکھ کر مزدور ان کے پاس آئے اور بتایا کہ نہر کی تہہ میں ایک سوراخ سے انسانی جسم کا ایک حصہ نظر آ رہا ہے۔ انجینئر صاحب نے خود جا کر دیکھا اور اوپر والی مٹی ہٹانے کو کہا۔ جب مٹی ہٹائی گئی تو نیچے

سے پوری انسانی نعش نظر آ رہی تھی۔ اس نعش میں دو باتیں حیران کن تھیں ایک تو اس کے کپڑے خون آلود تھے جس سے اندازہ ہوا کہ یہ کسی شہید کی نعش ہے، دوسرے اس کے منہ کے اوپر ایک پھل نما چیز رکھی ہوئی تھی جس میں سے وقفہ وقفہ کے بعد کچھ قطرے نعش کے منہ میں گر رہے تھے، نہر کی گہرائی قریباً بیس فٹ تھی اور یہ نعش اس سے بھی نیچے مٹی میں محفوظ تھی جس سے یہ اندازہ ہوا کہ اس آدمی کو دنیا سے کوچ کئے صدیاں گزر چکی ہیں۔

اسی شام کو انجینئر صاحب میرے گھر آئے اور مجھے پورا واقعہ سنا کر کہنے لگے کہ قرآن پاک میں جو کہا گیا ہے کہ شہیدوں کو مردہ مت کہو بلکہ یہ زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں، میں اس آیت کی زندہ مثال دیکھ آیا ہوں اور مجھے مکمل یقین ہو گیا ہے کہ مرنے کے بعد بھی ایک زندگی ہے جس میں یوم حساب بھی ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین اس شہید کی نعش کو بھی کھا جاتی جو صدیوں سے زمین کے اندر محفوظ ہے۔ کہنے لگے کہ ایسا لگتا تھا جیسے یہ مردہ اس وقت کے انتظار میں ہے جب اللہ تعالیٰ دوبارہ اس میں روح پھونکیں گے اور یہ یوم حساب کے لئے اٹھ کھڑا ہوگا۔

میں نے انجینئر صاحب سے عرض کیا کہ آپ کے اور ہمارے قیامت پر ایمان لانے میں فرق ہے۔ ہم تو حضور ﷺ کی بات سن کر ایمان لے آئے اور آپ نے اب تک مشاہدہ نہیں کیا آپ کو یقین نہ آیا۔

اس واقعہ کے بعد انجینئر صاحب اپنے لڑکے کو نقصان پہنچانے کے ارادے سے بھی باز آ گئے اور آخرت کے بارے میں اپنی سابقہ آزاد خیالی سے بھی پکی توبہ کر لی۔

(موت اور عذاب قبر کے عبرتناک مناظر و واقعات ۸)

☆ عمر بن عبدالعزیزؒ کے جنازہ میں شہداء کی حاضری

حضرت عمیر بن حبان سلمی کہتے ہیں کہ:

بنو امیہ کے دور حکومت میں مجھے اور میرے ساتھ دیگر آٹھ آدمیوں کو روم کے بادشاہ نے قید کروایا، ہم سب دربار میں پیش کئے گئے اور میرے آٹھ ساتھیوں کی گردنیں مار دی گئیں۔ جب میری باری آئی اور میرے قتل کا ارادہ کیا گیا تو ایک پادری آگے بڑھا اور بادشاہ کے سر اور پاؤں کا بوسہ دے کر میری جان بخشی طلب کی اور مجھے بطور عطیہ مانگا، چنانچہ بادشاہ نے میری جان بخشی کر کے مجھے اس پادری کے حوالے کر دیا۔ وہ مجھے اپنے گھر لے گیا، پھر اس نے اپنی خوبصورت بیٹی کو بلایا اور مجھ سے کہا یہ میری بیٹی ہے، اس سے تیری شادی کروں گا اور اپنا مال تجھے دوں گا بشرطیکہ تو میرا مذہب قبول کر لے اور اپنا مذہب چھوڑ دے، میرا مرتبہ بادشاہ کے ہاں بہت اونچا ہے جیسا کہ تجھے بھی پتہ ہو گیا ہوگا، میری بات مان جا۔ میں نے کہا عورت اور دنیا کے لئے میں اپنا مذہب نہیں چھوڑ سکتا۔

کئی دن تک وہ پادری مجھے سمجھاتا رہا لیکن میں اس کی بات کو رد کرتا رہا۔ ایک رات اس کی بیٹی نے مجھے اپنے باغ میں بلا کر پوچھا کہ میرے باپ کی بات کو تو کیوں نہیں مان لیتا؟ میں نے کہا، میں اپنا مذہب عورت اور دنیا کے لئے نہیں چھوڑ سکتا۔ لڑکی نے کہا، اچھا تو یہاں قیام کرے گا یا واپس اپنے وطن جائے گا؟ میں نے کہا میں وطن جاؤں گا۔ چنانچہ اس لڑکی نے مجھے ایک ستارہ آسمان پر دکھا کر کہا، اس کی سمت پکڑ کر چلتے رہو، دن میں چھپ جانا اور رات میں سفر کرنا، تمہارا وطن آ جائے گا، اس لڑکی نے مجھے توشہ سفر بھی دیا۔ میں تین دن تک سفر کرتا رہا، پھر جب چوتھا دن آیا تو میں نے دیکھا اچانک کئی سوار میری طرف بڑھے۔ میں سمجھا کہ مجھے پکڑنے کے لئے آ رہے ہیں۔ جب وہ سوار میرے پاس

آئے تو میں نے دیکھا کہ وہی آٹھوں ساتھی ہیں جو کہ شہید ہو چکے تھے۔ میں نے پوچھا تم تو قتل ہو چکے تھے پھر یہاں کیسے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آج شہداء کی روحوں کو عمر بن عبدالعزیزؒ کے جنازے میں شرکت کرنے کی اجازت دی ہے۔ پھر ان میں سے ایک شخص نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے پیچھے سوار کرلیا اور روانہ ہوا۔ چلتے چلتے تھوڑی دیر کے بعد اس نے مجھے پھینک دیا، چنانچہ میں اپنے گھر کے قریب گرا۔ اتنے زور سے گرنے کے باوجود مجھے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ (ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۲۰۷)

☆ اپنے بھائی کے نکاح میں شہداء کی حاضری

حضرت ابوعلی بربری سے روایت ہے کہ:

یہ پہلے شخص ہیں کہ ابوسلیم نے جب طرطوس آباد کیا تھا تو یہ وہاں جا کر آباد ہوئے، واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ملک شام میں تین بھائی تھے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ رومیوں نے ان تینوں کو قید کرلیا۔ روم کے بادشاہ نے پیشکش کی کہ میں اپنا ملک تمہیں دیتا ہوں اور اپنی لڑکیوں سے تمہارا نکاح کرتا ہوں بشرطیکہ تم اپنے دین سے باز آ جاؤ اور نصرانیت قبول کرلو۔ ان تینوں نے اس پیشکش کو ٹھکرایا اور محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت میں نعرہ لگایا، بالآخر بادشاہ کے حکم سے تین دیگوں میں تیل ڈال کر تین دن تک آگ میں کھولایا گیا، ہر روز ان کو دیگوں کے پاس لے جا کر خوف دلایا جاتا، دین اسلام سے باز رکھنے کی کوشش کی جاتی لیکن وہ باز نہ آئے۔ بالآخر پہلے بڑے بھائی کو ایک دیگ میں ڈال دیا گیا اور پھر دوسرے کو دوسری دیگ میں۔ دونوں کے گوشت ہڈیوں سے جدا ہو کر جل گئے، پھر جب تیسرے سب سے چھوٹے بھائی کو دیگ کے قریب لے گئے اور اس کو دیگ میں ڈالنے سے پہلے نصرانیت پر آمادہ کرنے لگے تو ایک بے دین شخص وہاں آیا اور کہنے لگا،

اس کو دیگ میں مت جلاؤ، میں اس کو اس کے دین سے پھیروں گا۔ بادشاہ نے پوچھا کس ترکیب سے تو اس کو پھیرے گا؟ اس نے جواب دیا، عرب لوگ عورتوں کی طرف بہت مائل ہوتے ہیں، میری ایک بیٹی ہے جو روم میں تمام عورتوں سے زیادہ خوبصورت ہے۔ اس قیدی کو میرے حوالے کردو، میں اس کو اپنی بیٹی کے ساتھ ایک مکان میں ڈال دوں گا، وہ اس کو دین سے پھیر دے گی۔

بادشاہ نے اس کے لئے چالیس دن کی مہلت مقرر کرلی اور اس قیدی کو اس کے حوالے کیا۔ وہ قیدی کو ساتھ لایا اور اپنی بیٹی کے ساتھ ایک جگہ رکھ دیا اور بیٹی سے تفصیلی قصہ بیان کردیا۔ لڑکی نے باپ سے کہا، اس قیدی کو میرے حوالے کیجئے، میں اس کو دین اسلام سے پھیر دوں گی۔ قیدی لڑکی کے پاس رہنے لگا۔ دن بھر روزہ رکھتا اور رات بھر عبادت میں کھڑا رہتا۔ مسلسل اسی طرح کرتا رہا یہاں تک کہ مقررہ مدت کے اکثر دن اسی طرح گزر گئے۔ لڑکی کے باپ نے بیٹی سے حصول مقصد کے بارہ میں دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ ابھی مجھ سے کچھ نہیں بن سکا۔ ناکامی کی وجہ یہ ہے کہ اس شہر میں اس کے دو بھائی شہید ہو گئے ہیں، انہی کی یاد اس کو ستاتی ہے، اس لئے یہ میری طرف مائل نہیں ہوتا۔ ہم دونوں کو یہاں سے کسی دوسری جگہ منتقل کردیں اور بادشاہ سے کچھ دن مزید مہلت طلب کریں۔ بادشاہ نے مہلت دے دی اور دونوں کو دوسرے مقام پر منتقل کردیا گیا۔ دوسری جگہ جا کر بھی وہ مسلمان قیدی اسی طرح دن رات گزارنے لگا۔ رات بھر عبادت کرتا اور دن بھر روزے رکھتا۔ جب مقررہ مدت کے چند دن باقی رہ گئے اور لڑکی کی مراد پوری نہ ہوئی تو اس پر بڑا اثر ہوا۔ اس نے کہا اے قیدی! تیرے دل میں رب عظیم کی بڑی محبت ہے، اب میرا دل بھی اللہ تعالیٰ کی محبت میں ڈوب گیا ہے، اب میں بھی تیرے دین میں داخل ہو رہی ہوں اور نصرانیت کو چھوڑ رہی ہوں۔ مسلمان قیدی نے کہا، بڑی خوشی کی بات ہے لیکن ہم دونوں کو یہ

لوگ مار ڈالیں گے۔ لڑکی نے کہا، میں نجات کی ترکیب کرتی ہوں۔ یہ کہہ کر وہ سواری لے آئی اور دونوں اس پر سوار ہو کر نکل پڑے۔ رات بھر سفر کرتے اور دن میں کہیں چھپ جاتے۔

ایک رات دونوں سفر کر رہے تھے کہ اپنے پیچھے گھوڑوں کے دوڑنے کی آواز سنی۔ جب مڑ کر دیکھا تو اس قیدی کے دونوں بھائی گھوڑوں پر آ رہے ہیں، ان کے ہمراہ خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے بھی ہیں۔ قیدی نے اپنے دونوں بھائیوں سے حال دریافت کیا۔ بھائیوں نے جواب دیا کہ ہمیں ان کافروں نے کھولتی ہوئی دیگ میں ڈال دیا تھا جیسا کہ تم نے بھی دیکھا تھا لیکن ہمیں کوئی تکلیف نہیں ہوئی، ہم فردوس میں آرام کرنے لگے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ہمیں تیرے پاس اس لئے بھیجا ہے تا کہ ہم تیرے نکاح میں شریک ہو سکیں۔ پھر ان بھائیوں نے اپنے چھوٹے بھائی کا نکاح اس لڑکی سے کیا اور نکاح کر کے غائب ہو گئے۔ میاں بیوی دونوں شام میں آباد ہو گئے، ان دونوں کا یہ قصہ شام میں بہت مشہور ہے۔ شعراء نے ان کی تعریف میں اشعار کہے، ایک شعر یہ ہے:

سیعطی الصادقین بفضل صدق
نجاہ فی الحیاۃ وفی الممات

ترجمہ:

''اللہ تعالیٰ صادقین کو ان کے صدق کے طفیل زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی نجات دیتا ہے۔'' (عیون الحکایات/موت کا جھٹکا ۲۷۰،۲۷۲)

☆ اصحاب کہف سے زیادہ تعجب انگیز:

حضرت منہال بن عمرو کہتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے بعد ان کے سر کو اٹھاتے ہوئے دیکھا، ان دنوں میں دمشق میں تھا۔ جب

لوگوں نے ان کے سر مبارک کو اٹھایا تو آگے آگے ایک شخص سورۃ الکہف پڑھتے جا رہا تھا جب وہ اس آیت پر پہنچا:

ام حسبت ان اصحب الکھف والرقیم کانوا من ایتنا عجباً.

''کیا تجھے معلوم کہ کہف اور رقیم ہماری عجیب نشانیوں میں سے ہیں۔''

تو حضرت حسینؓ کے سر مبارک نے بلند آواز سے یہ جملہ کہا۔

اعجب من اصحاب الکھف قتلی وحملی.

''میرا قتل ہونا اور میرا اٹھایا جانا اصحاب کہف سے بھی زیادہ تعجب انگیز ہے۔''

(تاریخ ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۲۶۶)

☆ ایک شہید کا اعزاز

حضرت واحد بن زیاد کہتے ہیں کہ:

ہم ایک جہاد میں گئے۔ ہم نے دورانِ سفر اپنے ایک ساتھی کو گم پایا، تلاش کرنے کے بعد اس کی لاش ایک ریگستان میں پڑی ہوئی ملی، اس پر تلوار کی ضرب لگی ہوئی تھی۔ ہم نے دیکھا کہ کئی لڑکیاں اس کے سرہانے شاہانہ باجا بجا رہی تھیں، جب ہم لاش کے قریب گئے تو وہ لڑکیاں ایسی غائب ہوئیں کہ ہم نے پھر نہیں دیکھا۔

(ابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۲۶۶)

☆ لاش کا سر قبلہ رو ہو جاتا ہے

حضرت امام احمد بن نصر خزاعی کو خلیفہ واثق نے قرآن کو مخلوق کہنے پر آمادہ کرنا چاہا لیکن جب انہوں نے واثق کی بات نہ مانی تو ان کی گردن مار کر بغداد میں سولی پر لٹکا دیا، سر کے اوپر ایک شخص کو تعینات کر دیا کہ اس کی نگرانی کرے اور اگر قبلہ کی طرف منہ نظر آئے

تو نیزے سے دوسری طرف پھیر دے۔ اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے رات کو دیکھا کہ اس لاش کا سر قبلہ رو ہو جاتا ہے اور بلند آواز سے سورۃ یٰسین پڑھتا رہتا ہے۔

احمد بن نصر کے بھانجے ابراہیم کی روایت میں:

الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ

''کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ انہیں صرف امنا (ہم ایمان لائے) کہنے پر چھوڑ دیا جائے گا اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی۔''

کی تلاوت منقول ہے، یہ بھی منقول ہے کہ جب ابراہیم نے یہ منظر دیکھا تو ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ (تاریخ ذہبی/موت کا جھٹکا ۲۶۷)

☆ کاش دو رکعتیں نصیب ہو جائیں

حضرت ابن بینا کہتے ہیں کہ:

میں قبرستان گیا اور ہلکی دو رکعتیں پڑھ کر ایک قبر کے پاس لیٹ گیا۔ حالت بیداری میں قبر سے آواز آئی، میں نے سنی۔ تم عمل کرتے ہو مگر جانتے نہیں اور ہم جانتے ہیں عمل نہیں کر سکتے، خدا کی قسم! اگر تیری طرح مجھے دو رکعتیں نصیب ہو جائیں تو یہ میرے لئے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ (ابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۲۶۸)

☆ بہتر عمل استغفار پایا

حضرت اوزاعیؒ کہتے ہیں کہ:

میسر بن حلبیس دمشق کے قبرستان سے گزرے اور قبر والوں کو سلام کر کے کہا اے قبر والو! تم ہمارے پیش رو ہو ہم تمہارے تابع ہیں، اللہ تعالیٰ ہم پر اور تم پر رحم کرے اور بخش دے۔ اے قبر والو! ہم بھی تمہاری ہی طرح گویا مر چکے ہیں۔ اس کے بعد قبر کے ایک

مردے نے کہا، اے اہل دنیا! تمہیں خوشی ہو کہ مہینے میں چار مرتبہ تم حج کرتے ہو۔ میسرہ نے پوچھا کیسا حج؟ جواب ملا، تم جمعہ جو پڑھتے ہو اس پر حج کا ثواب ملتا ہے۔ میسرہ نے پوچھا تم نے سب سے بہتر کون سا عمل پایا؟ قبر کے مردے نے جواب دیا استغفار، اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کرنا۔ (ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۲۶۹)

☆ شہید ہونے والے اپنے زندہ مجاہد ساتھی کی مدد کے لئے پہنچ گئے

حضرت ابوعبداللہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ:

ہم رومیوں سے جہاد کے لئے جمع ہوئے تو دشمن کا سراغ لگانے کے لئے ہم سے کچھ افراد نکل پڑے۔ ان میں سے ہم دو مجاہد الگ راستے سے نکلے۔ فرماتے ہیں کہ ہم برابر چلتے رہے۔ اچانک ایک معمر رومی کو دیکھا وہ اپنے گدھے کو ہانک رہا تھا، گدھے پر ایک پالان، پالان کے نیچے بچھانے کا ایک کمبل اور ایک خرجی تھی۔ جب اس نے ہمیں دیکھا تو فوراً میان سے تلوار نکالی، اس کو ہلایا اور یکدم گدھے پر کاری ضرب لگائی جس سے خرجی، پالان، پالان کے نیچے کمبل اور گدھا سب دو ٹکڑے ہو گئے۔ اس کے بعد اس نے ہمیں مخاطب ہو کر کہا کہ تم دونوں نے دیکھ لیا کہ میں نے کیا کیا؟ ہم نے کہا، ہاں خوب دیکھ لیا۔ اس نے کہا، اب آؤ میدان میں۔ یہ سنتے ہی ہم دونوں نے اس پر حملہ کر دیا تھوڑی دیر کی لڑائی میں میرا دوسرا ساتھی شہید ہو گیا تو مجھے خطاب کر کے رومی نے کہا کہ تمہارے ہم سفر کا کیا حشر ہوا دیکھا؟ میں نے بے بسی کے عالم میں کہا، ہاں۔ اتنا جواب دے کر میں مقابلہ کرنے کے بجائے اپنے دوسرے ساتھیوں کی تلاش میں نکلا۔ ابھی تھوڑا ہی دور گیا تھا کہ دل میں ملامت و ندامت کا ایک طوفان امڈ آیا۔ اپنے آپ سے کہا کہ تیرا ستیاناس ہو، تیرا

ہمسفر تو جنت جانے میں تجھ سے سبقت لے گیا اور تو بھگوڑا بن کر اپنے دوسرے ساتھیوں کے پاس جا رہا ہے۔

ان خیالات سے مجبور ہو کر میں دوبارہ رومی کے پاس الٹے پاؤں چلا گیا، گھوڑے سے اترا، ڈھال اور تلوار ہاتھ میں لی، پیدل جا کر اس پر تلوار سے وار کیا لیکن یہ وار خطا ہو گیا، رومی نے بھی وار کیا وہ بھی اچٹ گیا۔ اس کے بعد میں نے اسلحہ پھینک کر رومی کو اپنے بازوؤں سے جکڑ لیا تو رومی نے مجھے اوپر اٹھایا اور زمین پر پٹخ کر مارا اور میرے سینے پر بیٹھ گیا۔ سینے پر صحیح طرح بیٹھنے کے بعد اس نے مجھے قتل کرنے کے لئے اپنے ساتھ موجود کوئی چیز نکالنی چاہی۔ اتنے میں میرا دوسرا ہمسفر جو شہید ہو چکا تھا وہ آ پہنچا اور رومی کی گردن کے بال پکڑ کر میرے سینے سے نیچے زمین پر اس کو گرا دیا اور ایک دوسرے کے تعاون سے رومی کو قتل کر دیا اور اس کے ساتھ جو سامان تھا وہ ہم نے لے لیا۔ میرا شہید ساتھی راستے میں چلتے چلتے میرے ساتھ بات چیت کرتا رہا یہاں تک کہ ایک درخت کے پاس پہنچے تو وہ پھر پہلے کی طرح شہید ہو کر زمین پر لیٹ گیا۔ میں نے واپس آ کر دوسرے ساتھیوں کو سارا قصہ سنایا تو وہ اس کو دیکھنے کے لئے اس درخت کے پاس گئے اور اس جگہ اس کو سب نے شہادت کی حالت میں دیکھا۔ (من عاش بعد الموت مترجم ۴۸/۵۰)

☆ حوروں نے شہید کا استقبال پر ناز شکوے کے ساتھ کیا

حضرت ابو ادریس مدنیؒ فرماتے ہیں کہ:

زیاد نامی مدینہ منورہ کا ایک شخص ہمارے پاس آیا، ہم نے سرزمین روم کی ایک عمارت پر جو کہ گرجا گھر کے مشابہ تھی حملے کا پروگرام بنایا تو زیاد سمیت ہم تین مجاہد ساتھیوں نے عمارت والے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ ان میں ایک تو میں تھا اور ایک زیاد اور تیسرا مدینہ منورہ

کا ایک مجاہد تھا۔ محاصرے کے دوران ایک دن ہم نے اپنے ایک ساتھی کو کھانا لانے بھیجا، وہ ابھی نکلا ہی تھا کہ زیاد کے قریب منجنیق سے پتھروں کی بارش کر دی گئی اور زیاد کے گھٹنے پر ایک پتھر زور سے آ لگا جس سے وہ بے ہوش ہو گیا تو میں نے اس کو کھینچ کر کسی محفوظ جگہ لے جانے کی کوشش شروع کر دی، اتنے میں ہمارا کھانا لانے والا ساتھی آ گیا۔ میں نے اس کو آواز دی، وہ آیا، ہم دونوں زیاد کو تیر یا منجنیق کے پتھروں کی زد سے باہر ایک محفوظ جگہ لے آئے، یہ واقعہ صبح کو ہوا تھا اس وقت سے لے کر اب تک کافی وقت گزر چکا تھا مگر زیاد کے کسی عضو میں کوئی حرکت محسوس نہیں ہوئی۔ ہم پریشان تھے کہ اچانک زیاد ہنس پڑا یہاں تک کہ اس کے دانت ظاہر ہو گئے، پھر ساکت ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ رونے لگا یہاں تک کہ اس کے آنسو اس کے رخساروں پر بہہ پڑے، پھر خاموش ہو گیا، اس کے بعد دوبارہ ہنس پڑا پھر رونا شروع کر دیا، اس کے بعد خاموش ہو گیا۔ ہم یہ سب دیکھ رہے تھے کہ اچانک اس نے آنکھیں کھول دیں اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور ہم سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ میں یہاں کیسے آیا؟ ہم نے کہا کہ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ تمہیں کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ ہم نے کہا کہ کیا تمہارے قریب جو منجنیق کے پتھر گرے تھے تمہیں یاد نہیں؟ اس نے کہا ہاں یاد تو ہے۔ ہم نے کہا اس منجنیق کے پتھر سے تم زخمی ہو کر بے ہوش ہو گئے تھے تو ہم نے تمہیں یہاں منتقل کر دیا۔ (کہ یہ محفوظ جگہ ہے)۔

اس نے کہا ٹھیک ہے، اب میں تمہیں اپنا حال سناتا ہوں کہ مجھے ایک یاقوت یا زبرجد پتھروں سے بنے ہوئے محل میں لے جایا گیا جہاں تہ بہ تہ بستر رکھے ہوئے تھے اور ان کی دو جانب چھوٹے تکئے سجے ہوئے تھے۔ جب میں ان بستروں پر سیدھا ہو کر بیٹھا تو میں نے اپنی دائیں طرف زیورات کی جھنجھناہٹ سنی اور فوراً ایک عورت نکلی، مجھے نہیں معلوم کہ وہ زیادہ خوبصورت تھی یا اس کے لباس یا پھر اس کے زیورات زیادہ خوبصورت

تھے۔ تکیوں کی ایک طرف سے حور وہ میرے پاس آئی اور مجھے ان الفاظ میں خوش آمدید کہا کہ ہاں ایسے شخص کی تشریف آوری مبارک ہو کہ جو از راہ ناانصافی اللہ تعالیٰ سے کبھی ہمیں نہیں مانگتے، ہم تو آپ کی فلاں اہلیہ کی طرح نہیں ہیں۔

جب اس نے اس طرح کہا تو میں نے انہی الفاظ میں جواب شکوہ سنایا تو وہ ہنس پڑی اور آکر میری دائیں جانب بیٹھ گئی۔ میں نے کہا تم کون ہو؟ اس نے کہا، میں آپ کی (جنتی) اہلیہ "خود" ہوں۔ یہ سن کر میں نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو کہنے لگی، ابھی رک جائیں آپ ہمارے پاس ظہر کے وقت ہی آ رہے ہیں۔ یہ سن کر میں رونے لگا۔ اتنے میں میری بائیں جانب زیورات کی جھنجھناہٹ محسوس ہوئی، مڑ کر دیکھا تو اس شان کی ایک اور عورت کھڑی نظر آئی اور اس نے بھی پہلی کی طرح پر ناز شکوہ کیا تو میں نے بھی حسب سابق جواب شکوہ سنایا۔ اس نے بھی بتایا کہ وہ میری ہی (جنتی) اہلیہ ہے تو میں ہنسا، وہ میری بائیں جانب بیٹھ گئی۔ میں نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو کہنے لگی، ذرا ٹھہریئے ابھی ظہر کے وقت ہی آپ ہمارے پاس آنے والے ہیں، یہ سن کر میں پھر رونے لگا۔

حضرت ابوادریسؒ فرماتے ہیں کہ وہ بیٹھے بیٹھے ہمارے ساتھ اس طرح باتیں کر رہا تھا، اتنے میں ظہر کی اذان ہوئی تو وہ ایک طرف جھک گیا اور اس کی روح پرواز کر گئی۔

(من عاش بعد الموت مترجم ۵۶/۵۹)

☆ شہید کا سر تن سے جدا ہو کر تلاوت کرنے لگا

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید بن اسلمؒ فرماتے ہیں کہ:

تین مجاہد نوجوان تھے جو وقتاً فوقتاً سرزمین روم جا کر حملے کر کے واپس آ جاتے تھے۔ ایک مرتبہ یہ تینوں رومیوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے۔ گرفتاری کے بعد ان کو شاہ روم

کے سامنے پیش کیا گیا تو بادشاہ نے ان پر اپنا دین پیش کیا۔ انہوں نے کہا اسلام کے علاوہ کوئی اور مذہب تو قطعاً قبول نہیں، ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔

بادشاہ نے یہ سن کر گرفتار کر کے لانے والوں سے کہا کہ ان کو لے جاؤ۔ بادشاہ ایک ندی کے پاس ایک چھوٹے سے ٹیلے پر بیٹھا ہوا تھا، اہلکاران کو پکڑ کر ندی کے کنارے پر لے گئے۔ ایک مجاہد کی گردن تن سے جدا کر دی تو اس کا سر ندی میں جا گرا اور گر کر اچانک سب کے برابر میں سیدھا کھڑا ہو گیا (جیسے زندہ انسان کا سر ہوتا ہے) اور اپنا چہرہ سب کی طرف کر دیا اور زبان پر یہ آیات جاری تھیں:

یا ایتها النفس المطمئنة. ارجعی الیٰ ربک راضیة مرضیة. فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی.

"اے نفس مطمئنہ! چل اپنے رب کی طرف اس طرح کہ تو بھی خوش ہونے والا ہے اور تجھے بھی پسند کیا جا رہا ہے۔ پھر داخل ہو جا میرے (مقرب) بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنت میں۔"

یہ دیکھ کر سب خوفزدہ ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

(من عاش بعد الموت مترجم ۵۹/ موت کا جھٹکا ۲۷۷)

☆ شہید کے پاس حوریں طبلہ بجا رہی تھیں

حضرت عبدالواحد بن یزیدؒ فرماتے ہیں کہ:

ہم ایک جہاد میں شریک ہوئے، دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی، اس کے بعد جب لڑائی بند ہوئی تو ہمارے ایک مجاہد ساتھی نہیں ملے ہم ان کی تلاش میں نکلے۔ آخر ایک جگہ جھاڑی کے درمیان ان کی لاش ملی۔ ان کے ارد گرد کچھ لڑکیاں تھیں جوان کے سرہانے طبلہ بجا رہی تھیں۔ جب انہوں نے ہمیں دیکھا تو غصے بھرے چہرے کے ساتھ منتشر ہو گئیں، اس کے

بعد وہ ہمیں نظر نہیں آئیں۔ (من عاش بعد الموت مترجم ۶۰)

☆ بوسیدہ قبر والوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت

وہب بن منبہؒ کہتے ہیں:

ارمیا، علیہ السلام کا گزر کئی قبروں پر ہوا جن کے مردے عذاب میں مبتلا تھے، پھر دوبارہ جب انہی قبروں پر سال بھر کے بعد گزر ہوا تو دیکھا عذاب ختم ہو گیا ہے۔ انہوں نے حیرت کے عالم میں کہا، قدوس، قدوس، قدوس میں ان قبروں پر پہلے گزرا تھا تو مردے عذاب میں مبتلا تھے اور اب عذاب دور ہو گیا ہے۔ ناگاہ آسمان سے آواز آئی کہ اے ارمیا! ان مردوں کے کفن پھٹ گئے، ان کے بال جھڑ گئے، ان کی قبریں بوسیدہ ہو گئیں، میں نے ان کی طرف نظر کی تو رحم آ گیا۔ میں اسی طرح ان لوگوں کے ساتھ کیا کرتا ہوں جن کی قبریں پرانی ہو گئیں، کپڑے بوسیدہ ہو گئے اور بال جھڑ گئے۔ (تاریخ ابن نجار/موت کا جھٹکا ۳۶۱)

☆ نور کی بارش ہوئی

مالک بن دینارؒ کہتے ہیں:

میں شب جمعہ کو قبرستان گیا، ناگاہ چمکتا ہوا نور نظر آیا۔ میں نے کہا لا الہ الا اللہ، ہم دیکھتے ہیں اہل قبر بخش دیئے گئے۔ اس وقت ایک ہاتف غیبی نے پکار کر کہا، اے مالک بن دینارؒ! یہ مؤمنین کا ہدیہ ہے مردوں کے لئے۔ میں نے ہاتف سے پوچھا، وہ کون سا ہدیہ ہے؟ اس نے بتایا کہ آج ایک مؤمن نے رات میں دو رکعت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اس کا اجر قبرستان والوں کو ملے، چنانچہ اس وجہ سے یہ نور کی بارش ہوئی ہے۔

مالک بن دینارؒ کہتے ہیں، اس کے بعد میں ہر جمعہ کی رات دو رکعتیں پڑھنے لگا، پھر میں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا، آپ مجھ سے فرما رہے تھے۔ اے مالکؒ! اللہ

تعالیٰ نے تجھ کو بخش دیا اس نور کے بقدر جو تو نے مؤمنین پر ہدیہ کیا اور تیرے لئے جنت میں گھر بنا دیا۔ (تاریخ ابن نجار/موت کا جھٹکا ۳۵۶)

☆ نور کے طباق

بشار بن غالبؒ کہتے ہیں:

میں حضرت رابعہ بصریہؒ کے لئے بہت دعا کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ میں نے خواب میں ان کو دیکھا، انہوں نے مجھ سے کہا اے بشار! تیرے تحفے ہمارے پاس نور کے طباقوں میں ریشم کے کپڑوں میں ڈھکے ہوئے آتے ہیں۔ میں نے کہا یہ کس طرح؟ انہوں نے بتایا کہ جب کوئی مؤمن اپنے کسی مردہ کے لئے دعا کرتا ہے تو اسی طرح نور کے طباق میں ریشمی رومال سے ڈھک کر لایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے، یہ فلاں شخص کا ہدیہ ہے تیرے واسطے۔

(ابن ابی الدنیا/موت کا جھٹکا ۳۵۶)

☆ سورۂ اخلاص کا ثواب

سلمہ بن عبیدؒ کہتے ہیں کہ:

حماد مکیؒ کا بیان ہے کہ میں ایک رات مکہ کے قبرستان کی طرف نکلا اور ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا، اسی وقت میں نے قبرستان کے مردوں کو جماعت در جماعت حلقہ باندھے ہوئے دیکھا، سمجھ گیا کہ قیامت قائم ہو گئی۔ مردوں نے کہا نہیں قیامت نہیں ہوئی، بلکہ ایک شخص نے قل ھو اللہ پڑھ کر اس کا ثواب ہم کو بخش دیا، اس کے ثواب کو ہم سال بھر سے تقسیم کر رہے ہیں۔ (موت کا جھٹکا ۳۶۰)

☆ سفید پرندہ کفن میں داخل ہو گیا

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا، اے اللہ کے رسولؐ! میں نے آپ کو دیکھا کہ وحید کلبیؓ سے سرگوشی فرما رہے ہیں۔ میں نے مناسب نہ سمجھا کہ آپ کی سرگوشی میں دخل دوں اس لئے میں خاموش رہا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا کیا تم نے اس کو دیکھ لیا۔ میں نے کہا ہاں میں نے دیکھ لیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا، وہ جبرائیلؑ تھے وحید کلبی کی شکل میں آئے تھے، میں تمہیں خبردار کرتا ہوں کہ عنقریب تمہاری بینائی جاتی رہے گی اور پھر موت کے وقت اللہ تعالیٰ تمہاری بینائی واپس لوٹا دے گا۔ جب ابن عباسؓ کی وفات کا وقت آیا تو ان کی بینائی بحال ہو گئی تھی اور وفات کے بعد جب کفنائے گئے تو سفید پرندہ آ کر ان کے کفن میں داخل ہو گیا۔ لوگوں نے اس کو ٹٹولنا شروع کیا تو حضرت عکرمہؓ نے فرمایا، یہ تم کیا تلاش کرتے ہو، یہ تو نبی کریم ﷺ کی خوشخبری ہے جو آپؐ نے ابن عباسؓ کے بارے میں فرمائی تھی۔

(ابن عساکر/موت کا جھٹکا ۲۴۹)

☆ حضرت علاء الحضرمیؓ کی لاش غائب ہو گئی

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ:

حضرت عمرؓ نے ایک لشکر تیار کیا، علاء الحضرمیؓ کو اس کا امیر مقرر کیا۔ میں بھی اس لڑائی میں شریک تھا۔ جب ہم اس لڑائی سے واپس ہو رہے تھے تو علاء الحضرمیؓ کا راستہ میں انتقال ہو گیا اور ہم نے قبر کھود کر وہیں دفن کر دیا۔ ابھی مٹی برابر کر کے فارغ ہی ہوئے تھے کہ ایک شخص نے آ کر دریافت کیا کہ یہ کس کی قبر ہے؟ ہم نے کہا یہ بڑے اچھے انسان علاء الحضرمیؓ کی قبر ہے۔ اس نے کہا یہ زمین ایسی ہے کہ پانی کا ریلا آنے پر اندر کی چیز باہر آ

جاتی ہے، مردہ باہر نکل آئے گا، اس لئے اس بزرگ کی لاش کو یہاں سے کسی اور جگہ لے جا کر دفن کرنا چاہئے۔ اس کے مشورہ پر ہم نے قبر کو کھودا۔ جب ہم نے لحد اندر تک کھود کر دیکھا کہ مردہ اس میں موجود نہیں ہے اور ہم نے قبر کی وسعت کا یہ حال دیکھا کہ حد نظر تک کشادہ ہو گئی ہے اور اس میں ایک نور چمک رہا تھا، یہ دیکھ کر ہم نے اس قبر کو پھر برابر کر دیا۔

(بیہقی دلائل النبوۃ/موت کا جھٹکا ۲۵۱)

☆ حضرت سعد بن معاذؓ کی قبر سے خوشبو

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ:

جن لوگوں نے حضرت سعد بن معاذؓ کی قبر کھودی، میں بھی ان لوگوں میں تھا، ان کی قبر جنت البقیع میں کھودی گئی تھی۔ جس وقت ہم ان کی قبر کی مٹی کھود رہے تھے تو قبر میں سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔

محمد شرجیل بن حسنہ کی روایت ہے کہ ایک آدمی نے سعدؓ کی قبر سے ایک مٹھی مٹی اٹھائی اور اس کو گھر لے گیا تو واقعی وہ مشک تھی۔ (طبقات ابن سعد/موت کا جھٹکا ۲۵۳)

☆ بھوک کی وجہ سے گر کر مرنے والے صحابیؓ کا واقعہ

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم ایک سفر میں تھے، اچانک ایک دیہاتی آیا اور اس نے درخواست کی کہ مجھے مسلمان کیجئے۔ آپؐ نے کلمہ پڑھا کر اس کو مسلمان کیا، پھر وہ دیہاتی تھوڑی ہی دیر بعد وہیں پر اپنے اونٹ کی پشت سے سر کے بل گر پڑا اور مر گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، یہ وہ شخص ہے کہ محنت کم کی اور بڑی نعمت سے مالا مال ہو گیا، مجھے گمان ہے کہ وہ بھوک کی وجہ سے گر کر مر گیا ہے۔ میں نے اس کی موت کے بعد دیکھا جنتی

حوروں میں سے اس کی دو بیویاں آکر اس کے منہ میں جنت کے میوے ڈال رہی تھیں۔

(مسند احمد/موت کا جھٹکا ۲۵۳)

☆ بلی کے بچے کی وجہ سے معافی

حضرت بایزید بسطامیؒ کو کسی نے بعد وفات خواب میں دیکھا، پوچھا آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ فرمایا، مجھ سے سوال ہوا تھا کہ ہمارے واسطے کیا لائے؟ میں نے سوچا کہ اور اعمال تو میرے ناقص ہیں، ان کا تو کیا نام لوں البتہ میں مسلمان ہوں، بحمد اللہ توحید میری کامل ہے، اس کو پیش کر دوں۔ چنانچہ میں نے عرض کیا کہ توحید لایا ہوں۔ ارشاد ہوا:

اما تذکر لیلة اللبن.

''وہ دودھ والی رات بھی یاد نہیں رہی۔''

ایک واقعہ کی طرف اشارہ تھا کہ ایک رات حضرت بایزید بسطامیؒ نے دودھ پیا تھا، اس کے بعد پیٹ میں درد ہوگیا تھا تو آپ کے منہ سے نکل گیا تھا کہ دودھ پینے سے پیٹ میں درد ہوگیا، اس پر مواخذہ ہوا کہ تم نے درد کو دودھ کی طرف منسوب کیا۔ کیا یہی توحید ہے؟ جس کو تم ہمارے واسطے لائے ہو کہ دودھ کی طرف درد کی نسبت کرتے ہو۔ حضرت بایزیدؒ یہ سن کر گھبرا گئے اور عرض کیا، الٰہی! میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ ارشاد ہوا، راہ پر آگئے تو جاؤ اب ہم تمہیں ایسے عمل سے بخشتے ہیں جس پر تمہارا گمان بھی نہ تھا کہ اس سے بخشش ہو جائے گی، وہ یہ کہ تم نے ایک رات ایک بلی کے بچے کو سردی میں اکڑتے ہوئے دیکھا تھا، تمہیں اس پر رحم آیا اور اپنے لحاف میں لا کر سلا لیا۔ اس بچے نے دعا کہ اے اللہ! اس کو ایسی ہی راحت دیجئے جیسے اس نے مجھے راحت دی ہے، جاؤ آج ہم تمہیں اس بلی کے بچے کی دعا سے بخشتے ہیں۔ (مولانا تھانوی کے پسندیدہ واقعات ۱۳۹۰)

☆ اللہ اکبر کہنے پر مغفرت

حضرت ابوقلابہ کہتے ہیں کہ:

بھتیجے کی موت پر دو پرندے اتر آئے اور اس نے مردے کے سر، پیٹ اور پاؤں کو سونگھا اور اپنے ساتھی سے جا کر کہا کہ میں نے اس کا سر سونگھا ہے لیکن اس میں قرآن کی خوشبو نہ پائی، پیٹ سونگھا اس میں روزوں کی خوشبو نہ پائی، پاؤں سونگھے اس میں قیام کرنے نماز پڑھنے کی خوشبو نہ پائی۔ پھر اس کا ایک ساتھی آیا اور اس نے بھی اس طرح سونگھا اور کہا تعجب کی بات ہے کہ یہ شخص امت محمدیہؐ سے ہے اور ان صفات میں سے ایک صفت بھی اس میں موجود نہیں۔ پھر اس نے مردہ کے منہ کو کھول کر زبان کو دبایا تو اس نے کہا۔ سبحان اللہ۔ اس نے ایک بار شہر انطاکیہ میں خلوص نیت سے اللہ اکبر کہا تھا، اس سے مشک کی خوشبو آرہی ہے اور یہ تو جنتی ہے، اس کے بعد اس کی روح کو قبض کر لیا گیا۔ پھر وہ چلا گیا اور دیکھا کہ سفید فرشتہ سیاہ فرشتے سے کہہ رہا تھا کہ تم واپس لوٹ جاؤ تمہارے لئے اس پر کوئی سبیل نہیں۔ اس کے بعد حکیم ترمذی نے نماز جنازہ میں مندرجہ بالا واقعہ نقل کیا۔

(حکیم ترمذی/شرح الصدور ۳۲)

☆ اللہ اکبر کا نعرہ کام آگیا

شہر بن حوشب سے روایت ہے کہ:

میرا ایک نابالغ بھتیجا تھا اور اس کے ساتھ میں جہاد میں گیا اور وہ مر گیا۔ میں ایک مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھنے میں مشغول ہوگیا تو اتنے میں وہ عبادت گاہ پھٹی اور اس سے دو سفید رنگ کے فرشتے نازل ہوئے اور ان کے ساتھ دو سیاہ رنگ کے بھی فرشتے تھے۔ سفید دائیں طرف اور سیاہ بائیں طرف بیٹھ گئے۔ سفید فرشتوں نے کہا کہ ہم اس کو لے

جائیں گے اور سیاہ فرشتوں نے کہا کہ ہم اس کو لے جائیں گے۔ سفید فرشتہ نے اپنی انگلی
اس کے مقعد میں کی اور اللہ اکبر کہہ کر بتایا کہ ہم اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ ہم اس کو لے
جائیں کیونکہ اس نے انطاکیہ کی جنگ میں فتح کے دن نعرہ تکبیر کو بلند کیا تھا۔ شہر بن حوشب
مسجد سے نکلے اور لوگوں کو واقعہ بتلایا اور نماز جنازہ کی اطلاع دی تو لوگوں نے اس پر نماز
جنازہ پڑھی۔ (ابن ابی الدنیا/ ابن عساکر/ شرح الصدور ۴۳)

☆ مسجد کی صفائی کرنا بہترین عمل ہے

عبید بن مرزوق سے روایت ہے کہ:
مدینہ منورہ میں ایک عورت تھی جس کا نام اُمِ محجن تھا جو مسجد نبویؐ کی صفائی کیا کرتی
تھی۔ اس کا انتقال ہو گیا اور حضور نبی کریم ﷺ کو اس کے انتقال کا پتہ نہ چلا۔ ایک دن
اس کی قبر سے گزر رہے تھے تو فرمایا یہ کس کی قبر ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ
ﷺ! یہ امِ محجن کی قبر ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہی جو مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی۔ عرض کیا
ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپؐ نے صحابہؓ کو صف بنانے کا حکم دیا اور اس کی نماز جنازہ
پڑھی۔ پھر آپؐ نے پوچھا، اے اللہ کی بندی! تو نے کون سا عمل بہتر پایا؟ صحابہ کرامؓ نے
عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہ قبر میں سن رہی ہے تو آپؐ نے فرمایا، تم سے زیادہ سنتی
ہے۔ اس نے جواب دیا کہ مسجد کی صفائی کرنا بہترین عمل ہے۔ (ابوالشیخ/شرح الصدور ۴۰)

☆ حضرت زینبؓ کے وصال پر آنحضرتؐ کا غمگین ہونا

حضور نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کا وصال ہوا۔ ہم لوگ
جنازہ میں شرکت کے لئے ساتھ تھے۔ ہم نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ اپنی صاحبزادی کے
انتقال پر بہت غمگین تھے۔ آپؐ کچھ دیر قبر پر بیٹھ کر آسمان کی طرف دیکھتے رہے اور پھر قبر میں

داخل ہوئے اور بہت زیادہ غمگین ہوئے، کچھ دیر کے بعد خوش ہوئے اور مسکرانے لگے۔ ہم
نے رسول اللہ ﷺ سے غمگین اور مسکرانے کی وجہ معلوم کی تو آپؐ نے فرمایا کہ میں قبر کی تنگی
کو یاد کر رہا تھا اور زینب کی کمزوری کو۔ یہ بات مجھ پر دشوار ہوئی تو پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں
دعا کی کہ مولیٰ کریم زینب کے لئے قبر کی تنگی کو دور فرما دے تو اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو قبول
فرمایا لیکن پھر بھی قبر نے زینب کو اتنا دبایا کہ اس کے دبانے کی آواز کو سوائے انسان و جن
کے ہر چیز نے سنا۔ (طبرانی/شرح الصدور ۴۵)

☆ موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ:
سرکار دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ شب معراج میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو
میں نے قبر کے اندر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس حدیث کو بہت سے صحابہؓ نے روایت
کیا ہے۔ (مسلم/شرح الصدور ۸۲)

☆ مردہ کے جسم پر پھول

حافظ ابوالفرج ابن جوزی نے اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ:
امام احمد بن حنبلؒ کی قبر کے پاس ایک قبر کھودی گئی تو ایک مردہ کے سینہ پر پھول
رکھے ہوئے تھے اور وہ ہل رہے تھے۔ (شرح الصدور ۸۷)

☆ قبر سے کلمہ کی آواز

ابن رجب اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ:
ایک شخص معافی بن عمران کی قبر پر تلقین کرنے لگا اور کلمہ پڑھنے لگا تو قبر سے بھی

کلمہ طیبہ کی آواز آنے لگی۔ (شرح الصدور۹۰)

☆قبر سے اذان کا جواب

یحییٰ بن معین سے روایت ہے کہ:

ایک گورکن نے مجھے بتایا کہ قبروں میں جو سب سے زیادہ عجیب چیز دیکھی ہے وہ یہ ہے کہ ایک قبر سے ایک مریض کی طرح کے کراہنے کی آواز آتی تھی اور ایک قبر سے موذن کی اذان کے جواب کی صاف طور پر آواز آیا کرتی تھی۔ (لالکائی السنت/شرح الصدور)

☆عذاب سے پناہ مانگنے کی آواز

حرث بن اسد محاسبی سے روایت ہے کہ:

میں ایک قبرستان میں گیا تو ایک قبر سے آواز آ رہی تھی کہ میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔ (لالکائی/شرح الصدور۹۲)

☆قبر میں نیکی اور بدی کا اختتام

یونس بن جلیس سے روایت ہے کہ:

میں ایک دن صبح کے وقت دمشق کے قبرستان کے پاس سے گزر رہا تھا تو کوئی قبر سے کہہ رہا تھا کہ یہ یونس بن جلیس ہیں، ہجرت کر کے آئے ہیں اور ہم ہر ماہ حج اور عمرہ ادا کرتے ہیں اور ہم نماز پڑھتے ہیں اور تم لوگ عمل کرتے ہو اور جانتے نہیں، ہم جانتے ہیں اور عمل نہیں کر سکتے۔ یونس کہتے ہیں، میں نے کہا سبحان اللہ میں تمہاری گفتگو کو سنتا ہوں مگر تم سلام کا جواب نہیں دیتے۔ انہوں نے قبر سے آواز دی کہ ہم نے تمہارا سلام سنا مگر جواب دینا ایک نیکی کا کام ہے لیکن اب نیکی اور بدی ہمارے بس میں نہیں ہے۔ (ابونعیم حلیۃ الاولیاء/شرح الصدور)

☆تمہیں خوشخبری ہو

اوزاعی سے روایت ہے کہ:

باب توما کے قبرستان میں میسرہ بن جلیس گزرے اور آپ نابینا تھے اس لئے آپ کے ساتھ ایک شخص تھا، انہوں نے کہا کہ

السلام علیکم یا اھل القبور وانتم سلفنا ونحن تبع فرحمنا اللہ وایاکم وغفرلنا ولکم۔

قبر سے ایک مردہ کی آواز آئی۔ اے دنیا والو! تمہیں خوشخبری ہو تم ایک ماہ میں چار مرتبہ حج کرتے ہو۔ میں نے کہا وہ کس طرح؟ تو اس نے کہا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ ہر جمعۃ المبارک کو تمہیں حج مبرور کا ثواب ملتا ہے۔ میں نے اس قبر والے سے پوچھا کہ تمہارا سب سے بہترین عمل کون سا تھا تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی استغفار کرنا، لیکن اب تو نہ ہماری کوئی نیکی زیادہ ہوتی ہے اور نہ ہی برائی کم ہوتی ہے۔ (ابن عساکر/شرح الصدور۹۳)

☆تم بھی اسی طرح ہو جاؤ گے قبر سے آواز

سلیمان بن یسار حضرمی سے روایت ہے کہ:

لوگوں کا ایک چھوٹا سا قافلہ ایک قبرستان سے گزر رہا تھا انہوں نے قبرستان سے یہ اشعار سنے۔

یا ایھا الرکب سیروا ، من قبل ان لا تسیروا
فھذہ الدار حقہ ، فیھا الینا المصیر
کم منعم فی نعیم ، وتسلبنہ الدھور
وآخر فی عذاب ، لبس ذاک المصیر

ترجمہ:

''اے سوارو چلو کہ اس سے پہلے تم پر ایسا زمانہ آئے کہ تم نہ چل سکو۔ یہ گھر حق ہے اور اس میں تم ہمارے پاس آ جاؤ گے اور ہر شخص کی نعمت زمانہ چھین لے گا اور کچھ لوگ عذاب گاہ میں ہوں گے اور بے شک وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے پس جس طرح تم ہو اسی طرح ہم تھے اور اب ہم جس طرح ہیں تم بھی اسی طرح ہو جاؤ گے۔(یعنی مردہ) (ابن ابی الدنیا/شرح الصدور ۹۵)

☆تمہارا ابھی یہی گھر بننے والا ہے قبر سے آواز

ابن ابی الدنیا اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ:

یزید بن شریح ہیثمی نے قبر سے یہ آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا تھا کہ آج تم ہم جنسوں کی زیارت کرنے کے لئے آئے ہو اور ہم بھی دنیا پر تمہاری طرح تھے اور زندگی میں تمہاری شکل تھے اب اس جنگل میں ہماری شکلیں ہوا کے ساتھ اڑ رہی ہیں اور ہم ایک تنگ کوٹھڑی میں ہیں اور تمہارے ہاں نہیں آ سکتے۔ اور اب ہم سے کوئی لوٹ کر واپس نہیں جا سکتا اور اب تمہارا ابھی یہی گھر اور ٹھکانہ بننے والا ہے۔ (امام احمد زہد، شرح الصدور ۹۵)

☆ایک نوجوان باپ کی قبر پر نہ رکا تو ہاتف کا آواز دینا

محمد بن عباس وراق سے روایت ہے کہ:

ایک شخص اپنے بیٹے کے ساتھ کہیں جا رہا تھا کہ راستہ میں اس نوجوان کے باپ کا انتقال ہو گیا تو بیٹے نے اپنے باپ کو ایک درخت کے نیچے دفن کر دیا اور اپنے سفر پر چلا گیا اور واپسی پر اس نوجوان کا اسی راستہ سے گزر ہوا، رات کا وقت تھا مگر اپنے باپ کی قبر پر نہ رکا۔ تو کسی ہاتف نے کہا کہ:

رائیک تطوی الدوم لیلاً ولا تری
علیک باھل الدوم ان تتکلما
وبالدوم ثاو لو ثویت مکانہ
فمر باھل الدوم عاج فسلما

''میں نے دیکھا کہ تو رات کے وقت دوم درخت کے پاس سے گزر رہا ہے اور تیرے لئے ضروری ہے کہ دوم والے سے بات کر، دوم میں ایک شخص ہے کاش تو اس جگہ وہاں مقیم ہوتا۔ دوم والے پر ٹھہر کر گزر اور اسے سلام کر۔''

(ابن جوزی عیون الحکایات/شرح الصدور ۹۶)

☆بعد شہادت کشتی والوں سے خطاب

سعید عمی سے روایت ہے کہ:

کچھ مجاہد سمندر میں جہاد کرنے کے لئے نکلے تو ایک نوجوان آیا، اس نے درخواست کی کہ مجھے بھی اپنے ساتھ سوار کر لو لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ جب اس نے بہت زیادہ اصرار کیا تو اس کو شامل کر دیا گیا۔ کشتی میں سوار ہو گیا، جب دشمن سے جنگ ہوئی تو اس نے اپنی جواں مردی کے جوہر دکھائے اور شہید ہو گیا، بعد شہادت اس کا سر کھڑا ہو گیا اور کشتی والوں کی طرف متوجہ ہو کر قرآن پاک کی تلاوت کرنے لگا اور پڑھا:

تلک الدار الاخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبۃ للمتقین۔

''یہ آخرت کا گھر ان لوگوں کو ہم دیں گے جو زمین میں سرکشی اور فساد کا ارادہ نہیں رکھتے اور انجام کار پرہیزگاروں کے لئے ہے۔''

یہ پڑھنے کے بعد اس کا سر سمندر میں غائب ہو گیا۔ (ابن ابی الدنیا/شرح الصدور ۹۷)

☆ اہل قبور کو اپنوں کے آنے کی خوشی ہوتی ہے

سفیان بن عینیہ سے روایت ہے کہ:

جب میرے والد فوت ہو گئے، میں نے بہت آہ و بکا کی اور میں ہر روز ان کی قبر پر جایا کرتا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد جانے میں کمی کر دی۔ ایک دن میرے والد نے خواب میں مجھے فرمایا، اے میرے بیٹے! تم نے میرے پاس آنے میں تاخیر کیوں کی ہے؟ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کو میرے آنے کا علم ہوتا ہے تو انہوں نے کہا کہ مجھے تمہارے ہر دن آنے کا علم ہوتا ہے اس لئے جب تم میری قبر پر آتے تھے اور میرے ساتھ دفن لوگ بھی تمہاری دعا سے خوش ہوتے تھے۔ سفیان کہتے ہیں اس کے بعد میں نے پابندی کے ساتھ جانا شروع کر دیا۔ (ابن ابی شیبہ/بیہقی/شرح الصدور ۹۹)

☆ قبر سے بیٹے کو دیکھنا

حضرت ابوالدرداؓ سے روایت ہے کہ:

مجھے ایک عالم دین شخص نے بتایا کہ میں اپنے باپ کی قبر پر ہمیشہ جایا کرتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد میرے دل میں خیال آیا کہ یہ مٹی ہے اور اس پر جانے کا کیا فائدہ؟ تو میں نے باپ کی قبر پر جانا چھوڑ دیا۔ ایک دن میرے والد میرے خواب میں آئے اور فرما رہے تھے کہ اے میرے بیٹے! تم نے آنا کیوں چھوڑ دیا ہے۔ میں نے کہا کہ میں مٹی کے ڈھیر پر آ کر کیا کروں گا؟ تو میرے والد نے کہا اے بیٹے! ایسا نہ کہو کہ جب تم میری قبر پر آتے تھے تو میرے ہمسائے مجھے بشارت دیتے تھے اور جب تم واپس جاتے تھے تو میں تمہیں دیکھتا رہتا تھا یہاں تک کہ تم کوفہ میں داخل ہو جاتے ہو۔ (بیہقی/شرح الصدور ۹۹)

☆ بیٹے تمہارے آنے سے مجھے انس ہوتا ہے

علامہ سلفی کہتے ہیں کہ:

میں نے ابوالبرکات عبدالرحمٰن کو اسکندریہ میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ میری والدہ فرماتی تھیں کہ میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا تو وہ فرما رہی تھیں اے میرے بیٹے! جب تم میری قبر پر آیا کرو تو میرے قریب بیٹھا کرو تا کہ مجھے انس حاصل ہو اور میرے لئے دعائے مغفرت کیا کرو۔ (شرح الصدور ۱۰۰)

☆ اہل قبور زائرین کو جانتے ہیں

اسد بن موسیٰ سے روایت ہے کہ:

میرا ایک دوست فوت ہو گیا۔ ایک دن اس کو میں نے خواب میں دیکھا تو وہ مجھے کہہ رہا تھا کہ سبحان اللہ کہ تم فلاں شخص کی قبر پر گئے اور وہاں بیٹھے رہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کی اور میرے پاس نہ آئے۔ میں نے تمہیں دیکھا ہے۔ میں نے کہا کہ اتنے من مٹی کے نیچے سے کیسے دیکھ لیا۔ اس نے کہا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ جب پانی شیشہ میں ہو تو کیسے نظر آتا ہے۔ (حافظ ابن رجب، شرح الصدور ۱۰۰)

☆ حضرت ذوالنون مصریؒ کے جنازہ پر سبز پرندوں کا ہجوم

ابوبکر بن دیان سے روایت ہے کہ:

ایک دن میں مصر میں غلہ کے حمام کے قریب کھڑا ہوا تھا تو اتنے میں حضرت ذوالنون مصریؒ کے جنازہ کو لایا گیا۔ میں نے دیکھا کہ سبز پرندے ان پر منڈلا رہے ہیں، یہاں تک کہ ان کو قبر میں لے جا کر دفن کر دیا گیا، اس کے بعد وہ پرندے غائب ہو گئے۔

(ابن عساکر، شرح الصدور ۱۱۳)

☆ جنازہ پر حدِ نگاہ تک غیبی مخلوق

مالک بن علی قلانسی کے تذکرہ میں ہے کہ:

جب وہ فوت ہو گئے، ان کو تختہ پر رکھا گیا تا کہ ان کی نمازِ جنازہ ادا کی جائے تو حد نگاہ تک جنگلات، پہاڑ، وغیرہ ایسے لوگوں سے بھر گئے جو سفید کپڑوں میں ملبوس تھے، انہوں نے بھی نمازِ جنازہ پڑھی۔ (شرح الصدور ۱۱۳)

☆ عجیب وغریب حکایت

ابو سعید اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ:

حضرت حسن بصریؒ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے اردگرد لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے تو اچانک مجلس میں ایک شخص آیا جس کی آنکھیں سبز تھیں۔ حضرت حسن بصریؒ نے پوچھا کیا تم پیدائشی طور پر ایسے ہو یا یہ کوئی بیماری کی وجہ سے ہے۔ اس نے کہا اے ابو سعید! کیا تم مجھے نہیں جانتے؟ انہوں نے کہا کہ آپ اپنا خود ہی تعارف کروا دیں۔ جب اس نے اپنا تعارف کرایا تو اہل مجلس میں سے ہر ایک شخص نے ان کو پہچان لیا تو لوگوں نے کہا تمہارا کیا قصہ ہے؟

اس نے بتایا کہ میں نے ایک دن اپنا تمام مال اکٹھا کر کے کشتی پر رکھ دیا اور یمن کی طرف چل پڑا تو اتنی تیز آندھی آئی کہ میری کشتی ڈوب گئی تو میں ایک تختہ پر بیٹھ کر نامعلوم ساحل پر پہنچ گیا اور میرے پاس کھانے کی کوئی چیز نہ تھی اور میں گھاس کو کھاتا رہا، اسی طرح چار مہینے گزر گئے۔ میں نے کہا کہ اگر کچھ بھی ہو میں اپنا سفر جاری رکھوں گا چاہے میں بچ جاؤں یا ہلاک ہو جاؤں۔ تھوڑی دیر کے بعد میں ایک محل پر پہنچ گیا جو کہ چاندی سے بنا ہوا تھا، میں نے اس کا دروازہ کھولا اور اس میں داخل ہو گیا۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ اس کی ہر

الماری میں ایک موتی کا بنا ہوا صندوق پڑا ہوا ہے اور ان الماریوں کو تالا لگا ہوا ہے مگر ایک چابی سامنے موجود ہے۔ اب میں نے الماری کو کھول کر اس میں رکھے ہوئے صندوقوں کو دیکھا تو ان میں سے عجیب وغریب خوشبو مہکنے لگی اور ہر صندوق میں کچھ لوگ ریشمی کپڑوں میں لپٹے ہوئے تھے، ان میں سے بعض کو میں نے ہلا کر دیکھا تو وہ مردہ تھے اگرچہ بظاہر زندہ معلوم ہوتے تھے۔ میں نے صندوق کو اسی طرح رکھ کر محل کا دروازہ بند کر دیا اور چل پڑا۔ ابھی کچھ ہی دور گیا تھا کہ مجھے دو حسین وجمیل سوار جو کہ ابلق گھوڑوں پر تھے ملے تو انہوں نے مجھ سے میرا واقعہ پوچھا، میں نے ان کو بتا دیا۔ انہوں نے مجھے کہا اسی طرح چلتے رہو تمہیں ایک درخت ملے گا اس کے نیچے ایک باغ ہوگا اور وہاں ایک خوبصورت بزرگ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہوں گے۔ اس کو اپنا تمام واقعہ کہہ سنانا وہ تم کو راستہ بتا دیں گے۔

میں شیخ کے پاس پہنچا اور ان کو سلام کیا اور اپنا محل والا قصہ ان کو سنایا تو وہ سن کر گھبرا گئے اور مجھ سے پوچھنے لگے تم نے وہاں کیا کیا؟ میں نے کہا کہ صندوقوں کو بند کر کے اور محل کا بھی دروازہ بند کر کے آیا، انہوں نے اطمینان کی سانس لی اور مجھے کہا بیٹھ جاؤ، میں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک بادل گزرا اور اس نے کہا کہ اے اللہ کے ولی! تم پر اللہ تعالیٰ کا سلام ہو۔ اس بزرگ نے کہا کہ اے بادل تو کہاں جا رہا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں فلاں جگہ جا رہا ہوں یہاں تک کہ یکے بعد دیگرے بادل آتے اور حاضر ہو کر سلام عرض کرتے۔ ایک بادل آیا اور اس نے سلام کیا، شیخ نے پوچھا تم کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا کہ بصرہ جا رہا ہوں۔ شیخ نے فرمایا اتر آؤ۔ تو وہ بادل اتر کر ان کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ شیخ نے فرمایا، اس شخص کو اٹھا کر بصرہ میں اس کے گھر پہنچا دو۔ جب میں بادل کی پشت پر بیٹھ گیا تو میں نے پوچھا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ مجھے اس محل کے حال کے بارے میں بتا دے اور جو مجھے دو شہسوار ملے تھے ان کے بارے میں بھی بتا دے تو اس نے

فرمایا۔

کہ یہ محل سمندری شہیدوں کے لئے مخصوص ہے اور کچھ فرشتوں کے ذمہ یہ کام ہے کہ وہ شہداء کو اٹھا کر لاتے ہیں اور ریشمی کفن دے کر ان صندوقوں میں بند کر دیتے ہیں اور وہ دونوں سوار اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کام پر مامور ہیں اور ہر روز صبح و شام ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام پیش کرتے ہیں۔ یہ واقعہ سنا کر اس شخص نے کہا کہ رہا میرا معاملہ، میں حضر ہوں، میں نے اپنے پروردگار سے دعا کی ہے کہ وہ میرا حشر نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کی امت میں کرے۔ اس شخص نے کہا کہ جب میں بادل پر بیٹھا تو مجھے بہت خوف محسوس ہوا، یہاں تک کہ میرا یہ حال ہو گیا جو تم دیکھ رہے ہو۔

اسی واقعہ کو علامہ ابن حجرؒ نے اپنی کتاب ''اصابہ فی معرفۃ الصحابہؓ'' میں حضرت حضر علیہ السلام کے واقعہ میں ذکر کیا ہے۔ (ابو سعید شرف المصطفیٰ/شرح الصدور ۱۱۳)

☆ایک نوجوان کی حکایت

حضرت خواجہ حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ:

ایک دن صبح کے وقت میں ایک غار میں پہنچا تو دیکھا کہ ایک نوجوان اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہے، ایک درندہ غار کے منہ پر بیٹھا ہوا چوکیداری کے فرائض سرانجام دے رہا ہے۔ میں نے اس نوجوان سے پوچھا کیا تو اس درندے سے نہیں ڈرتا؟ اس نے جواب دیا اے شخص! کیا ہی اچھا ہوتا تو اس درندے کی بجائے اس کے خالق و مالک سے ڈرتا۔ پھر وہ نوجوان اس درندے کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے درندے تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ایک کتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ نے رزق کے بارے میں کچھ حکم دیا ہے تو میں منع نہیں کرتا ورنہ تو چلا جا تو وہ دم دبا کر بھاگ گیا۔

پھر اس نوجوان نے ایک چیخ ماری اور کہا اے پروردگار! میں تیری عزت و عظمت کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں اگر میرے لئے تیرے پاس خیر ہے تو مجھے اپنے پاس بلا لے۔ ابھی وہ نوجوان یہ بات پوری نہ کرنے پایا تھا کہ اس کی روح نکل گئی۔ میں نے اپنے نیک دوستوں کو اکٹھا کیا تا کہ اس کی تجہیز و تکفین کی جائے۔ جب ہم غار میں پہنچے تو اس میں کوئی موجود نہ تھا البتہ ایک غیبی آواز کہہ رہی تھی۔ کہ اے ابو سعید! لوگوں کو واپس کر دو کیونکہ نوجوان کو اٹھا کر لے جایا جا چکا ہے۔

(علامہ ابن جوزیؒ/شرح الصدور ۱۱۳)

☆کلمہ کے ورد کا فائدہ

ابن ابی الدنیا ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ:

اس نے کہا میں نے خواب میں سوید بن عمرو کلبی کو دیکھا وہ بہت ہی اچھی حالت میں تھے۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ میں کلمہ طیبہ کثرت کے ساتھ پڑھا کرتا تھا اور تم بھی اسے کثرت سے پڑھو۔ پھر کہا کہ حضرت داؤد طائی اور محمد بن نضر حارثی اپنے معاملات میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ (شرح الصدور ۱۲۱)

☆کلمہ طیبہ کامیابی کی علامت ہے

ابراہیم بن منذر حزامی سے روایت ہے کہ:

میں نے خواب میں ضحاک بن عثمان کو دیکھا اور ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے تو انہوں نے کہا آسمان میں کچھ کنڈے ہیں اور جس نے کلمہ طیبہ پڑھا ان میں لٹک گیا اور جس نے نہ پڑھا وہ گر گیا۔ (ابن ابی الدنیا/شرح الصدور ۱۲۱)

☆ محبت الٰہی بخشش کا ذریعہ ہے

محمد بن عبد الرحمن مخزومی سے روایت ہے کہ:

ایک شخص نے خواب میں ابن عائشہ تیمی کو دیکھا، ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کی وجہ سے مجھے بخش دیا ہے۔ (ابن ابی الدنیا/شرح الصدور ۱۲۱)

☆ اہل تقویٰ کا مقام

ابو جعفر مدنی سے روایت ہے کہ:

میں نے خواب میں محمود بن حمید کو دیکھا وہ بہت متقی پرہیزگار شخص تھے۔ وہ سبز کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ موت کے بعد کیا حال ہوا؟ تو وہ میری طرف دیکھ کر کہنے لگے۔

نعم المتقین فی الخلد حقا
بحوار نواھد ابکار

''یعنی متقین جنت میں ناہیدہ پستان باکرہ عورتوں کے قرب میں بہت اچھے ہیں اور یہ بات حق سچ ہے۔''

ابو جعفر کہتے ہیں اللہ کی قسم میں نے یہ شعر پہلے کسی سے نہیں سنا تھا۔

(ابن ابی الدنیا، شرح الصدور ۱۲۱)

☆ نعرہ تکبیر پر مغفرت اور عورتوں پر تہمت لگانے کی سزا

اصمعی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ:

ایک شخص نے جر حفی کو خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے

تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے کہا کہ اس اللہ ربّ العزت نے میری بخشش فرما دی ہے۔ بخشش کی وجہ معلوم کی تو انہوں نے کہا جو میں نے فلاں جگہ پر نعرۂ تکبیر بلند کیا تھا۔ میں نے ان سے فرزوق کے بارے میں پوچھا کہ وہ تو تمہارا دوست تھا کہاں گیا۔ انہوں نے کہا کہ افسوس پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے کی وجہ سے ہلاکت میں گرفتار ہو گیا ہے۔

(ابن عساکر/شرح الصدور ۱۲۳)

☆ سمندری جہاد کی اہمیت

خثیمہ بن سلیمان کی روایت ہے کہ:

میں نے عاصم طرابلسی کو خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ اے ابو علی کس حال میں ہو۔ انہوں نے کہا کہ مرنے کے بعد ہم کنیت نہیں رکھتے اور میں نے پھر پوچھا کس حال میں ہو تو کہا کہ جنت عالیہ اور رحمت واسعہ میں ہوں۔ میں نے پوچھا کس عمل کی وجہ سے؟ تو انہوں نے کہا سمندر میں جہاد کرنے کی وجہ سے۔ (ابن عساکر/شرح الصدور ۱۲۴)

☆ حدیث نبوی ﷺ پڑھنے کا انعام

حبیش بن مبشر سے روایت ہے کہ:

میں نے خواب میں یحییٰ بن معین کو دیکھا، ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا قرب عطا فرمایا اور انعامات سے نوازا اور تین سو جنت کی حوروں سے میرا نکاح کیا اور دو مرتبہ دیدار خداوندی سے مشرف ہوا۔ میں نے پوچھا کہ یہ سب کس وجہ سے ہوا؟ تو آستین سے حدیث پاک کی کتاب نکال کر دکھائی اور فرمایا اس وجہ سے۔

(ابن عساکر/شرح الصدور ۱۲۴/موت کا جھٹکا ۳۳۰)

☆ درود شریف لکھنے پر مغفرت

عبداللہ بن صالح صوفی سے روایت ہے کہ:

میں نے خواب میں ایک محدث کو دیکھا اور ان سے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ تو انہوں نے کہا خداوند تعالیٰ نے میری بخشش فرمادی ہے کیونکہ میں اپنی کتابوں میں حضور نبی کریم ﷺ کے نام نامی اسم گرامی کے بعد درود شریف پابندی سے لکھا کرتا تھا۔

(ابن عساکر/شرح الصدور ۱۲۵)

☆ مردے کا عامر بن قیس کے بارے میں خبر دینا

یزید بن امیر معاویہؓ سے روایت ہے کہ:

ایک زندہ شخص نے ایک مردہ پڑا ہوا دیکھا تو وہ مردہ گفتگو کرنے لگا اور کہا کہ لوگوں سے کہہ دینا عامر بن قیس کا چہرہ قیامت کے دن چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہو گا۔

(ابن عساکر/شرح الصدور ۱۲۵)

☆ حضرت بشر حافی سے محبت بخشش کا ذریعہ

قاسم بن منبہ سے روایت ہے کہ:

میں نے خواب میں حضرت بشر حافیؒ کو دیکھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ تو آپؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا اے بشر! ہم نے تمہاری مغفرت فرمادی اور جس نے تمہارا جنازہ پڑھا اس کو بھی بخش دیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا:

اے اللہ! تو ان کو بھی بخش دے جو مجھ سے محبت کریں۔ اللہ کریم نے فرمایا،

میں نے تم سے محبت کرنے والوں کو بھی بخش دیا۔

(ابن عساکر/شرح الصدور ۱۲۵/موت کا جھٹکا ۳۳۲/کتاب الروح ۴۷)

☆ حضرت بشر حافی کے نام کی بلندی

ابن عساکر ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ:

اس نے کہا کہ میں نے خواب میں حضرت بشر حافیؒ کو دیکھا اور ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؒ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ آپؒ نے جواب دیا، اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے بشر! تو نے میری اتنی عبادت بھی نہ کی جتنا میں نے تیرا نام بلند کر دیا۔ (شرح الصدور ۱۲۵)

☆ سیاہ دیواروں والا گھر

الف بن ابی دلف عجلی سے روایت ہے کہ:

میں نے خواب میں اپنے والد کو دیکھا کہ وہ سیاہ دیواروں والے وحشت ناک گھر میں ہیں اور اس گھر کی زمین میں خوف کا اثر ہے اور وہ ننگے بدن ہیں اور اپنا سر گھٹنوں میں چھپا رکھا ہے اور مجھ سے پوچھا کہ کیا تم الف ہو؟ میں نے کہا ہاں، انہوں نے یہ اشعار پڑھے:

أبلغن اهلنا ولا تخف عنهم
ما لقينا في البرزخ الخناق
قد سئلنا من كل ما قد فعلنا
فارحموا وحشتي وما قد الاقي

"میرے گھر والوں کو کہہ دینا برزخ میں میرا حال یہ ہے کہ اور مجھ سے تمام

کاموں کے بارے میں پوچھا گیا اور میرے گھر والوں سے کہنا کہ میری وحشت پر رحم کرو۔"

اس کے بعد مجھ سے کہا، کیا سمجھ گئے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ اس کے بعد یہ اشعار پڑھے

فلو انا اذا متنا ترکنا
لکان الموت راحة کل حي
ولكنا اذا متنا بعثنا
فنسئل بعده من كل شيء

"اگر موت کے بعد نجات ہوتی تو ہر زندہ شخص کے لئے موت میں راحت ہوتی لیکن ہم مرنے کے بعد اٹھائیں جائیں گے اور ہر بات کا جواب دینا ہوگا۔"

یہ کہہ کر وہ چلے گئے اور میں نیند سے بیدار ہوگیا۔ (شرح الصدور ۱۲۵)

☆ خداتعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں

احمد بن عبدالرحمٰن مصر سے روایت ہے کہ:

میں نے خواب میں صالح بن عبدالقدوس کو بہت خوش دیکھا۔ ان سے پوچھا، اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ اور جو بے دینی کا تم پر الزام تھا اس کا کیا ہوا؟ انہوں نے کہا کہ اس خداوند وحدہٗ لاشریک کی بارگاہ قدس سے آرہا ہوں جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے، اس نے اپنی رحمت سے میری بخشش فرمادی ہے اور جو مجھ پر بے دینی کا الزام تھا، دنیا میں ہی اس سے برات عطا کردی گئی۔ (ابن عساکر، شرح الصدور ۱۲۶)

☆ حضرت علیؓ کا بعد وصال نصیحت کرنا

ابویزید طیفور بسطامی سے روایت ہے کہ:

آپ نے خواب میں حضرت علیؓ کی زیارت کی۔ آپ سے عرض کیا، اے امیر المومنین! مجھے کچھ نصیحت فرمائیں۔ آپؓ نے فرمایا، مالداروں سے محض رضاالٰہی کی خاطر اور غریبوں سے تواضع سے ملنا بہت اچھی چیز ہے۔ میں نے عرض کیا اور کوئی نصیحت فرمائیں۔ آپؓ نے فرمایا، اس سے بہتر نصیحت یہ ہے کہ فقراء کا اغنیاء پر اعتماد کرنا۔ میں نے عرض کیا اور کوئی نصیحت فرمائیں۔ تو فرمایا یہ دیکھو، آپؓ نے اپنی مٹھی کھول دی جس میں سنہرے پانی سے لکھا ہوا تھا:

قد كنت ميتا فصرت حيا
وعن قليل تكون ميتا
فابن بدار البقاء بيتا
واهدم بدار الفناء بيتا

"مردہ تھا زندہ ہوگیا اور پھر جلد مردہ ہو جائے گا، اس لئے دار الفناء کا گھر ڈھا کر دارالبقاء میں اپنا گھر بنالو۔" (ابن عساکر، شرح الصدور ۱۲۶)

☆ محدثین کا آخرت میں مقام

ابوالقاسم ثابت بن احمد بن حسین بغدادی سے روایت ہے کہ:

میں نے خواب میں ابوالقاسم سعد بن محمد زنجانی کو دیکھا تو وہ بار بار یہ فرمارہے تھے اے ابوالقاسم! اللہ تعالیٰ نے محدثین کے لئے ہر مجلس کے بدلہ میں جنت میں ایک گھر بنایا ہے۔ (ابن عساکر، شرح الصدور ۱۲۷)

☆ حدیث کے ساتھ مکمل درود لکھنے پر انعامِ خداوندی

حفص بن عبداللہ سے روایت ہے کہ:

میں نے خواب میں ابوزرعہ کو دیکھا کہ وہ آسمانوں پر فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھنے میں مشغول ہیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کو یہ مقام کس طرح ملا؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ حدیث نبوی ﷺ لکھیں اور ہر حدیث میں نبی اکرم ﷺ پر مکمل درود پاک لکھا اور سرکار دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایک مرتبہ مجھ پر درود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ (ابن عساکر، شرح الصدور ۱۲۷)

☆ شریعت اور سنت کے درس پر جنت

ابوالعباس مرادی سے روایت ہے کہ:

میں نے ابوزرعہ کو خواب میں دیکھا، ان سے پوچھا کیا حال ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے ابوزرعہ! میرے پاس ایک بچہ آتا ہے، میں اسے جنت میں داخل کرتا ہوں تو پھر اس شخص کا کیا حال ہوگا جس نے میری مخلوق پر شریعت کی راہیں کھول دیں اور میرے محبوب ﷺ کی سنت کو یاد کیا، جاؤ جنت میں جہاں تمہارا دل چاہے ٹھکانہ بنالو۔

(ابن عساکر، شرح الصدور ۱۲۸، موت کا جھٹکا ۳۳۸)

☆ اویس قرنیؒ کی وفات کی کرامات

ایک بزرگ فرماتے ہیں:

ہم سرزمین عراق سے نکلے، ہمارا مکہ اور مدینہ منورہ جانے کا ارادہ تھا، ہمارے قافلہ میں بہت سے لوگ تھے، اہل عراق سے ایک آدمی ہمارے سامنے آیا اور ہمارے ساتھ

چل پڑا، گندم گوں اور سرخ رنگ کا تھا، رنگ پیلا پڑ چکا تھا، کثرت عبادت کی وجہ سے چہرہ کا خون ختم ہو چکا تھا، مختلف چیتھڑوں سے بنے ہوئے پرانے کپڑے پہن رکھے تھے، ہاتھ میں عصا تھا اور ساتھ ہی ایک تھیلی میں معمولی سا توشہ سفر تھا۔

فرمایا کہ یہ عابد وزاہد آدمی حضرت اویس قرنیؒ تھے۔ جب اہل قافلہ نے ان کو اس حالت میں دیکھا تو پہچان نہ سکے اور ان سے کہنے لگے، ہمارا خیال ہے کہ تو غلام ہے؟ فرمایا ہاں (میں غلام ہوں) انہوں نے کہا ہمارا خیال ہے کہ تو برا غلام ہے، اپنے آقا سے بھاگا ہوا ہے۔ فرمایا ہاں۔ انہوں نے کہا تو جب سے اپنے آقا سے بھاگا ہے اپنے آپ کو کیسا پاتا ہے؟ اور اب تیرا کیا حال ہے؟ اگر تو اس کے پاس رہتا تو تیری یہ حالت نہ ہوتی، واقعی طور پر تو گنہگار اور قصوروار غلام ہے۔ تو انہوں نے فرمایا ہاں اللہ کی قسم! میں گنہگار غلام ہوں، میرا آقا تو بہترین آقا ہے، تقصیر تو میری طرف سے ہے اگر میں اس کی اطاعت کرتا اور رضا جوئی کرتا تو میرا یہ حال نہ ہوتا، پھر آپؒ رونے لگ گئے، قریب تھا کہ آپؒ کی روح پرواز کر جاتی۔

وہ بزرگ فرماتے ہیں پس قوم نے آپؒ پر ترس کھایا اور انہوں نے یہی سمجھا کہ آپ دنیا کے کسی آقا کے غلام ہیں حالانکہ وہ آقا سے رب العزت مراد لے رہے تھے۔

تو قافلہ والوں میں سے ایک آدمی نے ان سے کہا تم ڈرو نہیں، میں تمہیں تمہارے آقا سے امان دلا دوں گا، تم اس کے پاس جاؤ اور معافی مانگو تو آپؒ نے جواب میں ارشاد فرمایا، میں اس کے پاس جانے کے لئے تیار ہوں اور جو کچھ اس کے پاس ہے اس کا مشتاق ہوں۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں یہ حضرت اویس قرنیؒ جناب رسول اللہ ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کے لئے سفر فرما رہے تھے۔

پس یہ قافلہ اسی دن روانہ ہو گیا اور تیزی سے سفر کرنے لگا۔ جب رات کا وقت آیا

تو یہ بیابان میں اتر گئے، یہ رات ٹھنڈی یخ اور خوب بارش والی تھی۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں قافلہ والوں میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے کجاوے اور خیمے میں پناہ لی اور حضرت اویسؒ کو کہیں ٹھکانہ نہ ملا اور انہوں نے کسی سے کچھ نہ مانگا۔ فرماتے ہیں انہیں یہ بات کھٹکی ہوگی کہ دنیاوی معاملات میں کسی مخلوق سے کیوں سوال کروں ان کی تو تمام حاجات اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف تھیں۔

پس اس رات میں آپ کو ایسی شدید ٹھنڈ پہنچی کہ اس کی سختی سے جوڑ جوڑ ہل گئے اور سردی ایسی غالب آئی کہ آپؒ درمیان رات میں انتقال فرما گئے۔ جب صبح ہوئی اور کوچ کا ارادہ کیا تو کسی نے ان کو پکارا۔ اے جوان! کھڑا ہو لوگ روانہ ہوئے چاہتے ہیں لیکن انہوں نے ان کو کوئی جواب نہ دیا تو آپؒ کے پاس آدمی آیا اور ہلایا تو آپؒ کو مردہ پایا، اللہ تعالیٰ آپؒ پر رحمتیں فرمائے۔ اس نے پکار کر کہا اے قافلہ والو! وہ آدمی جو اپنے آقا سے بھاگا ہوا تھا وہ مر چکا ہے، تمہیں جانا مناسب نہیں اس کو دفن کر کے جاؤ تو انہوں نے کہا اس کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں۔

تو ایک نیک آدمی جوان کے ساتھ تھا اس نے کہا، یہ آدمی تائب آدمی تھا، اپنے مولیٰ کی طرف متوجہ تھا، جو کچھ اس نے (گناہ کئے) ان پر شرمندہ تھا۔ ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے ہمیں نفع عطا فرمائے، وہ اس کی توبہ قبول کر چکا ہے، اگر ہم نے اس کو بغیر دفن کئے چھوڑ دیا تو ہم ڈرتے ہیں کہ ہم سے اس کی بازپرس نہ کی جائے، تم پر لازم ہے کہ اس کے لئے قبر کھودو، اس کو اس میں دفن کرنے کے لئے صبر کرو۔ انہوں نے کہا، یہ ایسی جگہ ہے جہاں پانی نہیں ہے تو ایک نے دوسرے سے کہا کسی جاننے والے سے پوچھ لو تو اس سے انہوں نے پوچھا تو اس نے بتایا، تمہارے اور پانی کے درمیان ایک گھڑی کا فاصلہ ہے، تم میرے ساتھ ایک آدمی کو روانہ کرو، میں تمہیں پانی لا دوں گا۔ تو اس آدمی نے ڈول لیا اور

پانی کی طرف چل دیا۔ جب وہ قافلہ سے نکلا تو وہ ایک پانی کے کنوئیں کے پاس کھڑا تھا۔ اس نے کہا یہ بڑی عجیب بات ہے جس کی میں نے کوئی مثال نہیں دیکھی، یہ تو ایسی جگہ ہے جہاں کوئی پانی نہیں تھا اور نہ اس کے آس پاس کہیں پانی کا نام ونشان تھا۔

وہ شخص ان قافلہ والوں کے پاس لوٹ آیا اور ان سے کہا، تمہاری مشقت کٹ گئی تم لکڑیاں جمع کرو تو انہوں نے شدید ٹھنڈ کی وجہ سے پانی کو گرم کرنے کے لئے لکڑیاں جمع کیں۔ جب وہ پانی لینے آئے تو اس کو گرم کھولتا ہوا پایا، ان کا تعجب مزید بڑھ گیا اور اس شخص کی وجہ سے گھبرا گئے اور کہنے لگے، اس آدمی کا ایک قصہ اور شان ہے۔

وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ ان قافلہ والوں نے آپؒ کی قبر کھودنی شروع کی تو مٹی کو جھاگ سے زیادہ نرم پایا اور زمین کستوری کی طرح خوشبو پھیلا رہی تھی۔ انہوں نے ساری دنیا میں اتنی پاکیزہ خوشبو نہیں سونگھی تھی۔ پس اس وقت ان کا خوف بڑھ گیا اور رعب و گھبراہٹ سوار ہوگئی۔ جب یہ قبر سے نکلنے والی خاک کو دیکھتے تھے تو اس کی شکل تو خاک جیسی ہوتی اور جب سونگھتے تو خوشبو کستوری جیسی ہوتی۔

اہل قافلہ نے آپؒ کے لئے ایک خیمہ لگا دیا اور آپؒ کو اس میں رکھ دیا اور ان کے کفن دینے میں باہمی کشاکشی میں مبتلا ہو گئے۔ اس قافلہ کے ایک آدمی نے کہا، میں ان کو کفن دوں گا۔ دوسرا کہنے لگا میں کفن دوں گا تو ان کی رائے اس پر متفق ہوئی کہ ان میں سے ہر شخص ایک ایک کپڑا دے دے۔ پھر انہوں نے دوات اور کاغذ لیا اور آپؒ کی شکل وصورت تیار کی اور کہا کہ ہم جب مدینہ منورہ پہنچیں گے تو امید ہے کہ کوئی نہ کوئی ان کو جانتا ہوگا اور انہوں نے اس تصویر کو اپنے سامان میں رکھ لیا۔

پس جب انہوں نے آپؒ کو غسل دے دیا اور کفنانے کا ارادہ کیا اور ان کے اوپر سے کپڑے ہٹائے تو ان کو جنت کا کفن پائے ہوئے دیکھا اور دیکھنے والوں نے اس کی مثل

نہیں دیکھا تھا اور آپؒ کے کفن پر کستوری اور عنبر لگا ہوا پایا جس نے دنیا کی خوشبوؤں کو ماند کر رکھا تھا، آپؒ کی جبین پر بھی کستوری کی ایک مہر تھی اور قدموں پر بھی اسی طرح کی ایک مہر تھی۔

انہوں نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، اللہ عزوجل نے خود ان کو کفن دے دیا ہے اور بندوں کے کفنوں سے بے نیاز کر دیا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس نیک بندے کی (اس خدمت کی) وجہ سے ہمیں جنت عطا فرمائیں گے اور آپؒ کو اس (ٹھنڈی) رات میں بے یار و مددگار چھوڑ دینے پر سخت شرمندہ ہوئے جس سے ان کا انتقال ہو گیا۔

پھر ان لوگوں نے آپؒ کو دفن کرنے کے لئے اٹھایا اور ایک نرم جگہ پر رکھ دیا تا کہ آپؒ کی نمازِ جنازہ ادا کریں۔ جب انہوں نے (جنازہ میں) اللہ اکبر کہا تو آسمان سے زمین تک اور مشرق سے مغرب تک تکبیر کی آوازیں سنیں جن سے ان کے کلیجے اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور سخت گھبراہٹ کی وجہ سے اور جو انہوں نے اپنے سروں کے اوپر سے سنا تھا، اس کے رعب کے چھا جانے سے ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آپؒ کی نمازِ جنازہ کیسے ادا کریں۔

اس کے بعد آپؒ کو قبر کی طرف لانے کے لئے اٹھایا تو ایسے لگا جیسے ان سے آپؒ کو اچکا جا رہا ہے اور یہ لوگ آپؒ کا کوئی بوجھ نہیں محسوس کر پا رہے تھے حتیٰ کہ آپؒ کو قبر کے پاس لائے تا کہ دفن کر دیں اور دفن کر دیا اور سارا قافلہ آپؒ کے معاملہ میں حیران ہو کر واپس لوٹا۔

پھر جب ان لوگوں نے اپنا سفر پورا کر لیا اور مسجد کوفہ میں آئے اور آپؒ کے واقعہ کی اطلاع دی اور آپؒ کی شکل وصورت بیان کی۔ اس وقت لوگوں کو معلوم ہوا اور مسجد کوفہ

میں (صدمہ میں بے اختیار) رونے کی آوازیں بلند ہو گئیں۔ اگر یہ صورت پیش نہ آئی ہوتی تو آپؒ کی موت کا کسی کو بھی علم نہ ہوتا اور نہ آپ کی قبر کا پتہ ملتا کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو لوگوں سے چھپا رکھا تھا اور ان سے بھاگے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور ان کی برکات سے ہمیں مالا مال فرمائے۔ (بحر الدموع، آنسوؤں کا سمندر ۶۷/۹۷)

☆ میرا مرتبہ بلند کر دیا

ایک عابد سے منقول ہے، فرماتے ہیں:

میں نے طاقت کے زمانہ میں تیری نافرمانی کی اور کمزوری کے زمانہ میں تیری اطاعت کی۔ جب میں موٹا تازہ تھا تو میں نے تجھے غصہ دلایا اور جب دبلا پتلا ہوا تیری عبادت کی۔ کاش مجھے معلوم ہو جائے کہ آپ نے مجھے میرے خوف سمیت قبول فرما لیا ہے یا میرے جرم کے سپرد کر دیا ہے۔

وہ بزرگ فرماتے ہیں پھر ان پر غشی طاری ہو گئی اور زمین پر گر پڑے اور ان کی پیشانی پھٹ گئی تو ان کی ماں ان کی طرف اٹھی اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور پیشانی کو پونچھا اور روتی جاتی تھی اور کہتی جاتی تھی دنیا میں میری آنکھ کی ٹھنڈک، آخرت میں میرے دل کا ثمرہ، اپنی بوڑھی بڑھیا (ماں) سے گفتگو تو کر اور پریشان ماں کو جواب تو دے۔ وہ بزرگ بیان کرتے ہیں یہ نوجوان اپنے بے ہوشی سے ہوش میں آیا اور اپنے ہاتھ جگر پر رکھے ہوئے تھا اور روح جسم میں تڑپ رہی تھی، آنسو اس کے رخسار اور داڑھی پر لگاتار بہہ رہے تھے تو اس نے بڑھیا سے کہا اے اماں! یہ وہی دن ہے جس سے تو مجھے ڈرایا کرتی تھی اور یہی وہ اکھاڑہ ہے جس سے مجھے خوف دلاتی تھی۔ یہ ہولناکیوں کا میدان ہے اور بوجھ اترنے کی جگہ ہے۔ ہائے گزرے ہوئے زمانوں پر افسوس اور ان طویل زمانوں پر

افسوس جس میں، میں نے اپنے بخت نہیں سنوارے۔

اے اماں! مجھے اپنی جان کی فکر ہے کہ میں طویل مدت تک دوزخ میں نہ پڑا رہوں، میں گھبراتا ہوں اگر مجھے اس میں سر کے بل پھینک دیا جائے، میں اس کے صدمہ میں ہوں اگر اس میں ہی میرے سانس ٹوٹ گئے۔

اے اماں! میں جو کہوں ویسا کردو۔

ماں نے کہا، میرے بچے تم پر جان قربان، کیا چاہتے ہو؟

کہا، میرا رخسار مٹی پر رکھ دے اور اپنے پاؤں سے اس کو روند دے تاکہ میں دنیا میں ذلت کا مزہ چکھ لوں اور اپنے آقا و مولیٰ کی لذت پالوں، شاید وہ مجھ پر ترس کھائے اور شعلہ مارتی ہوئی دوزخ سے نجات بخشے۔

اس کی ماں کہتی ہے کہ میں اسی وقت اٹھی اور اس کے رخسار کو خاک سے لتھیڑ دیا، اس وقت اس کی آنکھوں سے پرنالہ کی طرح آنسو جاری تھے اور میں نے اپنے قدم سے اس کے رخسار کو لتاڑا تو وہ کمزور آواز میں کہنے لگا، جو گناہ کرتا ہے اور نافرمان بنتا ہے اس کی یہی سزا ہے، جو خطاء کرتا ہے اور برائی کرتا ہے اس کی یہی جزا ہے، اس کی سزا ایسی ہے جو اپنے مولیٰ کے دروازے پر نہیں آتا، اس کی سزا ایسی ہے جو خداوند برتر و بالا کے حضور حاضر نہیں ہوتا۔

ماں کہتی ہے پھر اس نے اپنا رخ قبلہ کی جانب کیا اور کہا۔

لبیک لبیک، لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔

''میں حاضر ہوں حاضر ہوں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ پاک ہیں میں ہی ظالموں میں سے ہوں۔''

وہ بزرگ بیان کرتے ہیں پھر وہ جوان اسی جگہ پر انتقال کر گیا۔ بعد میں اس کی

ماں نے اس کی صورت خواب میں دیکھی کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے جو بادل سے نمودار ہوا ہے تو اس سے پوچھا اے بیٹے! تیرے ساتھ تیرے مولیٰ کا معاملہ کیسا رہا؟ کہا، میرا مرتبہ بلند کر دیا اور حضرت محمد ﷺ کے ساتھ قرب بخشا۔ تو ماں نے پوچھا اے بیٹے وہ بات جو میں نے تیری موت کے وقت سنی تھی وہ کیا تھی؟ کہا اے اماں! ایک ہاتف نے پکارا تھا اور مجھے کہا تھا اے عمران! اللہ تعالیٰ کے قاصد کے پاس آجا تو میں نے اس کو جواب دیا تھا اور اپنے رب عزوجل کے سامنے لبیک کہی تھی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ (بحر الدموع، آنسوؤں کا سمندر ۸۳/۸۵)

☆ اللہ تعالیٰ نے میرا عذر قبول کیا

حضرت علی بن یحییٰؒ اپنی کتاب لوامع انوار القلوب میں فرماتے ہیں:

میں عسقلان (ایک علاقہ کا نام ہے) کے ایک بزرگ کی صحبت میں رہا، یہ حضرت خوب رونے والے تھے، بہتر عبادت کرنے والے تھے، کامل ادب والے تھے رات کو تہجد گزار تھے، دن نیک کاموں میں گزارتے تھے۔ میں ان کو دعاؤں میں اکثر (عبادت میں کوتاہی پر) معذرت اور استغفار کرتا دیکھتا تھا۔ یہ ایک روز لکام پہاڑ کے ایک غار میں داخل ہوئے۔ جب شام ہوئی تو میں نے پہاڑی حضرات اور خانقاہوں کے حضرات کو دیکھا جو تیزی سے ان بزرگ کی طرف آرہے ہیں اور ان کی دعا سے برکت حاصل کر رہے ہیں۔ جب صبح ہوئی اور ان بزرگ نے جانے کی تیاری کی تو ان حضرات میں سے ایک آدمی اٹھا اور عرض کیا، آپ مجھے نصیحت فرمائیں۔ تو آپؒ نے فرمایا، عبادت میں تقصیر پر معذرت کیا کرو، اگر تیرا عذر قبول ہو گیا اور مغفرت پر فائز ہو گیا تو تجھے (جنت کے) اونچے مقامات کی طرف لے جائے گا جہاں تو اپنی آرزوؤں اور امنگوں کو پورا ہوتا ہوا پائے گا۔ اس کے بعد آپؒ رو پڑے، ایک چیخ ماری اور اس جگہ سے چل دیئے۔ اس کے بعد تھوڑا سا عرصہ گزرا تھا

کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔

حضرت علی بن یحیٰیؒ فرماتے ہیں اس کے بعد میں نے آپؒ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا، اللہ تعالیٰ نے آپؒ سے کیا معاملہ فرمایا؟

کہا میرے دوست! (اللہ تعالیٰ) اس سے بہت اونچے ہیں کہ کوئی گنہگار اس سے معافی طلب کرے اور وہ اس کو نامراد کر دے اور اس کا عذر قبول نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے میرا عذر قبول کیا ہے، میرے گناہ معاف کر دیئے ہیں اور اس لکام پہاڑ والوں کے حق میں میری سفارش قبول فرمائی ہے۔

لا شيء أعظم من ذنبي سوى أملي
في حسن عفوک عن جرمي وعن عملي
فان يكن ذا وذا فالذنب قد عظما
فانت أعظم من ذنبي ومن زللي

''میرے جرم اور بدعملی کے لئے آپ کے حسن عفو کے سامنے میری جھوٹی تمنا کے سوا میرا کوئی گناہ بھی بڑا نہیں ہے۔
اگر آپ (اللہ تعالیٰ) بہت اونچے مقام پر ہیں تو میرا گناہ بھی بڑا ہے لیکن آپ میرے گناہ اور لغزشوں سے بہت ہی اونچے اور بڑے ہیں۔''

(بحر الدموع آنسوؤں کا سمندر ۱۶۳)

☆ مالک بن دینارؒ کی توبہ کا خوبصورت واقعہ

حضرت مالک بن دینارؒ سے کسی نے ان کی توبہ کرنے کا سبب پوچھا تو فرمایا:
میں شرابی آدمی تھا، ہر وقت شراب خوری میں ڈوبا رہتا تھا۔ میں نے ایک بہت حسین خوبصورت لونڈی خریدی اور اس سے خوب مجلس کی۔ اس سے میری ایک بیٹی پیدا

ہوئی، اس سے بھی مجھے ازحد محبت ہو گئی جس وقت وہ پاؤں پر چلنے لگی تو میرے دل میں اس کی الفت و محبت اور زیادہ ہوتی چلی گئی اور اکثر یہ ہوتا کہ جب میں شراب لے کر بیٹھتا وہ میرے پاس آتی اور مجھ سے چھین کر میرے کپڑوں پر گرا جاتی۔ جب وہ پوری دو برس کی ہوئی تو اس کا انتقال ہو گیا، مجھے اس کے رنج و صدمہ نے بالکل تباہ کر دیا تھا۔ جب ماہ شعبان نصف گزر چکا، اتفاق سے جمعہ کی شب بھی تھی، میں شراب میں مست ہو کر سو رہا، عشاء کی نماز بھی نہیں پڑھی۔

میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور اہل قبور قبروں سے نکل نکل کر آ رہے ہیں۔ میں بھی ان کے ساتھ ہوں، مجھے اپنے پیچھے کچھ کھس کھساہٹ سی معلوم ہوئی۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو ایک بہت بڑا کالا سانپ میری طرف منہ کھولے دوڑا آ رہا ہے۔ میں خوف کے مارے اس کے آگے آگے بھاگا جا رہا ہوں، رعب مجھ پر چھایا ہوا ہے۔ میں ایک راستہ سے گزرا تو ایک بوڑھے آدمی سفید کپڑے پہنے، خوشبو لگائے ہوئے ملے۔ میں نے ان سے گریہ و زاری کی کہ مجھے اس سانپ سے بچا دیجئے۔ تو انہوں نے فرمایا، میں ضعیف آدمی ہوں، یہ مجھ سے زیادہ زور آور ہے، اس لئے میں نہیں بچا سکتا لیکن تم جاؤ دوڑو تمہیں، شاید اللہ تعالیٰ تمہاری نجات کا سبب پیدا کر دے۔ پھر میں اور بھی زیادہ بھاگا اور ایک اونچے ٹیلے پر چڑھ گیا۔ وہاں سے دوزخ کی لپٹیں اور ان کے طبقے نظر آنے لگے۔ میں اسی سانپ کے اندیشہ سے جو میرے پیچھے آ رہا تھا، قریب تھا کہ ان میں جا پڑوں۔ اتنے میں غیب سے آواز آئی کہ پیچھے ہٹ تو دوزخی نہیں ہے۔ اس کے کہنے پر مجھے اطمینان ہوا اور میں پیچھے ہٹا لیکن وہ سانپ میرے پیچھے تھا۔ پھر مجھے آواز آئی تو میں اس وقت ان بوڑھے صاحب کے پاس پھر آیا اور کہا کہ آپ سے میں یہ چاہتا تھا کہ مجھے اس سانپ سے بچا دیں، آپ نے قبول نہ کیا۔ یہ سن کر وہ رونے لگے اور فرمایا، میں خود کمزور اور ناتوان ہوں لیکن تم اس پہاڑ پر

جاؤ، یہاں مسلمانوں کی امانتیں جمع ہیں اگر تمہاری بھی کوئی شے امانت رکھی ہوگی تو اس سے مددل جائے گی۔ میں نے دیکھا تو وہ گول پہاڑ تھا، بہت سے دروازے اس میں بنے ہوئے تھے، ان پر پردے پڑے ہوئے اور ہر دروازہ کی چوکھٹیں سونے کی، یاقوت اور موتی جڑے ہوئے ہر دروازے پر ریشمی پردے تھے۔

جس وقت میں نے اس پہاڑ کو دیکھا تو میں اس کی طرف دوڑا اور وہ سانپ بھی میرے پیچھے دوڑا۔ جب میں اس کے قریب پہنچا تو چند فرشتوں نے پردے اٹھا کر اس کے دروازے کھول دیئے اور انہوں نے خود ہی دیکھنا شروع کر دیا کہ شاید یہاں اس ناامید کی کوئی امانت مل جائے اور اسے اس کے دشمن سے بچالے۔ جس وقت پردے اٹھ گئے اور دروازے کھل گئے تو بہت سے بچے چاند سے چہرے چمکاتے ہوئے نکلے اور وہ سانپ میرے پاس ہی آ گیا تھا۔ میں اپنی فکر میں نہایت ہی حیران اور پریشان تھا، اتنے میں ایک بچے نے چیخ کر کہا کہ افسوس تم سب تو موجود ہو اور وہ سانپ اس کے پاس پہنچ گیا۔ یہ سنتے ہی بچوں کی ایک جماعت نکلی اور میری بیٹی جو مر گئی تھی یکایک وہ بھی آ نکلی اور مجھے دیکھ کر رونے لگی اور کہا ہائے واللہ میرے ابا۔ یہ کہتے ہی تیر کی طرح ایک نورانی مکان میں چلی گئی۔ پھر اپنا بایاں ہاتھ میری داہنی طرف بڑھایا تو میں اوپر چڑھ گیا اور اپنا داہنا ہاتھ اس سانپ کی طرف کیا تو وہ فوراً پیچھے کی طرف بھاگ گیا۔ پھر اس نے مجھے بٹھالیا اور خود میری گود میں بیٹھ گئی اور میری داڑھی پر ہاتھ مار کر کہا اے ابا۔

الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق. (الحدید ۱۶)

"کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر اور نازل شدہ عبرتوں سے مسلمانوں کے دل ڈر جائیں؟"

اس پر میں رونے لگا۔ میں نے پوچھا کہ اے بیٹی! کیا یہاں تم قرآن شریف بھی سیکھتی ہو۔ کہا کہ ہم تم ہی سے سیکھتے ہیں۔ میں نے کہا اچھا یہ تو بتاؤ کہ یہ سانپ جو مجھے کھانے کو آتا تھا، یہ کیا بلا تھی؟ کہا، یہ تمہاری بدافعالیوں اور بداعمالیوں کا نتیجہ تھا۔ تم ہی نے اسے بڑھا بڑھا کر ایسا قوی کر دیا تھا کہ اب تمہیں یہ دوزخ میں جھونکنا چاہتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ بوڑھے صاحب کون تھے جن کے کہنے پر میں یہاں آیا تھا؟ کہا اے ابا! یہ تمہارے اعمال صالحہ اور نیک افعال تھے، تم نے ان کو ایسا ضعیف و ناتوان کر رکھا ہے کہ تمہارے بداعمال کے مقابلے کی ان میں طاقت نہیں ہے۔ میں نے پوچھا کہ تم اس پہاڑ میں کیا کرتی ہو؟ کہا ہم سب مسلمانوں کے بچے ہیں، قیامت آنے تک ہم یہاں رہیں گے۔ تمہارے آنے کا ہمیں انتظار رہتا ہے تا کہ ہم تمہارے لئے سفارش کریں۔ تھوڑی دیر کے بعد میری آنکھ کھلی تو میں گھبرایا اور مجھ پر رعب چھایا ہوا تھا۔ جب صبح ہوئی تو جو کچھ میرے پاس تھا، سب دے دلا دیا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کی۔

بس یہی میری توبہ کا باعث ہوا۔ (روض الریاحین کرامات اولیاء ۱۵۳/۱۵۵)

☆ بداعمال کتے کی شکل میں

ملک یمن کے شہروں میں، میں نے بعض صالحین سے سنا ہے کہ:

ایک میت کو جب دفن کر کے لوگ واپس آنے لگے تو قبر سے ایک بڑے دھما کے کی آواز آئی اور قبر سے ایک کالا کتا نکل کر بھاگا۔ ایک بڑے صالح آدمی وہاں پر موجود تھے انہوں نے اس کتے سے کہا، تیرا ناس ہو، تو کون سی بلا ہے؟ وہ بولا میں اس میت کا بدعمل ہوں۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ (جو آواز آئی تھی اس کی) چوٹ تیرے لگی تھی یا میت کو؟ کہا میرے ہی لگی تھی۔ وجہ اس کی یہ ہوئی کہ اس کے پاس سورہ یٰسین وغیرہ جن کا یہ شخص ورد رکھتا

تھا، آگئیں اور مجھے اس کے پاس تک نہ جانے دیا بلکہ مار کے نکال دیا۔ (میں کہتا ہوں کہ) اس کے نیک عمل قوی تھے، اللہ تعالیٰ کی رحمت وعنایت سے اس کے بداعمال پر غالب آگئے، اگر بداعمال قوی ہوتے تو وہی غالب آتے اور اسے عذاب اور طرح طرح کی تکلیفیں دلاتے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین۔

(روض الریاحین کرامات اولیاء،۱۵۵)

☆صرف اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنے سے ہوش آئے گا

بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ:

میں نے حضرت معروف کرخیؒ کو دیکھا کہ وہ گویا عرش کے نیچے ہیں اور حق سبحانہ وتعالیٰ ملائکہ سے فرمارہے ہیں، یہ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا، آپ خوب جانتے ہیں اے پروردگار۔ فرمایا، یہ معروف کرخیؒ ہیں، جو میری محبت کے نشے میں بے ہوش تھے اور میرے دیدار کے بغیر انہیں ہوش نہیں آئے گا۔ (روض الریاحین کرامات اولیاء،۱۵۵)

☆بشر بن حارثؒ جیسا آدمی پیدا نہیں ہوا

حضرت بلال خواصؒ فرماتے ہیں کہ:

میں بنی اسرائیل کی وادی تیہ میں تھا کہ میں نے ایک شخص کو اپنے ہمراہ چلتے دیکھا، مجھے تعجب ہوا۔ مجھے پکار کر کہا بلال خواص! میں نے کہا حق جل وعلا کی قسم ہے سچ بتایئے آپ کون ہیں؟ فرمایا، میں خضر ہوں۔ میں نے کہا میں کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں، آپ حضرت امام شافعیؒ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ فرمایا وہ اوتاد میں رہ رہے ہیں۔ میں نے کہا احمد بن حنبلؒ کے حق میں کیا کہتے ہیں؟ فرمایا وہ آدمی صدیق ہیں۔ میں نے کہا بشر بن حارث کی نسبت آپ کیا کہتے ہیں؟ فرمایا ان کے بعد ویسا آدمی پیدا نہیں ہوا۔ میں نے کہا

میں نے کس کی برکت سے آپ کو دیکھا؟ فرمایا والدہ کی خدمت کے طفیل۔

(روض الریاحین کرامات اولیاء،۱۵۸)

☆جنازہ کی برکت سے یہودی مسلمان ہوگیا

جب حضرت سہل ابن عبداللہ تستری کی وفات ہوئی تو لوگ ان کے جنازے پر گرے پڑتے تھے۔ شوروغل سن کر دریافت حال کے لئے ایک یہودی اپنے مکان سے نکل آیا جس کی عمر ستر برس سے زیادہ تھی۔ جنازہ دیکھ کر لوگوں سے دریافت کرنے لگا کہ جو کچھ میں دیکھتا ہوں وہ بھی تمہیں بھی نظر آتا ہے؟ لوگوں نے پوچھا تو کیا دیکھتا ہے؟ کہا آسمان سے لوگوں کے گروہوں کے گروہ نازل ہورہے ہیں اور تبرک حاصل کررہے ہیں۔ پھر وہ یہودی مسلمان ہوگیا اور اس کی حالت بہت اچھی ہوگئی۔

(روض الریاحین کرامات اولیاء،۱۵۸)

☆تین حوروں سے نکاح

محمد وراقؒ فرماتے ہیں کہ:

مبارک نامی ایک حبشی تھے، وہ جائز کام کیا کرتے تھے۔ ہم ان سے کہا کرتے تھے اے مبارک تم نکاح نہیں کروگے؟ تو وہ جواب دیتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ حور سے میرا نکاح کردے۔

راوی کہتے ہیں کہ ہم ایک جہاد میں شریک ہوئے جس میں دشمن ہم پر حملہ آور ہوا اور اس میں مبارک شہید ہوئے اور جب ہم ان پر سے گزرے تو ہم نے دیکھا کہ ان کا سر الگ پڑا تھا اور دھڑ ایک طرف تھا اور وہ پیٹ کے بل گرے ہوئے تھے۔ انکے ہاتھ سینہ کے نیچے تھے۔ ہم ان کے پاس کھڑے ہوئے اور کہا اے مبارک! اللہ تعالیٰ نے کتنی حوروں کے

ساتھ تمہارا بیاہ کیا۔ انہوں نے سینہ کے نیچے سے ہاتھ نکال کر تین انگلیوں سے اشارہ کیا یعنی تین حوروں سے۔ (روض الریاحین کرامات اولیا، ۲۶۳)

☆ عالم بالا کے شربت کے عجائبات

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ:

ہم روم کے ملک میں تھے، ایک شخص ہمارے ساتھ ہو لئے جو نہ کبھی کھاتے تھے نہ پیتے تھے۔ میں نے کہا میں نے تمہیں گیارہ روز سے کوئی چیز کھاتے نہیں دیکھا۔ فرمایا جب تم سے جدا ہونے کا وقت آئے گا تو میں تم سے اس کی وجہ بیان کر دوں گا۔ جب جدائی کا وقت آیا تو میں نے کہا آپ اپنا وعدہ پورا کریں۔ فرمایا میں چار سو آدمیوں کے ہمراہ غزوہ میں شریک ہوا، دشمن نے ہم پر حملہ کیا اور میرے ساتھی شہید ہوئے، صرف میں بچ نکلا، میں مقتولین کے درمیان تھا۔ جب غروب کا وقت ہوا تو مجھے اوپر کی جانب خوشبو مہکتی ہوئی محسوس ہوئی، میں نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا، بہت سی لڑکیاں آئیں اور ایسا لباس پہنے ہوئے تھیں کہ ویسا میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ ان کے ہاتھوں میں پیالے تھے اور ان مقتولین کے منہ میں ڈالتی جاتی تھیں۔ میں نے اپنی آنکھ بند کر لی، جب میرے پاس آئیں تو ایک نے کہا جلدی سے اس کے حلق میں ڈال کر چلو تاکہ ہم آسمان کے دروازے بند ہونے سے پہلے پہنچ جائیں، ایسا نہ ہو کہ ہم زمین پر رہ جائیں۔ دوسری نے کہا، اسے پلا دو اس میں کچھ رمق باقی ہے۔ تیسری نے کہا کچھ خوف نہ کر، پلا دے اے بہن، اس نے میرے منہ میں ڈال دیا۔ میں نے جب سے وہ شربت نوش کیا ہے، مجھے کھانے پینے کی کوئی حاجت نہیں رہی۔ (روض الریاحین کرامات اولیا، ۲۶۴)

☆ شہادت کے بعد بول کر مسلمان کیا

بعض صاحب کشف بزرگوں نے فرمایا تھا کہ:

دمیاط کی فتح ایک یمنی کے ہاتھ پر ہوگی۔ دمیاط کے جہاد میں شریک ہونے والوں میں ایک حضرت فقیہہ عالم ولی عارف عبدالرحمٰن نویریؒ بھی تھے جو اس میں شہید بھی ہوئے۔ آپ کا قاتل فرنگی کہتا ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن کو قتل کیا، پھر کہا اے مسلمانوں کے قیس (عالم) تم اپنی کتاب میں پڑھتے ہو

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون۔

''تو ہرگز ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ہیں مردہ گمان نہ کر بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس سے رزق پہنچائے جاتے ہیں۔''

میں نے کہا یہ بھی تو تمہارا عالم ربانی ہے۔ اس وقت آپ نے آنکھیں کھولیں اور سر اٹھا کے کہا۔

ہاں زندہ ہیں اس کے پاس رزق کھاتے ہیں۔ پھر خاموش ہو گئے۔ جب میں نے یہ واقعہ دیکھا اور ان کی گفتگو سنی تو اس وقت سے اللہ تعالیٰ نے میرے دل سے کفر کو نکالا اور میں ان کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا۔ وہی فرنگی کہتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ ان کی برکت سے اور ان کے ہاتھ پر مسلمان ہونے کے سبب اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمائیں گے اور جب ہی سے حضرت عبدالرحمٰن کو شہید ناطق کہتے ہیں۔ آپؒ کی بہت سی کرامات ہیں۔ (روض الریاحین کرامات اولیا، ۲۸۰)

☆کفن چور کا ہاتھ پکڑ لیا

ایک بزرگ کے زمانے میں ایک کفن چور تھا، انہوں نے اس کو بلایا اور بیس روپے اور بیس گز کپڑا دے کر فرمایا کہ یہ ہم پیشگی دیئے دیتے ہیں، دیکھو ہمارا کفن چوری نہ کرنا۔ اس نے جیب میں روپے بھرنے شروع کئے اور کہنے لگا۔ معاذ اللہ! کہیں ایسا ہو سکتا ہے کہ میں آپ کا کفن چراؤں۔

کچھ عرصہ بعد ان بزرگ کا انتقال ہوگیا تو یہ پہنچا اور ان کی قبر کھود کر کفن لینا چاہا تو ان بزرگ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اب اس کو یاد آیا کہ یہ تو پیسہ بھی دے چکے تھے، کپڑا بھی دے چکے تھے۔ بہت گھبرایا، اپنے ساتھی سے کہا کہ میں تو پکڑا گیا۔ یہ ساتھی ان بزرگ کے دوست کے پاس آیا اور قصہ بیان کیا تو وہ ان کی قبر پر تشریف لائے اور ان سے کہا کہ مرنے کے بعد بھی امت محمدیہ ؐ کو رسوا کرو گے۔ اس پر انہوں نے ہاتھ چھوڑ دیا۔

(ملفوظات فقیہ الامت قسط ۱/ ۱۱۰)

☆حضرت مولانا یعقوبؒ صاحب کی کرامت

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ کے انتقال کے بعد قصبہ نانوتہ میں بخار کی کثرت ہوگئی، کوئی شخص مولانا موصوف کی قبر سے مٹی اٹھا لایا اور اس کو باندھ لیا، اس سے اس کو آرام ہوگیا۔ دوسروں نے بھی ایسا ہی کیا، ان کو بھی آرام ہوگیا، مٹی سب ختم۔ ان کے صاحبزادوں نے اور مٹی ڈلوا دی، لوگوں نے وہ بھی اٹھا لی۔ کئی بار ایسا ہی ہوا۔

ایک صاحبزادہ (جو ذرا تیز مزاج تھے) نے یہ دیکھ کر مولانا کی قبر پر آ کر کہا (غصہ کے لہجے میں) کہ آپ کی تو کرامت ہوگئی، ہماری مصیبت آ گئی۔ مٹی ڈالتے ڈالتے تھک گئے، اب کے کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈالیں گے، ایسے ہی پڑے رہیو، بس اسی دن سے

لوگوں کو آرام ہونا بند ہوگیا۔ جیسی شہرت آرام ہونے کی ہوئی تھی ایسی ہی آرام نہ ہونے کی ہوگئی۔

(ملفوظات فقیہ الامت قسط ۴/ ۶۷)

☆ایک صاحب کشف کا واقعہ

ایک صاحب ایک مرتبہ قبرستان سے گزرے تو دیکھا کہ وہاں موتی بکھرے ہوئے ہیں اور مردے قبروں سے باہر ہیں، بکھرے ہوئے موتیوں کو اکٹھا کر رہے ہیں۔ ایک مردہ قبر سے نکل کر اپنی قبر پر ٹیک لگائے بیٹھا ہے، وہ موتی اکٹھا نہیں کر رہا ہے۔ انہوں نے اس سے پوچھا یہ کیا قصہ ہے؟ وہ بولا، ان سب مردوں کو ان کے عزیزوں، جاننے والوں نے ثواب پہنچایا ہے، وہ ان موتیوں کی صورت میں ان تک پہنچا ہے، یہ اکٹھا کر رہے ہیں۔ اس نے پوچھا، اور تم کیوں اکٹھا نہیں کر رہے ہو؟ اس نے کہا، مجھے ضرورت نہیں، میں نے اپنے بیٹے کو قرآن شریف حفظ کرا دیا تھا، وہ ایک قرآن روزانہ پڑھ کر مجھے ثواب پہنچاتا ہے تو میں ان کے ثواب میں کیوں شریک ہوں؟ مجھے کیا ضرورت ہے؟ انہوں نے پوچھا، تمہارا بیٹا کون ہے، کیا کرتا ہے؟ کہا، حلوا بیچتا ہے، یہ نام ہے اس کا، فلاں بازار میں بیچتا ہے۔

یہ صبح کو اس بازار میں گئے، دیکھا ایک جوان حلوا بیچ رہا ہے اور ہونٹ اس کے برابر ہل رہے ہیں۔ انہوں نے اس جوان سے پوچھا، بھئی کیا بات ہے، ہونٹ کیوں ہل رہے ہیں؟ اس نے کہا، میرے والد کا انتقال ہوگیا ہے، انہوں نے مجھے قرآن پاک حفظ کرایا تھا، میں ایک قرآن روزانہ پڑھ کر ان کو ثواب پہنچاتا ہوں۔ چند روز بعد یہ پھر اسی قبرستان میں پہنچے، پھر اسی طرح مردے موتی چن رہے ہیں۔ آج وہ شخص بھی اپنی قبر سے نکل کر موتی چن رہا ہے۔ اس سے پوچھا، اب کیا بات ہے؟ اس نے کہا، میرے بیٹے کا

انتقال ہوگیا، اب وہ ثواب پہنچانے والا نہیں رہا۔ یہ پھر صبح کو بازار میں آئے اور معلوم کیا کہ بھئی ایک شخص حلوا بیچا کرتا تھا، وہ کہاں ہے؟ کہا گیا کہ اس کا انتقال ہوگیا۔

(ملفوظات فقیہ الامت قسط۵/۶۹)

☆ والدہ کو روزانہ ایصال ثواب اور صاحب کشف

ایک عورت کا انتقال ہوا۔ اس کا بیٹا روزانہ قبر پر جاتا، قرآن شریف پڑھتا۔ ایک صاحب کشف وہاں پہنچے تو ان سے اس عورت نے کہا کہ میرے بیٹے کو کہہ دو کہ جب وہ میری قبر پر آئے تو ذرا تھوڑی دیر ٹھہر جایا کرے، اس کے بعد قرآن شریف پڑھے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ اسے ایک نظر دیکھ لوں لیکن جب وہ آتا ہے تو آتے ہی قرآن شریف پڑھنا شروع کر دیتا ہے، جس سے اس کے منہ سے اتنا نور نکلتا ہے کہ میری آنکھیں چکاچوند ہو جاتی ہیں اور میں اس کو دیکھ نہیں پاتی۔ (ملفوظات فقیہ الامت قسط۵/۶۹)

☆ میت کا قبر میں قرآن شریف کی تلاوت کرنا

ایک جگہ پر قبر کھودی جا رہی تھی، کھودتے کھودتے ایک پتھر آگیا، پتھر کو اٹھایا تو اس کے نیچے کوئی اور قبر تھی۔ پتھر اٹھا کر دیکھا گیا تو اس میں ایک صاحب سنہری حروفوں کا قرآن شریف لئے ہوئے تلاوت کر رہے ہیں۔ پتھر کے ہٹنے سے روشنی اندر پہنچی۔ ان صاحب نے سر اٹھایا اور پوچھا کہ کیا قیامت آگئی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ ان صاحب نے کہا، اچھا بھائی یہ پتھر وہیں رکھ دو۔ ان کے کہنے سے پتھر اس کی جگہ رکھ دیا گیا تو وہ پھر تلاوت میں مشغول ہو گئے۔ اس کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو وہاں بھی قرآن شریف پڑھنے کی اجازت دے دیں تو ان کا کرم ہے۔ (ملفوظات فقیہ الامت قسط۵/۶۹)

☆ عبرت ناک واقعہ

زہریؒ ناقل ہیں کہ:

حضرت عمرؓ روتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ دروازہ پر ایک نوجوان رو رہا ہے جس نے میرا دل جلا دیا ہے۔ فرمایا، عمرؓ! اسے اندر لے آؤ۔ وہ نوجوان روتا ہوا حاضر ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے رونے کی وجہ پوچھی؟ کہنے لگا، یا رسول اللہ ﷺ میرے گناہوں کا ڈھیر مجھے رلا رہا ہے اور مجھے جبار سے ڈر آتا ہے کہ وہ مجھ پر غضب ناک ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا نوجوان! کیا تو نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا ہے؟ عرض کیا نہیں۔ کیا تو نے کسی جان کو ناحق قتل کیا ہے؟ عرض کیا نہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں کو معاف فرما دیں گے، اگرچہ وہ سات آسمان، سات زمینوں اور تمام پہاڑوں کے برابر ہوں۔ نوجوان بولا حضورؐ! میرا گناہ ساتوں آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا، تیرا گناہ بڑا ہے یا کرسی؟ کہنے لگا میرا گناہ بڑا ہے۔ فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے یا عرش؟ اس نے کہا میرا گناہ بڑا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ تیرا گناہ بڑا ہے یا تیرا اللہ یعنی اس کی عفو۔ کہنے لگا، ہاں البتہ میرا اللہ اور اس کی عفو بہت بڑی ہے۔

پس ارشاد فرمایا کہ گناہ عظیم کو خدائے عظیم ہی معاف فرمائے گا جو بہت ہی عفو و درگزر کرنے والا ہے۔ پھر فرمایا، ذرا اپنا گناہ تو بتا؟ اس نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! مجھے آپؐ سے حیاء آتی ہے۔ آپؐ نے پھر پوچھا تو کہنے لگا، میں کفن چور تھا اور سات سال تک یہی پیشہ کیا۔

ایک دفعہ انصار کی ایک لڑکی فوت ہوئی، میں نے اس کی قبر کھودی اور کفن اتار کر چل دیا۔ تھوڑی دور گیا تھا کہ شیطان نے مجھ پر غلبہ پایا اور میں نے لوٹ کر اس سے مجامعت کر لی۔ نکل کر تھوڑی دور گیا تھا، کیا دیکھتا ہوں وہ لڑکی کھڑی پکار کر کہہ رہی ہے۔ اے جوان! تجھے قیامت کے دن جزا سزا دینے والے سے حیا نہیں آتی، جس وقت وہ کرسی فیصلہ کے لئے رکھیں گے اور ظالم سے مظلوم کا بدلہ دلوائیں گے تو مرنے والوں کے مجمع میں مجھے ننگی کر کے چل دیا ہے اور میرے اللہ کے روبرو مجھے بحالت جنابت حاضر ہونے پر مجبور کیا۔

یہ سنتے ہی حضور نبی کریم ﷺ اچھل کر کھڑے ہو گئے اور اس کی گدی پر ایک دھول رسید کی اور فرمایا او فاسق! تو تو بس آگ ہی کے لائق ہے، دفع ہو یہاں سے۔ نوجوان وہاں سے نکلا، چالیس راتوں تک اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتا مارا مارا پھرتا رہا۔ چالیس راتوں کے بعد آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہنے لگا، اے محمدؐ کے خدا! آدم و حوا کے معبود! اگر تجھے میری توبہ منظور ہے تو حضور نبی کریم ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ کو اس کی خبر دے دے ورنہ پھر آگ بھیج کر مجھے جلا دے اور آخرت کے عذاب سے نجات دے دے۔

اتنے میں جبرائیلؑ تشریف لائے، سلام کہا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کو سلام پہنچایا۔ آپؐ نے فرمایا، وہ خود سلام ہیں، سلام کا مبدا (شروع) اور منتہی (آخر) بھی وہی ہیں۔ جبرائیلؑ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیا مخلوق کو آپؐ نے پیدا کیا ہے؟ فرمایا، مجھ کو بھی اور تمام مخلوق کو بھی اسی نے پیدا فرمایا ہے۔ عرض کیا وہ پوچھتے ہیں کہ کیا آپؐ مخلوق کو رزق دیتے ہیں؟ فرمایا، بلکہ مجھے بھی اور تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ ہی رزق دیتے ہیں۔ عرض کیا وہ پوچھتے ہیں کیا بندوں کی توبہ آپ قبول کرتے ہیں؟ فرمایا، بلکہ میری بھی اور

تمام بندوں کی توبہ وہی قبول کرتا ہے۔

پھر کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بندے کی توبہ قبول کر لی ہے، آپ بھی اس پر نگاہ شفقت فرمائیے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس نوجوان کو بلا کر اس کی توبہ قبول ہونے کی بشارت سنائی۔ (تنبیہ الغافلین ۱۱۸/۱۱۹)

☆ بنی اسرائیل کے دو شخصوں کا قصہ

روایت ہے کہ:

بنی اسرائیل میں دو آدمی تھے، ایک بہت بڑا عابد، دوسرا بہت بڑا فاسق اور فاجر تھا۔ عابد فوت ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ وحی بتایا گیا کہ یہ دوزخ میں ہے۔ جب فاجر و فاسق فوت ہوا تو تو بتایا گیا کہ وہ جنتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عابد کی بیوی سے دریافت فرمایا کہ اس کے عمل کیا تھے؟ وہ کہنے لگی، آپ بھی تبھی جانتے ہیں کہ وہ عبادت میں لوگوں سے بہت آگے تھا۔ فرمایا اور کوئی خاص عمل ہے تو بتاؤ؟ وہ کہنے لگی کہ بستر پر لیٹتے وقت وہ یہ کہا کرتا تھا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام کا دین برحق ہے تو پھر تو ہمارے مزے ہوں گے۔

فاجر کی بیوی سے پوچھا گیا، کہنے لگی آپ سب جانتے ہیں کہ وہ سب سے زیادہ گنہگار تھا۔ فرمایا کوئی خاص عمل ہو تو بتاؤ؟ اس نے بتایا کہ وہ بستر پر لیٹے وقت کہا کرتا تھا۔

لا الہ الا اللہ و الحمد للہ علی ما جآء بہ.

''موسیٰ علیہ السلام جو دین لے کر آئے ہیں میں اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔''

(تنبیہ الغافلین ۴۵۴)

☆ حوریں بھاگی چلی آ رہی تھیں

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ:

ایک آدمی حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر کہنے لگا یارسول اللہ! میرا سیاہ رنگ اور بدصورتی مجھے جنت میں جانے سے روک دے گی۔ ارشاد فرمایا، نہیں اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے، کبھی نہیں، جب تک تو اپنے رَبّ پر یقین اور اس کے رسولؐ کے لائے ہوئے دین پر ایمان رکھتا ہے۔ وہ شخص کہنے لگا، اس ذات کی قسم! جس نے آپؐ کو نبوت کا شرف بخشا ہے کہ میں آپؐ کی اس مجلس میں حاضر ہونے سے پورے آٹھ ماہ قبل اسلام لا چکا ہوں۔ میں نے خدمت عالیہ میں موجود حضرات کو اور ان کے علاوہ اور مسلمانوں کو بھی اپنے لئے پیغام نکاح دیا مگر سب نے میرے سیاہ رنگ اور بدصورتی کی وجہ سے مسترد کر دیا، حالانکہ میں بنوسلیم کے شریف گھرانے کا آدمی ہوں، البتہ میرے ماموؤں کے سیاہ رنگ کا اثر مجھ پر ہو گیا ہے۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا، عمرو بن وہبؓ کہاں ہیں؟ یہ بنوثقیف کا ایک شخص تھا جو ابھی ابھی مسلمان ہوا تھا۔ لوگوں نے لاعلمی ظاہر کی تو ارشاد فرمایا، کیا تو اس کا گھر جانتا ہے؟ اس نے کہا جانتا ہوں۔ ارشاد فرمایا، اس کے ہاں جا کر آہستہ سے دروازے پر دستک دو اور سلام کہو۔ اندر داخل ہونے کے بعد اتنا کہہ دو کہ حضور نبی کریم ﷺ نے تیری بیٹی سے میرا نکاح کر دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کی بیٹی انتہائی حسین و جمیل اور عقل و سمجھ کی مالک تھی۔

یہ شخص دروازہ پر آیا، دستک دے کر سلام کہا۔ اہل خانہ نے عربی لہجہ سن کر مرحبا کہا۔ دروازہ کھول دیا مگر اس کا کالا رنگ اور قبیح صورت دیکھ کر سب ناک بھویں چڑھانے لگے۔ ادھر اس نے یہ بات بتائی کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہاری بیٹی سے میرا نکاح کر دیا ہے۔ یہ سن کر سبھی نے شدت سے انکار کیا اور یہ شخص واپس لوٹ گیا۔ یہ ماجرا دیکھ کر نوجوان بیٹی نے اپنے والد سے کہا کہ ابا نجات کی فکر کرو، اس سے پہلے کہ وحی کے ذریعے تمہاری فضیحت اور رسوائی ہو جائے، اس سے بچنے کی راہ تلاش کرو، اگر واقعی رسول اللہ ﷺ نے

اس کے ساتھ میرا نکاح کر دیا ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے میرے لئے جو پسند فرمایا ہے، میں اس پر دل و جان سے راضی ہوں۔ یہ سن کر لڑکی کا باپ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور پیچھے ہی بیٹھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا تو ہی وہ شخص ہے جس نے اللہ کے رسول ﷺ کی بات کو رَدّ کیا ہے؟ عرض کیا، جی ہاں میں ہی وہ بدنصیب ہوں اور توبہ و استغفار کرتا ہوں۔ میں نے سمجھا تھا کہ وہ شخص اپنی بات میں سچا نہیں، اگر واقعی سچا ہے تو ہم اس نکاح کو قبول کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی ناراضگی سے خدا تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس لڑکی کا نکاح چار سو درہم کے عوض اس شخص کے ساتھ کر دیا اور فرمانے لگے، جا اپنی بیوی کو لے آ۔ اس نے عرض کیا، اس ذات کی قسم! جس نے آپؐ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے، میرے ہاتھ میں تو کچھ بھی نہیں ہے، اتنی مہلت چاہئے کہ اپنے اقارب سے کچھ اکٹھا کر لوں۔ ارشاد فرمایا، تیری بیوی کا مہر اہل ایمان میں سے تین شخص ادا کریں گے۔ حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس جاؤ اور ان سے دو سو درہم لے لو، انہوں نے دو سو درہم سے کچھ زائد ہی دیئے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے پاس جاؤ اور ان سے بھی دو سو درہم لے آؤ۔ یہ گئے تو انہوں نے بھی دو سو سے کچھ زیادہ ہی دیئے اور حضرت علیؓ کے پاس جاؤ اور ان سے بھی دو سو درہم لے لو، انہوں نے بھی دو سو سے کچھ زائد ہی دیئے۔ انتہائی مسرت اور خوشیوں میں ڈوبا ہوا یہ شخص بازار میں بیوی کی رخصتی کے لئے سامان خرید رہا تھا کہ کانوں میں صدا گونجی، حضور ﷺ کا منادی آواز دے رہا تھا:

یا خیل اللہ ارکبی۔

''مسلمانو! جہاد کی تیاری کرو۔''

اس نے آسمان کی طرف ایک نگاہ اٹھائی اور کہنے لگا۔ اے زمین و آسمان کے

رب اور حضرت محمد ﷺ کے خدا! آج میں یہ دراہم وہاں صرف کروں گا جہاں پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ؐ کو اور اہل ایمان کو صرف کرنا پسند ہیں۔ پس ایک گھوڑا خریدا، تلوار اور نیزہ خریدا، ایک ڈھال خریدی، پگڑی کو کمر پر کس کر باندھا، منہ پر نقاب اوڑھ لی، صرف آنکھوں کی جگہ کھلی ہوئی تھی۔ مہاجرین کی صف میں آ کر شامل ہو گئے۔ وہ آپس میں کہنے لگے، یہ اجنبی شہسوار کون ہے؟ حضرت علیؓ فرمانے لگے، اسے کچھ نہ کہو، ممکن ہے یہ شخص بحرین یا شام کے علاقے سے دین سیکھنے آیا ہو اور تمہاری ہمت افزائی کے لئے تمہارے ساتھ شامل ہو گیا ہو۔

لڑائی شروع ہوئی تو اس نے خوب نیزے کے وار کئے، تلوار کے جوہر دکھائے حتیٰ کہ گھوڑا میدان میں کام آ گیا تو پیدل چلنے لگا اور بازو چڑھا کر معرکہ کے لئے تیار ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے سیاہ بازو دیکھے تو پہچان لیا۔ ارشاد فرمایا، کیا تو سعد ہے؟ جی حضور، میرے ماں باپ آپ ؐ پر قربان۔ ارشاد فرمایا تیرا نصیب بھی سعادت مند ہو گیا۔ وہ نیزوں کے وار اور تلوار کی مار سے دشمنوں کو کھیت کرتا رہا حتیٰ کہ آواز آئی، سعد "شہید ہو گیا"۔ حضور نبی کریم ﷺ سیدھے اس کے پاس پہنچے، سر اٹھا کر اپنی مبارک گود میں رکھا، چہرہ سے اپنی چادر کے ساتھ غبار صاف کیا اور ارشاد فرمایا۔ تیری مہک کیسی عمدہ اور پاکیزہ ہے، تو اللہ اور اس کے رسول کا کس قدر پیارا ہے، یہ فرما کر آپؐ رونے لگے، پھر تبسم فرما کر منہ پھیر لیا اور فرمایا۔ رب کعبہ کی قسم! یہ حوض پر پہنچ گیا۔

ابولبابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ ؐ پر قربان، حوض کیا ہے؟ ارشاد فرمایا، وہ حوض جو میرے رب نے مجھے عطا فرمایا ہے، جو صنعاء یمن سے بصریٰ تک چوڑا ہے، جس کے دونوں کنارے یاقوت اور موتیوں سے مرصع ہیں، جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے، جو ایک دفعہ اس سے پی لے گا پھر کبھی پیاسا نہ ہو

گا۔ ابولبابہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم نے دیکھا کہ آپ ؐ پہلے روئے، پھر تبسم فرمایا اور پھر منہ پھیر لیا۔ ارشاد فرمایا کہ رونا تو مجھے سعدؓ کے فراق کی وجہ سے آیا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا بلند مقام دیکھ کر جی خوش ہوا اور ہنسی آئی اور منہ اس لئے پھیرا تھا کہ اس کی جنتی بیویاں یعنی حوریں اس کی طرف بھاگی چلی آ رہی تھیں جس سے ان کی پنڈلیاں اور پازیب بھی کھل رہے تھے تو میں نے حیاء کے مارے ادھر سے منہ پھیر لیا۔ پھر اس کے بعد ہتھیار اور دیگر سامان کے متعلق فرمایا کہ اسے اس کی بیوی کے گھر لے جاؤ اور یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری بیٹی سے بڑھیا بیویوں کے ساتھ اس کی شادی کر دی ہے۔

(تنبیہ الغافلین ۶۸۶/۶۸۸)

☆ ہم نے کانٹوں میں بھی گلزار کھلا رکھا ہے

عبداللہ بن محمد جہادی مہم کے سلسلے میں مصر کے ایک ساحلی علاقے میں مقیم تھا، ٹہلتا ہوا ایک بار سمندر کی طرف جا نکلا، وہاں دیکھا کہ خیمہ میں ہاتھ پاؤں سے معذور اور آنکھوں کی بینائی سے محروم ایک شخص پڑا ہوا ہے۔ اس کے جسم میں صرف اس کی زبان سلامت ہے، ایک طرف اس کی یہ حالت ہے اور دوسری طرف وہ باآواز بلند کہہ رہا ہے:

''میرے رب! مجھے اپنی نعمتوں پر شکر کی توفیق عطا فرما، مجھے تو نے اپنی مخلوق میں سے بہت سوں پر فضیلت اور فوقیت بخشی ہے، اس فوقیت پر مجھے اپنی حمد و ثناء کی توفیق عطا فرما۔''

عبداللہ نے یہ دعا سنی تو اسے بڑی حیرت ہوئی۔ ایک آدمی ہاتھ پاؤں سے معذور ہے، بینائی سے محروم ہے، جسم میں زندگی کی تازگی کا کوئی اثر نہیں اور وہ اللہ تعالیٰ سے نعمتوں پر شکر کی دعا مانگ رہا ہے۔ اس کے پاس آ کر سلام کیا اور پوچھا:

''حضرت! آپ اللہ تعالیٰ کی کس نعمت اور فوقیت پر شکر اور حمد و ثناء کی توفیق

کے خواستگار ہیں؟"

معذور شخص نے جواب میں فرمایا اور خوب فرمایا:

"آپ کو کیا معلوم میرے رب کا میرے ساتھ کیا معاملہ ہے۔ بخدا اگر وہ آسمان سے آگ برسا کر مجھے راکھ کر دے، پہاڑوں کو حکم دے کر مجھے کچل دے، سمندروں کو مجھے غرق کرنے کے لئے کہہ دے اور زمین کو مجھے نگلنے کا حکم دے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ میرے ناتواں جسم میں زبان کی بے بہا نعمت کو تو دیکھئے کہ یہ سالم ہے۔ کیا صرف اس ایک زبان کی نعمت کا میں زندگی بھر شکر ادا کر سکتا ہوں؟"

پھر فرمانے لگے:

"میرا ایک چھوٹا بیٹا میری خدمت کرتا ہے، خود میں معذور ہوں۔ زندگی کی ضروریات اسی کے سہارے پوری ہوتی ہیں لیکن وہ تین دن سے غائب ہے، معلوم نہیں کہاں ہے، آپ اس کا پتہ کر لیں تو مہربانی ہوگی۔"

ایسے صابر و شاکر اور محتاج انسان کی خدمت سے بڑھ کر اور سعادت کیا ہو سکتی ہے، عبداللہ نے بیابان میں اس کی تلاش شروع کر دی تو یہ دردناک منظر دیکھا کہ مٹی کے دو تودوں کے درمیان ایک لڑکے کی لاش پڑی ہوئی ہے جسے جگہ جگہ سے درندوں اور پرندوں نے نوچ رکھا ہے۔ یہ اسی معذور کے بیٹے کی لاش تھی، اس معصوم کی لاش اس طرح بے گور و کفن دیکھ کر عبداللہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور یہ فکر لاحق ہوئی کہ اس کے معذور والد کو اس المناک حادثہ کی اطلاع کیسے دے؟ ان کے پاس گئے اور ایک لمبی تمہید کے بعد انہیں اطلاع کر دی۔ بیٹے کی وحشتناک موت سے کون ہوگا جس کا جگر پارہ پارہ نہ ہو لیکن

جائز نہیں اندیشہ جان، عشق میں اے دل!
ہوشیار! کہ یہ مسلک تسلیم و رضا ہے

خبر سن کر معذور والد کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے، دل پر غموں کے بادل چھا جائیں تو آنکھوں سے اشکوں کی برسات شروع ہو جاتی ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے کہ غم کا غبار اشکوں میں ڈھل کر نکل جاتا ہے۔ شکوہ شکایت کی بجائے فرمانے لگے:

"حمد و ستائش اس ذات کے لئے ہے جس نے میری اولاد کو اپنا نافرمان نہیں پیدا کیا اور اسے جہنم کا ایندھن بننے سے بچایا۔"

پھر انا للہ پڑھا اور ایک چیخ کے ساتھ سعد روح نے قفس عنصری سے گویا یہ کہتے ہوئے آزادی حاصل کر لی کہ:

اب اے خیال یار نہیں تاب ضبط کی
بس اے فروغ برق تجلی کہ جل گئے
اب کیا ستائیں گی ہمیں دوراں کی گردشیں
ہم اب حدود سود و زیاں سے نکل گئے

ان کی اس طرح اچانک موت پر عبداللہ کے ضبط کے سارے بندھن ٹوٹ گئے اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا، کچھ لوگ اس طرف نکلے، رونے کی آواز سنی، خیمے میں داخل ہوئے، میت کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو اس سے لپٹ گئے۔ کوئی ہاتھ چومتا، کوئی آنکھوں کو بوسہ دیتا، ساتھ ساتھ کہے جاتے:

"ہم قربان ان آنکھوں پر جنہوں نے کبھی کسی غیر محرم کو نہیں دیکھا، ہم فدا اس جسم پر جو لوگوں کے آرام کے وقت بھی اپنے مالک کے سامنے سجدہ ریز رہتا، جس نے اپنے رب کی کبھی نافرمانی نہیں کی۔"

عبداللہ یہ صورت حال دیکھ کر حیران ہو رہا تھا۔ پوچھا، یہ کون ہیں، ان کا تعارف کیا ہے؟ کہنے لگے، آپ ان کو نہیں جانتے؟ یہ رسول اللہ ﷺ کے سچے عاشق اور حضرت

ابن عباسؓ کے شاگرد، مشہور محدث حضرت ابوقلابہؒ ہیں۔

حدیث کا ادنیٰ طالب علم بھی حضرت ابوقلابہؒ کے نام سے واقف ہے۔ صبر و استقامت کے پیکر اور تسلیم و رضا کے بلند مقام کے حامل حضرت ابوقلابہؒ کی تجہیز و تکفین اور نماز و تدفین سے فارغ ہونے کے بعد عبداللہ رات کو سویا تو خواب میں دیکھا کہ آپؒ جنت کے باغات میں سیر و تفریح کر رہے ہیں، جنت کا لباس زیب تن ہے اور یہ آیت تلاوت فرما رہے ہیں:

سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔

"صبر کرنے کے سبب تم پر سلامتی ہو اور آخرت کا گھر بہترین ٹھکانہ ہے۔"

عبداللہ نے پوچھا، آپؒ وہی معذور شخص ہیں؟ فرمانے لگے:

"جی ہاں میں وہی شخص ہوں۔ اللہ جل شانہٗ کے ہاں چند بلند مراتب اور درجات ایسے ہیں جن تک رسائی مصیبت میں صبر، راحت میں شکر اور جلوت و خلوت میں خوف خدا کے بغیر ممکن نہیں، اللہ تعالیٰ نے اسی صبر و شکر کی بدولت مجھے ان نعمتوں سے سرفراز فرمایا ہے۔"

دل کا ہر داغ تبسم میں چھپا رکھا ہے
ہم نے ہر غم کو غم یار بنا رکھا ہے
لوگ ہر خار سے پوچھو وہ گواہی دیں گے
ہم نے کانٹوں میں بھی گلزار کھلا رکھا ہے
خود میرے دل نے تراشے ہیں غموں کے پیکر
میرے مولا نے تو ہر غم سے بچا رکھا ہے

(کتابوں کی درسگاہ میں ۴۱/۳۹)

☆ امیدِ کرم

مبرد نے الکامل میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ جنازہ میں حضرت حسن بصریؒ اور مشہور شاعر فرزدق دونوں حاضر تھے۔ فرزدق نے حضرت حسنؒ سے کہا، ابوسعید! معلوم ہے لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ لوگ کہہ رہے ہیں کہ آج کے جنازہ میں بہترین اور بدترین دونوں جمع ہو گئے ہیں۔ بہترین سے حضرت حسنؒ اور بدترین سے فرزدق کی طرف اشارہ تھا۔ حضرت حسن بصریؒ نے کہا، نہ میں بہترین ہوں، نہ تم بدترین ہو لیکن یہ بتاؤ کہ تم نے اس دن کے لئے کیا تیاری کی ہے اور تمہارے پاس اس دن کے لئے کیا زادِ سفر ہے؟ فرزدق نے برجستہ کہا۔ شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ۔

وفات کے بعد فرزدق کو خواب میں کسی نے دیکھا، پوچھا کیا بنا؟ کہا، اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرما دی۔ دریافت کیا، کس بناء پر؟ کہا، اس کلمہ طیبہ کی بنیاد پر جس کا میں نے حسن بصریؒ کے ساتھ گفتگو میں حوالہ دیا تھا۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

اک توشہ امید کرم لے کے چلا ہوں
کچھ اس کے سوا پاس نہیں زاد سفر اور

(کتابوں کی درسگاہ میں ۷۷)

☆ قبر کھلتے ہی خوشبو پھیل گئی

ڈیڑھ سال قبل افغانستان میں امریکہ کے خلاف لڑتے ہوئے ڈیرہ اسماعیل خان کے مجاہد قاری اللہ نواز سینہ پر گولی لگنے سے شہید ہو گئے تھے۔ بعد ازاں ان کی میت ایک تابوت میں رکھ کر ان کے آبائی گاؤں لائی گئی تھی۔ گزشتہ کچھ دنوں سے ان کی قبر کے اردگرد زمین بیٹھنا شروع ہو گئی۔ ان کے والدین اور ورثاء نے مقامی علماء سے اجازت لی کہ قبر

دوبارہ تعمیر کرائی جائے۔گزشتہ روز رات کے گیارہ بجے چند لوگوں نے ورثاء کے ساتھ مل کر قبر کھودی تو لکڑی کے تینوں تختے بوسیدہ ہو گئے تھے،صرف نعش کے نیچے والا تختہ صحیح سلامت تھا۔شہید کا جسم تروتازہ، چہرہ ہشاش بشاش اور زخم تازہ تھا۔قبر کھلتے ہی خوشبو پھیل گئی۔ان کے ورثاء نے علماء کی موجودگی میں قبر ٹھیک کر کے بند کر دی۔

(روزنامہ اسلام ۱۳ اگست ۲۰۰۳)

☆غلطی کی وجہ سے بخشش

حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ایک شخص نے اپنے نفس پر بڑی زیادتی کی اور بڑا ظلم کیا یعنی غفلت سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں زندگی گزارتا رہا۔جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اپنی پچھلی زندگی کو یاد کر کے اس پر اللہ تعالیٰ کے خوف کا بہت زیادہ غلبہ ہوا اور آخرت کے برے انجام سے بہت زیادہ ڈرا۔یہاں تک کہ اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو تم مجھے جلا کر راکھ کر دینا، پھر تم میری اس راکھ میں سے آدھی تو کہیں خشکی میں بکھیر دینا اور آدھی کہیں دریا میں بہا دینا تاکہ میرا کہیں پتہ نشان بھی نہ رہے اور میں جزاء وسزا کے لئے دوبارہ زندہ نہ کیا جاؤ۔اس نے کہا، میں ایسا گنہگار ہوں کہ اللہ کی قسم! اگر خدا تعالیٰ نے مجھے پکڑ لیا تو مجھے ایسا سخت عذاب دے گا جو دنیا جہاں میں کسی کو بھی نہ دے گا۔

اس کے بعد جب وہ مر گیا تو اس کے بیٹوں نے اس کی وصیت پر عمل کیا۔جلا کر اس کی راکھ کو کچھ ہوا میں اڑا دیا اور کچھ کو دریا میں بہا دیا۔پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے خشکی اور تری سے اس کے اجزاء جمع ہوئے اور اس کو دوبارہ زندہ کیا گیا۔پھر اس سے پوچھا گیا، تو

نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے عرض کیا، اے میرے مالک! تو خوب جانتا ہے کہ تیرے ڈر ہی سے میں نے ایسا کیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ واقعہ بیان فرما کر ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس بندۂ کی بخشش کا فیصلہ فرما دیا۔ (بخاری ومسلم معارف الحدیث ۲/۴۶)

☆من موصولہ واستفہامیہ

جب مولانا عبدالرحمٰن جامی (صاحب شرح جامی) کا انتقال ہوا تو کسی شاگرد نے خواب میں دیکھا کہ منکر نکیر عبدالرحمٰن جامی کے سرہانے کھڑے ہو گئے اور کہتے گئے کہ من ربک ۔حضرت عبدالرحمٰن جامی نے جواب دیا کہ من ربکما۔فرشتوں نے کہا ما دینک؟ جواب دیا ما دینکما؟ فرشتے حیران رہ گئے۔پھر فرشتوں نے کہا کہ من نبیک؟ جواب دیا، ما نبیکما۔آخر فرشتے اللہ تعالیٰ کے حضور تشریف لے گئے۔اللہ تعالیٰ سے عرض کیا، یا اللہ! آپ کا عجیب بندہ آیا ہے۔ہم سوال کرتے ہیں، وہ جواب میں ہمارے ہی سوال کو دہراتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میرے بندے کا جواب درست ہے۔پھر اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی کہ میرے بندوں کا علم تم سے زیادہ ہے۔عبدالرحمٰن جامی کا من موصولہ ہے اور تمہارا من استفہامیہ ہے۔عبدالرحمٰن جامی کے من والے جملہ کا ترجمہ یوں ہے کہ میرا وہی رَبّ ہے جو تمہارا رَبّ ہے۔پھر فرشتے واپس آئے اور عبدالرحمٰن جامی کے لئے قبر اتنی کشادہ کی کہ اگر دنیا کی آنکھ دیکھنا چاہے تو حیران رہ جائے گی۔

(صدائے حریت ۴۸)

☆ایک نصرانی کی نزع کی حالت

"روضۃ العلماء" میں مذکور ہے کہ:

ایک نصرانی حضرت حسن بصریؒ کی مجلس میں آیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ تین روز تک وہ نہیں آیا۔ آپؒ نے اس کا حال پوچھا، لوگوں نے کہا کہ وہ نزع میں ہے۔ آپؒ اس کے پاس گئے اور اس سے پوچھا کہ کیسے ہو؟ اس نے کہا کہ موت عاجل ہے، مجھے چارہ نہیں اور قبر وحشت ناک مقام ہے اور کوئی میرا ہمدم نہیں اور آگ دہک رہی ہے اور میری جلد کو اس کی تاب نہیں اور جنت قریب آ گئی ہے لیکن میری رسائی نہیں اور پل صراط اس سرے سے اس سرے تک ہے اور مجھ میں اس پر سے گزرنے کی طاقت نہیں اور ترازو کھڑی ہے اور میری کوئی نیکی نہیں اور پروردگار بڑا بخشنے والا ہے لیکن میرے پاس کوئی دلیل نہیں۔

حسنؒ نے اس سے کہا کہ تیرا وقت تو آ پہنچا۔ اس نے کہا کہ ذرا کنجی تو آ جائے۔ حسنؒ اس سے روگرداں ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس نے کہا، کیا آپؒ مجھ سے منہ پھیر لیتے ہیں حالانکہ وہ میرے سامنے ہے، لیجئے کنجی آ پہنچی اور میں لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کی شہادت دیتا ہوں۔ پھر اسی رات اس کا انتقال ہو گیا۔ حسنؒ نے اس کو خواب میں دیکھا اور اس کا حال دریافت کیا؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت کے اعلیٰ طبقوں میں جگہ دی ہے۔

(احسن الحکایات ۳۷)

☆بسم اللہ سے پرورش

مکہ میں ایک شخص تھا جو ہمیشہ روزہ رکھا کرتا تھا اور اس کو کبھی کسی نے کھاتے پیتے نہیں دیکھا تھا، ہاں اتنا ضرور کرتا تھا کہ افطار کے وقت جیب سے ایک کاغذ نکال کر دیکھ لیا کرتا تھا۔ جب اس کا انتقال ہو گیا اور غسل دینے والے نے نکال کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ں میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی تھی، اس پر اس کو تعجب ہوا۔ ہاتف نے آواز دی کہ کچھ تعجب کر۔ بسم اللہ سے ہم نے اس کی پرورش کی، رحمانیت سے اس کو بخشا اور رحیمیت سے اس کو

توفیق دی۔ (احسن الحکایات ۵۰)

☆صبح و شام کی ایک خاص دعا

حضرت وہیب بن وردؒ نے بیان کیا کہ:

ایک رات میں قبرستان گیا تو مجھے بڑی سخت آوازیں سنائی دیں۔ پھر دیکھتا کیا ہوں کہ ایک کرسی پر کوئی شخص بیٹھا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ عروہ بن زبیرؒ کو میرے پاس لانے کا کون ضامن ہوتا ہے؟ قوم میں سے ایک شخص نے جواب دیا کہ اس کی طرف سے میں تجھے کافی ہو جاؤں گا۔ پھر وہ مدینہ کی طرف متوجہ ہوا اور فوراً لوٹ آیا اور کہنے لگا کہ ان تک میری رسائی نہیں، مجھے معلوم ہوا کہ وہ صبح و شام ایک دعا پڑھا کرتے ہیں۔ وہیب کہتے ہیں کہ پھر میں ان کے پاس گیا اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ انہوں نے کہا ہاں میں صبح و شام تین تین بار آمنت باللہ العظیم و کفرت بالجبت و الطاغوت و استمسکت بالعروۃ الوثقیٰ لا نفصام لھا و اللہ سمیع علیم پڑھا کرتا ہوں۔

(احسن الحکایات ۵۵)

☆اسے جلدی لے آؤ

حضرت عبدالواحد بن زیدؒ کہتے ہیں کہ:

میں ایک بار جہاز پر سوار تھا، ہوا نے ہم لوگوں کو ایک جزیرہ کی طرف پھینکا۔ وہاں ہم دیکھتے کیا ہیں کہ ایک شخص بت کی پرستش میں لگا ہوا ہے۔ ہم نے اس سے کہا، یہ کیسا خدا ہے جس کی پرستش کی جاتی ہے، ہم لوگوں میں تو ایسے لوگ ہیں جو ایسے ایسے کتنے ہی بنا ڈالیں۔ اس نے پوچھا، اچھا تم لوگ کس کی پرستش کرتے ہو؟ ہم نے کہا، اللہ تعالیٰ کی جس کا عرش، آسمان میں ہے اور جس کی پکڑ زمین میں ہے۔ اس نے پوچھا، تمہیں بتلایا کس نے؟

ہم نے جواب دیا کہ اسی خدا تعالیٰ نے ہمارے پاس اپنا رسول ﷺ بھیجا تھا جس نے ہم کو اس سے آگاہ کر دیا۔ اس نے پوچھا، وہ رسول کیا ہوئے؟ ہم نے کہا، ان کا تو انتقال ہو گیا۔ اس نے پوچھا، بھلا تمہارے پاس ان کی کچھ علامت بھی باقی رہی ہے؟ ہم نے کہا، ہاں جو شاہی فرمان (قرآن شریف) اس رسولؐ کے پاس آیا تھا، وہ ہمارے پاس اب بھی باقی ہے۔ اس نے کہا، اچھا میرے پاس لاؤ؟ ہم نے قرآن شریف پیش کر دیا اور سورۂ رحمٰن اس کو پڑھ کر سنائی۔ وہ تا اختتام سورت برابر روتا رہا اور کہنے لگا، جس کا یہ کلام ہے اس کی نافرمانی ہرگز مناسب نہیں اور یہ کہہ کر اسلام لایا اور مسلمان ہو گیا۔ ہم نے اس کو اسلام کی باتیں سکھائیں۔ جب رات ہوئی تو ہم لوگ عشاء کی نماز پڑھ کر اپنی خواب گاہوں میں لیٹ گئے۔ ہم لوگوں سے وہ پوچھنے لگا، اے لوگو! جس خدا تعالیٰ تک تم نے میری رہنمائی کی ہے، کیا وہ سوتا بھی ہے؟ ہم نے جواب دیا، وہ حی قیوم ہے، سوتا نہیں۔ اس پر اس نے کہا، تو پھر تم کیسے برے بندے ہو کہ تمہارا مالک تو سوتا نہیں اور تم سوتے ہو۔

آخر شب جب ہم سفر دریا سے باہر آئے اور عبادان میں داخل ہوئے تو ہم نے ...ا کہ اس کو کچھ روپیہ دیں۔ وہ کہنے لگا، لا الٰہ الا اللہ تم نے مجھے ایسا طریقہ بتلایا جس پر تم خود ... چلے، دیکھو تو پہلے میں غیر خدا کی عبادت کرتا تھا، اس وقت تو اس نے مجھے ضائع ہونے نہ ... اور اب تو مجھے اس کی معرفت حاصل ہو گئی ہے، بھلا اب مجھے کیسے ضائع ہونے دے گا اور ...ی خبر گیری نہ کرے گا۔ اس کے بعد جب تین دن گزر گئے تو سنائی دیا کہ وہ حالت نزع ...ں ہے۔ یہ سن کر میں اس کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ تمہیں کوئی حاجت تو نہیں ہے۔ ... نے جواب دیا کہ وہ میری حاجت پوری کر چکا ہے، جو مجھے جزیرہ سے نکال کر یہاں لایا ...۔ اس کے بعد میں وہیں سو رہا۔

دیکھتا کیا ہوں، ایک سرسبز لہلہاتے ہوئے باغ کے اندر ایک قبہ میں ایک لونڈی

(بیٹھی) کہہ رہی ہے، کہیں سے اسے جلدی لے بھی آؤ، مدت گزر گئی کہ میں اس کی مشتاق ہو رہی ہوں۔ اس کے بعد میں بیدار ہوا اور اس کا انتقال ہو چکا تھا۔ خیر میں نے اس کا کفن دفن کر دیا۔ اس کے بعد خواب میں دیکھتا کیا ہوں کہ وہ اسی قبہ میں (بیٹھا ہوا) اس آیت کی تلاوت کر رہا ہے:

والملائکۃ یدخلون علیھم من کل باب سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار

(احسن الحکایات ۱۱۶/۱۱۷)

☆ قبر میں غمگین نہیں ہوگی

بصرہ میں ایک عابد عورت تھی۔ جب اس کی موت قریب آئی تو اس نے اپنے لڑکے کو وصیت کی کہ مجھے اس کپڑے میں کفن دینا جس کو پہن کر میں رجب میں عبادت کیا کرتی تھی۔ وہ مری تو اس نے اس کو دوسرا کفن دیا۔ پھر جب اسے دفن کر کے لوٹا تو اس کا کفن گھر میں موجود تھا اور وہ کپڑے موجود نہ تھے۔ اسے بڑا تعجب ہوا۔ ہاتف نے آواز دی، اپنا کفن لے لے۔ ہم نے اس کو اسی کے کپڑوں میں کفنایا ہے (جیسے کہ اس نے وصیت کی تھی) کیونکہ جو رجب کے روزے رکھتا تھا، ہم اس کو اس کی قبر میں غمگین نہیں رہنے دیتے۔

(احسن الحکایات ۱۳۹)

☆ احترام رمضان کی برکت

ایک مجوسی نے اپنے بیٹے کو مسلمانوں کے سامنے رمضان میں کھاتے ہوئے دیکھا تو اسے مارا اور کہنے لگا کہ تو نے رمضان میں حرمت مسلمین کو کیوں باقی نہ رکھا؟ پھر اسی ہفتہ میں اس کا انتقال ہو گیا۔ شہر کے کسی عالم نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں ہے۔ اس سے پوچھا کہ کیا تو مجوسی نہ تھا؟ اس نے کہا کیوں نہیں؟ لیکن جب میری موت آ

پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کے احترام کرنے کی وجہ سے مجھے مشرف با اسلام کر دیا۔

(احسن الحکایات ۱۴۱)

☆عشرہ ذی الحجہ کے روزے کی برکت

حضرت سفیان ثوریؒ بیان کرتے ہیں کہ:

ایک بار عشرہ کی راتوں کو بصرہ کے گورستان میں رہا کرتا تھا۔ مجھے ایک قبر سے نور نکلتا ہوا دکھلائی دیا تو مجھے اس سے تعجب آیا۔ اسی وقت ایک آواز آئی کہ اے سفیانؒ! عشرۂ ذی الحجہ کے روزے اپنے اوپر لازم کر لو تو تمہیں اپنی قبر میں بھی ایسا ہی نور دکھائی دے گا۔

(احسن الحکایات ۱۴۴)

☆میری ماں سے سلام کہنا

ابو قدامہ شامی نے بیان کیا ہے کہ:

میں ایک قوم کا سردار تھا۔ میں نے لوگوں کو جہاد کے لئے بلایا۔ ایک عورت ایک پرچہ اور ایک تھیلی لے کر آئی، اس پرچہ پر لکھا تھا کہ آپ نے جہاد کے لئے بلایا ہے مجھے اس کی قدرت نہیں، یہ تھیلی ہے اس میں میرے بالوں کی چوٹی ہے، اسے لے کر اپنے گھوڑے کی رسی بنا لیجئے، شاید خدا تعالیٰ اس کی بدولت مجھ پر رحم فرمائے۔ پھر جب ہم سے دشمن کا مقابلہ ہوا تو میں نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ قتال میں مصروف ہے۔ میں نے اس پر رحم کھا کر اسے ڈانٹا۔ وہ کہنے لگا، تو ہمیں لوٹنے کا کیسے حکم کرتا ہے حالانکہ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یا ایها الذین امنوا اذا لقیتم الذین کفرو از حفاً فلا تولو هم الادبار.

پھر مجھ کو تین تیر قرض دیئے۔ میں نے اس سے کہا، اس شرط سے اگر خدا تعالیٰ

اپنے فضل واحسان سے تجھے شہادت عطا فرمائے تو میں بھی تیری شفاعت میں ہوں، یعنی تو میری شفاعت کرے۔ اس نے کہا ہاں۔ پس اس نے تین کافروں کو مارا، اس کے بعد اس کے ایک تیر آ کر لگا۔ میں نے اس سے کہا بھولنا نہیں۔ وہ بولا نہیں لیکن تجھ سے میرا ایک کام ہے، میری ماں سے میرا اسلام کہہ دینا اور میرا اسباب اسے دے دینا۔ اسی نے مجھ کو اپنے بال دیئے تھے۔ پھر میں نے اسے قبر میں دفن کر دیا۔ زمین نے اسے اگل دیا۔ میں نے کہا، شاید اپنی ماں کی بغیر رضامندی کے چلا آیا تھا۔ پھر میں نے دو رکعتیں پڑھ کر خدا تعالیٰ سے دعا کی۔ میں نے سنا کہ کوئی کہتا ہے اے ابو قدامہ! خدا تعالیٰ کے ولی کو چھوڑ دے۔ اس کے بعد پرندے آئے اور اسے کھانے لگے۔ میں اس کی ماں کے پاس گیا۔ وہ کہنے لگی، میری تعزیت کرنے آئے ہو یا مبارکباد دینے۔ میں نے پوچھا، اس سے تیری کیا مراد ہے۔ وہ بولی کہ اگر مر گیا ہو تو تعزیت کرو اور اگر شہید ہوا ہو تو مجھے مبارکباد دو۔ میں نے اس سے کہا، وہ شہید ہوا ہے۔ تب اس نے کہا، کوئی علامت بتاؤ؟ میں نے کہا، اسے پرندے آ کر کھا گئے۔ اس نے جواب دیا تم نے سچ کہا، وہ کہا کرتا تھا کہ اے اللہ! پرندوں کے پوٹے میں مجھے اٹھائیو، خدا تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کر لی۔ (احسن الحکایات ۱۵۶)

☆حبشی غلام

جب نبی کریم ﷺ نے خیبر کا محاصرہ کیا تو آپؐ کے پاس ایک حبشی غلام آیا اور کہنے لگا، یا رسول اللہ ﷺ! مجھ پر اسلام پیش کیجئے۔ چنانچہ وہ اسلام لے آیا۔ پھر کہنے لگا، یا رسول اللہ ﷺ! میں ایک یہودی کی بکریاں چرایا کرتا تھا، میں انہیں کیا کروں؟ آپؐ نے فرمایا، ان کے منہ میں خاک جھونک دے، کیا پھر تجھے ان کے مالک کے پاس لوٹ کر جانا ہے؟ اس پر اس نے ان کے منہ میں خاک جھونک دی اور کہنے لگا جاؤ اپنے

مالک کے پاس لوٹ جاؤ۔ وہ ایسی واپس بھاگیں گویا انہیں کوئی کھدیڑتا تھا۔ پھر مسلمانوں کے ساتھ ہو کر لڑا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ لوگ اس کو حضرت نبی اکرم ﷺ کے پاس لے آئے۔ آپؐ نے اس سے اعراض کیا۔ لوگوں نے عرض کیا، آپؐ اس سے کیوں اعراض کرتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا، اس لئے کہ اس کے ساتھ حور عین میں سے اس کی زوجہ ہے، وہ اس کے چہرہ کا غبار پونچھ رہی ہے اور کہتی ہے، خدا اسے خاک میں ملا دے، جس نے تیرا چہرہ غبار آلود کیا ہے اور خدا اسے قتل کرے، جس نے تجھے قتل کیا ہے۔

(احسن الحکایات ۱۵۹)

☆ اینٹ کی برکت

حضرت نسفیؒ نے ذکر کیا ہے کہ:

ایک شخص راہ خدا میں جہاد کیا کرتا تھا۔ جب فارغ ہوتا، اپنے کپڑے جھاڑ کر غبار جمع کر لیتا، یہاں تک کہ کچھ دنوں میں اس نے بہت سا غبار جمع کر لیا۔ پھر اس کی اینٹ بنا کر وصیت کی کہ یہ قبر میں میرے سرہانے رکھ دی جائے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اس کے ساتھیوں میں سے کسی نے اس کو خواب میں دیکھا اور اس سے حالت پوچھی، اس نے جواب دیا کہ اینٹ کی برکت سے خدا تعالیٰ نے مغفرت فرما دی۔ (احسن الحکایات ۱۶۰)

☆ میں تجھ سے اعراض نہیں کروں گا

حضرت ابوایوب سختیانی نے ایک گنہگار کا جنازہ دیکھا، اپنے گھر میں گھس گئے اور اس کی نماز نہ پڑھی۔ کسی نے اس گنہگار کو خواب میں دیکھا اور اس سے حال پوچھا، اس نے کہا، اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ ابوایوبؒ سے کہہ دینا

لو انتم تملكون خزائن رحمة ربي اذا لامسكتم خشية الانفاق.

اور بعض نے کہا ہے، اس نے یہ بھی بیان کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور مجھ سے فرمایا، اے میرے بندے وہ تجھ سے اعراض کرتے ہیں لیکن میں تجھ سے اعراض نہ کروں گا۔ (احسن الحکایات ۱۹۴)

☆ علم کی قدر

قاضی اسماعیل (جو بغداد کے بڑے لوگوں میں سے تھے) بہت خواہشمند تھے کہ ابراہیم حربی (متوفی ۲۸۵ھ) سے ملیں۔ ابراہیم نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ قاضی اسماعیل بہت بڑے عالم ہیں، میں خود ان سے ملنے کا آرزومند ہوں لیکن ان کے دروازے پر دربان اور نقیب ہیں، اس لئے میں جا کر اپنے آپ کو ذلیل نہیں کروں گا۔

قاضی صاحب نے جب یہ بات سنی تو فوراً دربان اور نقیب اٹھا دیئے اور کہلا بھیجا کہ میرا دروازہ اب جامع مسجد کے دروازے کی طرح ہے۔ تب ابراہیم ان سے ملنے گئے۔ قاضی صاحب نے ازراہ تعظیم ابراہیم کا جوتا اٹھا کر رومال میں لپیٹا اور بغل میں دبا لیا۔ اس کے بعد دونوں میں علمی گفتگو ہوتی رہی اور دونوں ایک دوسرے سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ ابراہیم چلنے لگے تو جوتا تلاش کیا۔ قاضی صاحب نے رومال میں سے جوتا نکال کر سامنے رکھ دیا۔ ابراہیم مسکرائے اور دعا دی کہ تم نے علم کی قدر کی، اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے۔ کہتے ہیں کہ جب قاضی صاحب کا انتقال ہوا تو ایک شخص نے ان کو خواب میں دیکھا، پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم حربی کی دعا میرے حق میں قبول فرمائی۔ (ناقابل فراموش واقعات ۱۹۶)

☆ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

قطب الاقطاب فقیہ الامت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے وصال کے

وقت نواح سورت میں کسی گاؤں کے مسجد کے امام سلیمان میاں نے خواب میں دیکھا کہ ایک تخت پر دو بزرگ نہایت پاکیزہ صورت والے بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک شخص تخت کے نیچے کھڑا ہے۔ اس شخص سے سلیمان نے دریافت کیا کہ بڑے شخص کون ہیں اور ان کے پاس تخت پر بیٹھے ہوئے دوسرے بزرگ کون ہیں؟ اس شخص نے جواب دیا کہ بڑے تو فخر دو عالم ﷺ ہیں اور دوسرے شخص مولوی احمد کے پیر مولانا رشید احمد صاحب ہیں۔

(تذکرۃ الرشید ۲/۳۳۲)

☆ اتباع رسول ﷺ

قاسم العلوم والخیرات دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے تذکرہ نگار منشی فضل حق دیوبندی حضرت نانوتوی کے متعلق سائیں توکل شاہ انبالوی کے خواب کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ایک وسیع شاہراہ ہے اس میں بہت سے نقش قدم معلوم ہوتے ہیں اور چلنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔ (توکل شاہ صاحب نے پوچھا کہ) یہ نشان کس کے قدم کے ہیں؟ (جواب میں) آواز آئی کہ حضرت رسول مقبول ﷺ کی سواری اسی راہ سے گئی ہے اور جملہ صحابہؓ و تابعینؒ و تبع تابعینؒ بھی اسی راہ سے گئے ہیں۔ شاہ جی کو شوق زیارت حضرت رسول اللہ ﷺ از حد ہوا اور کمال شوق میں بے تحاشا دوڑے کہ جلد تر زیارت سے مشرف ہوں۔ اسی دوا دوش میں کبھی شاہ جی کا قدم رسول اللہ ﷺ (کے قدم) پر پڑا، کبھی صحابہ کرامؓ، کبھی تابعینؒ، کبھی تبع تابعینؒ پر۔ اسی حالت میں جو یکا یک (شاہ صاحب) کی نظر پڑی تو دیکھا کہ ایک اور شخص بھی اسی راستے کو آتا ہے مگر آہستہ آہستہ اور کچھ دیکھتا ہوا۔ شاہ جی کو حیرت ہوئی کہ یہ کیسا کاہل شخص ہے کہ ایسا آہستہ آہستہ سے چلتا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ اس کو شوق کم ہے۔ اس شخص کے پاس آ کر پوچھا کہ تم کون ہو؟ (جواب دیا کہ

میں) قاسم ہوں۔ شاہ جی نے کہا، بابا شوق نال بھجیا۔ بابا شوق کے ساتھ دوڑ۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی نے فرمایا:

میں تو نشان قدم رسول مقبول ﷺ پر قدم رکھ کر چلتا ہوں اور جس جگہ قدم خوب محسوس نہیں ہوتا وہاں تامل کرتا ہوں جب تک خوب یقین نہیں ہو جاتا کہ یہی نشان قدم ہے اس وقت تک دوسرا قدم نہیں اٹھاتا۔ گو دیر سے پہنچوں گا مگر قدم بقدم رسول اللہ ﷺ ہی کے چلوں گا۔

(انوار قاسمی ۱۷۵ بحوالہ سوانح حضرت مولانا نانوتویؒ، تالیف منشی فضل حق دیوبندی قلمی)

☆ کھانے میں عیب نہ نکالنے کی برکت

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ:

دارالعلوم دیوبند کے استاد اول ملا محمودؒ کو انتقال کے بعد میں نے خواب میں دیکھا۔ دریافت کیا، کیسی گزری؟ فرمایا، مغفرت ہو گئی۔ میں نے سبب معلوم کیا تو فرمایا کہ ایک روز کھانے میں کھچڑی لائی گئی جس میں نمک نہیں تھا (یا کم تھا) میں نے اس کا ذکر نہیں کیا، اس میں عیب نہیں نکالا بلکہ خاموشی کے ساتھ گردن جھکا کر کھالی۔ اس واسطے کہ حدیث شریف میں کھانے میں عیب نکالنے سے منع کیا گیا ہے۔ حق تعالیٰ کو یہی بات پسند آ گئی اور بخش دیا۔ (ملفوظات فقیہ الامت قسط ۴/۶۷)

☆ جدید مہمان کا انتظار ہے

شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کو ایک مخلص خادم نے وفات کے بعد دیکھا کہ بالکل منقش عظیم الشان مکان تیار ہے جس کی خوبصورتی اور زینت اور نورانیت ولذت کا بیان محال و دشوار ہے۔ خدام و حاضرین ہر طرف خوشی و اہتمام سے دوڑ رہے ہیں اور کہتے

ہیں کہ جناب سرور عالم ﷺ تشریف رکھتے ہیں اور جدید مہمان حضرت مولانا محمود حسن صاحب کا انتظار ہے۔ (حیات شیخ الہند ۲۵۷)

☆ تم نہیں بھولے میں کیسے بھول گئی

حضرت رابعہ بصریہؒ کا جب انتقال ہوا اور قبر میں فرشتوں نے سوال کیا کہ من ربک وما دینک تو انہوں نے فرمایا تمہارے سوال کا جواب تو بعد میں دوں گی، پہلے تم میرے سوال کا جواب دو کہ تم کہاں سے آرہے ہو؟ کہا، آسمان سے۔ رابعہؒ نے کہا، آسمان اور زمین میں کتنا فاصلہ ہے؟ کہا، پانچ سو برس کی مسافت ہے۔ رابعہ بصریہؒ نے کہا، تم خدا تعالیٰ کو نہیں بھولے کیونکہ بہت دور سے آرہے ہو۔ فرشتوں نے کہا، ہم خدا تعالیٰ کو نہیں بھولے۔ رابعہؒ نے کہا، جب تم اتنے دور سے چل کر بھی نہیں بھولے تو کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ رابعہ زمین سے چار گز نیچے آکر خدا تعالیٰ کو بھول گئی ہوگی، حالانکہ زمین پر ایک ساعت بھی میں غافل نہیں رہی۔ یہ سن کر فرشتے متعجب ہو گئے۔

(حضرت تھانویؒ کے پسندیدہ واقعات ۴۳)

☆ مسجد نبویؐ اور صحابیؓ کی صحبت کی برکت

حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں مسجد نبویؐ کے دروازہ پر ایک مجذوب بیٹھے تھے۔ ایک جنازہ لایا گیا تو وہ مجذوب اس جنازہ کو دیکھ کر رونے لگا۔ پھر جب مسجد نبویؐ میں داخل کیا گیا تو ہنسنے لگے اور جب مسجد نبویؐ سے باہر لایا گیا تو رونے لگے اور جب قبرستان لے جاکر دفن کرنے لگے تو ہنسنے لگے۔

لوگوں نے وجہ پوچھی تو بتایا، جب جنازہ لایا جارہا تھا تو میں نے دیکھا کہ اس کے ساتھ عذاب کے فرشتے ہیں، یہ دیکھ کر رحم آیا اور رونے لگا اور جب مسجد نبویؐ میں داخل کیا

گیا تو دیکھا کہ فرشتے باہر کھڑے ہو گئے، اندر نہیں آئے تو میں خوش ہوا۔ پھر جب باہر جایا گیا تو وہ عذاب کے فرشتے ساتھ ہو لئے تو میں رونے لگا اور جب قبر میں داخل کیا گیا دیکھا کہ وہ قبر کسی صحابیؓ کی تھی۔ ان صحابیؓ نے عذاب کے فرشتوں سے کہا، اسے کیا کہتے ہ یہ میرا مہمان ہے۔ اس پر وہ فرشتے واپس چلے گئے۔ (ملفوظات فقیہ الامت قسط ۶/۱۰۸)

☆ میں نے پروردگار عالم کو بڑا شفیق ورحیم پایا

حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہ (امیر اول جمعیت علم اسلام) کی وفات کے تیسرے دن آپ کے ایک برگزیدہ خلیفہ مجاز نے آپ کی قبر اطہر حاضری دی اور آپ کے ارشاد کردہ طریقہ کے مطابق مراقبہ میں بیٹھ گیا۔ عین استغراق انہماک کے عالم میں حضرت والد مقام کی زیارت نصیب ہوئی۔ چہرہ انور ۹ پر مسرت انبساط کے انوار برس رہے تھے۔ صاحب واقعہ کہتے ہیں کہ میں نے سلام کے بعد عرض کی کہ پروردگارم عالم سے کیسے ملاقات ہوئی؟ تو آپ نے فرمایا، میں نے پروردگار عالم ک بہت بڑا شفیق ورحیم پایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے سوال کیا کہ تم ہمارے لئے کیوں اس قد ریاضت ومجاہدات میں مشغول رہے۔ میں نے عرض کیا کہ یا اللہ! آپ کے خوف سے ت اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اگر میں نے تم کو بخشنا نہ ہوتا تو تم پر اس قدر ظاہری وباطنی ذمہ داریاں نہ ڈالی جاتیں۔ اس پر صاحب مراقبہ نے عرض کیا کہ میرے آقا اس کے علاوہ بھی کچھ ارشا ہے تو فرمایا، ہاں پروردگار عالم کی یہ مجھ پر خاص عنایت ہوئی کہ مجھے کہا گیا ہے کہ ہم نے تمہاری مہمانی کے طور پر (قبرستان) میانی صاحب کے تمام گنہگار صاحب ایمان اہل قبو سے اپنا عذاب اٹھالیا ہے۔

(کتاب الحسنات ۱۵۸ بحوالہ مولانا احمد علی لاہوری کے حیرت انگیز واقعات ۳۷۸)

☆ قبر سے خوشبو

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری کی وفات حسرت آیات کے چند روز بعد
شندگان لاہور میں یہ خبر بڑی تیزی سے گشت کر گئی کہ حضرت اقدس کی قبر مبارک کی مٹی
ہک رہی ہے، ہر خاص و عام کی زبان پر یہ چرچا تھا۔ معتمد افراد نے جا کر پتہ لگایا، اس
بارک مٹی کا لیبارٹریوں میں معائنہ اور تجزیہ کیا گیا لیکن یہ معلوم نہ ہوا کہ اس شمیم جانفزا کو
کس چیز سے منسوب کریں لہٰذا یہ بات زبان زد خاص و عام ہو گئی کہ حضرت اقدس مولانا
حمد علی لاہوری کی لحد پاک جنت کی ایک کیاری (روضۃ من ریاض الجنۃ) بن گئی جس طرح
کہ آپ کی حیات مبارک آیت من آیات اللہ تھی۔

(کتاب الحسنات ۱۵۶ بحوالہ مولانا احمد علی لاہوری کے حیرت انگیز واقعات ۳۷۰)

☆ مولانا یوسف بنوری تشریف لائے

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا اپنی آپ بیتی میں لکھتے ہیں کہ یہ نومبر کا مکاشفہ
زیز عبدالحفیظ نے سنایا کہ تو (شیخ الحدیث مولانا زکریا) مجلس میں حاضر تھے، نبی کریم
ﷺ ذرا اونچی جگہ تشریف فرما ہیں.................. حضور ﷺ کے سامنے متعدد کتب ایسی
شما جلد کی رکھی ہیں کہ نگاہیں بھی نہ جمیں، ان میں سب سے اوپر فضائل حج، پھر فضائل
ود، پھر حکایات صحابہؓ اور ان کے نیچے دوسری کتب ہیں۔ تھوڑی دیر میں مولانا (محمد
سف) بنوری نہایت خوش پوشاک ہنستے ہوئے تشریف لائے، ان کے سر پر پشاوری عمامہ
ل سا بندھا ہوا ہے۔ ان کے آنے پر تو (حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا) اٹھا اور معانقہ
۔ مولانا نہایت خوش ہیں تو (حضرت شیخ الحدیث) نے پوچھا کیا گزری؟ انہوں نے
ور اقدس ﷺ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ان کی برکت سے بہت اچھی گزری تو

(حضرت شیخ الحدیثؒ) نے کہا کہ ان کی برکتیں تو سب پر ہیں۔ (آپ بیتی نمبر ۲۲۲/۷)

☆ گورکن کے کپڑے بھی خوشبودار

جس خوش قسمت گورکن نے میانی صاحب کے قبرستان میں حضرت لاہوری کی
قبر مبارک بنائی تھی وہ ابھی زندہ ہے، کافی عمر رسیدہ ہو چکا ہے۔ اس نے بتایا کہ وہ کپڑے
آج بھی میرے پاس رکھے ہوئے ہیں جو اس وقت پہنے ہوئے تھے، جب میں حضرت
لاہوری کی لحد تیار کر رہا تھا۔ گو وہ کپڑے پھٹ گئے، بوسیدہ ہو گئے مگر آج بھی ان کپڑوں
سے خوشبو آتی ہے۔ وہ میں نے بطور تبرک رکھے ہوئے ہیں اور اپنے بچوں کو وصیت کی ہے
کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے انہی کپڑوں کے اندر کفن دینا۔

(خدام الدین یکم دسمبر ۹۵، بحوالہ مولانا احمد علی لاہوری کے حیرت انگیز واقعات ۳۸۱)

☆ مسئلہ ختم نبوت کی جدوجہد نجات کا سبب

مفکر اسلام قائد جمعیت علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود کی وفات کے بعد ایک
عقیدت مند نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ فرمایئے کیسے گزری؟ اس پر آپ نے
فرمایا، ساری زندگی قرآن پاک اور حدیث کی تعلیم میں گزری، اسلامی نظام کے لئے کوشش
وکاوش کی، وہ سب اللہ رب العزت کے ہاں بحمدہٖ تعالیٰ قبول ہوئیں مگر نجات اس محنت کی
وجہ سے ہوئی جو قومی اسمبلی میں مسئلہ ختم نبوت کے لئے تھی۔ ختم نبوت کی خدمت کے صدقے
میں اللہ تعالیٰ نے میری بخشش فرما دی۔ (تذکرہ مجاہدین ختم نبوت ۳۷۳)

☆ جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے گئے

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہٗ کو تدفین کے بعد ایک مجاز نے

دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے:

فتح لہ ابو الجنۃ الثمانیہ

یعنی ان کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے گئے اور صاحب نے دوسرے روز روضہ اقدس پر صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہوئے محسوس کیا گویا حضور اقدس ﷺ فرما رہے ہیں کہ تمہارے شیخ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دی گئی ہے۔ (آپ بیتی وفات ۱۷)

☆لنگڑی ٹانگ یا پھٹے کپڑوں کا حساب

حضرت مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ نے ارشاد فرمایا کہ:

رائے پور میں ایک صاحب رہتے تھے، بے چارے لنگڑے آدمی تھے، کرتا پھٹا ہوا تھا، بے چارے بہت غربت کی حالت میں تھے۔ ان کا انتقال ہوا تو ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ جنت میں جا رہے ہیں۔ دروازہ پر دربان بیٹھا ہے، دربان نے کہا حساب تو دے کر جا۔ انہوں نے کہا، کاہے کا حساب، لنگڑی ٹانگ کا یا پھٹے کپڑے کا، یہ کہہ کر اندر چلے گئے۔ (ملفوظات فقیہ الامت قسط ۶/۱۰۴)

☆اللہ تعالیٰ کے راستے کے غبار کی برکت

حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ کو کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا ہے؟ انہوں نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے۔ خواب دیکھنے والے نے پوچھا، کیا آپ کی بخشش اس علم کی بدولت ہوئی ہے جو آپؒ نے لوگوں میں پھیلایا ہے۔ ارشاد فرمایا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے راستے کا جو غبار میرے حلق میں گیا تھا اس کی وجہ سے میری بخشش ہوئی۔ (فضائل جہاد ۱۵۱)

☆اللہ تعالیٰ کے راستے کی پہرہ داری کی برکت

حضرت عیسیٰ بن مریم ایک قبر پر سے گزرے، اس قبر والے پر عذاب ہو رہا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب اتنا سخت عذاب دیکھا تو انہیں ترس آیا۔ اسی دوران اچانک اس قبر پر رحمت نازل ہونے لگی قبر نور سے بھر گئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس قبر والے سے فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو جا، چنانچہ وہ زندہ ہو گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے پورا ماجرا پوچھا تو وہ کہنے لگا، میرا ایک بھائی اللہ تعالیٰ کے راستے میں پہرے داری میں مصروف ہے۔ اس نے میری طرف سے (جہاد میں) ایک بار اللہ اکبر کہا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور مجھے عذاب سے نکال دیا۔ (فضائل جہاد ۱۶۵)

☆موت کی سختی

حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تم لوگ بنی اسرائیل کی باتیں بیان کیا کرو، اگر ان باتوں میں کچھ عبرت ہو۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا، بنی اسرائیل کے کچھ لوگ ایک قبرستان میں آئے اور انہوں نے کہا کیوں نہ ہم دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ کچھ مردوں کو زندہ فرما دے تاکہ وہ ہمیں موت کے بارے میں بتائیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ابھی وہ دعا کر رہے تھے کہ ایک شخص جس کے سر کے بال کالے اور آنکھوں کے درمیان سجدے کا نشان تھا کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا، اے لوگو! تم کیا چاہتے ہو؟ مجھے مرے ہوئے سو سال گزر چکے ہیں مگر ابھی تک موت کی حرارت مجھ سے دور نہیں ہوئی۔ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے واپس میری سابقہ حالت پر لوٹا دے۔ (ابن ابی شیبہ/ رواہ احمد/ فضائل جہاد ۱۷۳)

☆لنگڑا گھوڑا

حضرت ابو محمد عبداللہ بن زیدؒ فرماتے ہیں کہ

میں عبدالرحمٰن بن ناصر اندلسی کے زمانے میں خندق والے سال جہاد میں نکلا۔ لڑائی میں مسلمانوں کو شکست ہوگئی اور بچ جانے والے مختلف اطراف میں بکھر گئے، میں بھی بچ جانے والوں میں شامل تھا، میں دن کو چھپ جاتا تھا اور رات کو چلتا تھا۔ ایک رات میں اچانک ایک ایسے لشکر میں پہنچ گیا جس نے پڑاؤ ڈالا ہوا تھا۔ ان کے گھوڑے بندھے ہوئے تھے، آگ جل رہی تھی اور جگہ جگہ قرآن پاک کی تلاوت ہو رہی تھی۔ میں نے شکر ادا کیا کہ مسلمانوں کے لشکر میں پہنچ گیا ہوں۔ چنانچہ میں ان کی طرف چل پڑا۔ اچانک میری ملاقات ایک نوجوان سے ہوئی، اس کا گھوڑا بندھا ہوا تھا اور وہ سورۃ بنی اسرائیل کی تلاوت کر رہا تھا۔ میں نے اسے سلام کیا، اس نے جواب دے کر کہا، کیا آپ بچ جانے والوں میں سے ہیں۔ میں نے کہا جی ہاں۔ اس نے کہا، آپ بیٹھئے اور آرام کیجئے۔ پھر وہ میرے پاس بے موسم کے انگور، دو روٹیاں اور پانی کا پیالہ لے کر آیا، میں نے ایسا لذیذ کھانا کبھی نہیں کھایا تھا۔ پھر اس نے کہا، کیا آپ سونا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں۔ اس نے اپنی ران پر میرا سر رکھا اور میں سو گیا، یہاں تک کہ سورج کی شعاعوں نے مجھے جگایا۔ میں نے دیکھا کہ اس میدان میں کوئی بھی نہیں ہے اور میرا سر ایک انسانی ہڈی کے اوپر پڑا ہوا ہے۔ میں سمجھ گیا کہ وہ سب شہداء کرام تھے۔ میں اس دن چھپا رہا، جب رات ہوئی تو پھر میں نے دیکھا کہ ایک لشکر وہاں سے گزر رہا ہے اور وہ گزرتے ہوئے مجھے سلام کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے آگے بڑھ جاتے تھے۔ ان سب کے آخر میں ایک آدمی لنگڑے گھوڑے پر سوار تھا، اس نے مجھے سلام کیا تو میں نے کہا اے بھائی! یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے کہا، یہ

شہداء ہیں اور اپنے گھر والوں سے ملنے جا رہے ہیں۔ میں نے کہا، تمہارا گھوڑا لنگڑا کیوں ہے؟ اس نے کہا، اس گھوڑے کی قیمت میں سے میرے ذمے دو دینار باقی ہیں۔ میں نے کہا، اللہ کی قسم! اگر میں مسلمانوں کے ملک پہنچ گیا تو تمہارے یہ دو دینار ادا کر دوں گا۔ یہ گھڑ سوار گھوڑا چلاتا ہوا لشکر میں شامل ہو گیا، پھر وہ واپس لوٹا اور اس نے مجھے اپنے پیچھے بٹھا لیا۔

جب صبح مرغوں کی اذان سنائی دی تو ہم مدینہ سالم نامی جگہ پہنچ چکے تھے۔ اس شہر اور اس جگہ جہاں سے میں سوار ہوا تھا کے درمیان دس دن کی مسافت تھی۔ اس شہید نے مجھے کہا، تم اس شہر میں چلے جاؤ، میں اسی میں رہتا تھا، وہاں جا کر تم محمد بن یحییٰ غافقی کے گھر کا پوچھنا، اس گھر میں جا کر تم میری بیوی جس کا نام فاطمہ بنت سالم ہے کو میرا سلام کہنا اور اسے یہ پیغام دینا کہ طاقچے میں ایک تھیلی ہے جس میں پانچ سو دینار رکھے ہوئے ہیں۔ تم ان میں سے دو دینار فلاں آدمی کو پہنچا دو کیونکہ میرے ذمے گھوڑے کی قیمت میں سے یہ دو دینار باقی ہیں۔ میں شہر میں داخل ہوا اور میں نے اس کے کہنے کے مطابق کیا۔ اس کی بیوی نے وہ تھیلی نکالی، پھر مجھے کھانا کھلایا اور دس دینار دے کر کہا، یہ سفر میں آپ کے کام آئیں گے۔

(شرح دیباجۃ الرسالہ/۴۳۶)

☆

محمود وراقؒ فرماتے ہیں کہ:

ہمارے ساتھ ایک کالے رنگ کا مبارک نامی شخص تھا۔ ہم اسے کہتے تھے کہ اے مبارک! کیا آپ شادی نہیں کرتے تو وہ کہتے تھے، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ حور عین سے میری شادی کر دے۔ محمودؒ فرماتے ہیں کہ ہم جہاد میں نکلے ہوئے تھے کہ

دشمنوں نے ہم پر حملہ کر دیا، اس میں مبارک شہید ہو گیا۔ ہم نے اسے دیکھا تو اس کا سر الگ پڑا ہوا تھا اور باقی جسم الگ اور اس کے ہاتھ اس کے سینے کے نیچے تھے۔ ہم اس کے پاس کھڑے ہوئے اور ہم نے کہا، اے مبارک! اللہ تعالیٰ نے کتنی حوروں سے آپ کی شادی کرائی ہے؟ انہوں نے اپنا ہاتھ سینے کے نیچے سے نکالا اور تین انگلیاں بلند کر کے اشارہ کیا کہ تین حوروں سے شادی ہوئی ہے۔ (روض الریاحین)

☆ شہید نے رومی کا سر اڑا دیا

ابوعمران الجونی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا۔ انہوں نے فرمایا:
مسلمانوں میں ایک شخص بطال نامی تھا، وہ رومیوں کے علاقے میں چلا جاتا اور ان کا حلیہ اپنا لیتا اور اپنے سر پر انہیں کی ٹوپی پہن کر انجیل گلے میں لٹکا لیتا تھا۔ پھر اگر اسے دس سے پچاس تک رومی کہیں مل جاتے تو انہیں قتل کر دیتا تھا اور اگر اس سے زیادہ ہوتے تو انہیں کچھ نہیں کہتا تھا۔ چونکہ رومی اسے اپنا پادری سمجھتے تھے اس لئے اسے کچھ نہیں کہتے تھے۔ اس طرح سے سالہا سال تک وہ رومیوں کے اندر گھس کر یہ خفیہ کاروائیاں کرتا رہا۔ ہارون الرشید کے زمانے میں وہ واپس آیا تو ہارون الرشید نے اسے بلایا اور فرمایا، اے بطال! رومیوں کے ملک میں جو سب سے عجیب واقعہ تمہارے ساتھ پیش آیا وہ سناؤ۔ اس نے کہا، حاضر اے امیر المومنین، لیجئے سنئے:

میں ایک بار کسی سبزہ زار سے گزر رہا تھا کہ ایک نیزہ بردار مسلح شہسوار میرے پاس آیا اور اس نے مجھے سلام کیا، میں سمجھ گیا کہ یہ مسلمان ہے میں نے اسے جواب دیا۔ اس نے مجھے کہا، کیا آپ بطال کو جانتے ہیں؟ میں نے کہا، میں بطال ہوں تمہیں کیا کام ہے؟ اس نے گھوڑے سے اتر کر مجھے گلے لگایا اور میرے ہاتھ پاؤں چومے اور کہا میں اس لئے

آیا ہوں تا کہ زندگی بھر آپ کا خادم بن کر رہوں۔ میں نے اسے دعا دی اور ساتھ لے لیا۔ ایک بار ہم جا رہے تھے کہ رومیوں نے ہمیں دور ایک قلعے سے دیکھ لیا۔ وہاں سے چار مسلح سپاہی گھوڑے دوڑاتے ہوئے ہماری طرف بڑھے۔ اس نوجوان نے کہا، اے بطال! مجھے اجازت دیجئے کہ میں ان کا مقابلہ کروں۔ میں نے اجازت دے دی، وہ ان کے مقابلے پر نکلا اور تھوڑی دیر کے مقابلے کے بعد شہید ہو گیا۔ وہ چاروں میری طرف حملہ کرنے کے لئے بڑھے اور کہنے لگے، تم خود کو بچاؤ اور جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ چھوڑ جاؤ۔ میں نے کہا، میرے پاس تو یہی ٹوپی اور انجیل ہے، اگر تم مجھ سے لڑنا چاہتے ہو تو مجھے مہلت دو تا کہ میں اپنے ساتھی کا اسلحہ پہن لوں اور اس کے گھوڑے پر سوار ہو جاؤں۔ انہوں نے کہا، ٹھیک ہے تمہیں اجازت ہے۔ میں جب تیار ہو گیا تو وہ پھر آگے بڑھے، میں نے کہا، یہ کیسا انصاف ہے کہ چاروں مل کر ایک پر حملہ کر رہے ہو، تم بھی ایک ایک کر کے میرا مقابلہ کرو۔ انہوں نے کہا، تم ٹھیک کہتے ہو، چنانچہ وہ ایک ایک کر کے میرے مقابلے پر آتے رہے، میں نے تین کو تو مار گرایا مگر چوتھے کے ساتھ مقابلہ سخت رہا۔ لڑتے لڑتے ہمارے نیزے، تلواریں اور ڈھالیں ٹوٹ گئیں، پھر دونوں میں کشتی شروع ہو گئی مگر کوئی غالب نہ آ سکا۔ میں نے اسے کہا، اے رومی! میری نماز قضا ہو رہی ہے اور تمہاری عبادت بھی چھوٹ رہی ہو گی تو کیوں نہ ہم اپنی اپنی عبادت کو ادا کریں اور رات کو آرام کریں اور کل صبح پھر مقابلہ کریں۔

اس نے کہا یہ ٹھیک ہے۔ وہ خود ایک پادری تھا۔ ہم نے ایک دوسرے کو چھوڑ دیا، میں نے اپنی نمازیں پڑھیں اور وہ کافر بھی کچھ کرتا رہا۔ سوتے وقت اس نے کہا، تم عرب لوگ دھوکے باز ہوتے ہو، پھر اس نے دو گھنٹیاں نکالیں۔ ایک اپنے کان پر اور ایک میرے کان پر باندھ دی اور کہا، تم اپنا سر میرے اوپر اور میں اپنا سر تمہارے اوپر رکھوں گا، ہم میں سے جو بھی حرکت کرے گا اس کی گھنٹی بجے گی تو دوسرا متنبہ ہو جائے گا۔ میں نے کہا

ٹھیک ہے۔ صبح میں نے نماز پڑھی اور وہ کافر کچھ کرتا رہا۔ پھر ہم کشتی میں مشغول ہو گئے، میں نے اسے پچھاڑ دیا اور اس کے سینے پر بیٹھ کر اسے ذبح کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے کہا، اس بار مجھے چھوڑ دو تا کہ ہم پھر مقابلہ کریں۔ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب دوبارہ مقابلہ ہوا تو میرا پاؤں پھسل گیا، وہ مجھے گرا کر میرے سینے پر بیٹھ گیا اور اس نے خنجر نکال لیا۔ میں نے کہا، میں تمہیں ایک بار موقع دے چکا ہوں، کیا تم مجھے موقع نہیں دو گے؟ اس نے کہا، ٹھیک ہے اور مجھے چھوڑ دیا۔ تیسری باری کی لڑائی میں اس نے مجھے پھر گرا دیا اور میرے کہنے پر مجھے چھوڑ دیا۔ جب چوتھی بار اس نے مجھے گرایا تو کہنے لگا، میں تمہیں پہچان چکا ہوں کہ تم بطال ہو، اب میں تمہیں لازماً ذبح کروں گا اور زمین کو تجھ سے راحت دوں گا۔ میں نے کہا، اگر میرے اللہ نے مجھے بچانا چاہا تو تم نہیں مار سکو گے۔ اس نے کہا، تم اپنے رب کو بلاؤ کہ وہ تمہیں مجھ سے بچائے۔ یہ کہہ کر اس نے خنجر بلند کیا تا کہ میری گردن پر وار کرے۔ اے امیر المومنین! اسی وقت میرا شہید ساتھی اٹھا اور اس نے تلوار مار کر اس رومی کا سر اڑا دیا اور اس نے یہ آیت پڑھی:

لا تحسبن الذی قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتاً بل احیاء.

''تم شہیدوں کو مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ تو زندہ ہیں۔''

پھر وہ دوبارہ گر گیا۔ یہ وہ عجیب ترین واقعہ ہے جو میں نے اپنی زندگی میں دیکھا ہے۔ (فضائل جہاد ۴۴۸)

☆فرشتوں کے پروں کا سایہ

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ:

جب میرے شہید والد کو حضور اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا اور ان کے ناک، کان مشرکوں نے کاٹ دیئے تھے تو میں نے ارادہ کیا کہ ان کے چہرے سے کپڑا ہٹاؤں تو لوگوں نے مجھے منع کر دیا۔ اسی دوران ایک چیخنے والی عورت کی آواز سنائی دی۔ لوگوں نے کہا، یہ عمرو کی بیٹی یا بہن ہے۔ اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تم کیوں روتی ہو، ابھی تک فرشتوں نے ان پر (یعنی شہید پر) اپنے پروں کا سایہ کیا ہوا ہے۔ (فضائل جہاد ۴۵۳)

☆ ......☆...... ☆

ہماری چند اہم مطبوعات